بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الخصائص الکبریٰ

مصنف

علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و ترتیب

مولانا عبدالاحد قادری

ممتاز اکیڈمی

فضل بک مارکیٹ ۰ چوک اردو بازار لاہور

الخصائص الکبریٰ

مصنّف

علامہ امام جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین مولانا عبد الاحد قادری

جلد اوّل

ممتاز اکیڈمی

فضل الٰہی مارکیٹ چوک اُردو بازار لاہور

نام کتاب: الخصائص الکبریٰ (جلد اول)

مصنف: حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وتدوین: مولانا محمد عبدالاحد قادری

پروف ریڈنگ: محمد فاروق صدیقی

صفحات: 424

ہدیہ:

باہتمام شکیل ممتاز

ناشر: ممتاز اکیڈمی۔ فضل الٰہی مارکیٹ
چوک اردو بازار، لاہور
فون نمبر: 7223506-7230718

نوٹ

قارئین سے درخواست ہے کہ ہماری تمام تر کوشش (اچھی پروف ریڈنگ، معیاری پرنٹنگ) کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ کہیں کوئی لفظی غلطی یا کوئی اور خامی رہ گئی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس غلطی یا خامی کو دور کیا جائے۔ شکریہ! (ادارہ)

حسن ترتیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت محمد ﷺ

✿ اول الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء پر آپ کی نبوت پر مقدم ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اس آیت کریمہ "وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ" (ترجمہ: "یاد کرو محبوب! جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا۔") تفسیر کے تحت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: "میں پیدائش میں "اول النبیین" اور بعثت میں ان کے بعد ہوں مگر میرے منصب نبوت کو ان سے پہلے ظاہر فرمایا گیا۔

﴿ابن ابی حاتم فی التفسیر، ابونعیم، دلائل النبوۃ﴾

حضرت سہل بن صالح ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوجعفر محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضور نبی کریم ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے کس طرح مقدم ہیں حالانکہ آپ ﷺ سب کے بعد مبعوث ہوئے؟ تو انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے جب بنی آدم کو ان کی پشتوں سے نکال کران سے وعدہ لیا اور ایک کو دوسرے پر گواہ بنا کے فرمایا: "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" (ترجمہ: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔) اس وقت نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے جواب میں فرمایا: "بَلٰی" (ہاں) ایک وجہ انبیاء علیہم السلام پر تقدیم کی یہ بھی ہے۔ یہ بات دوسری ہے کہ آپ ان سب کے بعد مبعوث ہوئے۔

﴿کتاب الامالی﴾

حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ کی نبوت کب سے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی روح و جسم کے درمیان تھے۔"

﴿احمد، بخاری، حاکم، بیہقی﴾

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ام الکتاب میں اس وقت بھی خاتم النبیین تھا جب حضرت آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھے۔

﴿احمد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ کیلئے نبوت کب سے لازم کی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس وقت جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کی اور ان کے جسم میں روح پھونکی۔"

﴿حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! آپکی نبوت کب سے ثابت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان میں تھے۔''

﴿بزار، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کو نبوت کب عطا فرمائی گئی؟ تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ابھی آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں ہی تھے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن ابی الجدعاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کی نبوت کب سے ہے؟ فرمایا: ''اس وقت سے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام روح وجسد کے درمیان تھے۔''

﴿ابن سعد﴾

حضرت مطرف بن عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ کی رسالت کب سے ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس وقت جب ابوالبشر روح اور مٹی کے درمیان تھے۔''

﴿ابن سعد﴾

حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ کو کس وقت نبوت سے نوازا گیا؟ آپ نے فرمایا: ''جبکہ حضرت آدم علیہ السلام روح وجسد کے درمیان تھے۔ جس وقت کہ مجھ سے میثاق لیا گیا۔''

﴿ابن سعد﴾

ایک اعرابی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ کی نبوت کی سب سے پہلی بات کون سی تھی؟ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے میثاق لیا، جس طرح کہ تمام نبیوں سے ان کا میثاق لیا۔ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور میری ولادت سے قبل میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے جسم سے ایک نور ظاہر ہوا ہے جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے۔''

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

تمام کائنات کے رسول:

حضرت شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ''لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ'' میں اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ نبی کریم ﷺ کی عظمت وتوقیر اور آپ ﷺ کے مرتبہ اعلیٰ کے بیان میں اس قدر واضح ہے کہ اس میں قطعاً تعقید وابہام نہیں۔ بایں ہمہ اس تقدیر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اگر حضور نبی کریم ﷺ نبیوں کے زمانے میں تشریف لے آئیں تو آپ ﷺ ان سب کی طرف رسول ہوں گے تو گویا آپ ﷺ کی نبوت اور آپ کی رسالت حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے قیامت تک کی تمام مخلوق کیلئے عام ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی ساری امتیں آپ ﷺ کی امت ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ

کا یہ ارشاد کہ "بُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ کَافَّةً" (ترجمہ: میں تمام نوع انسانی کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔) یہ ارشاد آپ ﷺ کے زمانہ رسالت سے زمانہ قیامت تک کے لوگوں کیلئے خاص نہیں بلکہ آپ ﷺ سے قبل کے لوگوں کیلئے بھی محیط ہے اور یہی بات حضور نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد پر ظاہر ہے:

کنت نبیا و ادم بین الروح والسجد

ترجمہ: "میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام روح وجسم کے درمیان تھے۔"

اور اگر کوئی اس کی تفسیر یہ کرے کہ "اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ مستقبل میں نبی ہوں گے۔" تو یہ تفسیر مناسب نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں اس حقیقت ثابتہ تک رسائی نہیں ہوئی۔ اس لیے کہ علم خداوندی تمام اشیاء کو محیط ہے اور نبی کریم ﷺ نے اپنی نبوت کی جو حقیقت بیان فرمائی۔ اس کا مفہوم یہ متعین ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت اس وقت بھی تھی۔ یہی وجہ تو ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آنکھ کھولتے ہی حضور نبی کریم ﷺ نام نامی اسم گرامی عرش الٰہی پر "محمد رسول اللہ" (ﷺ) لکھا دیکھا۔ لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ آپ ﷺ کی نبوت تکمیل وتخلیق حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے تھی اور اگر صرف علم الٰہی میں آپ ﷺ کا نبی ہونا مانا جائے یعنی یہ کہ آپ آئندہ ایک وقت مقررہ پر نبی ہوں گے۔ تو یہ معنی مراد لینے سے نبی کریم ﷺ کی کوئی خصوصیت ثابت نہیں ہوتی حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام روح وجسم کے درمیان میں تھے۔" اس لیے کہ علم الٰہی میں تو تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوتیں اس وقت بھی تھیں اور اس سے پہلے بھی تھیں۔ اس میں حضور نبی کریم ﷺ ہی کیا کیا تخصیص ہے؟ حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا تذکرہ اسی لیے فرمایا کہ آپ ﷺ کی امت کو پتہ چل جائے کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو کس قدر مرتبہ اعلیٰ سے نوازا ہے اور آپ ﷺ کی نبوت تمام نبیوں کی پیدائش سے بھی پہلے موجود اور متعین تھی۔

اعتراض:

شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اب اگر تم یہ اعتراض کرو کہ میں اس خصوصی قدر ومنزلت کو سمجھنا چاہتا ہوں تو اس کی تشریح یہ ہے کہ نبوت ایک وصف ہے اور وصف کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے موصوف کے ساتھ موجود ہو حالانکہ وصف نبوت کا بیان ولادت کے چالیس سال بعد ہوا ہے تو پھر اس سے ماقبل یا بعثت سے پہلے کے زمانہ کو اس کے ساتھ کیسے متصف کر سکتے ہیں اور اگر یہ بات آپ کیلئے صحیح درست ہے تو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے بھی یہ بات صحیح ودرست ہوگی؟

جواب:

اس اعتراض کا جواب میں یہ دیتا ہوں کہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارواح کو اجسام سے پہلے پیدا کیا، پس قرین صواب ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد کہ "کُنْتُ نَبِیًّا" اپنی روح یا اپنی حقیقت کی طرف اشارہ ہوا اور حقائق کے ادراک سے ہماری عقلیں عاجز وقاصر ہیں۔

بلاشبہ تمام حقائق کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا یا پھر مشیت خداوندی کے تحت جزوی طور پر کچھ اُن کو بھی بتا دیا جاتا ہے جن کی نورِ الٰہی سے مدد کی جاتی ہے۔ پھر ان حقائق کے انکشاف و اظہار میں یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس حقیقت کو جس وقت اور جس قدر مناسب ہوتا ہے ظاہر فرما دیتا ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی حقیقت کو ممکن ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ہی یہ وصف اس طرح عطا فرما دیا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تخلیق ہی اس کے ساتھ فرمائی ہو اور آپ نبی ہو گئے ہوں اور آپ ﷺ کا اسم گرامی عرش پر لکھا ہو، اور رسالت و بعثت آپ ﷺ کو دے دی گئی ہو تا کہ تمام فرشتے اور مخلوق جان لے کہ خدا کے نزدیک آپ ﷺ کی کیسی عزت ہے۔

لہٰذا آپ کی حقیقت اس وصف کے ساتھ اس وقت موجود تھی اگرچہ آپ کا وہ جسم اقدس جو اس وصفت سے متصف ہے متاخر ہے۔ اس میں شک و شبہ نہیں کہ آپ ﷺ کی بعثت، آپ ﷺ کے خصائص نبوت اور آپ ﷺ کا منصب رسالت اس عالم آب و گل جسے عالم الانفس سے تعبیر کیا جاتا ہے تمام انبیاء کرام سے متاخر ہے لیکن عالم غیب و عالم ارواح میں آپ سب سے مقدم ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ جو لوگ اہل کرامت سے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان میں کرامت کا فیضان اس عالم مادی میں ان کے وجود میں آنے کے بعد کیا ہو۔

بہر حال اس میں شبہ نہیں کہ ہر ظہور پذیر چیز کا تمام اور تفصیلی علم اللہ رب العالمین کو ازل سے ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے اس علم کے بارے میں بہت ہی کم، ذرہ اور کائنات کی نسبت کے مطابق جانتے ہیں اور اسی لحاظ سے انسان کو مکلف بنایا گیا تا کہ ہم بساط بھر معرفت حاصل کر کے خالق و مخلوق سے اپنے تعلق کو سمجھ کر عدل و اعتدال کے ساتھ دونوں کے حقوق ادا کرتے رہیں۔ اکتساب علم کے دو ذریعے ہیں:

ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ ہم کو دلائل و براہین کے ذریعہ کچھ معلوم ہو یعنی معلوم سے علت کو جائیں اور دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ اس کیلئے کسی دلیل و برہان کی ضرورت پیش نہ آئے بلکہ وہ ظاہر و عیاں ہو لیکن ان دونوں ذریعوں کے مابین اللہ تعالیٰ کے عمل تکوینی یا تخلیقی کے کچھ واسطے ہیں۔ ان میں سے کچھ واسطے افعال الٰہیہ کے ظہور کے بعد مخلوق پر ظاہر ہوتے ہیں اور کچھ ایسے وسائط ہیں جو اس محل فعل کو کمال تک پہنچاتے ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ یہ افعال کسی مخلوق پر ظاہر ہوں لیکن ہر فعل الٰہی محل انفعال کو ان کمالات تک پہنچاتے ہیں جو اس محل میں اس کی خلقت کے اعتبار سے اس میں ودیعت کر دیئے گئے ہیں اور آخر کار محل فعل (مفعول) کو وہ کمال حاصل ہو جاتا ہے جو اس کی تخلیق میں ودیعت کر دیا گیا ہے۔ لیکن یہ وسائط علمی انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے مخصوص ہیں۔ عوام ان کے حصول سے محروم ہیں جس طرح حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کا علم قوموں کو جبھی ہوا جبکہ آپ پر قرآن کریم نازل ہوا اور پہلی مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام قرآن لے کر آئے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کے افعال سے ایک فعل ہے جو اس کی معلومات کا ایک جز ہے اور اس کی قدرت کے آثار اس کے ارادے اور اس کے اختیار جو کسی خاص فعل کے ساتھ وابستہ ہوں، اس کا ایک حصہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ ﷺ ''خیر الخلق'' ہیں لہٰذا کسی مخلوق کا کمال آپ ﷺ کے

کمال سے برتر نہیں اور نہ کسی کا مقام آپ کے مقام سے اعلیٰ تر ہے۔ یہ بات ہم نے صحیح حدیث کے ذریعہ جانی کہ یہ کمال آپ ﷺ کو تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے حاصل تھا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے عطا فرمایا۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد و پیمان لیے تاکہ وہ سب جان لیں کہ آپ ﷺ ان پر مقدم ہیں اور آپ ان کے بھی نبی اور رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو عہد اور میثاق لیا ہے اس میں آپ کا ہی کا خلیفہ بنانا بیان کیا گیا ہے اور اس کا مقصود آپ ہی کی ذات ہے۔ اسی بناء پر آیہ کریمہ "لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ" میں لام قسم کیلئے آیا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام سے جو عہد و پیمان لیا گیا، گویا وہ اس بیعت کی مانند ہے جو خلفاء کے نائبوں سے بوقت استقرار خلافت لی جاتی ہے اور عین ممکن ہے کہ نائبین سے جو حلف لیا جاتا ہے وہ اسی کی اصل بھی ہو۔ اب نبی کریم ﷺ کی عظمت شان اور رفعت مقام پر غور کیجئے:

جو بارگاہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔ غور و تدبر کے بعد آپ کی سمجھ میں آجائے گا کہ رسول اللہ ﷺ "سردار انبیاء" اور "امام الرسل" ہیں اور اس کا ظہور آخرت میں ہوگا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے جس طرح شب معراج میں حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی امامت فرمائی تھی۔ مسئلہ کی وضاحت اور زیر بحث گفتگو مزید ذہن نشین کرنے کیلئے فرض کیجئے کہ اگر آپ ﷺ حضرت آدم علیہ السلام یا حضرت نوح علیہ السلام یا حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضرت موسیٰ علیہ السلام، یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانوں میں سے کسی کے زمانے میں اس دنیا میں تشریف لے آتے تو ان پر اور ان کی امتوں پر واجب ہو جاتا کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور اتباع کریں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارواح انبیاء علیہم السلام سے عہد و پیمان لیا کہ آپ ﷺ کی نبوت سب پر محیط اور آپ ﷺ کی بالادستی سب پر قائم ہے۔ یہ حیثیت آپ ﷺ کو معنوی طور پر حاصل ہے۔

بلاشبہ یہ بات آپ ﷺ کے ساتھ ان کے اجتماع پر موقوف ہے اور اس بات میں تاخیر ان کے وجود کی طرف راجع ہے نہ کہ ان کے عدم اتصاف کی جانب۔ جیسا کہ اس کا اقتضاء ہے کیونکہ یہ دو باتیں الگ الگ ہیں۔ ایک یہ کہ فعل کا اس بات پر موقوف ہونا کہ فعل کے محل میں قبول فعل کی صلاحیت ہے یا نہیں اور دوسری بات یہ کہ فاعل میں یہ اہلیت ہے کہ نہیں کہ وہ محل میں صلاحیت قبول فعل پیدا کرے۔ ان دونوں باتوں کے مابین ایک عظیم فرق ہے لہٰذا اس جگہ نہ تو فاعل کی جہت سے توقف ہے اور نہ نبی کریم ﷺ کی ذات شریفہ کی جہت سے توقف ہے بلکہ وجود زمانہ کی جہت ہے کہ وہ فعل اس پر مشتمل ہے موقوف ہے۔

اب اگر یہ بات ان کے زمانے میں پائی جائے تو بلاشبہ آپ ﷺ کا اتباع ان پر لازم آتا ہے۔ اسی بناء پر آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کی شریعت پر آئیں گے اگرچہ آپ علیہ السلام اپنے حال پر نبی ورسول ہوں گے۔ ایسا نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس امت کے ایک امتی بن کر آئیں گے۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کی امت کے ایک فرد ہیں۔ جیسا کہ ہم نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کا اتباع کریں گے اور

ہمارے نبی کریم ﷺ کی شریعت پر قرآن وسنت کے تحت حکم فرمائیں گے اور اوامر انواہی سے ہر اس چیز کا حکم فرمائیں گے جو حضور نبی کریم ﷺ کی امت سے متعلق ہے جس طرح کہ تمام امتوں سے متعلق ہوتا ہے۔ بایں ہمہ وعلیٰ حالہٖ باعظمت نبی ہیں اور ان کی نبوت اور شرف نبوت سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر رسول اللہ ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضرت نوح علیہ السلام یا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانوں میں مبعوث ہوتے تو وہ تمام انبیاء کرام اپنی اپنی نبوت ورسالت پر جوان کی امتوں کی طرف ہے برقرار رہتے اور ہمارے نبی کریم ﷺ ان سب کے اوپر نبی ہوتے اور آپ کی رسالت انبیاء کرام اور ان کی امتوں سب پر ہوتی۔ لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت ورسالت عام تر، شامل تر اور عظیم تر ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتوں کے ساتھ اصول میں نبی کریم ﷺ کی شریعت متفق ہے، اسی لیے شرائع کے اصول میں اختلاف نہیں ہوتا ہے۔ اب رہا رسول اللہ ﷺ کی شریعت مطہرہ کا تقدم، ان مسائل میں جو فروعات سے تعلق رکھتے ہیں اور جن اختلاف کا وقوع ہے خواہ یہ اختلاف بر سبیل تخصیص ہو یا بسبیل نسخ، تو یہ نسخ ہے نہ تخصیص، بلکہ ان اوقات میں ان امتوں کی نسبت سے جن میں ان کے انبیاء احکام لائے، درحقیقت حضور نبی کریم ﷺ کی ہی شریعت تھی اور اس زمانے میں ان امتوں کی طرف منسوب ہونے سے ان کی شریعت کہلائی گئی لہٰذا اختلاف اشخاص وزمانہ کے اعتبار سے فروعی احکام میں اختلاف ہے۔

اس تقریر سے ہمیں ان دونوں حدیثوں کا مطلب واضح طور پر معلوم ہوگیا، اس سے پہلے ہم پر اس کا مفہوم مخفی تھا۔

حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔'' اس کا مطلب ہم نے بے شک یہ لیا تھا کہ اس سے مراد وہ امت ہے جو آپ ﷺ کے زمانے سے قیامت تک ہوگی، مگر اب یہ علم ہوا کہ تمام نوع انسانی آپ کے حلقہ رسالت میں شامل ہے، قطع نظر اس سے کہ عہد ماقبل میں گزر چکی ہے یا زمانہ بعد میں آئے۔ دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی روح وجسم کے درمیانی مرحلہ میں تھے۔

اس کا مطلب ہم یہ سمجھے ہوئے تھے کہ علم وارادۂ الٰہی میں آپ ﷺ نبی تھے مگر اب یہ ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد مزید فضل وکمال اور عالمگیر رسالت اور ہمہ وقتی نبوت اور مطلق وبے قید زمانے کیلئے پیغمبری کا حامل ہونا ہے اور بلاشک یہی فرق اس حالت کے مابین جو حضور نبی کریم ﷺ کے عالم اجسام میں جلوہ فرما ہونے اور خاکدان عالم کی ظلمتوں کو جمال جہاں آرا کی رابشوں سے منور فرماتے اور شیر خوار و طفلی کے مراحل سے گزر کر جوان ہونے تک اور اس کے بعد عمر شریف کے چالیس سال پورے ہونے پر آپ کی بعثت اور اس کے ابلاغ کے درمیان نسبت ہے۔

تو یہ نسبت نہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہے نہ لوگوں کی طرف، اگر لوگ اس سے پہلے سننے کے قابل ہوتے بلکہ شرائط پر احکام کو معلق کرنا کبھی محل قبولیت کے اعتبار سے ہوتا ہے اور کبھی فاعل مجری

کے سبب سے تو اس جگہ محل قبولیت کے لحاظ سے تعلیق ہے اور وہ آپ ﷺ کی نوع انسانی کی طرف بعثت اور ان پر ابلاغ کرنا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے جسمانی وجود کا ان کی نظروں کے سامنے ہونا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک باپ کسی شخص کو اپنی لڑکی کے نکاح کیلئے اس شرط کے ساتھ وکیل بنائے کہ جب کوئی کفو ملے تو نکاح کر دینا اور وکیل کفو ملنے پر اس لڑکی کا نکاح کر دے تو یہ وکالت صحیح ہے اور وہ شخص ایسی وکالت کا اہل ہے اور کبھی فاعل ''مُجرِیٰ'' کا وقوف کفو کے وجود پر ہوتا ہے اور کفو ایک عرصہ کے بعد میسر آتا ہے تو ایسی صورت میں جو کچھ توقف و تاخیر ہوئی اس سے وکالت کی صحت اور وکیل کی اہلیت میں حرج نہیں آتا۔

﴿علامہ سبکی = التعظیم والمنة فی لتؤمنن به والتنصرنه﴾

ملکوتِ اعلیٰ پر نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوگئی تو انہوں نے التجاء کی:

''اے میرے رب مجھے محمد ﷺ کے صدقہ بخش دے۔''

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم نے محمد ﷺ کو کس طرح جانا؟'' عرض کیا: ''جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور میرے جسم میں جان ڈالی، میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ عرش اعلیٰ کے ستونوں پر **"لا اله الا الله محمد رسول الله"** لکھا ہوا تھا تو میں نے جان لیا کہ جس ذات اقدس کا نام نامی تیرے اسم گرامی کے ساتھ مکتوب ہے یقیناً وہ تیری بارگاہ میں دیگر ساری مخلوق سے اعلیٰ و محترم ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے آدم! تم نے ٹھیک سمجھا، اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں نہ تم کو پیدا کرتا نہ کائنات کو۔''

✿ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لو لاک لما خلقت الا فلاک

اس حدیث قدسی کے یہی معنی ہیں یعنی یہ تمام کائنات اور عالم اجساد صدقہ ہے وجودِ مسعود محمد رسول اللہ ﷺ کا۔

﴿حاکم، بیہقی، طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت آدم علیہ السلام کی شیث علیہ السلام کو وصیت:

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو انبیاء و مرسلین کی گنتی کے برابر لاٹھیاں عطا فرمائیں۔ یہ تعین نہیں کیا جا سکتا کہ وہ لاٹھیاں کتنی اور کیسی تھیں۔ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اے میرے بیٹے! میرے بعد تم میرے قائم مقام ہو، تو اس منصب و خلافت کو **"عمارة التقویٰ اور عروة الوثقی"** کے ساتھ اور جب تم اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر کرو تو اس کے ساتھ ''محمد رسول اللہ ﷺ'' کا بھی نام لینا اور ذکر

کرنا۔ کیونکہ میں نے عرش الٰہی کے ستونوں پر آپ ﷺ کا نام نامی اس وقت لکھا دیکھا جبکہ میں روح ومٹی کے درمیان میں تھا۔ اس کے بعد مجھے آسمانوں پر پھیرایا گیا تو میں نے آسمان میں ہر جگہ اور ہر مقام پر محمد ﷺ لکھا دیکھا۔ پھر میرے رب نے مجھے جنت میں ٹھہرایا تو میں نے جنت میں ہر محل اور ہر دریچہ پر اسم محمد ﷺ تحریر دیکھا اور میں نے نام محمد ﷺ کو حور العین کی پیشانیوں پر اور جنت کے ہر درختان سبز پر اور درخت طوبیٰ کے ہر پتہ پر اور "سدرۃ المنتہیٰ" کے ہر ورق پر اور پردوں کے ہر گوشے پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے تو تم اس اسم گرامی کا کثرت سے ذکر کرنا کیونکہ فرشتے اس کا ورد کرتے ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "شب معراج جب میں لامکاں کی سیر کو گیا تو میں نے عرش الٰہی کے ستونوں پر یہ الفاظ لکھے ہوئے دیکھے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيَّدْتُهٗ بِعَلِيٍّ" (ترجمہ: خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں، بے شک ان کی سربلندی کے ساتھ تائید کی۔")

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "معراج کی شب مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا تو ہر آسمان پر میں نے یہ الفاظ لکھے ہوئے دیکھے: "محمد اللہ کے رسول اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے خلیفہ ہیں۔"

﴿ابو یعلی، طبرانی، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب مجھے معراج کی شب آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے ہر آسمان پر اپنا نام محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا۔"

﴿بزاز﴾

دار قطنی، ابن عساکر، حاکم اور ابونعیم رحمہم اللہ وغیرہ جیسے اجلہ اکابر محدثین نے بڑی صراحت و وضاحت کے ساتھ اپنی اپنی تصانیف میں اس امر کی وضاحت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شب معراج اپنا اسم گرامی عالم بالا میں ہر مقام پر تحریر شدہ دیکھا۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "شب معراج مجھے سیر کراتے ہوئے عرش پر لے گئے تو وہاں کے سبز پردوں پر سفید نورانی حروف سے میں نے لکھا ہوا دیکھا: "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر ن الصدیق، عمر الفاروق، عثمان ذو النورین"

﴿دار قطنی، خطیب، ابن عساکر﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے دروازوں پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا ہے۔

﴿ابونعیم حلیۃ الاولیاء﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے حضرت

عیسیٰ علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور تمہاری امت میں سے جو کوئی ان سے ملاقات کرے اسے حکم دو کہ ان پر ایمان لائے کیونکہ اگر محمد ﷺ کی جلوہ گری نہ ہوتی تو نہ حضرت آدم علیہ السلام ہوتے اور نہ جنت و دوزخ ہوتی اور میں نے عرش کو پانی پر مقیم کیا تو وہ متحرک تھا، پھر میں نے اس پر لکھا: "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" تو وہ ٹھہر گیا۔"

﴿حاکم﴾

حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان "محمد رسول اللہ خاتم النبیین" لکھا ہوا تھا۔

﴿ابن عساکر﴾

سونے کی تختی پر تحریر:

بزار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ وہ خزانہ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے وہ سونے کی تختی ہے، جس میں لکھا ہوا ہے:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"میں اس شخص سے تعجب کرتا ہوں کہ جو قدرت پر یقین رکھتا ہے، پھر وہ غمگین بھی ہوتا ہے اور میں اس شخص پر حیرت کرتا ہوں جو جہنم کی ہولناکیوں کو یاد رکھتا ہے، پھر وہ ہنستا ہے اور مجھے اس شخص پر بھی حیرت اور تعجب ہوتا ہے جو موت کو یاد رکھنے کے باوجود پھر اس سے غافل رہے، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔"

تقریباً اسی مضمون کی حدیث حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے جس کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے جس کو خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "قمع الحرص" میں روایت کیا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی اور نام محمد:

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی انگشتری کے نگینہ کا رنگ آسمانی تھا۔ یہ نگینہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ انہوں نے یہ نگینہ اپنی انگشتری میں جڑوالیا تھا اس نگینہ پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حضرت سلیمان بن داؤد رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کے نگینہ میں "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ" نقش کیا تھا۔

﴿عقیلی: کتاب الضعفاء﴾

پھول کے پتوں پر نام محمد ﷺ:

حضرت ابوالحسن علی بن عبداللہ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں بلادِ ہند گیا تو میں نے ایک

گاؤں میں سیاہ رنگ کے پھول کا ایک درخت دیکھا۔ وہ سیاہ پھول ایک بڑے پھول میں کھلتا تھا۔ نہایت پاکیزہ خوشبو، اس کی پنکھڑیوں کا رنگ سیاہ تھا اور ان پتیوں پر سفید حروف میں "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و ابوبکر، الصدیق عمر الفاروق" لکھا تھا۔ مجھے شبہ ہوا اور میں نے گمان کیا کہ شاید یہ پھول مصنوعی ہے۔ اس کے بعد میری نظر ایک اور کلی پر پڑی۔ میں نے ہاتھ سے اسے کھولا تو دیکھا اس میں بھی ویسا ہی لکھا ہوا تھا۔ اسی بستی میں ایسے پھول بکثرت تھے حالانکہ اس بستی کے باشندے بت پرست تھے، وہ اللہ تعالیٰ کو جانتے بھی نہیں تھے۔

﴿ابن عساکر و ابن نجار، فی التاریخ﴾

آسمانوں اور زمانہ آدم میں اذان میں نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام سراندیپ (موجودہ سری لنکا) میں اتارے گئے تو انہیں وحشت و پریشانی لاحق ہوئی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور اذان دینی شروع کر دی۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اشھد ان لا الہ الا اللہ (دو مرتبہ) اشھد ان محمدا رسول اللہ (دو مرتبہ) حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا:

"محمد (ﷺ) کون ہیں؟"

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: "یہ تمہارے ایک فرزند ہیں جو کہ انبیاء علیہم السلام میں سے ہیں۔"

﴿ابونعیم حلیۃ الاولیاء﴾

تعلیم اذان کی عجیب و غریب روایت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ اپنے محبوب ﷺ کو اذان سکھائے۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک براق لے کر پہنچے جب آپ ﷺ نے سوار ہونے کا قصد کیا تو براق نے شوخی کی۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: اطاعت کیلئے ٹھہر جا، خدا کی قسم! محمد ﷺ خدا کے برگزیدہ ترین بندے تجھ پر سوار ہوں گے۔ سکوت براق کے بعد آپ ﷺ اس پر سوار ہوئے یہاں تک کہ اس حجاب عظمت تک آئے جو بارگاہ رحمٰن کے نزدیک ہے۔ اسی دوران اس حجاب کی پشت سے ایک فرشتہ باہر آیا اور اس نے کہا: "اللہ اکبر اللہ اکبر" حجاب کے پیچھے سے آواز آئی۔ میرے بندے نے سچ کہا، میں اکبر ہوں، میں اکبر ہوں۔ اس کے بعد فرشتے نے کہا: "اشھد ان لا الہ الا اللہ" حجاب کی پشت سے کہا گیا۔ میرے بندے نے سچ کہا: میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر فرشتے نے کہا: "اشھد ان محمدا رسول اللہ" اور پردۂ حجاب کے پیچھے سے آواز آئی۔ میرے بندے نے سچ کہا: میں نے محمد ﷺ کو رسول بنایا۔ اس کے بعد فرشتے نے کہا: "حی علی الصلوۃ، حی علی الفلاح، قد قامت الصلوۃ" اس کے بعد کہا: "اللہ اکبر، اللہ اکبر" پس عقب پردہ سے کہا گیا۔ میرے بندے نے سچ کہا۔ میں اکبر ہوں۔ میں اکبر ہوں۔ فرشتے نے پھر کہا: "لا الہ الا اللہ" پس پردہ سے کہا گیا۔ میرے بندے

نے سچ کہا۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اس کے بعد فرشتے نے حضور نبی کریم ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھایا۔ آسمان والوں میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام بھی تھے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کیلئے آسمان و زمین والوں پر اشرف و کمال اور برتری کو کامل فرمادیا۔

﴿بزاز﴾

نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کا عہد:

❁ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ

﴿سورہ آل عمران﴾

ترجمہ: ”اور یاد کرو، جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں، تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کیا: ہم نے اقرار کیا فرمایا: تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔“

آیت مذکورہ کی تفسیر میں ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کے وقت سے کوئی ایسا نبی مبعوث نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے یہ عہد و پیمان نہ لیا ہو کہ محمد ﷺ پر ضرور ایمان لانا اور آپ ﷺ کی مدد کرنا، بشرطیکہ وہ تمہارے زمانہ حیات میں ظہور پذیر ہو جائیں، ورنہ اپنی امت سے عہد و میثاق کر لینا کہ وہ سب حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائیں اور مدد کریں بشرطیکہ ان کے زمانہ حیات میں وہ مبعوث ہو جائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مذکور (ذکر) حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد میں مبعوث ہونے والے انبیاء کرام علیہم السلام سے فرماتا رہا۔ تمام سابقہ امتیں اپنے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام سے بشارت ظہور سنتی رہیں اور آپ کے وسیلہ سے دعائے فتح و ظفر مانگتی رہیں حتی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو بہترین امت، بہترین عہد، بہترین صحابہ رضی اللہ عنہم اور بہترین شہر میں مبعوث فرمایا۔ آپ نے اس شہر میں جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا قیام فرمایا۔

یہ شہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حرم تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہجرت مدینہ کیلئے حکم فرمادیا۔ اس لیے وہ شہر نبی کریم ﷺ کا حرم ہے تو گویا مقام بعثت اور مقام ہجرت دونوں حرمین ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

دعائے ابراہیم علیہ السلام اور بشارت ابن مریم:

حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب دعا کی: "ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم" تو ان سے فرمایا گیا کہ ہم نے تمہاری درخواست قبول کر لی اور وہ ختم الانبیاء سب کے بعد جلوہ افروز ہوں گے۔

﴿ابن جریر فی التفسیر﴾

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔"

﴿احمد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! ہمیں اپنے بارے میں کچھ بتایئے۔" ارشاد فرمایا: "ضرور۔ میں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور جن لوگوں نے میرے ظہور کی بشارت دی تھی، ان میں آخری بشارت دینے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، میں ان کی بشارت ہوں۔"

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں، انہوں نے اس وقت دعا مانگی جب وہ خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے کہ "ربنا وابعث فیھم رسولا منھم" یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور مجھے ظاہر فرمایا۔

﴿ابن سعد﴾

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور اولاد ابراہیم کو نبی کریم ﷺ کی بشارت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے رخصت کرنے کے لیے حکم فرمایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام براق پر سوار ہوئے جب آپ کا گزر نرم و شاداب علاقہ پر ہوتا تو فرماتے: "اے جبریل علیہ السلام! یہاں اتروں؟" مگر حضرت جبریل علیہ السلام منع کرتے رہے حتیٰ کہ مکہ آگئے۔ اب حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا "سیدنا ابراہیم علیہ السلام! یہاں پر اتر جایئے۔" آپ نے کہا "اس مقام پر نہ دودھ دینے والے جانور ہیں اور نہ کھیتی ہے۔" انہوں نے کہا "ہاں یہاں اتر جائیں۔ اسی جگہ اللہ تعالیٰ آپ کے فرزند کی نسل سے اس نبی اُمی ﷺ کو مبعوث فرمائے گا جس کے ذریعہ کلمہ دین حق کی تشریح و تکمیل فرمائے گا۔"

﴿ابن سعد﴾

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ہاجرہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ نکلیں تو کسی شخص نے ان سے کہا: "اے ہاجرہ! تمہارا یہ بیٹا کثیر خاندانوں کا باپ ہے اور انہیں کی نسل سے نبی امی ﷺ پیدا ہوں گے جو حرم کے بسانے والے ہوں گے۔"

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمتہ اللہ علیہ سے ہی روایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ میں تمہاری نسل سے بادشاہ اور انبیاء پیدا کروں گا اور اس نبی تہامی کو مبعوث فرماؤں گا جسکی امت بیت المقدس کے ہیکل کو مسجد بنائے گی' وہ نبی خاتم الانبیاء ہوگا اور اس کا نام نامی احمد ﷺ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی کریم ﷺ کی آمد کی بشارت:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب معد بن عدنان کی اولاد چالیس مردوں پر پہنچی تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور ان میں لوٹ مار مچا دی۔ اس موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بددعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی فرمایا: اے موسیٰ! ان کیلئے بددعا نہ کرو، اس لیے کہ ان لوگوں کی نسل سے نبی امی، بشیر ونذیر پیدا ہوں گے اور ان میں امت محمدیہ پیدا ہوگی۔

یہ لوگ خدا کے تھوڑے رزق پر راضی ہوں گے اور خدا ان کے تھوڑے عمل سے راضی ہوگا اور وہ امت "لا اله الا الله" کہتی ہوئی جنت الفردوس میں داخل ہوگی۔

ان کے نبی محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں جو اپنی وضع قطع میں متواضع ہوں گے۔ ان کا سکوت، حکمت و دانائی کی وجہ سے ہوگا۔ ان کی گفتگو حکمت و دقائق پر مبنی ہوگی، حلم اور سنجیدگی ان کی خصلت ہوگی۔ میں اہل قریش کے بہترین گھرانے میں ان کو پیدا کروں گا، وہ قریش کے منتخب روزگار فرد ہوں گے، تو وہ بہتر ہیں اور بہتر لوگوں کی طرف مبعوث ہیں اور ان کے متبعین اچھائی اور خیر کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

﴿طبرانی﴾

آسمانی کتب میں نبی کریم ﷺ کا ذکر جمیل:

- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا عندهم فی التوراة والانجیل

﴿سورۃ الاعراف﴾

ترجمہ: "وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جیسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔"

- دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے:

محمد رسول الله والذین معه اشدآء علی الکفار رحمآء بینهم ترهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من الله ورضوانا سیما هم فی وجوههم من اثر اسجود

ذلک مثلھم فی التوارۃ و مثلم فی الانجیل کزرع اخرج شطئہ فازرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع

﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: ''محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پہ سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے، اس کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں ہے جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے۔''

حضرت عطار بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے ان سے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی کوئی خاص بات بتائیے تو انہوں نے کہا: ہاں خدا کی قسم! آپ ﷺ توریت میں بیان کردہ اوصاف سے متصف ہیں اور آپ ﷺ کی بہت کچھ صفتیں قرآن میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے نبی ﷺ! بے شک ہم نے آپ ﷺ کو شاہد، مبشر، نذیر اور امیوں کا کر کے رسول بنایا۔ آپ ﷺ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کا نام المتوکل رکھا۔ نہ آپ ﷺ بدخلق ہیں اور سخت مزاج اور نہ درشت خو۔ نہ آپ ﷺ بازاروں میں زور سے بولنے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہیں بلکہ عفو و درگزر آپ ﷺ کی خصلت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی روح مبارک اس وقت تک قبض نہ فرمائے گا جب تک کہ ''کجرو'' سیدھے نہ ہو جائیں اور وہ ''لا الہ الا اللہ'' نہ کہہ لیں۔ آپ ﷺ کے ذریعہ اندھی آنکھیں، بہرے کان اور دلوں کے پردے کھولے گا۔

﴿بخاری﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی ہجرت مکہ کی خبر کو سنا تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کو آئے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اے ابن سلام! تم اہل مدینہ کے عالم ہو؟'' انہوں نے عرض کیا: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں تمہیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے توریت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا۔ کیا تم میری صفت اللہ کی کتاب میں پاتے ہو؟''

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اے محمد ﷺ! آپ اپنے رب کا نسب بیان کیجئے؟'' یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ پر کپکپی طاری ہوگئی۔ عین اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر وحی سنائی:

قل ھو اللہ احد، اللہ الصمد، لم یلد، و لم یولد، و لم یکن لہ کفوا احد

﴿سورۃ اخلاص﴾

ترجمہ: ''تم فرماؤ اللہ ہے وہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ ہی اس کے جوڑ کا کوئی۔''

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے یہ "دل نشین و دل کشا" کلام سن کر عرض کیا: "میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اور آپ کے دین کو تمام دینوں پر غالب فرمائے گا اور بلاشبہ میں نے خدا کی کتاب توریت میں یہ پڑھا ہے کہ "اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو شاہد' مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا۔ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا۔ آپ نہ سخت مزاج، درشت خو اور بدگو ہیں اور نہ بازاروں میں چیخنے چلانے والے ہیں اور نہ بدی کا بدلہ بدی سے دیں گے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیں گے اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک آپ کی روح کو قبض نہ فرمائے گا جب تک کہ کجرو لوگ سیدھی راہ پر نہ آجائیں اور وہ دل کے اخلاص کے ساتھ یہ کہنے لگیں: "لا الہ الا اللہ" ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اندھی آنکھیں، بہرے کان اور دلوں کے پردے کھولے گا۔"

اس کے بعد بہ طریق حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کی تعریف توریت میں اس طرح ہے:

"انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا"

﴿سورہ الاحزاب﴾

✿ آخر تک اس آیت قرآن کو پڑھا۔

﴿ابن عساکر، تاریخ دمشق﴾

عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ سے اسی کی مانند حدیث بیان کی۔

✿ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پہلی سطر میں ہے: (مسند دارمی، بیہقی)

"محمد ﷺ اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں، نہ وہ بدخلق و سخت مزاج اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں مگر بہت زیادہ عفو و درگزر سے کام لیتے ہیں، ان کی ولادت کا مقام مکہ مکرمہ اور ہجرت کا مقام مدینہ طیبہ اور ان کی مملکت شام میں ہے۔"

✿ اور دوسری سطر میں ہے:

"محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، ان کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہے، وہ ہر خوشی اور غم میں اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے اور ہر بلندی پر اس کی کبریائی بیان کریں گے۔ سورج پر نگہداشت کرتے ہوئے نمازیں پڑھیں گے اگرچہ وہ سواری پر سوار ہوں اور وہ لوگ اپنی کمروں پر تہبند باندھیں گے، ان کے اعضاء وضو روشن ہوں گے اور رات کے وقت ان کی آوازیں فضائے آسمانی میں شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند گونجتی ہوں گی۔"

﴿مسند دارمی، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا

کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کی تعریف توریت میں کس طرح پائی ہے؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بتایا: ہم نے توریت میں پڑھا ہے کہ حضرت محمد بن عبداللہ مکہ میں پیدا ہوں گے اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر کے تشریف لے جائیں گے اور ان کا ملک شام ہوگا، نہ وہ ''بے ہودہ گو'' ہوں گے اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے اور نہ برائی کا بدلہ برائی دے دیں گے بلکہ عفوو درگزر سے کام لیں گے۔ ان کی امت بہت زیادہ حمد کرے گی، وہ ہر رنج وراحت میں حمد کرے گی اور ہر بلندی پر اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرے گی اور اپنے اعضاء کا وضو کرے گی اور کمر پر تہبند باندھے گی اور اپنی نمازوں میں اسی طرح صف بستہ ہوگی جس طرح میدان جنگ میں صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں ان کی مساجد میں گونج ہوگی جس طرح شہد کی مکھیاں بھنبھناتی ہیں، ان کی اذانوں کی آواز فضائے آسمانی میں سنی جائے گی۔

﴿مسند دارمی، ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری علامات اور اوصاف میں (سابقہ کتب سماوی) میں بیان ہوا ہے کہ:

''احمد ﷺ متوکل ہیں، ان کی جائے ولادت مکہ اور ان کا مقام ہجرت مدینہ ہے نہ وہ بد خلق اور سخت مزاج ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے بلکہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دینے والے ہیں، ان کی امت بہت زیادہ حمد کرنے ولی اور نصف کمر پر تہبند باندھنے والی ہے، وہ اپنے اعضاء جسمانی پر وضو کریں گے اور ان کے سینوں میں کتاب الٰہی ہوگی، وہ نمازوں کیلئے اس طرح صفیں باندھیں گے جس طرح میدان جنگ میں صفیں باندھی جاتی ہیں اور ان کی قربانیاں ایسی ہوں گی جس سے میرا قرب حاصل ہوگا، راتوں میں عبادت کریں گے اور دنوں میں وہ شیر دل جنگ کریں گے۔''

﴿زبیر بن بکار اخبار مدینہ، ابونعیم﴾

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف انجیل میں اس طرح ہیں کہ وہ نہ بد خلق ہیں، نہ سخت مزاج، نہ سوقیانہ اور بازاری انداز سے شور و غوغا کرنے والے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہوں گے بلکہ عفوو درگزر سے کام لیں گے۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا جو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ:

''آپ توریت میں نبی کریم ﷺ کے اوصاف کس طرح پاتے ہیں؟''

تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

''ہم نے توریت میں حضور نبی کریم ﷺ کی یہ صفیں پائیں ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کا نام متوکل ہے، وہ نہ بد خلق ہیں نہ سخت مزاج اور نہ سوقیانہ و بازاری فقرے اور آوازے کستے ہیں اور انہیں کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اندھی آنکھوں کو بینائی دے اور بہرے کانوں کو

شنوائی بخشے اور ٹیڑھی زبانیں حضور نبی کریم ﷺ کے ذریعہ سیدھی ہوں گی یہاں تک کہ "لا الہ اللہ وحد لاشریک لہ" کی وہ گواہی دیں گے۔ وہ مظلوموں کی دستگیری فرمائیں گے اور کمزوروں کو زورداروں سے بچالیں گے۔"

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

مجھے محبوب کا امتی بنادے: (موسیٰ علیہ السلام)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب توریت نازل ہوئی اور انہوں نے اسے پڑھا تو اس امت کا تذکرہ اس میں پایا۔ انہوں نے عرض کیا: اے رب! میں توریت کی تختیوں میں اس امت کا ذکر کر پاتا ہوں جن کا زمانہ تو آخری زمانہ ہوگا مگر ان کا داخلہ جنت میں پہلے ہوگا تو ایسے لوگوں کو میری امت میں شامل فرمادے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وہ امت تو احمد مجتبیٰ نبی آخر الزماں ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے پروردگار! میں نے ان تختیوں سے یہ جانا ہے کہ وہ امت فرمانبردار ہوگی اور اس کی دعائیں مستجاب ہوں گی، تو اسے میری امت بنادے۔ رب عظیم نے فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کیا: اے پروردگار عالم! میں نے ان الواح میں پڑھا ہے کہ وہ ایسی امت ہے کہ جس کے سینوں میں کتاب الٰہی ہے جس کو پڑھیں گے تو اظہار ہوگا تو اس امت کو میری امت بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے پروردگار کائنات! مئیں نے ان الواح میں پایا ہے کہ وہ امت غنائم سے تمتع کرے گی تو اس امت کو میری امت بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: میں نے ان الواح میں دیکھا ہے کہ وہ امت صدقات کے اموال کھائے گی اور پھر اس پر انہیں اجر وثواب بھی دیا جائے گا، تو اس کو میری امت بنادے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: وہ امت احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! میں نے ان الواح میں دیکھا ہے کہ اس امت کا کوئی شخص اگر نیکی کا ارادہ کرے اور وہ کسی بے بسی کی بنا پر اس نیکی کو نہ کر سکے، تب بھی وہ نیکی اس کے حساب میں تحریر کر لی جائے گی اور اگر وہ اس نیکی کو عمل میں لے آئے تو اس کیلئے دس نیکیاں درج کی جائیں گی تو اس امت کو میری امت بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ امت تو احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب قدیر! میں نے الواح مقدسہ میں دیکھا ہے کہ جب اس امت میں سے کوئی شخص بدی کا ارادہ کرے اور پھر خوف خداوندی سے باز رہے تو

کچھ نہ لکھا جائے گا اور اگر ارتکاب کرے تو ایک ہی بدی لکھی جائے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ فرمایا: وہ تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! میں نے ان الواح میں نے تحریر پایا ہے کہ وہ امت علم اوالین و آخرین کی وارث ہوگی اور گم راہ پیشواؤں اور مسیح دجال کو ہلاک کرے گی، اس کو میری امت بنادے۔ ارشاد فرمایا: وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے مہربان پروردگار! پھر تو تو مجھے احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت میں شامل فرمادے۔ اس کے جواب مین ان کو دو خصلتیں عطا فرمائی گئیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یا موسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسا لا تی و بکلامی فخذ مآ اتیتک و کن من الشکرین

﴿سورۃ الاعراف﴾

ترجمہ: ''اے موسیٰ! میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے تو نے جو میں نے تجھے عطا فرمایا اور شکر والوں میں سے ہو۔''

اس ارشاد پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! میں راضی ہوگیا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے ایک، یہودی عالم کو روتے ہوئے دیکھا تو اس سے پوچھا کیوں روتا ہے؟ اس نے جواب دیا: مجھے کچھ باتیں یاد آگئی ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: خدا کی قسم! اگر میں تجھے بتادوں کہ تو کن باتوں کو یاد کر کے رویا ہے تو کیا تو میری تصدیق کرے گا؟ اس نے کہا: ہاں۔

انہوں نے اس سے کہا: ''میں تجھے اللہ کا واسطہ اور قسم دیتا ہوں، کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ کتاب میں یہ واقعہ نہیں پاتا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توریت پر نظر ڈالی تو بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: اے میرے پروردگار! میں توریت میں ایسی امت کو ذکر پاتا ہوں جو ایک بہترین امت ہے، وہ لوگوں کی ہدایت کیلئے پیدا کی گئی ہے جو نیکیوں کا حکم کرتی اور برائیوں سے روکتی ہے اور وہ کتاب اول اور کتاب آخر پر ایمان رکھتی ہے اور وہ گم کردۂ راہ، افراد اور قوموں سے قتال کرے گی حتی کہ شیطان دجال کو ہلاک کرے گی۔ اے میرے رب! ان لوگوں کو میری امت میں شامل کردے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

اس یہود عالم نے کہا: ''درست ہے۔'' پھر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تو کتاب موسیٰ علیہ السلام نہیں پاتا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توریت کو پڑھا تو عرض کیا: اے الہ العالمین! میں اس میں ایک امت کا تذکرہ پاتا ہوں کہ وہ بہت حمد وثناء کرنے والی اور سورج کی نگہبانی کرنے والی ہوگی اور جب وہ کسی بات کا ارادہ کرے گی تو اس میں استحکام ہوگا اور انشاء اللہ سے آغاز کرے گی، تو ان لوگوں کو میری امت میں شامل کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ

ﷺ کی امت ہے۔" اس یہودی عالم نے کہا: "تمہارا کہنا درست ہے۔"

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں تجھے قسم دیتا ہوں کیا تو نے کتاب آسمانی میں یہ نہیں پڑھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صحیفہ آسمانی کے مطالعہ کے بعد التجاء کی۔ اے خالق کائنات! میں مطلع ہوا ہوں کہ ایک امت ایسی ہے کہ جب ان میں سے کوئی بلندی پر چڑھتا ہے تو خدا کی کبریائی بیان کرتا ہے اور جب نیچے اترتا ہے تو تحمید کرتا ہے ان کیلئے روئے زمین کی تمام سطح سجدہ گاہ اور مٹی پاک وطاہر کر دی گئی ہے جسے وہ رفع نجاست و جنابت کیلئے استعمال کریں گے۔ ان کے اعضاء وضو روشن اور چمکدار ہوں گے تو انہیں میری امت بنا دے۔" اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وہ تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔"

یہودی عالم نے کہا: "بالکل صحیح ہے۔" حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: "میں پھر تجھے قسم دیتا ہوں کہ کیا تو نے خدا کی نازل کردہ کتاب میں نہیں پڑھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب توریت کو پڑھا تو عرض کیا: "اے رب قدیر! میں ایسی امت مرحومہ کا ذکر پاتا ہوں جو اپنی کمزوری کے باوجود کتاب اللہ کی وارث ہے اور ان کو تو نے برگزیدہ کیا ہے مگر کچھ تو ان میں اپنی جانوں پر زیادتی کریں گے اور کچھ لوگ راہ اعتدال پر چلیں گے اور کچھ لوگ ان میں سے نیکیوں میں سبقت لے جائیں گے۔ پس اے صاحب جود و عطا! ان سب کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وہ تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔"

یہودی عالم نے کہا: "تم نے حقیقت بیان کی۔"

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں جواب دے کہ کیا تو نے کتاب منزل میں یہ نہیں پایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تلاوت توریت کے بعد دعا کی: "اے کارساز عالم! میں الہامی کتاب میں ایک ایسی امت کا تذکرہ پاتا ہوں جن کے سینوں میں کتاب خداوندی منقوش ہے اور وہ لوگ عالم آخرت میں اہل جنت کے رنگارنگ لباس زیب تن کریں گے اور اپنی نمازوں میں ایسی صف بندی کریں گے جیسی فرشتے کرتے ہیں۔ مسجدوں میں ان کی آوازیں شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند گونجیں گی۔ ان لوگوں میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں نہ جائے گا۔ بجز اس کے جو نیکیوں سے بالکل تہی دامن ہو جس طرح خزاں کا درخت ننگا ہوتا ہے۔ پس اے مجیب! ان لوگوں کو میری امت میں شامل فرما دے۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وہ تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔" یہودی عالم نے کہا: "تم نے صداقت کا اظہار کیا۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اس فضیلت کا علم ہوا جو رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مرحمت فرمائی ہے تو احساس فضیلت و برتری کی بنا پر خواہش کی کہ کاش میں بھی امت محمدیہ میں شامل ہو سکتا۔ اس حالت تاثر میں اللہ تعالیٰ نے ان پر تین آیتیں نازل فرمائیں اور ان کے ذریعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مسرت وانبساط بخشا گیا۔ ان آیات مبارکہ کے مضمون کو اس طرح بیان فرمایا گیا ہے:

یا موسی انی اصطفیتک علی الناس بر سالاتی و بکلامی

﴿سورہ الاعراف﴾

ترجمہ: "اے موسیٰ! میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے"

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طمانیت قلب حاصل ہوگئی اور وہ خوش ہو گئے۔

﴿ابونعیم﴾

توریت میں امت محمدیہ کے اوصاف:

حضرت سعید بن ابی ہلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ کو نبی کریم علیہ اللہ اور آپ کی امت کے بارے میں بتائیے۔ انہوں نے کہا میں خدا کی کتاب توریت میں اس کا تذکرہ اس طرح پاتا ہوں کہ:

حضور احمد مجتبیٰ علیہ اللہ اور ان کی امت بہت زیادہ حمد الٰہی میں مصروف رہنے والی ہے جو مساعد اور نا مساعد ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرے گی۔ ہر بلندی پر کبریائی اور ہر پستی پر تسبیح بجا لائے گی۔ ان کی اذانیں فضاء آسمانی میں گونجیں گی اور ان کی نمازں میں بھی اس طرح گونج ہوگی جیسے درخت پر شہد کی مکھیوں کی گونج ہوتی ہے۔ وہ فرشتوں کی صفوں کی مانند اپنی نمازوں میں صفیں بنائیں گے اور میدان جہاد میں بھی مثل نمازوں کے صف بندی کریں گے۔ فرشتے ان کے آگے اور پیچھے تیز پیکاں والے تیر لیے کھڑے ہوں گے اور جب وہ راہ خدا میں صف بستہ ہوں گے تو حق تعالیٰ ان پر سایہ کناں ہوگا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ جس طرح شاہین اپنے آشیانہ پر سایہ کرتا ہے، اسی طرح یہ لوگ میدان جنگ میں قائم رہیں گے تاوقتیکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نہ آجائیں۔

﴿ابونعیم﴾

احمد مجتبیٰ کا منکر جہنمی ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ اللہ نے فرمایا: بنی اسرائیل کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ جو شخص مجھ سے اس حال میں ملے کہ وہ احمد مجتبیٰ علیہ اللہ کا منکر ہے تو میں اسے جہنم میں داخل کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے رب! احمد کون ہے؟ فرمایا:

> ''میں نے کسی مخلوق کو ان سے بڑھ کر مکرم نہیں بنایا اور میں نے ان کا نام تخلیق آسمان و زمین سے پہلے عرش پر لکھا۔ بلاشبہ میری تمام مخلوق پر جنت حرام ہے جب تک وہ ان کی امت میں داخل نہ ہو۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ان کی امت کیسی ہے؟ فرمایا: وہ بہت زیادہ حمد کرنے والی امت ہے جو چڑھتے ہوئے اور اترتے ہوئے ہر حال میں خدا کی حمد کرنے والی ہے۔ وہ اپنی کمریں باندھیں گے اور اعضاء کو پاک کریں گے۔ وہ دن میں روزہ دار اور رات کو ذکر و اذکار اور عبادت میں گزار دیں گے۔ ان کے قلیل عمل کو قبول کروں گا اور ''لا الہ الا اللہ'' کی شہادت پر ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

عرض کیا اس امت کا نبی مجھے بنا دے؟ فرمایا: اس امت کا نبی انہیں میں سے ہوگا۔ عرض کیا: مجھے اس نبی کا امتی بنا دے؟ فرمایا: تمہارا زمانہ پہلے ہے اور ان کا زمانہ آخر میں، لیکن بہت جلد میں تم

کواوران کو بیت الجلیل میں یکجا کردوں گا۔

﴿ابونعیم، حلیۃ الاولیاء﴾

حضرت اشعیاء علیہ السلام کو بشارت مصطفیٰ:

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اشعیاء علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی: کہ ''میں نبی اُمی کو مبعوث کرنے والا ہوں جس کے ذریعے بہرے کان، محجوب دل اور اندھی آنکھیں کھولوں گا۔ اس کی جائے ولادت مکہ اور مقام ہجرت مدینہ اور اس کا ملک شام ہے۔ یہ میرا بندہ متوکل، مصطفیٰ، مرفوع، حبیب، محبوب اور مختار ہے جو برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے گا بلکہ عفو ودرگزر اور بخشش سے کام لے گا۔ ایماندار لوگوں کے ساتھ رحمدلی برتے گا اور قوت سے زیادہ لدے ہوئے اور بوجھل جانور کو دیکھ کر دردمند ہو جائے گا اور بے سہارا عورت کی گود میں یتیم بچوں کیلئے وہ دل گرفتہ ہوگا نہ وہ بد خلق ہوگا نہ سخت مزاج۔ نہ بازاروں میں شور مچاتا پھرے گا نہ فحش کے ذریعہ زینت کو پسند کرے گا نہ وہ یاوہ گو ہے نہ بری بات کہنے والا اگر وہ چراغ کے قریب سے گزرے گا تو سکون و وقار سے، تاکہ چراغ گل نہ کردے اور اگر وہ طویل وسخت میدان پر بھی رواں ہوگا تو اس کی رفتار پروقار اور بے آواز ہوگی۔ وہ مبشرونذیر ہے۔ میں اس کے اعمال میں توازن اور اخلاق میں حسن وعظمت دوں گا، طمانیت و وقار کو اس کا لباس بناؤں گا اور نیکی کو اس کا شعار، تقویٰ کو اس کا ضمیر اور حکمت کو اس کی فراست بناؤں گا اور صدق ووفا اس کی طبیعت ہوگی اور عفو وبخشش اور بھلائی اس کی عادت ہوگی۔ عدل وانصاف اس کی سیرت، حق اس کی شریعت، ہدایت اس کا امام اور اسلام اس کی ملت ہوگی۔ اس کا نام گرامی احمد ہے۔ میں اس کے ذریعہ گمراہی سے لوگوں کو نجات دوں گا اور اس کے ذریعہ جہالت سے لوگوں کو علم عطا کروں گا اور اس کے ذریعہ گمنامی کے بعد سربلندی عطا کروں گا اور ناواقفیت کے بعد اس کے ذریعہ لوگوں کو معرفت دوں گا اور قلت کے بعد اس کے ذریعہ کثرت دوں گا اور مفلسی کے بعد اس کے ذریعہ تونگر بناؤں گا اور انتشار وتفریق کے بعد اس کے ذریعہ مجتمع کروں گا اور دلوں میں اس کے ذریعہ الفت پیدا کروں گا اور پراگندہ خیالات مختلف گروہوں کے درمیان اتحاد، فکر اور خیرسگالی پیدا کروں گا اور اس کی امت کو خیر امت یعنی بہترین امت بناؤں گا جو لوگوں کی ہدایت کیلئے ظاہر کی گئی ہے۔ وہ امت نیکی کا حکم دے گیا اور برائی سے منع کرے گی۔ وہ لوگ میری وحدانیت کا چرچا کریں گے اور مجھ پر ایمان لائیں گے، میرے ساتھ عقیدہ اور محبت میں اخلاص ہوگا اور میرے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور رسول جو الہام وہدایت لائے ہیں وہ ان سب کی تصدیق کریں گے اور وہ لوگ نمازوں کے اوقات کیلئے سورج کے طلوع وغروب پر نظر رکھیں گے۔ ایسے دموں، ایسے چہروں اور ایسی روحوں کو خوشخبری ہو جو میرے ساتھ مخلص ہوں گے۔ میں ان کو مسجدوں میں، مجلسوں میں، ان کے کاروباری اداروں میں، ان کی گزرگاہوں میں اور ان کی آرام گاہوں میں تسبیح وتکبیر اور تحمید وتوحید کرنے کی توفیق دوں گا۔ وہ اپنی مساجد میں اس طرح صفیں بنائیں گے جس طرح عرش کے گرد فرشتے صف بناتے ہیں۔ وہ میرے

محبوب و محسن اور مددگار ہیں۔ میں ان کے ذریعے اپنے دشمنوں سے بدلہ لوں گا۔ وہ میرے لیے قیام و قعود اور رکوع و سجود کے ساتھ نمازیں پڑھیں گے۔ وہ میری رضا و خوشنودی کی خاطر اپنے دیار و اعصار اور جائیدادوں سے دست کش ہوں گے، وہ قتل کریں گے اور شہید بھی ہوں گے۔ ان کی جماعت مجاہدین میں بڑی تعداد ہوگی۔ میں ان کی کتاب کے ذریعہ دوسری کتابوں کو اور ان کے نظام زندگی کے ذریعہ دوسرے باطل نظاموں کو اور ان کے قانون شریعت کے ذریعہ دوسرے خلاف عدل سیاہ قوانین کو ختم کر دوں گا۔ پس جو کوئی بھی ان کے زمانہ کو پائے پھر بھی ان کی کتاب کو نہ مانے اور ان کے دین یعنی نظام حیات اور قانونی شریعت کو نہ اپنائے، تو وہ میرا نہیں اور مجھ سے بری ہے۔

میں نے ان کو تمام امتوں پر افضل بنایا اور ان کو "امت وسط" اور تمام لوگوں پر گواہ بنایا جب وہ غضبناک ہوتے ہیں تو میری تکبیر کہتے ہیں اور جب وہ لاچار ہوتے ہیں تو میری کبریائی بیان کرتے ہیں اور جب جھگڑے ہیں تو میری تسبیح کرتے ہیں۔ وہ اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو وضو کے ساتھ پاک وصاف کرتے ہیں اور نصف کمر پر تہبند باندھتے ہیں اور ہر نشیب و فراز پر تہلیل و تکبیر کرتے ہیں۔ ان کی قربانیاں ان کا خون بہانا ہے۔ کتاب اللہ ان کے سینوں میں محفوظ ہے وہ رات کو عبادت کرتے اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ ان کا منادی یعنی مؤذن اپنی آواز سے فضاء آسمانی میں گونج پیدا کر دیتا ہے جس طرح شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے خوشخبری ہو اسے جو ان کے ساتھ ہے اور ان کے دین، ان کے طریقہ اور ان کی شریعت پر ہے۔ یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں اور میں ہی صاحب فضل عظیم ہوں۔

﴿ابن ابی حاتم، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حضرت جارود بن عبداللہ رضی اللہ عنہ آئے اور اسلام قبول کیا پھر کہا قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ بے شک میں نے انجیل میں آپ کی صفت پائی ہے اور یقیناً آپ ﷺ کی بشارت ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم عہد رسالت ﷺ اور زمانہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ایمان نہیں لائے اب امارتِ فاروقی میں اسلام لائے ہو، اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میرے والد نے میرے لیے ایک کتاب جو توریت سے ماخوذ تھی لکھی اور میرے حوالے کرتے ہوئے فرمایا اس کے بموجب عمل کرنا اور حقوق ابوت کا احساس دلاتے ہوئے مجھ سے عہد لیا کہ میں اس کتاب کی مہر کو نہ توڑوں کیونکہ انہوں نے اپنی تمام کتابوں پر مہریں لگا دیں تھیں۔ پھر جب میں نے اسلامی تحریک کو دیکھا تو اس میں از سرتا پا بھلائی اور اس کی اشاعت میں ارتقاء اور غلبہ پایا تو مجھے خیال ہوا کہ شاید اس کتاب میں میرے باپ نے کچھ

ضروری علم میرے لیے مخفی کر رکھا ہے لہٰذا میں نے مہر کو ہٹایا تو اس میں حضور نبی کریم ﷺ کی اور آپ کی امت یعنی پیروانِ رسول اللہ ﷺ کی توصیف پائی۔ بہرحال میں اب آیا اور اسلام لایا۔

﴿ابونعیم﴾

محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں:

حضرت شہر بن حوشب حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میرا والد تمام لوگوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ کتاب کا بہت بڑا عالم تھا۔ وہ علم کو مجھ سے چھپاتا بھی نہ تھا۔ اس نے اپنی موت کے وقت مجھے بلایا اور کہا: ''اے بیٹے! تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے علم کو تم سے پوشیدہ نہیں رکھا ہے بجز دو ورقوں کے۔ ان اوراق میں ایک نبی ﷺ کا ذکر ہے جن کی بعثت کا زمانہ بہت قریب ہے لہٰذا میں نے مناسب سمجھا کہ میں تمہیں اس کی اطلاع کر دوں اس لیے کہ مجھے خطرہ ہے کہ بعض نبوت کے جھوٹے مدعی ظاہر ہوں اور تم ان کی اطاعت کرنے لگو۔ لہٰذا میں نے ان دونوں ورقوں کو تمہارے سامنے کے روزن میں رکھ دیا ہے اور ان پر مہر لگا دی ہے، تم ان اوراق کو ابھی نہ دیکھنا۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بھلائی کا ارادہ فرمائے اور وہ نبی مذکور آ جائے تم اس کی پیروی کرنا۔ اس کے بعد وہ فوت ہو گئے اور ہم نے ان کو دفن کر دیا۔ اس کے بعد میرے لیے کوئی چیز اس سے زیادہ محبوب نہ تھی کہ میں ان اوراق کو دیکھوں۔ بالآخر میں نے اس روزن کو کھولا اور ان ورقوں کو نکالا۔ ان میں لکھا تھا:

''محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں، ان کی جائے ولادت مکہ اور ان کا مقام ہجرت مدینہ ہے۔ وہ نہ بدخلق ہیں نہ سخت مزاج، نہ بازاروں میں شور مچانے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہیں، وہ عفو درگزر سے کام لیں گے۔ ان کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہوگی۔ وہ لوگ ایسے ہوں گے کہ ہر حالت میں اللہ کی حمد کریں گے، ان کی زبانیں حمد و سپاس میں سرگرم، وہ دشمنانِ دین کے مقابلے میں اپنے نبی کی مدد کریں گے۔ وہ اپنی شرمگاہوں کو دھوئیں گے اور نصف کمر پر تہبند باندھیں گے۔ خدا کی کتاب ان کے سینوں میں ہوگی اور وہ باہم اتنے رحیم و کریم ہوں گے جس طرح ماں جائے بھائی باہم رفیق و شفیق ہوتے ہیں اور وہ لوگ قیامت کے دن تمام لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔''

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ اس کے بعد جب تک خدا نے چاہا میں ٹھہرا رہا مجھے اطلاع ملی کہ نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں مبعوث ہوئے ہیں۔ میں انتظار کرنے لگا کہ آپ ﷺ کی نبوت پر یقین کرنے کیلئے ثبوت مل جائے۔ اس کے بعد مجھے خبر ملی کہ آپ نے دنیا سے رحلت فرمائی ہے اور آپ ﷺ کے خلیفہ منتخب ہو گئے ہیں اور ان کا لشکر ہمارے علاقہ کی طرف آ رہا ہے۔ میں نے دل میں کہا: میں ان کے دین کو اس وقت تک قبول نہیں کروں گا جب تک میں ان کے اقوال و اعمال کو نہ دیکھ لوں۔

بالآخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ عامل ہماری طرف آئے اور میں نے ان کے اندر وفائے عہد اور وہ جملہ علامات دیکھ لیں تو جان گیا کہ یہ وہی امت اور وہی لوگ ہیں جن کا میں انتظار کر رہا تھا۔ اللہ گواہ ہے ایک رات میں اپنے مکان کی چھت پر تھا تو میں نے دیکھا کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص

کلام الٰہی کی یہ آیت تلاوت کر رہا ہے:

یا یھا الذین اوتو الکتاب امنوا بما نزلنا مصد قا لما معکم من قبل ان نطمس وجوھا

﴿سورہ النساء﴾

ترجمہ: ''اے کتاب والو! ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے اتارا تمہارے ساتھ والی کتاب کی تصدیق فرماتا قبل اس کے کہ ہم بگاڑیں کچھ مونہوں کو۔''

جب میں نے اس آیت کو سنا تو میں ڈر گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ صبح ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ میرے منہ کو میرے گدھے کی طرح بنا دے۔ اس وقت میری بس ایک خواہش تھی کہ کسی طرح سورج طلوع ہو جائے اور کاش ابھی صبح ہو جائے۔ پھر جب صبح ہوئی تو میں مسلمانوں کے پاس گیا۔ (اس روایت کو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بہ طریق حضرت میتب بن رافع وغیرہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔)

﴿ابونعیم﴾

حضرت داؤد علیہ السلام کو بشارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی: اے داؤد! تمہارے بعد جلد ہی ایک نبی آئے گا جس کا نام احمد، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور صادق ہے۔ نہ اس پر میرا ابھی غضب ہوگا اور نہ کبھی وہ میری نافرمانی کرے گا۔ میں اس کے سبب اس سے اگلے اور پچھلے لوگوں کے گناہ معاف کروں گا۔ اس کی امت، امت مرحومہ ہے، میری بخشش اوران پر بہت ہوگی، ان میں سے بعضوں پر بعض بخششیں انبیاء کرام علیہم السلام کی مانند ہوں گی۔ میں ان پر ایسے فرائض لازم کروں گا جو انبیاء کرام علیہم السلام پر کیے ہیں۔ وہ امت قیامت کے دن اس شان سے آئے گی کہ ان کا نور انبیاء کرام علیہم السلام کے نور کے مانند ہوگا اور یہ نور اس عائد کردہ فرض کی وجہ سے ہوگا کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح ہر نماز کیلئے طہارت کریں گے اور مثل انبیاء کرام علیہم السلام کے غسل جنابت کریں گے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح ہر نماز کیلئے طہارت کریں گے اور مثل انبیاء کرام علیہم السلام کے دین حق کی مدافعت اور اشاعت کیلئے جہاد کریں گے۔ اے داؤد! میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے اور میں ان کو ایسی چھ خصلتیں دوں گا جو میں نے دیگر کسی امت کو نہیں دی ہیں اور ان کی خطا ونسیان پر گرفت نہ کروں گا۔

﴿بیہقی﴾

حساب وکتاب اور عذابوں سے محفوظ:

حضرت فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک شخص آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا تم نے توریت پڑھی ہے؟ اس نے کہا: ''ہاں۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''کیا انجیل بھی؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں۔'' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قسم دے کر کہا:

"کیا تم نے توریت اور انجیل میں میری صفت پڑھی ہے؟"

اس نے کہا "آپ ﷺ کے اوصاف کے مانند اوصاف، آپ ﷺ کی ہیبت کی مانند ہیبت اور آپ ﷺ کے ظہور کے مانند ظہور ہونے کا حال ہم نے پڑھا ہے مگر ہمیں امید ہے کہ وہ نبی ہم میں سے ہوگا جب آپ نے ظہور فرمایا تو ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ نبی موعود شاید آپ ہی ہوں پھر جب ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا تو ہم سمجھ گئے کہ وہ آپ ﷺ نہیں ہیں۔" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم نے یہ کیسے جانا؟" اس نے کہا: "ان کے ساتھ ان کی امت میں سے ستر ہزار لوگ ایسے ہوں گے جن پر کچھ حساب و کتاب اور عذاب نہ ہوگا اور آپ ﷺ کا حال یہ ہے کہ تھوڑے سے لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً میں ہی وہ نبی ہوں اور جس امت کی تم نے تعریف بیان کی ہے وہ میری ہی امت ہے اور وہ ستر ہزار سے بہت زیادہ ہیں۔"

﴿طبرانی، بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

رسول اللہ ﷺ کا حلم:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ کی ہدایت کا ارادہ فرمایا تو حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس وقت میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے چہرے پر نظر ڈالی تو علامات نبوت میں سے کوئی علامت باقی نہ رہی جس کو میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے روئے انور میں نہ دیکھ لیا ہو، صرف دو باتیں ایسی رہیں، جن کو میں چہرۂ انور سے نہ پہچان سکا۔ (۱) آپ ﷺ کا حلم آپ کے جہل پر غالب ہوگا۔ (۲) دوسروں کے جہل کی بناء پر آپ ﷺ پر شدت کرنے سے آپ ﷺ کا حلم ہی زیادہ ہوگا۔

چنانچہ اس کی پہچان کیلئے میں نے نبی کریم ﷺ سے نرمی کا برتاؤ اختیار کر کے ایک معاملہ کیا تاکہ میں بعد میں طے شدہ معاملہ کے خلاف کر کے آپ کے حلم اور جہل کو پہچان سکوں۔ لہٰذا میں نے ایک خاص مدت مقرر کر کے ایک متعین کھجور کی مقدار خریدنے کا معاملہ کیا اور آپ ﷺ کو قیمت دی، پھر اس مدت مقررہ سے دو یا تین دن پہلے میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کی قمیص اور چادر کے ایک گوشہ کو پکڑ کر غضبناک جذباتی ہیجان کے عالم میں کہا:

"اے محمد ﷺ! تم میرا حق ادا نہ کرو گے، واللہ! تم سب آلِ مطلب بدمعاملگی کرنے والے لوگ ہو، اور بے شک تمہارے اس معاملہ میں لاپرواہی کو میں خوب جانتا ہوں۔"

میری یہ یاوہ گوئی سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: "اے دشمن خدا تو رسول اللہ ﷺ سے ایسی بات کہتا ہے اور پھر میں موجود سن رہا ہوں، خدا کی قسم! اگر "مجھے حضور نبی کریم ﷺ کا اس درجہ احترام نہ ہوتا" تو میں اپنی تلوار سے اب تک تیرا سر اڑا چکا ہوتا۔" رسول اللہ ﷺ غیر معمولی سکون اور وقار کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر تبسم فرمار ہے تھے۔ اس کے بعد فرمایا:

''اے عمر رضی اللہ عنہ! میں اور یہ، تمہاری اس درشت بات کے علاوہ کسی اور ہی چیز کے متمنی تھے۔ اے عمر رضی اللہ عنہ! تم مجھ سے حسنِ ادا کو کہتے اور ان کو مہذب طریقہ کے تحت مطالبہ کرنے کی تلقین کرتے۔ جاؤ اے عمر رضی اللہ عنہ! انہیں لے جاؤ ان کا مطالبہ پورا کرنے کے بعد مزید بیس صاع کھجوریں ان کی خوش دلی حاصل کرنے کیلئے دینا کیونکہ تم نے انکو رنج دیا ہے، امید ہے یہ بددل نہ ہوں گے۔''

انہوں نے تعمیل کی۔ اس کے بعد میں نے کہا:

''اے عمر رضی اللہ عنہ! نبوت کی تمام علامتیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے پرنور چہرے میں دیکھ لی تھیں، صرف دو علامتیں ایسی تھیں جن کو میں جاننا چاہتا تھا۔ ایک یہ کہ ان کا حلم ان کے غیظ پر غالب رہے گا۔ دوسرے یہ کہ جاہلوں کی ان کے ساتھ جس درجے کی شدت ہوگی، اسی قدر ان کا حلم وانضباط ان کے ساتھ بڑھے گا تو میں نے یہ دونوں نشانیاں پہچان لیں۔'' لہٰذا اب میں اقرار کرتا ہوں کہ: ''میں اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوگیا۔''

﴿طبرانی، ابن حبان، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے کہا:

''توریت میں مذکورہ تمام صفتوں کو میں نے رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی میں مجتمع اور موجود پایا، صرف صفت حلم باقی تھی۔ اس صفت کو دریافت کرنے کیلئے ایک مقررہ مدت سے پیشگی تیس دینار کھجوروں کی قیمت میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دے دی۔'' اس نے مذکورہ بالا واقعہ آخر تک بیان کیا مگر اس کے آخر میں یہ زائد ہے کہ اس یہودی نے کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! جو بے ادبی مجھ سے سرزد ہوئی ہے اس کیلئے مجھے کسی اور بات نے نہیں ابھارا تھا بجز اس کے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی ذات میں توریت میں مذکور تمام صفتیں پاتا تھا مگر ایک صفت حلم کی مجھے آزمائش مقصود تھی جسے آج میں نے آزمالیا اور ویسا ہی پایا جیسا کہ توریت میں مذکور تھا۔ اس کے بعد وہ یہودی اور اس کے تمام گھر والے مسلمان ہوگئے۔

﴿ابن سعد﴾

صاحب علم:

حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے جتنی کتابیں پڑھیں ہیں ان میں سے ہر ایک میں یہ تھا کہ ایک علم صاحب علم کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اس کے ساتھ اللہ ہوگا اور صاحب علم کو اللہ تعالیٰ تمام قوموں پر غالب فرمائے گا۔

﴿ابونعیم﴾

غرور اور تکبر سے پاک:

حضرت موسیٰ بن یعقوب زمعی رحمۃ اللہ علیہ، سہل مولیٰ غثیمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اہل مریس کا نصرانی تھا۔ یتیم تھا اور اپنے چچا کی کفالت میں تھا۔ اس نے بتایا کہ میں نے انجیل کو پڑھا مطالعہ کے دوران مجھے

ایک ورق گوند سے چسپاں ملا۔ میں نے اس کو کھولا تو اس میں محمد ﷺ کے اوصاف حمیدہ اس طرح تحریر تھے:

''آپ ﷺ نہ کوتاہ قد ہوں گے نہ طویل القامت، گورا رنگ ہوگا، دو زلفیں ہوں گی، دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی، احتباء (دونوں پاؤں کو کھڑے کرکے پھر ہاتھوں کو ان کے آگے سے پکڑ بیٹھنے کو احتباء کہتے ہیں) کی ہیئت میں اکثر بیٹھیں گے، صدقہ کو قبول نہ کریں گے، دراز گوش اور اونٹ پر سواری کریں گے، بکری کا دودھ دوہیں گے، پیوند لگا لباس زیب تن فرمائیں گے جو شخص اپنی خصلت میں ایسا ہو وہ ظاہر ہے کہ غرور تکبر سے پاک ہوگا۔ آپ میں یہ تمام اوصاف ہوں گے، اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ہوں گے اور اسم گرامی احمد ﷺ ہوگا۔''

حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب حضور نبی کریم ﷺ کا تذکرہ یہاں تک پڑھ چکا تو میرا چچا آ گیا جب اس نے اس ورق کو دیکھا تو مجھے مارا اور کہا کہ تو نے اس ورق کو کیوں کھولا اور پڑھا؟ میں نے جواب دیا کہ میں نے اس میں نبی موعود (ﷺ) کی نعت پڑھی ہے۔ اس پر اس نے کہا کہ وہ نبی ابھی نہیں آیا ہے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت عمر بن حکم بن رافع سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے میرے چچا اور دوسرے بزرگوں نے بتایا ہے کہ ان کے پاس ایک ورق قدیم زمانہ جاہلیت سے بطور میراث چلا آ رہا تھا پھر اسلامی تحریک شروع ہوئی اور اس کے قائد محترم حضرت محمد ﷺ ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ ورق لایا گیا۔ اس میں لکھا تھا:

بسم اللہ وقولہ الحق و قول الظلمین فی ثیاب

''اللہ کے نام سے شروع، اس کا قول حق ہے اور ظالموں کی باتیں کپڑوں میں ہیں۔ یہ ذکر اس امت کا ہے جو آخر زمانہ میں آئے گی، وہ لوگ اپنے دامنوں کو لٹکائیں گے اور اپنی کمروں پر تہبند باندھیں گے اور دریاؤں کو عبور کرکے اپنے دشمنوں کی طرف جائیں گے، ان میں ایسی نماز ہوگی کہ اگر وہ نماز قوم نوح علیہ السلام میں ہوتی تو وہ طوفان سے ہلاک نہ ہوتی اور قوم عاد میں ہوتی تو وہ ہوا سے برباد نہ ہوتی اور ثمود میں ہوتی تو وہ چیخ سے ہلاک نہ ہوتے۔''

رسول اللہ ﷺ کے حضور جب اس ورق کو پڑھا گیا تو آپ ﷺ نے تعجب فرمایا۔

﴿بیہقی﴾

تمام جہان کیلئے ہدایت اور رحمت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہان کیلئے ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے اس لیے مبعوث فرمایا ہے کہ میں مزامیر اور معازف کو مٹاؤں۔ اس موقع پر حضرت اوس بن سمعان رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم ہے اس ذات گرامی کی جس نے آپ

ﷺ کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ بے شک میں نے توریت میں ایسا ہی پایا ہے۔

﴿ابن مندہ، کتاب الصحابہ﴾

نورٌ علیٰ نور:

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''میں نے خواب میں دیکھا تمام لوگ حساب گاہ میں ہیں پھر انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کی امتوں کے ہمراہ لایا گیا اس طرح کہ ہر نبی کے ساتھ دو اور ان کے ہر متبع کے ساتھ ایک نور چل رہا تھا پھر رسول اللہ ﷺ کو بلایا گیا تو آپ کے سر مبارک اور چہرۂ انور کے ہر بال کے ساتھ جدا جدا نور تھا اور آپ ﷺ کے ہر متبع کے ساتھ دو نور مثل انوار انبیاء علیہم السلام کے تھے۔

یہ سنکر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی لائق بندگی نہیں، کیا واقعتاً تو نے خواب میں ایسا ہی دیکھا ہے؟ اس نے کہا: ''ہاں۔'' تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا قسم سے کہتا ہوں یہ محمد ﷺ اور ان کی امت ہے اور انبیاء کرام اور ان کی امتوں کی یہی صفت ہے جو کتاب الٰہی میں مذکور ہے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

وہ انبیاء جن کی بشارت قبل پیدائش دی گئی:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جن کی بشارت اللہ نے ان کی پیدائش سے پہلے دی ہے۔ ایک حضرت اسحاق علیہ السلام دوسرے حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

''فبشر ناھا با سحق و من ورآء اسحاق یعقوب''

﴿سورہ ھود﴾

ترجمہ: ''تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی۔''

- تیسرے: حضرت یحییٰ علیہ السلام چنانچہ ارشاد فرمایا:

ان اللہ یبشرک بیحییٰ ﴿سورہ آل عمران﴾

ترجمہ: ''بے شک اللہ آپ مژدہ دیتا ہے یحییٰ علیہ السلام کا۔''

- چوتھے: حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ چنانچہ فرمایا:

ان اللہ یبشرک بکلمة منه ﴿سورہ آل عمران﴾

ترجمہ: ''اللہ مجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی۔''

- پانچویں: حضرت محمد ﷺ۔ آپکی تشریف آوری کی بشارت سورہ الصف میں اس طرح دی گئی ہے:

و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد ﴿سورہ الصف﴾

ترجمہ: ''اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد (ﷺ) ہے۔''

یہ ہیں وہ انبیاء علیہم السلام جن کی بشارت قبل پیدائش دی گئی۔

﴿ابن عساکر﴾

تورات میں نام محمد چومنے پر گنہگار کی مغفرت:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے دوسو سال تک خدا کی نافرمانی کی پھر وہ مرگیا تو بنی اسرائیل نے اسے کوڑے گھر (گندگی ڈالنے کی جگہ) پر ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی حکم دیا کہ جاؤ وہاں سے اٹھا کر اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ اس نے دوسو سال تک تیری نافرمانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دوبارہ وحی فرمائی، سچ یہی ہے وہ ایسا ہی شخص تھا لیکن وہ جب بھی توریت کو تلاوت کیلئے کھولتا اور اس کی نظر اسم گرامی احمد مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نظر پڑتی تو ''وہ اسے بوسہ دیتا اور اسے اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجتا تھا۔'' تو میں نے اس کا یہ بدلہ دیا کہ میں نے اس کے گناہوں کو بخش دیا اور ستر حوروں سے اس مشہور نافرمان کا نکاح کر دیا۔

﴿ابونعیم، حلیۃ الاولیاء﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کے ایک مدرسہ میں تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا: ''میرے پاس اپنے سب سے بڑے استاد اور عالم کو لاؤ۔'' تو انہوں نے کہا: ''یہ عبداللہ بن صوریا ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خلوت میں لے گئے اور ان کو ان کے دین، جملہ انعامات الٰہیہ، من اور سلویٰ اور ان پر خاص وقت میں سایہ ابر ہوا تھا۔ ان سب کی قسم دی اور کہا: ''تم میرے بارے میں کیا جانتے ہو؟''

انہوں نے جواب دیا: ''خدا شاہد ہے، میں جانتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جملہ اہل کتاب واقف ہیں چونکہ توریت میں واضح طور پر آپ کے اوصاف مذکور ہیں مگر میرے ہم مذہب حسد اور عصبیت کی بنا پر انکار کرتے ہیں۔'' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سوال کیا: ''تم کو اقرار اور اعتراف سے کس چیز نے روک رکھا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: ''میں اپنی قوم کے خلاف کرنا پسند نہیں کرتا۔ میرا خیال ہے عنقریب یہ لوگ دعوت اسلام قبول کرلیں گے اس وقت میں بھی اسلام لے آؤں گا۔''

﴿ابن سعد﴾

کلمہ پڑھنے پر مغفرت:

حضرت ابی صخر عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ایک بدوی عرب نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر اس یہودی کے پاس سے ہوا جو ایک بستر پر توریت رکھے بیمار لڑکے کے آگے پڑھ رہا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ''میں تجھ کو اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی، کیا تو اس توریت میں میرا اور میرے مقام ہجرت کا ذکر پاتا ہے؟''

اس یہودی نے اپنے سر کے اشارے سے کہا: نہیں۔ مگر اس کے بیٹے نے کہا: ''میں اس ذات کو گواہ بنا کر کہتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل کی کہ توریت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ہجرت کا بیان موجود ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ

یقیناً اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔"

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا:

"اس یہودی کو اس کے ساتھی کے پاس سے علیحدہ کردو۔"

اس کے بعد وہ جوان فوت ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

✪ (بیہقیؒ نے اسی حدیث کی مانند حضرت انس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔)

﴿احمد، ابن سعد﴾

یہودی عالم کی تصدیق:

حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قریش مکہ نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کو مدینہ کے یہودیوں کے پاس بھیجا کہ وہ محمد ﷺ کے بارے میں دریافت کریں تو یہ لوگ مدینہ میں آئے اور کہا کہ ہمیں ایک معاملہ درپیش ہے۔ وہ یہ کہ ہم لوگوں میں ایک شخص یتیم و حقیر ہونے کے باوجود بہت بڑا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں رحمٰن کا رسول ہوں۔ یہودیوں نے کہا: "ہمیں اس کے اوصاف سے آگاہ کرو۔" تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بیان کیے۔

✪ یہودیوں نے پوچھا: "کون لوگ اس کا اتباع کر رہے ہیں؟"

✪ انہوں نے جواب دیا: "ادنیٰ لوگ اس کی پیروی کر رہے ہیں۔"

اس جواب کو سن کر یہودیوں کا پیشوا ہنسا اور اس نے کہا:

"یہ وہی نبی ہے جس کا وصف ہماری کتابوں میں موجود ہے کہ اس کی اپنی قوم عداوت میں دوسرے تمام لوگوں سے زیادہ شدید ہوگی۔"

﴿ابن سعد﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ذمہ ایک یہودی کے کچھ دینار تھے۔ یہودی نے حضور نبی کریم ﷺ سے تقاضا کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: "اس وقت تو میرے پاس کچھ موجود نہیں ہے جو میں تم کو ادا کروں۔" یہ جواب سن کر یہودی نے کہا: "اے محمد (ﷺ)! میں آپ کے پاس سے ہرگز نہ ٹلوں گا جب تک کہ اپنا مطالبہ نہ لے لوں۔" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں تمہارے پاس بیٹھا رہوں گا۔" اور حضور نبی کریم ﷺ اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں۔ اس دوران میں حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام اس یہودی کو دھمکاتے رہے پھر صحابہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ یہودی آپ کو یونہی روکے رکھے گا؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مجھ کو میرے رب نے معاہدہ اور غیر معاہد پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے۔" پھر ایک پہر دن گزرنے کے بعد یہودی مسلمان ہو گیا اور اس نے کہا کہ "میرا آدھا مال

خدا کی راہ میں ہے۔ اب میں عرض کرتا ہوں کہ میرا یہ رویہ آپ ﷺ کے ساتھ صرف اس وجہ سے تھا کہ آپ ﷺ کے ان اوصاف کو جو توریت میں مذکور ہیں آزمائش کرسکوں۔ توریت میں ہے کہ حضرت محمد ﷺ بن عبداللہ کی جائے ولادت مکہ اور مقام ہجرت مدینہ اور ان کا ملک شام ہے، نہ وہ بدخلق ہوں گے، نہ سخت مزاج اور نہ بازاروں میں آوازیں کسنے والے اور نہ فحش کردار اور نہ بے حیا۔"

﴿حاکم، بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے اسے حسن کہا ہے۔ انہوں نے کہا: "توریت میں حضور نبی کریم ﷺ کی صفت موجود ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے۔"

﴿ترمذی﴾

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نجاشی شاہ حبشہ کے چند مصاحبین نے کہا: "ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اس نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں کیونکہ صحیفہ آسمانی میں ہم ان کے اوصاف پڑھ چکے ہیں۔" لہٰذا وہ جویان حق غزوۂ احد کے موقع پر آئے اور دین حق میں داخل ہوئے۔

﴿ابوالشیخ فی التفسیر﴾

توراۃ میں مدینہ کے نام:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے "کتاب موسیٰ" میں مدینہ طیبہ کو مخاطب کر کے فرمایا: "اے طیبہ! اے طابہ! اے مسکینہ! تو خزانوں کو قبول نہ کرنا، میں تیری سطح کو تمام بستیوں کی سطح پر رفعت و بلندی عطا کروں گا۔"

﴿زبیر بن بکار اخبار مدینہ﴾

بہ روایت قسم بن محمد رضی اللہ عنہ مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ توریت میں مدینہ طیبہ کے چالیس نام بیان کیے گئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل خبریں

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے لوگوں نے پوچھا: "آپ کو اسلام کی طرف متوجہ کرنے میں پہلے کون سا واقعہ محرک ہوا؟" انہوں نے بتایا کہ میں یتیم تھا اور "رام ہرمز" میں سکونت تھی۔ میرا باپ ایک کسان تھا اور وہ ایک معلم کے پاس جا کر پڑھا کرتا تھا۔ میں نے مزید حصول علم و دانش کیلئے اس معلم کی صحبت و رہائش اختیار کرلی۔ میرا ایک بھائی مجھ سے الگ رہتا تھا اور میں کم سن اور بے سہارا تھا۔

معلم کی عادت تھی کہ جب اس کی مجلس درس سے شاگرد رخصت ہوجاتے تو وہ اپنے منہ پر کپڑا لپیٹ کر پہاڑ پر چڑھ جاتا تاکہ لوگ نہ جان سکیں کہ پہاڑی پر روزانہ جانے والا یہ استاد اور معلم ہے۔ ایک روز میں نے اس سے کہا: "آپ روزانہ جہاں جاتے ہیں، وہاں مجھے لے کر نہیں جاتے۔" انہوں

نے کہا: ''تم بچے ہو، اندیشہ ہے کہ دوسروں سے کہہ دو گے۔'' میں نے کہا: ''اس کا خوف نہ کیجئے ایسا نہیں ہوسکتا۔'' انہوں نے بتایا: ''اس پہاڑ پر ایک قوم رہتی ہے جس کی عبادت وتزکیہ کا ایک خاص طریقہ ہے۔ وہ لوگ اللہ اور آخرت کو یاد کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ ''ہم لوگ آتش پرست اور بت پرست ہیں۔ صحیح راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔'' میں نے کہا: ''مجھ کو ان کی خدمت میں لے چلئے۔'' عالم استاد نے کہا: ''میں اللہ والوں سے اجازت لے لوں۔''

پھر عالم نے ان سے اجازت مانگی۔ انہوں نے اجازت دے دی اور میں عالم کے ساتھ روانہ ہوکر ان کے پاس پہنچا۔ وہ چھ یا سات آدمی تھے اور حالت ان کی یہ تھی کہ کثرت ریاضت وعبادت سے نیم جان تھے، دن میں روزہ اور رات میں قیام، غذا کیلئے درختوں کے پتے کھا لیتے تھے۔ ہم ان کے قریب ہی بیٹھ گئے۔ انہوں نے اللہ کی حمد وثنا کی اور کچھ انبیاء وسابقین علیہم السلام کا ذکر کیا حتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر تک پہنچے۔

بتایا کہ اللہ نے انہیں بغیر مرد کے پیدا فرمایا اور خدا نے ان کو منصب رسالت عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مسیحا یعنی مردوں کو زندہ اور بیماروں کو شفا دینے والا بنایا مگر کچھ لوگوں نے ان کے معاملے میں کفر اور بعض نے پیروی اختیار کی۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے مخاطب کیا اور کہا:

''اے برخوردار! بے شک سب کا رب ایک ہے، سب کو آخرت درپیش ہے اور سب کا انجام طرفین سے کسی ایک طرف ہوگا۔ جنت کی طرف یا دوزخ کی جانب، جو لوگ آپ کی پرستش کرتے ہیں، لاریب وہ کفر وضلالت میں مبتلا ہیں، ان سے ان کے اعمال کی بنا پر اللہ بیزار ہے اور وہ دین حق سے برگشتہ اور گم کردۂ راہ ہیں۔''

پھر ہم لوٹ آئے۔ دوسرے دن پھر گئے۔ انہوں نے پھر خطاب کیا اور خوب اچھی طرح ہم کو سمجھایا چنانچہ میں اب مستقل ان کی خدمت میں رہنے لگا۔ مجھ کو ہمہ وقت حاضر پا کر انہوں نے مشفقانہ انداز اختیار کرتے ہوئے فرمایا:

''اے سلمان! تم ابھی بچے ہو، تم اتنا زہد وریاضت نہ کرسکو گے لہٰذا جو میسر ہو کھاؤ پیو اور عبادت کر کے سو جایا کرو۔''

کچھ ہی عرصہ بعد بادشاہ کو خبر ہوگئی اور اس نے ان کو جلاوطنی کا حکم دے دیا۔ میں نے راہبوں سے کہا: ''وطن چھوڑ تو سکتا ہوں پر آپ سے جدا نہیں ہوسکتا۔'' چنانچہ میں ان کے ہمراہ روانہ ہوگیا۔ سفر طے کر کے موصل پہنچے وہاں لوگوں نے ان کو گھیر لیا، اس کے بعد غار سے ایک شخص باہر آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ سب لوگ ادب واحترام کے جذبات کے ساتھ اس کے روبرو مؤدب تھے کہ اس نے میرے ساتھی راہبوں سے سوال کیا: ''اب تک تم لوگ کہاں تھے؟''

انہوں نے سارے حالات بتائے۔ اس نے دریافت کیا: ''یہ بچہ کون ہے؟'' انہوں نے کہا میری خوب تعریف کی اور بتایا پوری طرح ہدایت لیتا اور عمل کرتا ہے۔

اس کے بعد اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور انبیاء ومرسلین علیہم السلام کا ذکر کیا اور حق تعالیٰ نے ان پر جو اکرام وانعام فرمائے ان کو بیان کیا۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا۔ بعدازاں سامعین کو نصیحت کی اور کہا: ''اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لائے ہیں اپنے لیے لازم کرلو، ان کی مخالفت نہ کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہاری مخالفت کرے گا۔'' اس کے بعد اس نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا:

''میں اب تم سے جدا نہیں ہوں گا۔'' اس نے جواب دیا: ''اے بچے! تم اتنی برداشت نہیں رکھتے کہ میرے ساتھ رہ سکو، میں اپنے اس غار سے علاوہ اتوار کے باہر نہیں آتا۔'' میں نے کہا: ''میں تم سے جدا نہیں ہوگا۔'' میری دوبارہ درخواست پر اس نے مجھے ساتھ لے لیا اور غار میں داخل ہوگیا۔ میں نے غار نشین راہب کو سوتے اور کھاتے پیتے نہیں دیکھا۔ وہ تمام وقت رکوع وسجود میں رہتا یہاں تک کہ دوسرا اتوار آگیا پھر جب صبح ہوئی تو ہم نکلے لوگ اس کے گرد جمع ہوگئے۔ اس کے بعد حسب سابق اس نے لوگوں سے خطاب کیا پھر وہ اپنے غار میں چلا گیا اور میں بھی اس کے ہی چلا گیا جب تک خدا نے چاہا اس کے ساتھ رہا۔ وہ ہر اتوار کو نکلتا، لوگوں کا اجتماع ہوتا پھر وہ ان کو وعظ ونصیحت کرتا، ایک اتوار وہ نکلا اور معمول کے مطابق تقریر کرکے اس نے کہا:

> ''اے لوگو! میری عمر بہت ہوگئی ہے اور میری ہڈیاں گھل گئی ہیں، میرا وقت قریب ہے ایک عرصہ سے میں بیت المقدس کی حاضری کا ارادہ کررہا ہوں، مجھے وہاں جانا ضروری ہے۔''

میں نے کہا: ''میں تم سے جدا نہیں ہوں گا۔'' چنانچہ ایک روز ہم دونوں روانہ ہوگئے حتیٰ کہ بیت المقدس پہنچ گئے اور وہاں پہنچ کر عبادت میں مشغول ہوگیا۔ وہ مجھ سے اکثر باتیں کرتا کبھی کہتا:

> ''اے سلمان! اللہ تعالیٰ عنقریب ایک رسول کو مبعوث فرمائے گا جس کا نام احمد ہے وہ تہامہ سے ظاہر ہوگا اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ ''ہدیہ'' قبول کرے گا مگر صدقہ نہیں کھائے گا۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ یاد رکھو اس کا ظہور بہت نزدیک ہے لیکن میں بہت ہی معمر اور ضعیف ہوگیا ہوں، اس لیے خیال ہے کہ اس عہد سعادت کو نہ پاسکوں گا تم پاؤ تو ان کی تصدیق کرنا اور ان کی اتباع کرنا۔''

میں نے سوال کیا: ''اگر وہ اس دین کو، جس کی تعلیم وتربیت آپ نے دی ہے، ترک کرنے کا حکم دے؟'' اس نے کہا: ''ہاں اگرچہ تمہیں اس کا بھی حکم دے۔''

اس کے بعد وہ بیت المقدس کے عبادت خانے سے باہر آیا۔ اس کے دروازے پر ایک مجبور ولاچار شخص بیٹھا تھا۔ راہب نے اس سے کہا: ''مجھے اپنا ہاتھ دے۔'' پھر اس نے ہاتھ پکڑ کر کہا: ''قُمْ بِسْمِ اللہ'' یعنی اللہ کے نام سے کھڑا ہوجا تو وہ کھڑا ہوگیا گویا کہ اسے رسیوں سے باندھ رکھا ہو پھر اس نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ ہر طرف سے بے پروا اور کسی طرف توجہ کیے بغیر آگے بڑھتا گیا۔ اس معذور ولاچار شخص نے مجھ سے کہا: ''اے لڑکے! مجھ پر میرے کپڑے ڈال دے تاکہ میں

چلا جاؤں۔" میں نے اس پر کپڑے ڈال دیئے۔ اس کے بعد میں تلاش راہب میں، اس کے نقوش قدم پر روانہ ہوا جب بھی میں لوگوں سے اس بارے میں پوچھتا تو وہ جواب دیتے کہ تیرے آگے جا رہا ہے۔ ایک مقام پر بنی کلب کے سوار مجھے ملے۔ میں نے راہب کے بارے میں ان سے پوچھا۔ انہوں نے میرے طرز گفتگو سے جو بھی سمجھا ہو بہرحال ایک اونٹ پر اپنے پیچھے مجھے بٹھا لیا اور اپنے علاقہ میں لے آئے۔ پھر ایک انصاری خاتون نے مجھے خرید لیا اور اپنے باغ کی نگہداشت پر مقرر کر دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے۔ اس کی خبر جب مجھے ہوئی تو میں نے باغ سے کچھ کھجوریں لیں اور بارگاہ نبوت میں حاضر ہو گیا۔ بہت لوگ موجود تھے۔ میں نے کھجوریں حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ کیسی ہیں؟" میں نے عرض کیا: "صدقہ ہے۔" آپ ﷺ نے حاضرین سے کہا: "کھاؤ۔" مگر خود نہ کھایا۔

کچھ دیر وہاں قیام کے بعد میں آیا اور میں نے باغ سے پھر کھجوریں لیں اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچا۔ اصحاب رسول ﷺ موجود تھے۔ میں نے وہ کھجوریں جن کو ساتھ لے کر گیا تھا، حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یہ کیسی ہیں؟" میں نے عرض کیا: "یہ ہدیہ ہے۔" پس حضور نبی کریم ﷺ بھی بسم اللہ پڑھ کر کھائیں اور صحابہ نے بھی کھائیں۔ آپ کے طرز عمل کو دیکھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ نبی موعود کی نشانیوں میں سے ہے۔

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی جانب راست وچپ اور پھر پشت مبارک کی طرف آ گیا۔ آپ میرا مطلب سمجھ گئے۔ جسم پر سے کپڑا اٹھایا تو مہر نبوت شانوں کے درمیان موجود تھی۔ میں آ کر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور صدق دل کے ساتھ کہا:

اشهد ان لا اله الا الله و انک رسول الله.

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت سلمان فارسی کے ایمان لانے کا واقعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایرانی النسل تھا اور میرا باپ ایک کاشتکار تھا جو مجھ پر بڑا مہربان اور شفیق تھا حتیٰ کہ گھر سے باہر نہ نکلنے دیتا۔ وہ مذہبا آتش پرست اور عقائد میں شدید اور غلو کرنے والا۔ میں اس کے آتش خانے کا محافظ اور منتظم تھا۔ میں دوسرے لوگوں سے مذہبی نظریات اور رسوم سے بیگانہ محض تھا اس سلسلہ میں مجھے بس اسی قدر معلوم تھا جو کچھ میں نے اپنے ماحول سے حاصل کیا تھا۔ میرے باپ کی زمین پر کچھ کارندے مقرر تھے۔ ایک روز باپ نے بلا کر کہا:

"میرے بیٹے! مجھے اس زمین کا فکر لاحق ہے۔ اس کی دیکھ بھال کی ضرورت ہے، تم کھیتوں

پر جا کر کارندوں سے یہ اور یہ کہہ دینا مگر وہاں ٹھہر نہ جانا کیونکہ تمہارے ٹھہر جانے سے سارا کام درہم برہم ہو جائے گا۔" میں کہنے کے مطابق چل پڑا۔ راستہ میں عیسائیوں کے ایک معبد پر گزر ہوا۔ اندر سے آوازیں آ رہی تھیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا: "یہ عمارت کیسی اور اس میں کون لوگ رہتے ہیں؟" لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ عیسائیوں کا کنیسہ ہے اور اندر لوگ عبادت میں مصروف ہیں۔ یہ اس کی آوازیں ہیں جو تم سن رہے ہو۔ میں ان کو اور ان کے طرز عبادت کو دیکھنے کے لیے اندر چلا گیا۔ مجھے ان کا طرز عبادت دیکھ کر اس قدر حیرانی ہوئی کہ میں ان کے پاس ہی بیٹھا رہا۔ ان کے پاس سے ہٹنے کو دل نہ چاہا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ میں رات کے وقت جب گھر واپس آیا تو لوگ مجھے تلاش کرنے روانہ ہو چکے تھے۔ مجھے دیکھ کر والد نے کہا کہ تم کہاں رہ گئے تھے' کیا میں نے تم کو جلدی واپس آنے کی تاکید نہیں کی تھی؟ میں نے کہا: "ابا جان! میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کو لوگ عیسائی کہتے ہیں' مجھے ان کی عبادت اور دعا بھلی معلوم ہوئی۔ میں اس خیال سے بیٹھ گیا کہ دیکھوں وہ کیا کرتے ہیں۔" میرے والد نے جواب دیا: "اے میرے بیٹے! تیرا دین اور تیرے آباء واجداد کا دین ان سے بہتر ہے۔" میں نے باپ سے عرض کیا:

"واللہ! ہم لوگوں کا دین ان لوگوں کے دین سے جو اللہ کی عبادت کرتے' اس کی پرستش کرتے اور اس کے لیے عبادت کرتے ہیں' بہتر نہیں ہے۔ ہم لوگ آگ کو پوجتے ہیں جس کو خود ہم روشن کرتے ہیں۔ اگر ہم روشن کرنا چھوڑ دیں تو وہ خاکستر ہو جائے۔"

یہ جواب سن کر میرے باپ کو اندیشہ ہوا۔ لہٰذا اس نے پیروں میں بیڑیاں ڈال کر مجھے اپنے گھر میں قید کر دیا۔ اس کے بعد میں نے ان نصرانیوں کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور ان سے پوچھا: "تمہارے دین کے اصول کہاں ملیں گے؟" انہوں نے بتایا کہ ملک شام میں ہیں۔ میں نے پیغام دیا: "آپ حضرات میں سے کوئی صاحب وہاں جانے والے ہوں تو مجھے خبر کر دیں۔"

کچھ عرصہ بعد چند عیسائی تاجر آئے تو انہوں نے مجھے اطلاع کرا دی۔ میں نے کہلوا دیا کہ تاجر اپنے کاروبار سے فارغ ہو کر جب واپسی کا ارادہ کریں تو مجھ اس موقع پر خبر کرا دیں لہٰذا جب وہ اپنی مصروفیات ختم کر کے واپس ہونے لگے تو مقامی عیسائیوں نے مجھے خبر دی۔ میں نے پیروں سے بیڑیاں نکال دیں اور ان کے ساتھ ہو کر ملک شام پہنچ گیا اور نصرانی مذہب کے سب سے بڑے اسقف (پادری) کے بارے میں دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا: "کنیسہ کا منتظم ایک اسقف ہے۔" میں اس کے پاس گیا اور میں نے اس سے عرض کی: "میری خواہش ہے کہ میں تمہارے کنیسہ میں رہوں اور اللہ کی عبادت کروں اور تم سے اچھی اچھی باتیں سیکھوں۔" اس نے اجازت دے دی اور میں اس کے پاس رہنے لگا۔ وہ ایک بُرا شخص تھا۔ میں نے دیکھا وہ لوگوں کو صدقات کی تلقین کرتا جب لوگ صدقات لے کر اس کے پاس آتے تو وہ خزانے میں رکھ دیتا اور جن مسکینوں کے نام پر یہ حاصل کیے تھے انہیں محروم رکھتا۔ مجھے یہ صورتحال دیکھ کر اس سے نفرت ہو گئی مگر وہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہا اور مر گیا جب لوگ اس کے دفن کے لیے

آئے تو میں نے ان سے کہا: ''یہ بدطینت شخص تھا تم لوگوں کو تو صدقہ کرنے کا حکم دیتا تھا اور اس کے لیے تمہیں شوق دلاتا تھا اور جب تم صدقات اکٹھا کر کے اس کے پاس لاتے تھے تو یہ ان کو جمع کر لیتا تھا اور غرباء و مساکین کو کچھ نہ دیتا تھا۔'' لوگوں نے کہا: ''اس کا ثبوت کیا ہے؟'' میں نے کہا: ''میں ابھی اس کا اندوختہ نکال کر آپ کے روبرو رکھتا ہوں۔''

انہوں نے کہا: ''اچھا' لاؤ!'' میں گیا اور سات مٹکے سونے اور چاندی سے لبریز ان کے سامنے لا کر رکھ دیئے جب لوگوں نے یہ دیکھا تو کہنے لگے: ''ہم اسے ہرگز دفن نہ کریں گے۔'' اس کے بعد انہوں نے اسے سولی پر لٹکایا اور سنگسار کر دیا۔

اس کے بعد وہ ایک اور شخص کو لے کر آئے جوان کے خیال میں ایک قابل اور ایماندار شخص تھا اور اس کے منصب پر مقرر کر دیا۔ میں نے کبھی آج تک نہ اپنوں میں اور نہ غیروں میں غرض کسی شخص کو اس شخص کی طرح زاہد اور شب زندہ دار نہیں دیکھا تھا۔ اس کے رات دن عبادت میں گزرے تھے۔ میں نہیں جانتا کہ کبھی میں نے اس سے بھی زیادہ کسی سے محبت کی ہو۔ بہرحال میں اس کے ساتھ رہا۔

یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت قریب آ گیا۔ اس وقت میں نے ان سے کہا: ''اے جناب! اب آپ کا وقت آخر ہے اور جو امر الٰہی میں ہے اسے آپ دیکھ رہے ہیں۔ قسم سے کہتا ہوں کہ میرے لیے آپ سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا۔ براہ مہربانی مجھے کچھ حکم دیجئے اور کسی کی طرف میری رہنمائی کیجئے۔'' اس نے کہا: ''اے بیٹے! میں اور تو کسی کو نہیں جانتا البتہ ایک شخص موصل میں ہے' تم اس کے پاس چلے جاؤ یقیناً تم اس کو میری طرح پاؤ گے۔'' پھر جب وہ فوت ہو گیا تو میں موصل پہنچا اور اس شخص کے پاس گیا۔ میں نے اس کو ریاضت و عبادت اور ترک دنیا اور زہد میں اسی طرح پایا۔

میں نے اس عابد کو بتایا کہ شام کے اسقف نے مرتے وقت مجھ کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی وصیت کی ہے لہٰذا میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور آپ کا فیض صحبت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا: ''اے بیٹے شوق سے رہو۔'' میں مقیم ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت بھی قریب آ گیا۔ میں نے اس سے کہا: ''میں وصیت کے مطابق آپ کے پاس آیا تھا اور اب آپ کی حالت بھی حکم خداوندی کے انتظار میں ہے لہٰذا آپ کسی کی طرف میری رہنمائی فرمائیں۔''

اس نے کہا: ''اے بیٹے! خدا کی قسم میں نہیں جانتا البتہ صرف ایک شخص نصیبین میں ہے وہ ہمارے ہی دین و مسلک پر ہے۔ تم اس کے پاس چلے جاؤ۔

امید ہے تم اس کی صحبت میں رہ کر اپنا مقصد ضرور حاصل کر لو گے۔'' اس کو دفن کرنے کے بعد میں نصیبین میں اس شخص کے پاس پہنچا اور بتایا کہ فلاں نے فلاں کی طرف رہنمائی کی تھی اور انہوں نے اب آپ کے پاس بھیجا ہے۔ تو اس نے کہا: ''اے صاحبزادے تم رہو۔'' پھر میں اس کے پاس سابقہ طور پر شب و روز رہنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت بھی نزدیک پہنچا۔

میں نے ان سے کہا: ''اب آپ کے لیے بھی خدا کا حکم آ گیا ہے۔ آپ محسوس کر رہے ہیں فلاں

شخص نے مجھے فلاں کے پاس جانے کا مشورہ دیا اور پھر اس نے آپ کی خدمت میں بھیجا۔ اب آپ کس طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ میں کہاں جاؤں؟'' اس نے جواب دیا:

''اے برخوردار! میں کسی بھی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو ہمارے طریقے پر ہو مگر روم میں شہر عموریہ کے اندر ایک شخص ہے تم اس کے پاس جا سکتے ہو۔ یقیناً تم اس کو اسی طریقہ و مسلک پر پاؤ گے جس پر ہم ہیں۔'' پھر جب ہم اسے دفن کر چکے تو میں سفر پر چل دیا اور زاہد عموریہ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے اسے پہلے راہبوں کی مانند پایا اور اس کے پاس رہنے لگا۔

میں نے محنت اور مزدوری بھی شروع کر دی جس کے نتیجے میں میرے پاس کثیر بکریاں اور گائیں ہو گئیں۔ بحکم ایزدی پھر ایک عرصہ بعد زاہد عموریہ کا بھی وقت آ گیا تو میں نے اسے کہا:

''اے میرے میزباں! مجھے زاہد شام نے زاہد موصل کی طرف اور اس نے نصیبین کی طرف اور عابد نصیبین نے پھر آپ کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے لیے بھی خدا کا حکم آ چکا ہے جسے آپ دیکھ رہے ہیں، کیا آئندہ کے لیے آپ کچھ وصیت فرمائیں گے؟'' اس نے ہمدردانہ لہجے میں کہا: ''اے بیٹے! خدا گواہ ہے میں کسی شخص کو نہیں جانتا جو ہمارے طریقے پر ہو، اس لیے میں کس طرف تمہاری رہنمائی کر سکتا ہوں؟ البتہ اس نبی کا زمانہ قریب ہے جو مکہ میں پیدا ہو گا اور اس کی ہجرت کا مقام دو پتھریلی زمینوں کے درمیان ایک شور زمین میں ہو گا جہاں کھجوروں کے درخت ہوں گے۔ اس نبی کی نشانیاں واضح ہوں گی۔ اس کے شانوں کے درمیان مہر نبوت ہو گی۔ وہ ہدیہ تو قبول کرے گا مگر صدقہ نہ لے گا اگر تم تلاش حق کا جذبہ رکھتے ہو تو اس علاقہ کی طرف چلے جاؤ اس لیے کہ اس کے ظہور کا زمانہ قریب ہے۔''

پھر جب اس کو دفن کر چکے تو میں چل کھڑا ہوا۔ دوران سفر مجھے سوداگران بنی کلب کا ایک قافلہ ملا۔ میں نے ان سے کہا: ''تم مجھے اپنی سواری پر سرزمین عرب لے جاؤ۔ اس کے معاوضہ میں، میں تم کو اپنی بکریاں اور گائیں دے دوں گا۔'' انہوں نے کہا: ''ٹھیک ہے۔'' تو میں نے وہ سب جانور ان کو دے دیئے اور وہ مجھ کو سوار کر کے وادی حجاز لے آئے۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے مجھ پر ظلم و تشدد کیا اور وادی لقریٰ کے ایک یہودی کے ہاتھ مجھے فروخت کر دیا۔ یہاں پہنچ کر جب میں نے کھجور کے درختوں کو دیکھا تو مجھے امید ہوئی کہ شاید یہ وہی شہر ہو جس کی بشارت پیشوائے عموریہ نے دی تھی مگر یہ بات تحقیق طلب تھی۔

یہاں تک کہ بنی قریظہ کے یہودیوں میں سے ایک شخص وادی القریٰ آیا تو اس نے میرے اس مالک سے مجھے خرید لیا اور اپنے قبیلہ میں مدینہ طیبہ لے آیا۔ میں نے اس شہر کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور اپنے یہودی آقا کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگا اور رسول اللہ ﷺ مکہ میں نبوت کا اعلان فرما چکے تھے۔ وہ لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں کچھ نہ بتاتے تھے اور میں اسی طرح غلامی میں زندگی گزار رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ قبا تشریف لائے اور میں اپنے آقا کے باغ میں کام کر رہا تھا کہ یہودی آقا کا چچا زاد بھائی آیا اور کہا: ''اے فلاں! اللہ تعالیٰ بنی قیلہ کو ہلاک کرے، یہ سارے لوگ اس وقت قبا میں مکہ کے مسافر کے پاس جمع ہو رہے ہیں جو آج ہی آیا ہے، ان لوگوں کو وہم ہوا ہے کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔''

یہ سنتے ہی میرے جسم پر لرزش طاری ہو گئی۔ جس کی وجہ سے مجھے گمان ہوا کہ اپنے قریب کھڑے ہوئے مالک پر گر پڑوں گا۔ میں اوپر سے یہ کہتا ہوا نیچے اتر آیا: ''یہ ایک عجیب خبر ہے جسے میں سن رہا ہوں۔'' مالک نے میری یہ حالت دیکھ کر ایک طمانچہ میرے رسید کیا اور کہا: ''کام سے کام رکھ۔'' اس کے جواب میں، میں نے کہا:

''اس میں حرج ہی کیا ہے کہ جو خبر ہم سن رہے ہیں اس کے بارے میں تحقیق کر لیں۔'' یہ کہہ کر میں باغ سے نکل آیا۔ راہ میں شہر کی ایک عورت ملی۔ میں نے اس سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ اس کے گھر کے تمام لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ پھر اسی عورت نے بارگاہ رسالت ﷺ تک میری رسائی کی۔ میں جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت مبارک میں پہنچا اس وقت شام ہو گئی تھی اور میرے ساتھ صدقہ کا کھانا موجود تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ قبا ہی میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا: ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ایک مرد صالح ہیں اور آپ کے ساتھ کچھ غریب صحابہ ہیں۔ میرے پاس تھوڑا سا صدقہ کا کھانا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ آبادی میں آپ زیادہ حقدار ہیں لہٰذا یہ کھانا حاضر ہے، تناول فرمائیے۔''

رسول اللہ ﷺ نے جب یہ سنا تو اپنا دست مبارک کھینچ لیا اور صحابہ سے فرمایا: ''تم کھاؤ۔'' میں نے سوچا یہی وہ خصوصیت ہے جس کا ذکر عابد عموریہ نے آپ کی نشانی کے بطور کیا تھا۔ اس کے بعد میں لوٹ آیا اور حضور نبی کریم ﷺ قبا سے مدینہ طیبہ آ گئے۔ پھر جو کچھ موجود تھا میں نے اکٹھا کیا اور ساتھ لے کر دربار رسول اللہ ﷺ میں دوبارہ حاضر ہوا اور کہا:

''میں نے دیکھا ہے کہ آپ صدقہ کا مال نہیں کھاتے ہیں، یہ میری طرف سے ہدیہ اور تحفہ ہے، صدقہ نہیں ہے۔''

میری بات سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے خود بھی کھایا اور صحابہ کو بھی دیا۔ میں نے خیال کیا یہ وہ دونوں خوبیاں ہیں جو مجھے بتائی گئی ہیں۔

اس کے بعد میں پھر دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ ایک جنازہ کے ہمراہ جا رہے تھے۔ آپ ﷺ کے جسم اقدس پر صوف کی چادر تھی اور آپ ﷺ صحابہ کے جھرمٹ میں تھے۔ میں حضور نبی کریم ﷺ کے گرد چکر لگانے لگا تا کہ میں آپ کے پشت مبارک پر مہر نبوت کی زیارت کر سکوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے اس حال اور جستجو میں دیکھا تو سمجھ گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے پشت مبارک سے چادر اٹھا دی تو میں نے آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی جس کو میرے ساتھی راہب نے علامت نبوت کے طور پر بیان کیا تھا۔ پس میں نے اسے بوسہ دیا اور پھر مجھ پر گریہ طاری ہو گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! پیچھے سے آگے آ جاؤ۔'' تو میں سامنے آ کر حضور نبی کریم ﷺ کے روبرو بیٹھ گیا اور صحابہ کرام نے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں جو

نشانیاں کتب سماوی میں بیان کی گئی ہیں وہ میری زبانی سنیں۔ جب میں ان کے بیان سے فارغ ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! مکاتب ہو جاؤ۔'' لہٰذا میں اپنے مالک سے کھجور کے تین سو درختوں اور چالیس اوقیہ (چاندی) پر مکاتب ہو گیا۔

صحابہ کرام نے درختوں کی فراہمی میں میری مدد کی۔ کسی نے تیس، کسی نے بیس اور کسی نے دس پودے دیئے۔ ہر ایک نے مقدور بھر تعاون کیا۔ پھر مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ان پودوں کو لگانے کے لیے گڑھے کھودنے کے لیے فرمایا اور کہا: ''جب تم گڑھے کھودلو تو مجھے بلا لینا' میں ان کو اپنے ہاتھ سے لگاؤں گا۔'' میں نے گڑھے کھودنے شروع کر دیئے۔

اس مرحلہ پر صحابہ نے بھی میری مدد کی۔ وہ جہاں جہاں نشانات لگاتے' میں وہاں گڑھے کھودتا جب کھدائی کا یہ کام ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے چنانچہ ہم لوگ حضور نبی کریم ﷺ کو پودے اٹھا کر دیتے اور حضور نبی کریم ﷺ اپنے دست مبارک سے ان کو لگاتے اور مٹی کو درست کرتے۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے حضور نبی کریم ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کوئی ایک پودا بھی تو خشک نہیں ہوا۔ اب میرے ذمہ درہم رہ گئے تھے۔ تو ایک شخص کسی کان سے انڈے کے برابر سونے کی ڈلی لایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

''اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! اس ڈلی کو تم لے لو اور اس کے ذریعہ تم اپنی مکاتبت کا جتنا حصہ ہے ادا کرو۔'' میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! اس قدر چھوٹی ڈلی سے میرا قرضہ کس طرح ادا ہوگا؟'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اسی سے تمہارا قرضہ ادا کر دے گا۔'' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان، میں نے اس سونے سے یہودی کو مکاتبت کا چالیس اوقیہ ادا کر دیا اور اتنی ہی مقدار میں سونا میرے پاس باقی بچ گیا۔

﴿ابن سعد، بیہقی، ابو نعیم، ابن اسحاق﴾

ابی سلمہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ میں رام ہرمز میں پیدا ہوا۔ ہم عمر بچوں کے ساتھ بستی میں جانا ہوتا' اس بستی کے قریب ایک پہاڑ ہے جس میں ایک غار تھا۔ ایک روز میں تنہا اس طرف چلا گیا۔ اتفاقاً اس جگہ ایک دراز قد شخص اونی لباس اور بالوں سے بنی چپل پہنے دکھائی دیا۔ پھر اس نے مجھے اپنے پاس بلانے کے لیے اشارہ کیا۔ جب میں اس کے پاس گیا تو اس نے کہا: ''اے فرزند! تم حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو جانتے ہو؟''

میں نے جواب دیا: ''میں نہیں جانتا اور نہ میں نے یہ نام سنا ہے۔'' اس نے کہا: ''وہ اللہ کے رسول ہیں' اس لیے جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ ان کو اللہ کی طرف سے پیغمبر سمجھتا ہے اور جو عنقریب رسول تشریف لانے والے ہیں' ان کا نام ''احمد'' ہے اور جو ان رسول پر ایمان لائے گا تو اللہ تعالیٰ سے دنیا کے غموں سے نجات دے کر آخرت کی راحتوں اور اس کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔'' میں نے اس اجنبی کی باتوں میں سچائی کی حلاوت اور حقیقت کا

نور دیکھا جو اس کے لب گویا سے نمودار تھا۔ میرے دل کو اس کی باتیں لگیں' میرے ضمیر کو خوشی حاصل ہوئی۔ گویا یہ پہلا محسن تھا جس نے مجھے

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ مُحَمَّدٌ بَعْدَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ الْبَعْثُ بَعْدَ الْمُوْتِ"

کی تعلیم دی۔ پھر اس نے مجھے نماز میں قیام کی تعلیم دی اور کہا: "جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو قبلہ کی جانب منہ کرنا۔ اس وقت اگر تمہیں چاروں طرف سے آگ بھی گھیر لے تو اطمینان خاطر رکھنا اور اگر بہ حالت نماز فرض تمہارے والدین بھی بلائیں تو ہرگز ان کی طرف بھی توجہ نہ دینا۔ ہاں اگر اللہ کا رسول بلائے تو نماز فرض کو بھی قطع کر دینا کیونکہ اس کا بلانا اللہ کے حکم سے اور اللہ کے لیے ہوتا ہے۔"

اس کے بعد اس نے کہا کہ اگر تم محمد بن عبد اللہ (ﷺ) کو پاؤ جو تہامہ کے پہاڑی علاقے سے ظہور فرمائے گا' اس پر ایمان لانا اور ان کے حضور میرا اسلام پیش کرنا۔"

میں نے کہا: "ان کی کچھ علامتیں بیان فرمایئے۔" تو انہوں نے کہا: "ان کو نبی الرحمۃ محمد بن عبد اللہ (ﷺ) کہا جائے گا۔ وہ تہامہ کے پہاڑی علاقے سے ظہور کریں گے۔ وہ اونٹ' گھوڑے' خچر اور گدھے پر سواری کریں گے۔ آزاد اور غلام ان کے نزدیک برابر ہوں گے۔ ان کے دل میں انسان دوستی اور کرم ہوگا اور ان کے دونوں شانوں کے درمیانہ بیضۂ کبوتر کے برابر ایک مہر ہوگی جس پر غیر مرئی حروف میں "اَللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" لکھا ہوگا اور نمایاں اور مرئی حروف میں ہوگا: "تَوَجَّهْ حَيْثُ شِئْتَ فَاِنَّكَ الْمَنْصُوْرُ" وہ ہدیہ قبول کریں گے اور صدقہ کو اپنی ذات کے لیے پسند نہ فرمائیں گے' ان کے اندر کسی کے لیے حسد و عناد نہ ہوگا' نہ وہ معاہد پر ظلم کریں گے اور نہ مسلمان پر۔"

﴿ابونعیم﴾

حضرت شرحبیل بن السمط رضی اللہ عنہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: "میں تلاش حق میں نکلا' اہل کتاب کے راہبوں سے ملا' وہ سب اس بات پر متفق تھے کہ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس میں سرزمین عرب سے ایک نبی کا ظہور ہوگا۔ اس نبی کی بہت سی خصوصیتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس سے ایک یہ ہے کہ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک بڑا سا تل ہوگا جو مہر نبوت ہے۔"

میں (یہ اطلاع پا کر) سرزمین عرب پہنچ گیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ظہور فرمایا اور جو کچھ راہبوں نے نشانیاں بتائی تھیں۔ وہ تمام نشانیاں آپ میں موجود تھیں اور مہر نبوت کو دیکھا تو میں نے گواہی دی کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت جندب بریدہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ جس قدر کھجور کے درختوں کے عوض مکاتب ہوئے (حسب قرار داد سلمان و یہودی) درختوں کی پرورش اور بار آور ہونے تک ان کی تیاری کرنی تھی تو حضور نبی کریم ﷺ نے از راہ عنایت درختوں کو زمین میں لگایا بجز

ایک پودے کے کہ اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لگا دیا مگر وہ تمام درخت اسی سال پھل لے آئے سوائے ایک درخت کے۔ یہ صورتحال دیکھی تو حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ''اس درخت کو کس نے لگایا تھا؟'' صحابہ نے عرض کیا: ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے۔'' تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اکھیڑ کر خود لگایا تو پھر وہ بھی اسی سال پھل لے آیا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوعثمان مہدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''میں اپنے مالک سے کھجور کے پانچ سو پودے لگانے پر مکاتب ہوا کہ جب وہ پھل لے آئیں تو میں آزاد ہو جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور پودوں کو اپنے دست مبارک سے لگایا بجز ایک پودے کے کہ جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے لگا دیا تھا تو وہ سب بار آور ہو گئے مگر اسی ایک درخت میں پھل نہ آیا۔''

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

حضرت ابوالطفیل رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے انڈے کے برابر سونا دیا اور پھر انگشت شہادت کو انگوٹھے پر رکھ کر حلقہ بنایا جو درہم کے برابر بن گیا۔ انہوں نے کہا: ''اگر اس سونے کی ڈلی کو ایک پلہ میں رکھا جائے اور دوسرے میں کوہ احد تو یقیناً سونے کا پلہ وزنی رہے گا۔''

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ''جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونا عطا فرمایا اور کہا اس سے کتابت کا قرض ادا کرو۔ تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! جتنا مجھے دینا ہے وہ اس سے کس طرح ادا ہوگا؟ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے اس ڈلی کو اپنی زبان مبارک پر پھرایا اور مجھے دیتے ہوئے کہا: اسے لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اس سے تمہارا قرض ادا کرا دے گا۔ میں اسے لے گیا اور وزن کر کے اس سے چالیس اوقیہ سونا ادا کر دیا۔''

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت:

حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا: مجھ سے اس شخص نے حدیث بیان کی جس نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے سنا کہ مجھے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ملی کہ عموریہ کے راہب نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے اپنی وفات کے وقت کہا: ''تم ملک شام کے دو پہاڑوں میں جاؤ وہاں ایک شخص پہاڑ سے نکل کر دوسرے پہاڑ کی طرف سال میں ایک مرتبہ جاتا ہے اور اس کے روبرو بیمار پیش کیے جاتے ہیں وہ جس مریض کیلئے دعا کرتا ہے شفایاب ہو جاتا ہے تم اس سے اس دین کے بارے پوچھنا جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھتے ہو۔''

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں روانہ ہو گیا اور ایک سال تک اس ہستی کے نکلنے کے انتظار میں ٹھہرا رہا حتی کہ وہ اس خاص رات میں نکلا۔ میں نے اس کا شانہ پکڑ کر کہا: ''تم پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، کیا حنفیت دین ابراہیم میں ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''اس نبی ﷺ کے ظہور کا زمانہ تم پاؤ گے جو اس

بیت اللہ سے ظہور فرما کر اس حرم میں ظاہر ہوگا اور ''دین حنیف'' کے ساتھ مبعوث ہوگا۔'' ایک مرتبہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سلمان! اگر تم سچ کہتے ہو تو تم نے یقیناً سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا ہے۔'' (حضرت سہیلی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس حدیث کی سند مقطوع ہے کیونکہ اس میں ایک راوی مجہول ہے۔)

﴿ابن سعد، ابن اسحاق، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے روایت کیا کہ ہمیں حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ہمارے شیوخ نے کہا کہ عرب میں ہم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفعت کو جاننے والا کوئی نہیں کیونکہ ہماری رہائش یہودیوں کے ساتھ تھی۔ وہ اہل کتاب تھے اور ہم بت پرست۔ ہماری جانب سے جب ان کو کوئی گزند پہنچتی تو وہ ہماری تنبیہ کیلئے کہتے: ''جلد ہی ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے وہ ہمارا رہنما اور سردار ہوگا اور ہم تم کو ''عادوارم'' کی طرح قتل کریں گے۔'' لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس نبی موعود یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو ہم نے مانا اور اطاعت کی اور انہوں نے انکار کیا اور مخالفت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

﴿سورہ البقرہ﴾

حضرت علی الازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہودی یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے خدا! ہمارے لیے اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما جو ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے۔''

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بعثت سے قبل یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے التجاء کرتے تھے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ خیبر کے یہودی بنی غطفان سے دشمنی رکھتے تھے اور اہل خیبر شکست کھاجاتے تو وہ اس موقع پر ان الفاظ میں دعا کرتے: ''اے ہمارے خدا! ہم تجھ سے اس نبی موعود کے وسیلہ سے التجاء کرتے ہیں کہ جس کا نام احمد ہے اور زمانہ آخر میں ہماری رہنمائی کیلئے جس کے ظاہر فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے ہماری مدد کر۔''

اسکے بعد جب مقابلہ ہوتا تو یہودی غالب آتے اور غطفان شکست کھاجاتے لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ان ہی یہود نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کیا جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ

﴿سورہ البقرہ﴾

ترجمہ: ''اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔''

کہتے تھے: ''اے خدا! ہمارے لیے اس نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرما جو ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے۔''

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ خیبر کے یہودی بنی غطفان سے دشمنی رکھتے تھے اور اہل خیبر شکست کھا جاتے تو وہ اس موقع پر ان الفاظ میں دعا کرتے: ''اے ہمارے خدا! ہم تجھ سے اس نبی موعود کے وسیلہ سے التجاء کرتے ہیں کہ جس کا نام احمد ہے اور زمانہ آخر میں ہمارے رہنمائی کیلئے جس کے ظاہر فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے ہماری مدد کر۔'' اس کے بعد جب مقابلہ ہوتا تو یہودی غالب آتے اور غطفان شکست کھا جاتے لیکن جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو ان ہی یہودیوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ کفر کیا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ ﴿سورہ البقرہ﴾

ترجمہ: ''اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔''

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت محمود بن لبید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت از سلمہ بن سلامہ بن وقس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے درمیان ایک یہودی تھا وہ اپنی قوم عبدالاشہل کے پاس صبح کے وقت گیا اور اس نے مرنے کے بعد زندہ ہو کر اٹھنے اور قیامت قائم ہونے اور جنت و دوزخ اور حساب و میزان کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ حقیقت ان بت پرستوں کیلئے حیرت افزا ہے جو اس پر یقین نہیں کرتے۔ اس یہودی نے یہ بات حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل کہی تھی۔ یہ سن کر لوگوں نے کہا:

''اے شخص! تیرا بھلا ہو، یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مرنے کے بعد اس گھر کی طرف اٹھائے جائیں گے جس میں جنت و دوزخ ہے اور ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا؟'' اس نے کہا: ''ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس کے ساتھ قسم کھائی جاتی ہے، میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا حصہ اس آگ میں ہو جس کو تم اپنے گھروں کے صحنوں میں جلاتے ہو، تم اسے جلاؤ پھر تم مجھے اس روشن تنور میں ڈال کر اوپر سے اس کا منہ بند کر دو اور پھر میں اس کے عوض کل سزا کے دن آتش جہنم سے نجات پاؤں۔''

لوگوں نے پوچھا: ''اس قول کی صحت پر تیرے پاس کوئی دلیل ہے؟'' اس نے مکہ اور یمن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''اس علاقے میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔'' لوگوں نے پوچھا: ''تیرے خیال میں وہ نبی کب مبعوث ہوگا؟'' اس پر اس نے میری طرف دیکھا۔ میں اس وقت اپنے قبیلہ کے لوگوں میں سب سے کم عمر تھا۔

پس اس نے میری طرف اشارہ کر کے کہا: ''اگر اس نے اپنی عمر کو پورا کیا تو یہ اس نبی ﷺ کو پائے گا۔'' اس کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا اور وہ یہودی ہمارے سامنے زندہ تھا۔ بحمد للہ! ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کی تصدیق کی اور ہم آپ ﷺ پر

ایمان لائے اور وہ یہودی بغاوت وحسد کا رویہ اختیار کرنے کے بعد انکار کرتا رہا اور جب ہم نے اس سے کہا: ''کیا تو وہ شخص نہیں ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ اور یہ پیش گوئیاں ہم لوگوں سے کرتا تھا؟'' اس نے جواب دیا: ''یہ وہ نبی نہیں ہیں۔''

﴿ابن اسحاق، بخاری، احمد، مستدرک، حاکم، بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

اہل عرب نے طمع نبوت میں بچوں کا نام محمد رکھا:

خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ہواتف'' میں خلیفہ بن عبدۃ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت محمد بن عدی بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''زمانہ جاہلیت میں تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیسے رکھا؟'' انہوں نے جواب دیا: ''میں نے بھی اپنے والد سے یہی سوال کیا تھا تو میرے والد نے بتایا تھا کہ ہم بنوتمیم کے چار آدمی تھے۔ ایک میں دوسرے سفیان بن مجاشع بن دارم تیسرے یزید بن عمر بن ربیع اور چوتھے اسامہ بن مالک خندف۔ ہم چاروں سفر پر روانہ ہوئے جب ہم ملک شام پہنچے تو ایک تالاب پر جہاں سایہ دار درخت بھی تھے، اترے تو کچھ دیر کے بعد ایک شخص ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا: ''تم کون لوگ ہو؟'' ہم نے جواب دیا: ''ہم قبیلہ مضر کے لوگ ہیں۔''

ہمارا جواب سن کر اس نے کہا: ''آگاہ ہو جاؤ، عنقریب تم لوگوں میں ایک نبی مبعوث ہوگا، لہٰذا بلاتاخیر اپنے علاقہ کو لوٹ جاؤ اور اس سے اپنا حصہ حاصل کرو اور ہدایت یاب بنو کیونکہ وہ خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں۔'' ہم نے پوچھا: ''اس کا نام کیا ہے؟'' انہوں نے بتایا: ''اس کا نام محمد (ﷺ) ہے۔'' سفر سے جب ہم واپس ہوئے تو ہم میں سے ہر ایک کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور چاروں نومولود بچوں کا نام محمد رکھا۔

﴿بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت سعید بن میسب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اہل عرب، اہل کتاب اور کاہنوں سے سنا کرتے تھے کہ عرب میں ایک نبی مبعوث ہوگا جس کا نام محمد (ﷺ) ہوگا۔ تو اہل عرب میں سے جس نے یہ بات سنی اس نے طمع نبوت کے سبب اپنے بچے کا نام محمد رکھ لیا۔

﴿ابن سعد﴾

ظہور نبوت پر شام میں زلزلہ:

مردان بن الحکم رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت ابوسفیان بن الحرب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ میں اور امیہ بن الصلت شام کی طرف روانہ ہوئے تو دوران سفر ہمارا گزر اس بستی میں ہوا جس کے باشندے نصاریٰ تھے جب ان کی نظر امیہ پر پڑی تو اس کا استقبال اور پذیرائی کی اور ساتھ لے جانے کی درخواست کی۔ امیہ نے مجھ سے کہا: اے ابوسفیان! میرے ہمراہ تم بھی چلو کیونکہ تم ایک ایسے شخص کے پاس جاؤ گے جو علوم نصرانیت کا علامہ اور بڑا فاضل ہے۔ میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔ تو امیہ چلا گیا پھر واپس آ کر اس نے کہا: جو بات میں تم سے کہوں گا کیا تم اسے پوشیدہ رکھو گے۔

میں نے کہا: ہاں، اس نے کہا مجھ سے ایک شخص نے جو علمِ توریت کا سب سے بڑا محقق ہے ایک اہم بات کہی ہے۔ وہ یہ کہ بلاشبہ ایک نبی مبعوث ہوگیا ہے۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید وہ میں ہوں مگر اس نے بتایا کہ وہ تم میں سے نہیں ہے بلکہ وہ اہل مکہ میں سے ہے۔ میں نے پوچھا اس کا نسب کیا ہے؟ اس نے کہا وہ اپنی قوم کا منتخب شخص ہے اور اس کی یہ نشانی بیان کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ملک شام میں آٹھ زلزلے آئیں گے، اب ایک زلزلہ باقی ہے جس سے شام میں فساد و مصیبت داخل ہو جائے گی۔ پھر جب ہم واپس ہو کر ثنیہ پہنچے تو اچانک ایک سوار آتا ہوا ملا ہم نے پوچھا کہاں سے آرہے ہو؟ اس نے جواب دیا شام سے۔ ہم نے پوچھا وہاں کے متعلق کوئی نئی خبر تو نہیں؟ اس نے بتایا خبر یہ ہے کہ شام میں زلزلہ آیا ہے جس کے سبب ہر طرف آفت ہی آفت نظر آتی ہے۔

﴿بیہقی﴾

بخت نصر کا خواب اور حضرت دانیال علیہ السلام کی تعبیر:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بخت نصر نے بہت برا خواب دیکھا جس کے ڈر سے وہ لرز اٹھا مگر بیدار ہونے کے بعد خواب کو بھول گیا۔ اس نے کاہنوں اور جادوگروں کو بلایا اور اثراتِ خواب کو بیان کیا اور تعبیر چاہی۔ انہوں نے کہا خواب بیان کرو۔ بخت نصر نے کہا خواب تو یاد نہیں رہا۔ انہوں نے کہا جب تک خواب ہمارے سامنے نہ ہو، تعبیر کہاں سے ہوگی پھر اس نے حضرت دانیال علیہ السلام (نبی) کو بلایا اور سارے حالات بیان کیے۔ انہوں نے فرمایا:

''اے بخت نصر! تم نے خواب میں بہت بڑے بت کو دیکھا ہے جس کے پاؤں زمین میں ہیں اور سر آسمان میں، اس کے اوپر کا حصہ سونے کا ہے اور درمیانی حصہ چاندی کا اور اس کا نچلا دھڑ تانبے کا اور اس کی پنڈلیاں لوہے کی اور اس کے پاؤں کھنکھناتی مٹی کے ہیں۔ اس دوران کہ تم اس کو دیکھ کر اس کے حسن و جمال اور کاری گری پر حیرت کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پتھر پھینکا جو اس کے سر کے وسط پر گرا اور وہ از سر تا پا ریزہ ریزہ ہوگیا۔

حتیٰ کہ اس کا سونا، چاندی، تانبہ، لوہا اور مٹی اس طرح آمیختہ ہوگئے اور تم نے خیال کیا کہ اگر روئے زمین کے تمام جن و انس مل کر بھی اس کے مخلوط اور آمیختہ اجزاء یا ذرات کو علیحدہ علیحدہ کرنا چاہیں تو عاجز رہیں اور اس بات پر قادر نہ ہوں کہ ان کو الگ کر دیں اور تم کو اس بات کا خطرہ درپیش تھا اور تم ڈر رہے تھے کہ اگر ہوا چلے گی تو اسے اڑا لے جائے گی اور تم نے اس پتھر کو دیکھا جو اس پر مارا گیا تھا کہ وہ بڑھتا، پھلتا اور ہمہ گیر ہوتا جا رہا ہے یہاں تک کہ اس نے تمام روئے زمین پر گھیر لیا۔ اس وقت تمہیں اس پتھر اور آسمان کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آرہا تھا۔''

بخت نصر نے کہا: ''آپ نے سچ فرمایا: میں نے یہی خواب میں دیکھا ہے تو اب اس کی تعبیر کیا ہے؟'' پیغمبر حضرت دانیال علیہ السلام نے جواب دیا: ''بت تو وہ مختلف امتیں ہیں جو ابتداء، وسط اور آخر زمانوں سے متعلق ہیں اور وہ پتھر جس سے اس بت کو پاش پاش کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا

دین ہے جس کے ذریعہ آخر زمانہ میں تمام امتوں کو ختم کیا جائے گا تا کہ اللہ تعالیٰ اس دین کو تمام ادیان پر غالب فرما دے۔ اس کیلئے اللہ تعالیٰ عرب سے نبی امی کو مبعوث فرمائے گا اور اس کے ذریعہ ساری امتوں اور تمام دینوں کو منسوخ کرے گا۔ جیسا کہ تم نے خواب میں دیکھا کہ سنگ گراں نے بت کے ہر حصہ کو پامال کر دیا ہے اور وہ دین تمام ادیان پر غالب ہو گا جس طرح کہ تم نے پتھر کو تمام روئے زمین پر غالب اور پوری فضا پر محیط دیکھا ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

ظہور نبوت سے قبل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا:

حضرت عیسیٰ بن داب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم صحن کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور زید بن عمر بن طفیل بھی بیٹھا تھا اتنے میں امیہ بن ابی الصلت گزرا۔ اس نے کہا خبردار ہو جاؤ جس نبی کا ہم انتظار کر رہے تھے، وہ یا تو تم میں سے ہو گا یا فلسطین والوں میں سے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے پہلے کسی نبی کے انتظار کے بارے میں کچھ نہیں سنا تھا کہ وہ ظہور فرمانے یا مبعوث ہونے والا ہے۔ اس کے بعد میں ورقہ بن نوفل کے پاس گیا اور ان سے تمام واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا: ہاں اے بھتیجے! اہل کتاب اور علماء نے خبر دی ہے کہ نبی منتظر عرب کے بزرگ ترین خاندان میں پیدا ہو گا میں اس کے نسب سے واقف ہوں۔ میں نے کہا: اے چچا! وہ نبی کیا تعلیم کرے گا؟ ورقہ نے کہا ان کی تعلیم وہی ہو گی، جس کی ہدایت ان کو ہو گی نہ وہ خود ظلم کرے گا نہ ظالموں کو برداشت کرے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر جب رسول اللہ ﷺ نے ظہور فرمایا تو میں ان پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔

﴿ابن عساکر، تاریخ دمشق﴾

راہب کی پیشین گوئی، نبی کے ظہور کا وقت آ گیا ہے:

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد اور ورقہ بن نوفل دونوں دین کی جستجو میں نکلے اور وہ موصل میں ایک راہب کے پاس پہنچے۔ اس نے زید سے پوچھا: تم کہاں سے آ رہے ہو؟ زید نے کہا: "حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کردہ بیت اللہ سے۔"

اس نے کہا: "کس چیز کے ارادہ اور تلاش میں نکلے ہو؟" زید نے جواب دیا: "سچے دین کی۔"
راہب نے کہا: "لوٹ جاؤ، کیونکہ وقت آ گیا ہے کہ اس ذات گرامی کا ظہور ہو، جس کیلئے تم اپنی سرزمین سے دور سرگرم جستجو ہو۔"

﴿طیالسی، ابو نعیم﴾

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے زید بن عمرو بن نفیل سے ملاقات کی اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے کہا: اے چچا! "میں یہ کیا

دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری قوم تم سے دشمنی رکھتی ہے؟'' انہوں نے کہا ان کی یہ بات بغیر اس کینہ کے ہے جو مجھ میں ان کی طرف سے ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں نے ان کو گمراہی میں دیکھا تو دین حق کی جستجو میں گھر سے نکلا اور جزیرہ میں ایک بزرگ کے پاس پہنچا اور اس سے اپنے سفر اور آمد کا مقصد بیان کیا۔ اس نے پوچھا ''تم کن لوگوں سے ہو؟''

میں نے کہا اہل بیت اللہ سے۔ اس نے کہا بلاشبہ تمہارے شہر میں وہ نبی یا تو پیدا ہو چکا ہے یا ہونے والا ہے کیونکہ اس کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے لہٰذا تم جاؤ اس کی تصدیق کرو اور ایمان لاؤ۔ میں یہ سن کر لوٹ آیا اور راہب کے قول کے بارے میں مجھے کچھ پتہ نہ چلا۔

﴿امام بغوی، معجم، طبرانی، حاکم﴾

ظہور نبوت سے قبل زید بن عمرو بن نفیل کا ایمان لانا:

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے حضرت زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے غار حراء کی طرف جاتے ہوئے ملے۔ اس زمانے میں ان کے اور ان کی قوم کے درمیان اس بات پر رنجش تھی کہ انہوں نے پوری قوم کے عقیدہ اور عمل کے خلاف طرز فکر اختیار کر لیا تھا۔ ان کی بت پرستی سے بیزار ہو کر کنارہ کش ہو گئے تھے۔ اس ملاقات میں حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اے عامر! میں نے قوم کی مخالفت اور ملت ابراہیمی کی پیروی شروع کر دی ہے۔ میں اس کی عبادت کرتا ہوں جس کی وہ عبادت کرتے تھے اور میں اس نبی کا منتظر ہوں جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد اور نسل عبدالمطلب سے ہوں گے۔ جن کا نام احمد ﷺ ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ میں ان کا زمانہ نہ پا سکوں گا مگر میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں اگر تمہاری زندگی وفا کرے اور ان کے عہد سعادت کو پاؤ تو میری طرف سے ان کو سلام عرض کرنا۔ اے دوست عامر! میں آنے والے نبی کی کچھ علامتیں بتاتا ہوں تاکہ وہ ذاتِ گرامی تم پر پوشیدہ نہ رہ سکے اور بغیر کسی ادنیٰ تامل کے تم ان کو پہچان سکو۔

> ''وہ ہادی برحق میانہ قد ہوں گے، جسم پر بال زیادہ ہوں گے نہ کم، آنکھوں کا رنگ شربتی ہوگا اور دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی، نام آپ کا احمد ﷺ ہوگا۔ یہ شہر ان کی ولادت اور بعثت کا مقام ہے۔ بعد میں ان کی قوم ان کو جلاوطن اور خارج الدیار کر دے گی اور وہ یثرب کو ہجرت کر جائیں گے پھر باطل، حق کے مقابل نہ ٹھہرے گا۔''

اے میرا رازدار عامر متنبہ ہو جاؤ کہ ان کے ساتھ تم پر فریب طرز عمل مت اختیار کر بیٹھنا۔ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں ''دین ابراہیمی'' کی تلاش میں ملکوں اور شہروں میں گھوما ہوں اور ہر ذی علم و نیک نہاد یہودی، نصرانی اور زرتشی نے یہی بتایا کہ ''یہ دین تو تیرے پیچھے آ رہا ہے۔'' اور انہوں نے تقریباً بالا تفاق یہی علامتیں مجھے سکھائیں جن کو میں نے تم سے بیان کر دیا ہے اور وہ بتاتے تھے کہ بس اسی ایک نبی کا آنا باقی ہے۔ حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں نے حضرت زید بن عمر رضی اللہ عنہ کے اس پورے واقعہ کو

حضور نبی کریم علیہ السلام کے سامنے بیان کیا تو آپ علیہ السلام نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کیلئے رحمت کی دعا فرمائی اور کہا میں ان کو جنت میں دامن پھیلائے دیکھ رہا ہوں۔

(ابن سعد، ابونعیم)

اکرام الخلائق نبی کا ظہور ہونے والا ہے:

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں شام کے ایک راہب کے پاس گیا اور میں نے اس سے بت پرستی اور یہودیت و نصرانیت سے اپنی بیزاری کا ذکر کیا تو اس نے جواب میں کہا:

''اے مکہ کے بیٹے! تم دین ابراہیمی کا نظارہ چاہتے ہو، وہ تم کو کہیں بھی نظر نہ آئے گا، تم مکہ ہی کو لوٹ جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہاری قوم سے تمہارے ہی شہر میں ایک نبی مبعوث فرمائے گا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ''دین حنیف'' کو بھی ارتقاء و تکمیل کے ساتھ جاری و نافذ کرے گا اور وہ بارگاہ خالق میں اکرام الخلائق ہے۔''

(ابن سعد)

عمرو بن عبسہ سلمی کا ایمان لانا:

حضرت ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں زمانہ جاہلیت ہی میں اپنی قوم کے بتوں سے بیزار ہو گیا تھا میرا خیال تھا یہ ''پرستش اصنام'' کا طریقہ ومسلک قطعی باطل ہے۔ اسی زمانے میں مجھے ایک اہل کتاب ملا اس سے میں نے افضل دین کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا مکہ مکرمہ میں ایک شخص ہوگا جو بت پرستی اور شرک کو مٹائے گا اور وحدہ لاشریک کی بندگی کی طرف بلائے گا اور افضل دین کو لائے گا تو جب تم اس کا ذکر سنو تو اس کی دعوتِ دین پر لبیک کہنا۔

اسکے بعد میرا یہ ایک وظیفہ ہو گیا کہ مجھے جو شخص بھی مکہ سے آیا ہوا ملتا، میں اس سے مکہ مکرمہ کے مخصوص حالات کے بارے میں دریافت کرتا جب کوئی خبر دریافت نہ ہوتی پھر میں اپنے گھر کو لوٹ جاتا۔ ایک مرتبہ چند سوار ملے اور مکہ کی خبریں پوچھنے پر انہوں نے کہا کہ کوئی خاص خبر نہیں ہے۔ اس کے بعد بھی میں راستے پر بیٹھا ہی رہا کہ ایک سوار تیزی سے میرے قریب پہنچا۔ میں نے اس سے پوچھا: ''تم کہاں سے آرہے ہو؟'' اس نے کہا: ''مکہ سے۔'' میں نے پوچھا: ''کیا کوئی خاص خبر ہے؟''

اس نے جواب دیا: ''ہاں! ایک شخص نے پوری قوم اور اپنے آباؤ اجداد کے مراسم عبودیت سے نفرت و بیزاری کا اظہار کر دیا ہے اور صرف ایک معبود کی بندگی کی طرف بلاتا ہے۔'' تو میں نے سوچا شاید یہ شخص وہی ہے جس کا میں انتظار کرتا ہوں، چنانچہ میں مکہ مکرمہ آیا اور حضور نبی کریم علیہ السلام کو موجود پایا۔ میں نے عرض کیا: ''آپ کون ہیں؟'' حضور نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''میں نبی (علیہ السلام) ہوں۔'' میں نے پوچھا نبی کسے کہتے ہیں؟ فرمایا: ''رسول کو۔''

میں نے عرض کیا: ''کس نے آپ کو بھیجا ہے؟'' فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے۔'' میں نے سوال کیا:

''آپ کے بھیجنے کا مقصد کیا ہے؟'' فرمایا: ''کہا گیا ہے کہ تم صلہ رحمی کرو، جان و مال کی حفاظت کرو، راستوں کو مامون کرو، بت شکنی کر کے صرف خدائے واحد کی بندگی اختیار کرو۔'' میں نے شگفتہ دلی کے ساتھ عرض کیا: ''بہت خوب! کیا ہی اچھی باتوں کیلئے آپ کو بھیجا گیا ہے۔

لہٰذا اطمینان قلب کے ساتھ شہادت دیتا ہوں کہ میں آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لایا اور آپ ﷺ کی تصدیق کی۔'' پھر میں نے عرض کیا: میں آپ ﷺ کے ساتھ رہوں یا آپ ﷺ کی جو رائے ہو؟ فرمایا: تم دیکھ رہے ہو کہ جو دعوت دین میں دے رہا ہوں لوگ اسے کس قدر تلخ اور ناگوار سمجھ رہے ہیں۔ لہٰذا تم اپنے گھر ہی رہو اور جب تم کو معلوم ہو کہ میں فلاں مقام پر ہجرت کر کے پہنچ چکا ہوں، تو تم وہاں میرے پاس پہنچ جانا۔ اب واپس چلے جاؤ چنانچہ جب میں نے سنا کہ حضور نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ ہجرت کر کے پہنچ چکے ہیں تو میں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ (اس حدیث کو ان ہی الفاظ میں ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بہ روایت شہر بن حوشب، عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔)

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کو جب ان پر بخت نصر کے غلبہ سے بے شمار مصائب پہنچے، ان کی وجہ سے وہ منتشر اور ذلیل و خوار ہو کر تتر بتر ہو گئے۔ وہ اپنی کتاب میں محمد ﷺ کے اوصاف حمیدہ پاتے تھے۔ مثلاً یہ کہ وہ عرب کی بستیوں میں سے کسی ایک بستی میں ظاہر ہوں گے، جہاں کھجوروں کے درخت ہوں گے پھر جب وہ ملک شام پہنچے تو منتشر ہو کر حصے بخرے ہو گئے۔ ہر حصے کے لوگوں میں گھل مل گئے۔ شامی اور یمنی مخلوط ہو گئے۔ میں جہاں کھجوروں کے درخت دیکھتا اور دوسرے مذکورہ اوصاف پاتا ٹھہر جاتا کہ شاید حضور نبی کریم ﷺ سے طلب سعادت کا موقع مل جائے۔ یہاں تک کہ اولاد ہارون علیہ السلام جو توریت کی حامل تھی۔ مدینہ طیبہ میں آ کر ٹھہری ان کے بزرگ اور پیر مرد اس حال میں فوت ہوئے کہ وہ محمد ﷺ پر اعتقاد و ایمان رکھتے تھے کہ آپ بعثت فرمائیں گے اور اپنی آئندہ اور نوخیز نسل کو نصیحت کرتے کہ جب وہ تشریف فرما ہوں تو اطاعت امر و تعاون کریں۔ انجام کار جس نے ان کی نسل میں سے حضور نبی کریم ﷺ کو پایا۔ انہوں نے انکار کا رویہ ہی اختیار کیا باوجود یہ کہ وہ خوب واقف تھے۔

﴿ابو نعیم، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کے ظہور پر ستارہ طلوع:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: واللہ! میں اپنے گھر میں سات سالہ بچہ تھا اور میری حالت یہ تھی کہ جو کچھ سنتا یا دیکھتا اسے یاد رکھتا۔ ایک روز میں والد کے ساتھ تھا کہ ہمارے پاس ایک نوجوان آیا جس کو ثابت بن ضحاک کہتے تھے۔ اس نے بتایا کہ بنی قریظہ کے ایک یہودی کا خیال ہے کہ وہ نبی پیدا ہو گیا ہے جو ہماری کتاب کی مانند کتاب لائے گا اور عاد کی مانند تم کو قتل کرے گا۔ اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں صبح کے وقت اپنی چھت پر تھا تو میں نے ایک

ایسی آواز سنی جو اس سے پہلے کبھی نہ سنی تھی۔ دفعتاً ایک یہودی مدینہ کے قلعہ پر نظر آیا، اس کے ہاتھ میں مشعل تھی، لوگ جمع ہونے لگے اور کہنے لگے: تیری خرابی ہو تجھے کیا ہو گیا ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اس کے بولنے کی آواز سن رہا تھا۔ اس نے کہا یہ ستارہ احمد ﷺ کا ہے جو طلوع ہوا ہے اور ہمیشہ اس ستارہ کا طلوع اور نبوت کا ظہور ایک ساتھ ہوتا ہے اور اب انبیاء کرام علیہم السلام میں بجز احمد ﷺ کے کسی کا ظہور و شہود باقی نہیں ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا اس پر لوگوں نے اس کا مذاق اڑایا اور اس کی بات پر حیران ہوئے اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ایک سو بیس سال عمر پائی جس میں سے نصف زمانہ جاہلیت میں اور باقی عمر اسلام میں گزری۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت حویصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اور یہود باہم ذکر کیا کرتے تھے کہ ایک نبی مکہ مکرمہ سے مبعوث ہوگا اور یہ نبی آخر ہے۔ یہ خبر ہماری کتابوں میں سے ہے اور یہ کہ وہ ان اوصاف کے حامل ہوں گے اور اس طرح ظہور فرمائیں گے۔ علاوہ ازیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں عہد و پیمان بھی لیا جاتا تھا۔

حضرت حویصہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس زمانے میں کم سن تھا جو دیکھتا یاد رکھتا اور جو سنتا اسے نہ بھولتا۔ اسی زمانے میں، میں نے ایک مرتبہ قبیلہ بنی اشہل کی طرف سے شور و غل کی آوازیں سنی جس کی وجہ سے لوگوں کو اندیشہ اور خوف ہوا اور خیال کیا کہ کوئی بات ضرور ہے پھر آوازیں کچھ آہستہ ہوئیں پھر بلند ہوئیں۔ اب ہم گوش بر آواز ہو گئے تو ہم نے سنا بنی اشہل کے لوگ پکار رہے تھے۔

اے ساکنانِ مدینہ! یہ ستارہ تو احمد ﷺ کا ہے اور اس کے طلوع پر ان کو بھی پیدا ہونا چاہیے۔
حضرت حویصہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس اعلان یا پکار کو ہم نے کچھ تعجب سے سنا پھر بہت زمانہ گزر گیا اور اس واقعہ کو ہم بھول گئے اور اس عرصہ میں ظاہر ہے پیدائش و اموات کا عمل جاری رہا اور میں بھی ایک اچھی عمر کا شخص ہو گیا اب پھر حسب سابق شور و غل ہوا کوئی کہہ رہا تھا:

"اے مدینہ کے باشندو! بلاشبہ اس نبی کی بعثت ہو گئی اور اس کے پاس وہ "ناموس اکبر" آتے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتے تھے۔"

اس کے بعد زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ میں نے سنا مکہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے پھر ہماری قوم کے نکلنے والے نکلے اور تاخیر کرنے والے تاخیر کرتے رہے، نوعمر لوگ ایمان لائے مگر ہمارے لیے حکم الٰہی نہ تھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میں مسلمان ہوا۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریظہ، نضیر، فدک اور خیبر کے یہود رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ کے اوصاف اپنی کتابوں کے اندر پاتے تھے کہ آپ ﷺ کا مقام ہجرت

مدینہ طیبہ ہے پھر جب حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تو اخبارِ یہود نے کہا کہ آج رات احمد مجتبیٰ ﷺ پیدا ہوں گے۔ اسی لیے کہ ستارہ طلوع ہو گیا پھر جب اعلان نبوت فرمایا تو انہوں نے کہا: بلاشبہ اعلانِ نبوت فرما دیا۔ وہ سب آپ ﷺ کو پہچانتے تھے اور آپ کا اقرار اور توصیف کیا کرتے تھے۔

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

ولادت سے قبل یہود رسول اللہ ﷺ کے اوصاف کا درس دیتے تھے:

حضرت ابی نحلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی قریظہ کے یہود اپنی کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کے "باب الذکر" کا درس دیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کے اوصاف کی تعلیم اپنے بچوں کو دیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کا نام اور مقام ہجرت مدینہ طیبہ ان کو بتایا کرتے تھے پھر جب رسول اللہ ﷺ نے ظہور فرمایا تو حسد و عصبیت کی بناء پر منکر ہو گئے۔

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ مالک بن سنان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں ایک روز بنی عبدالاشہل کے پاس کچھ باتیں کرنے گیا۔ وہاں میں نے یوشع یہودی کو کہتے ہوئے سنا کہ "اس نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے جس کا نام احمد مجتبیٰ ﷺ ہے اور وہ حرم سے ظاہر ہوگا۔" لوگوں نے پوچھا: "اس کی علامت و شناخت بتا دیجئے۔" اس نے کہا:

"نہ وہ پستہ قد ہوگا نہ طویل قامت، آنکھوں میں سرخ ڈورے ہوں گے، اون کا لباس پہنے گا، دراز گوش پر سواری کرے گا اور اس کے شانہ پر تلوار آویزاں ہوگی اور یہ شہر یعنی مدینہ منورہ اس کی ہجرت کا مقام ہوگا۔"

اس کے بعد میں اپنی قوم بنی فدرہ میں لوٹ آیا، میں نے یوشع سے جو کچھ سنا اس پر تعجب کر رہا تھا کہ اپنے قبیلہ کے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ تنہا یوشع اس بات کو نہیں کہہ رہا ہے بلکہ مدینہ کا ہر یہودی یہی بات کہہ رہا ہے پھر میں بنی قریظہ کے پاس آیا وہ سب مجتمع تھے اور نبی آخر الزماں ﷺ کا ذکر کر رہے تھے۔ زبیر ابن باطا نے کہا کہ وہ سرخ ستارہ طلوع ہو گیا ہے جو کسی نبی علیہ السلام کے ظہور کے وقت طلوع ہوتا ہے اور اب احمد مجتبیٰ ﷺ کے ظہور کے سوا کسی اور نبی کی آمد باقی نہیں اور یہ شہر مدینہ ان کی ہجرت کا مقام ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ، محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قبیلہ بنی عبدالاشہل میں ایک ہی یہودی ایسا تھا جس کا نام یوشع تھا۔ میں نے اس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس گھر کی طرف سے نبی موعود کے ظہور کا وقت قریب ہے جو کوئی اس کو پائے تصدیق کرے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد ہم تو اسلام لے آئے مگر لوگوں کو بتانے والا وہ یہودی نہ صرف منکر رہا بلکہ اس نے حسد اور بغاوت کی راہ اختیار کی۔ حضرت

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تبع نے اپنی وفات سے پہلے حضور نبی کریم علیہ السلام کی تصدیق کر دی، اس وجہ سے کہ مدینہ کے یہود نے اس کو خبردار کر دیا تھا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب تبع مدینہ آیا اور وادی قناۃ میں اترا تو اس نے اخبارِ یہود کو کہلا بھیجا کہ میں اس شہر کو تباہ و برباد کر دوں گا تو شامون نے اس کو جواب دیا:

اے بادشاہ! بلاشبہ یہ وہ شہر ہے جس میں بنی اسماعیل کا آخری نبی اپنی مولد یعنی مکہ سے ہجرت کر کے سکونت پذیر ہوگا جس کا نام احمد علیہ السلام مرقوم ہے اور تمہارے پڑاؤ کا میدان جان نثاران احمد اور دشمنان نبوت کی معرکہ آرائی اور مہمات امور کے واقع ہونے کا میدان ہے۔"

تبع نے پوچھا: "اس نبی سے جنت کرنے والے کون لوگ ہوں گے؟" شامون نے جواب دیا: "اس کی اپنی قوم حملہ آور ہوگی۔" تبع نے پوچھا: "اس نبی کا مزار کہاں ہوگا؟ شامون نے کہا: "اسی شہر میں۔" تبع نے پوچھا: "لڑائی کا نتیجہ کس کے حق میں ہوگا؟" شامون نے جواب دیا: "کبھی تو ان کے حق میں ہوگا اور کبھی اہل باطل مخالفین کے حق میں۔" اور اس مقام پر جہاں تم فروکش ہوئے ہو یہاں نبی اللہ کو زحمت برداشت کرنی پڑے گی اور اس جنگ میں اس کے اتنے مجاہد شہید ہوں گے کہ شاید کسی اور جنگ میں نہ ہوں گے۔ اس کے بعد اس نبی کیلئے نیک انجام ہوگا اور وہ غالب ہو جائیں گے اور امر نبوت میں کوئی ان سے اختلاف کرنے والا نہ رہے گا۔

تبع نے پوچھا: "اس نبی علیہ السلام کی شان اور وصف کیا ہے؟" اس کے جواب میں شامون نے کہا: "وہ نہ پستہ قد ہوں گے، نہ طویل قامت، ان کی آنکھوں میں سرخی ہوگی۔ اونٹ پر سواری کریں گے، عمامہ کی بندش میں شملہ ہوگا، اکثر تلوار شانے پر آویزاں ہوگی جو بھی طاقت ان کے کاموں میں مزاحم ہوگی وہ اس کو پاش پاش کر دے گا اور بالآخر اس کا دین غالب ہو جائے گا۔

﴿ابن سعد﴾

عبدالحمید بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ زبیر بن باطا یہود کا سب سے بڑا عالم تھا۔ اس نے ذکر کیا میں نے اس کتاب کو حاصل کر لیا جس کو میرا باپ مجھ سے چھپاتا تھا۔ اس میں نبی احمد مبشر علیہ السلام کا ذکر تھا کہ وہ علاقہ گرم یعنی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوگا اور اس کے یہ اور یہ اوصاف ہوں گے۔ زبیر نے یہ بات اپنے باپ کے مرنے کے بعد بیان کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ابھی مبعوث بھی نہ ہوئے تھے اس کے بعد انہوں نے سنا کہ نبی کریم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ میں ظہور فرمایا ہے تو زبیر نے اس کتاب کو چھپا دیا اور نبی کریم علیہ السلام کے بارے میں تجاہل عارفانہ برتتے ہوئے انکار کا رویہ اختیار کر لیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سعد بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو قریظیہ اور بنونضیر کے یہودی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ذکر آپ کی علامتی نشانات کے ساتھ کیا کرتے تھے پھر جب سرخ ستارہ طلوع ہوا تو انہوں نے خبر دی کہ وہ نبی پیدا ہو گیا اور اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس کا نام احمد ﷺ ہے وہ ہجرت کر کے مدینہ میں آئے گا۔ پھر جب نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے اور قیام فرمایا تو انہوں نے انکار کیا اور حسد و بغاوت کی روش اختیار کی۔

﴿ابونعیم﴾

زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مدینہ طیبہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ میں تھے۔ انہوں نے سنا: ”اے مدینہ کے لوگو! خدا کی قسم! سلسلہ نبوت بنی اسرائیل سے منقطع ہو گیا کیونکہ نبی الآخر کی ولادت کا ستارہ افق پر نمودار ہو گیا ہے اور آپ ﷺ کا مقامِ ہجرت مدینہ طیبہ ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عمارہ بن خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ قبائل اوس و خزرج میں ابو عامر سے زیادہ کوئی شخص حضور نبی کریم ﷺ کی توصیف کرنے والا نہ تھا۔ یہود بھی اس کو پسند کرتے اور مسائل دریافت کرتے تھے اور وہ ان کو حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کا مژدہ اور ہجرت و اوصاف کے تذکرے سناتا پھر وہ تیما کے یہودیوں کے پاس گیا تو انہوں نے بھی اس کے خیال کی تائید کی س کے بعد وہ شام گیا اور نصاریٰ سے تبادلہ خیال کیا تو انہوں نے منجملہ اوصاف کے ایک یہ بھی بتایا کہ ہجرت کے بعد ان کا مرکز مدینہ ہوگا۔ اس کے بعد ابو عامر لوٹ آیا اور کہنے لگا: میں ”دین حنیفہ“ پر ہو ر کِ دنیا، رہبانیت، لباس صوف اس کی وضع قطع تھی اور وہ ظہور نبوت کا انتظار کرتا تھا۔

جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو وہ اپنے حالات میں مگن رہا اور حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل نہیں کیا۔ تیرہ سال کے بعد ترکِ وطن کر کے آپ ﷺ مدینہ آ گئے تو اس نے آپ ﷺ کی قیادت، سیادت اور سعادت کی عظمتوں کو دیکھ کر رشک و رقابت اور حسد و بغاوت کا طریقہ اختیار کیا۔ ایک دن وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا:

”اے محمد ﷺ! آپ کس چیز کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں؟“ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”حنیفیت کے ساتھ۔“ اس نے کہا: ”آپ حنیفیت کے ساتھ دوسری چیزوں کی آمیزش کرتے ہیں۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں روشن اور واضح حنیفیت لایا ہوں۔“ اور ارشاد فرمایا: ”علماء یہود و نصاریٰ میری شناخت اور اوصاف کے بارے میں جو کچھ تجھ سے بیان کرتے تھے، وہ کہیں نظر آتے ہیں؟“

اس نے کہا: ”آپ ان اوصاف کے حامل نہیں ہیں۔“ اس کے جواب میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تو جھوٹ بولتا ہے۔“ اس نے کہا: ”میں جھوٹ نہیں بولتا۔“ اس مرحلہ پر آپ ﷺ نے فرمایا جھوٹ بولنے والے کو اللہ تعالیٰ اس حال میں موت دے کہ لوگوں نے اسے دھتکار دیا ہو اور وہ پھر بے سہارا رہ جائے۔ اس پر اس نے کہا: ”آمین۔“ پھر وہ قریش مکہ کے پاس چلا گیا، یہودیت کو ترک کر کے

قریش کے ساتھ اور راہ ورسمِ مشرکانہ کو اختیار کرلیا۔

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

حضرت جعفر بن عبداللہ بن ابی الحکم رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کی مگر اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو عامر مکہ چلا گیا پھر جب مکہ فتح ہو گیا اور طائف اور اہل طائف جب مسلمان ہو گئے تو انہوں نے اس کو برداشت نہ کیا تو یہ شام چلا گیا اور پھر وہیں دل گرفتہ، بے سہارا اور بے یارومددگار رہ کر مر گیا۔

﴿ابونعیم، ابن اسحاق﴾

کعب بن لوی اور ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کعب بن لوی بن غالب جمعہ کے قومی اجتماع میں اس طرح خطاب کرتا تھا:

"اے برادرانِ قوم! غور سے سنو اور خبردار ہو جاؤ۔ رات تاریک اور دن روشن ہے، زمین بچھونا اور آسمان ہماری چھت ہے، پہاڑ میخ اور ستارے راہ نما اور پچھلے اگلوں کی مانند، ویسے ہی مرد و عورت ہیں اور روح پرانی ہونے والی ہے لہٰذا تم صلہ رحمی کرو، حقوق قربت کی حفاظت کرو، اپنے اموال کو بڑھاؤ، تم نے کسی مرنے والے کی بازگشت دیکھی، یا دیکھا کہ کوئی مردہ دوبارہ اٹھا؟ آخرت تمہارے سامنے ہے اور آخرت اس اندازہ وگمان کے سوا ہے جو تم بتاتے ہو اور جس کا ذکر کرتے ہو اپنے حرم کو زینت دو اور اس کی تعظیم کرو اور اس کو مضبوط تھامو کیونکہ عنقریب اس کیلئے ایک عظیم خبر ہونے والی ہے اور بہت جلد اس حرم سے عزت والا نبی ظہور کرنے والا ہے۔

نهار ولیل کل ادب بحادث سواء علینا لیلها و نهارها
علی غفلة یاتی النبی محمد یخبر اخبارا صدوق خبیرها

ترجمہ: "روزانہ دن ورات نو بہ نو رونما ہوتے ہیں، ہم پر دن ورات سب یکساں ہیں، اچانک نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے ہیں۔ وہ ایسی خبریں دیں گے کہ جن کا خبر رکھنے والا بہت سچا ہے۔"

خدا کی قسم! اگر میں شنوائی اور بینائی اور دست پار کھنے والا ہوتا تو ان کے عہد نبوت میں ایسی محنت اور سرگرمی سے کوشاں ہوتا جس طرح ایک شتر محنت کش اور مشقت گیر ہوتا ہے اور ایسی تیزی دکھاتا جس طرح ایک اونٹ اپنی طویل منزل مقصود تک پہنچنے میں دکھاتا ہے پھر کہا:

یا لیتنی شاهدا نجواء دعوته فعواء
حین العشیرة تبغی الحق خذلانا

ترجمہ: "کاش میں ان کی دعوت کے دور میں موجود ہوتا جبکہ قبائل حق کو چھوڑنے کی خواہش کریں گے۔"

حالانکہ کعب بن لوی کے مرنے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے درمیان پانچ سو ساٹھ برس کا زمانہ تھا۔ حضرت سعید بن میسب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قیس

بن ساعدہ اپنی قوم کو عکاظ کے بازار میں خطبہ دیا کرتا تھا۔ وہ اپنے خطبہ میں کہتا، عنقریب اس جگہ سے حق عام ہوگا اور پھر اپنے ہاتھ سے مکہ کی طرف اشارہ کرتا۔ لوگ پوچھتے وہ حق کیا ہے؟ وہ جواب دیتا۔ ایک شخص کشادہ رو، سیاہ چشم، لوی بن غالب کی نسل سے ہوگا وہ لوگوں کو کلمہ اخلاص، ابدی زندگی کبھی کم نہ ہونے والی نعمتوں کی طرف بلائے گا، تم اس کی دعوت کو قبول کرنا اگر میں اس کی بعثت تک زندہ رہتا تو سب سے پہلے اس کی طرف دوڑ کر جانے والا ہوتا۔

﴿ابونعیم، ابن اسحاق﴾

اوس بن حارثہ کی بیٹے کو وصیت:

جامع بن حیران رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب اوس بن حارثہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹے مالک کو وصیت کی۔ اس کے بعد اس نے یہ اشعار پڑھے:

شھدت اسرایا یوم آل محرق وادرک عمری صیحۃ اللہ فی الحجر

فلم ارذا ملک من الناس واحدا والا سوقۃ الا الی الموت والقبر

ترجمہ: ”آل محرق کی جنگ کے دن میں ان قیدیوں میں موجود تھا اور میری عمر کو عذاب الٰہی نے مقامِ حجر میں پالیا تھا۔ تو اس دن نہ کسی دولت مند اور سرمایہ دار شخص کو اور نہ کسی بے مایہ اور محتاج کو دیکھا۔“

مگر یہ کہ وہ موت اور قبر کی طرف جا رہا تھا۔ یہ قصیدہ ان شعروں تک اس نے پڑھا:

الم یات قومی ان للہ دعوۃ یفوذ بھا اھل السعادۃ والبر

اذبعت المبعوت من ال غالب بمکہ فیما بین زمزم والحجر

ھنالک فابغوا نصرہ بیلادکم بنی عامر ان ان السعادۃ فی النصر

ترجمہ: ”کیا میری قوم کو یہ معلوم نہ ہوا کہ اللہ کی طرف سے دعوت ہے، اس دعوت کے ذریعہ سعادت مند اور نیکوکار کامیاب ہوں گے۔ جس وقت وہ (منتخب کائنات) مبعوث ہونے والا آل غالب سے حرم مکہ میں زمزم اور حجر اسود کے درمیان ظہور کرے گا۔ اس وقت اپنے علاقوں سے اٹھ کر اس کے ساتھ مؤثر تعاون کرنا لازمی ہے۔ اے بنو عامر! بلاشبہ تمہاری سعادت نصرت کرنے میں ہی ہے۔“

﴿خرائطی: کتاب الھواتف، ابن عساکر﴾

حضرت حرام بن عثمان انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسعد بن زراق رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے چالیس افراد کے ساتھ بغرض تجارت شام پہنچا تو اس نے خواب میں دیکھا کہ کسی آنے والے نے کہا: اے ابوامامہ! مکہ مکرمہ سے ایک نبی ظہور فرمائے گا، تم اس کی پیروی کرنا اور اس سلسلہ کی ایک علامت یہ ہے کہ تم ایک ایسی منزل پر اترو گے کہ تمہارے ساتھیوں کو مصیبت پہنچے گی مگر تم محفوظ رہو گے اور فلاں کی آنکھ پر برچھے کی بھال لگ جائے گی۔“ پھر وہ ایک منزل پر اترے تو ان سب افراد کو رات میں وبائی

طاعون نے گھیر لیا، صرف ابوامامہ اس سے محفوظ رہے اور ان کے ایک ساتھی کی آنکھ میں بھالا بھی لگ گیا۔
﴿ابن سعد﴾

عمیر بن حبیب کا مردہ کے بعد زندہ ہونا:

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھ سے جہینہ کے ایک شیخ نے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت میں ہم میں سے ایک شخص جس کا نام عمیر بن حبیب تھا، بیمار ہو گیا۔ اس پر بے ہوشی کا غلبہ ہوا، اور ہم نے مردہ سمجھ کر اس پر چادر ڈال دی اور اس کی قبر کھودنے کا انتظام کر دیا، ہم اس کے پاس ہی بیٹھے تھے کہ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا: ''میں جس حالت میں واپس ہوا ہوں، اس کو تم دیکھ رہے تھے کہ مجھ پر بے ہوشی طاری تھی۔ اسی حالت میں مجھ سے کہا گیا کہ تجھ پر تیری ماں روئے کیا تو نہیں دیکھا کہ تیری قبر کھودی گئی اور قریب تھا کہ تیری ماں تجھ پر روتی اور کیا تو نہیں دیکھ رہا ہے کہ ہم نے اس قبر کو تیرے سوا دوسرے شخص کیلئے بدل دیا اور قصل نامی شخص کو اس میں رکھ کر پتھروں سے بھر دیا ہے۔ تو کیا اب تو اس نبی مبشر پر ایمان لائے گا اور اپنے رب کے شکر و سپاس اور ابنائے نوع کے ساتھ صلہ رحمی کا رویہ اختیار کرے گا اور مشرب ضلالت اور مشرکانہ جہالت کو چھوڑ دے گا؟ میں نے پُر اخلاص انداز میں عرض کیا: ہاں! ضرور ایمان لاؤں گا لہٰذا مجھے چھوڑ دیا گیا ہے۔ لوگوں نے اس واقعہ عجیب کے بعد قصل نامی شخص اور اس کے حالات دریافت کرنے کیلئے ایک جماعت کو روانہ کیا جس کی تحقیقات یہ تھی کہ واقعی وہ مر چکا اور اسی گڑھے میں اس کو دبا دیا گیا ہے۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہا، یہاں تک کہ عہد رسالت آیا اور وہ حلقہ اسلام میں داخل ہوا۔
﴿ابن ابی الدنیا، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا بذریعہ وحی تھا اور وہ اس طرح کہ آپ بغرضِ تجارت شام گئے وہاں آپ نے ایک خواب دیکھا اور بحیرہ راہب سے بیان کیا۔ بحیرہ نے پوچھا:

- ''تم کہاں کے رہنے والے ہو؟''
- انہوں نے جواب دیا: ''تہامہ کے شہر مکہ کا۔''
- بحیرہ نے سوال کیا: ''تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟''
- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''قبیلہ قریش سے۔''
- بحیرہ نے پھر سوال کیا: ''آپ کا ذریعہ معاش کیا ہے؟''
- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''تجارت۔''

بحیرہ راہب نے اپنے سوالات کے جواب پانے کے بعد خواب کی تعبیر کی کہ ''اللہ تعالیٰ تمہارے خواب کو حقیقت بنا کر مشاہدہ میں اس طرح لائے گا کہ تماری قوم میں سے ایک نبی کو مبعوث فرمائے گا اور

تم اس نبی کے صاحب معتمد اور مشیر اعلیٰ ہو گے اور وفات کے بعد خلیفہ نبی ہو گے۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ "تعبیر و خواب" کو پوشیدہ ہی رکھا۔ یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے آقا صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے دعوئ نبوت کی دلیل کیا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ خواب جس کو تم نے شام میں دیکھا تھا آپ یہ جواب سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹ گئے۔ پیشانی پر بوسہ دیا اور سمع و طاعت اور استجابت و شہادت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ کہا: "اَشْهَدُ اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ" میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔

﴿ابن عساکر تاریخ دمشق﴾

حضرت ابن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے عہد اسلام سے قبل "دلائل نبوت" کی قبیل سے کچھ دیکھا تھا؟ آپ نے جواب دیا: "ہاں۔" اور مزید کہا کہ کوئی شخص قریشی یا غیر قریشی ایسا نہ تھا جسے آثار دلائل نبوت سے کچھ معلوم نہ ہوا ہو۔ میں زمانہ جاہلیت میں درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ دفعتہً ایک ٹہنی میرے اوپر اس قدر جھکی کہ سر کے قریب آ گئی۔ میں حیران تھا کہ عجیب بات ہے کہ اتنے میں درخت مذکور سے آواز سنی وہ کہہ رہا تھا: ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے اور تم کو تمام لوگوں سے زیادہ اپنے آپ کو اس کی سپردگی میں دینا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

کتب سماویہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر جمیل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ

﴿سورہ الانبیاء﴾

ترجمہ: "اور بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔"

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر:

مندرجہ بالا آیت کریمہ کی تشریح میں ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے توریت اور انجیل میں اپنے ازلی اور قبل آفرینش علم سے خبر دی ہے کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اس زمین کی وارث ہو گی۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جب "اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ

الصّٰلِحُوْنَ" پڑھا تو کہا، ہم ہی وہ صالحین بندے ہیں اور فرمایا کہ میں زبور کے اس نسخے سے واقف ہوں جس میں ایک سو پچاس سورتیں ہیں اور میں نے اس کی چوتھی سورت میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اے داؤد (علیہ السلام)! میں جو سناتا ہوں اسے سنو اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو بتادیں کہ تمہارے بعد یہ زمین میری ہے اور میں محمد ﷺ اور ان کی امت کو اس کا وارث کروں گا۔"

﴿ابن ابی حاتم﴾

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے یمن کی طرف گیا اور قبیلہ زاد کے ایک شیخ کے پاس پہنچا جو تبحر عالم اور کتب سماوی کو پڑھنے والا شخص تھا اور اس کی عمر دس کم چار سو برس کی تھی۔

اس ازدی عالم نے مجھ سے کہا: میرا خیال ہے کہ تم حرم مکہ کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا: "ہاں۔" اس نے کہا: "میرا خیال ہے کہ تم قریشی ہو۔" میں نے کہا: "ہاں۔" اس نے کہا: "میرا خیال ہے کہا: تم تیمی ہو؟" میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: "اب صرف ایک نشانی تمہاری طرف سے باقی رہ گئی ہے جس سے میں واقف نہیں ہوسکا ہوں۔" میں نے پوچھا: "وہ کون سی نشانی ہے؟" اس نے کہا: "تم اپنے پیٹ سے قمیص اٹھاؤ۔" میں نے کہا کس لیے؟

اس نے کہا کہ میں نے علم صادق میں پایا ہے کہ "حرم مکہ میں ایک نبی مبعوث ہوگا اور اس کے دعویٰ نبوت میں ایک جوان اور ایک ادھیڑ عمر کا شخص مددگار ہوں گے اور جوان شدتوں اور دشمنوں کی متحدہ قوت اور ہجوم مصائب کو خاطر میں نہ لائے گا اور ان کا زور توڑ کر رکھ دے گا اور دوسرا ادھیڑ عمر شخص گورے رنگ اور لاغر جسم کا ہوگا اور اس کے پیٹ پر ایک تل ہوگا اور بائیں ران پر ایک نشان ہوگا تو تمہارا کیا حرج ہے اگر تم مجھے اپنا پیٹ دکھادو اور تمہارے ساتھ جو اوصاف میں پاتا ہوں اس پوشیدہ علامت کو دیکھنے سے میرا علم مکمل ہو جائے اور اس کے علاوہ ایک آدھ علامت مخفی رہ جائے تو رہ جائے۔" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنے پیٹ پر سے کپڑا اٹھالیا اور وہ ازدی عالم میری ناف کے اوپر سیاہ تل کو دیکھ کر کہنے لگے:

"رب کعبہ کی قسم! بے شک تم ہی وہ شخص ہو۔"

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: کتب سابقہ میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثال قطراتِ بارش کی سی ہے کہ وہ جہاں بھی گرتے ہیں نفع پہنچاتے ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذکر:

حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ ان

کے پاس کچھ لوگ کھانا کھا رہے تھے۔ آخر میں کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک پر نظر ڈالی اور فرمایا: "تم کتب سابقہ میں کیا کچھ پاتے ہو؟" اس نے جواب دیا کہ "رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ان کا صدیق ہوگا۔"

﴿ابن عساکر﴾

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں بتایا کہ میں زمانہ جاہلیت میں قریش کے کچھ لوگوں کے ساتھ بغرض تجارت شام گیا پھر جب مکہ واپس ہونے لگے تو مجھے ایک ضروری کام یاد آ گیا جسے میں بھول گیا تھا لہٰذا میں نے ساتھیوں سے کہا: "میں ایک کام کر آؤں پھر تم سے آ کر مل جاؤں گا۔" واللہ! میں بازار میں گزر رہا تھا کہ دفعتہً ایک بِطرِیْق نے پیچھے سے آ کر مجھے گردن سے پکڑ لیا اور مجھے لے جانے لگا۔ میری مزاحمت کے باوجود وہ مجھ کنیسہ تک لے جانے میں کامیاب ہو گیا اور ایک بہت بڑے مٹی کے ڈھیر کے پاس لے جا کر ٹوکری اور پھاوڑہ میرے آگے ڈال دیا اور کہا اس انبار سے مٹی اٹھا کر دوسری جگہ ڈال دو۔ میں بیٹھ گیا اور پیش آمدہ شدنی حالات پر سوچنے لگا کہ کیا کروں۔ وہی بطریق کچھ دیر بعد آیا اور کہنے لگا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تو نے کچھ بھی کام نہیں کیا اور پھر ایک مکا بنا کر پوری قوت سے میرے سر پر مارا۔ میں بڑی تیزی میں بجلی کی طرح اٹھا اور وہی پھاوڑہ سامنے سے اٹھا کر اس کے سر پر مارا اور اس کے سر کی ہڈی ٹوٹ گئی بھیجہ نکل کر بکھر گیا۔ اس کے بعد بلا توقف میں کنیسہ سے باہر نکل آیا اور غیر ارادی طور پر چل کھڑا ہوا، میں نہیں جانتا تھا کہ کدھر جا رہا ہوں اور میں ایک رات اور دن برابر چلتا رہا حتی کہ میں ایک صبح کو گرجا کے قریب سے گزر رہا تھا کہ آرام کرنے کو جی چاہا اور گرجا کے سائے میں ستانے لگا۔ اتنے میں ایک شخص نکل کر میرے پاس آیا اور کہا: "اے اللہ کے بندے! اس جگہ کیوں بیٹھے ہو؟ میں نے کہا: میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا ہوں۔ اس کے بعد وہ کھانا اور پانی لایا اور وہ مجھ کو اور میرے سارے جسم کو اوپر سے نیچے تک دیکھتا رہا پھر بولا: اے اجنبی! اہل کتاب جانتے ہیں کہ روئے زمین پر کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب الٰہی کا جاننے والا نہیں ہے اور میں تجھ میں وہ اوصاف دیکھ رہا ہوں کہ تو ہی ہوگا کہ ہمیں اس گرجا سے نکالے گا اور اس شہر پر غلبہ پائے گا۔"

میں نے اس کے جواب میں کہا: "اے استاذ! میں ایک دوسرے مذہب کا پیروکار ہوں۔" پھر اس نے پوچھا: "تیرا نام کیا ہے؟" میں نے بتایا: "عمر بن الخطاب" اس کے بعد اس نے پہلے سے زیادہ وثوق اور اعتماد کے لہجے میں کہا: "واللہ! ایسا ہی ہوگا اور تو ہی ہمارا غالب و فاتح ہے، اس میں کوئی مغالطہ اور شبہ نہیں۔ مہربانی کر تو میرے لیے، اس گرجا کیلئے اور اس کے جملہ اشیاء ولوازمات کیلئے ایک دستاویز لکھ دے۔" میں نے کہا: "اے صاحب علم! تو نے بلاشبہ میرے ساتھ حسن سلوک کیا ہے پس اب تو ایسی بات کر کے مجھے مکدر نہ کر۔"

اس نے اصرار کیا کہ "ایسی ایک تحریر لکھ دینے میں تجھ کو کس وجہ سے گریز ہے؟ حالانکہ بات واضح

ہے اگر تو ہمارا حاکم ہو گیا تو یہ تحریر ہمارے منشاء میں مفید ہو گی اور اگر ایسا نہ ہوا تو تیری ذات کو کیا نقصان۔'' میں نے کہا: ''اچھا سامانِ کتابت لاؤ۔'' وہ جلد ہی کاغذ وغیرہ لے آیا اور میں نے اس کے مطالبہ اور خواہش کے مطابق تحریر لکھ کر دستخط کر دیئے پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں شام پہنچے تو وہی راہب آپ کے پاس آیا اور وہ ''دیر القدس'' کا انچارج تھا۔ اس نے وہی تحریر پیش کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس تحریر کو تعجب کے ساتھ دیکھا اور جو مسلمان ساتھ میں موجود تھے انہیں تحریر کا پس منظر بتایا۔ راہب نے عرض کیا: میرے لیے جو شرط منظور ہو چکی ہے اسے پورا فرمائیے۔ اس کا جواب آپ نے یہ دیا: اس معاملہ میں نہ عمر کو اختیار ہے نہ اس کی اولاد کو۔

﴿دینوری فی المجالسہ، ابن عساکر﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھوڑا دوڑا رہے تھے، اتفاقاً ان پر سے تہبند اڑا اور اہل نجران میں سے کسی نے ران پر سیاہ تل کو دیکھ لیا جس کی وجہ سے انہوں نے کہا: یہی وہ شخص ہے جس کا ذکر ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں اور یہی شخص ہمیں اپنے اس علاقے سے نکالے گا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابی اسحاق، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عہد رسالت ﷺ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھوڑا دوڑا رہے تھے تو قبا کا دامن اڑ جانے سے آپ کی ران کھل گئی۔ آپ کی ران پر سیاہ تل کو دیکھ کر نجران کے ایک شخص نے کہا: یہی وہ شخص ہے جس کا تذکرہ ہمیں اپنی کتابوں میں ملتا ہے کہ وہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکال دے گا۔

﴿زوائد الزہد﴾

شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شام میں کہا کہ ان کتابوں میں بتایا گیا ہے کہ یہ شہر و امصار اس شخص کے ہاتھوں فتح ہوں گے جو صالحین، مسلمین اور متقین کے ساتھ ہمدرد اور مہربان اور شورہ پشتوں اور کافروں پر سخت گیر اور شدید ہے اور اس کا باطن اس کے ظاہر سے بہتر اور اس کے قول اور فعل میں تضاد نہیں اور اس کے نزدیک حق کے حاصل کرانے میں قریب و بعید برابر ہے۔ اس کے شاگرد رات میں عبادت گزار اور دن میں شیر ہیں وہ آپس میں رحم دل، شفیق اور نیکوکار ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے کعب رضی اللہ عنہ! تم نے ٹھیک کہا۔ کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں خدا گواہ ہے میں نے حقیقت بیان کی ہے۔ اس کے بعد حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر طرح کی حمد و ثناء کے لائق وہی ذاتِ اقدس ہے جس نے ہمیں عزت و غلبہ دیا اور ہمیں شرافت و کرامت سے سرفراز کر کے ہمارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ہم کو باہم شفقت کرنے والا بنایا۔

﴿ابونعیم﴾

عبید بن آدم، ابی مریم رحمۃ اللہ علیہم اور حضرت ابی شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر

بن الخطاب رضی اللہ عنہ مقام جابیہ میں تھے۔ اس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیت المقدس تشریف لائے تو نصرانی راہبوں نے ان سے کہا: آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: "خالد بن ولید" پھر انہوں نے پوچھا:

آپ کے امیر کا نام کیا ہے؟ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ پھر انہوں نے امیر کی شناخت پوچھی تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی نشانیاں بیان کیں۔ جن کو سن کر راہب بولے: تم بیت المقدس کو فتح نہیں کر سکتے، البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کر سکتے ہیں کیونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ہر شہر دوسرے سے پہلے فتح ہو جائے گا اور ہر اس شخص کی جو جس شہر کو فتح کرے گا اس کی نشانیاں ہمیں معلوم ہیں۔ ہماری کتب مقدس میں ہے کہ بیت المقدس سے پہلے "قیساریہ" فتح ہوگا۔ واپس جاؤ پہلے اسے فتح کرو، پھر اپنے امیر کو ساتھ لے کر آنا۔"

﴿ابو نعیم﴾

سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا ذکر:

حضرت مغیث اوزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم توریت میں میری کیا علامت پاتے ہو؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ایسا خلیفہ جو آہنی عزم کا حامل اور شدید قوت کا حامل اور احکام خداوندی کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کرے گا۔ پھر تمہارے بعد ایسا خلیفہ ہوگا جسے امت قتل کرے گی اور وہ لوگ اس خلیفہ کے حق میں ظالم ہیں پھر اس کے بعد ملت مصائب میں مبتلا ہو جائے گی۔

﴿طبرانی، ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء﴾

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مؤذن حضرت اقرع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسقف کو بلایا اور دریافت فرمایا: "کیا تم اپنی کتابوں میں ہمارا بھی کچھ ذکر پاتے ہو؟" اسقف نے جواب میں کہا: "ہم تمہاری علامات اور اوصاف کو تو پاتے ہیں مگر ان کا ذکر نام بنام نہیں ہے۔" حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تم میرا ذکر کس طرح پاتے ہو؟ اسقف نے جواب دیا: "آہن کے مانند، لوہے کے مشابہ۔" آپ نے پوچھا: "اس کا کیا مطلب ہوا؟" اس نے کہا: اصولوں کا بہت سختی سے پابند امیر، دشمنانِ دین کیلئے "مردِ آہن" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: صرف اللہ تعالیٰ کیلئے بڑائی ہے ہر طرح کی تعریف بھی اسی کیلئے ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

"میرے بعد ہونے والے خلیفہ کا ذکر کس طرح ہے؟" اس نے کہا: "وہ ایک حلیم الطبع، بہت ہی باحیاء اور صالح مرد ہے جو اقربا کو دوسروں پر ترجیح دے گا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ برادرم عفان کے بیٹوں پر رحم فرمائے پھر سوال کیا کہ "جو شخص ان کے بعد خلیفہ ہوگا اس کے بارے میں کیا مذکور ہے؟" اسقف نے جواب دیا: "لوہے کا میل۔" اس پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا: ہائے افسوس! اسقف راہب، امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا قطع کلام کرتے ہوئے بولا: "اے امیر ٹھہریے! وہ مرد تو صالح ہے لیکن اس کی خلافت کا قیام خون ریزی اور

کھینچی ہوئی برہنہ تلواروں کے درمیان ہوگا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نیند میں کچھ دیکھتے ہیں؟ اس سوال پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جھڑک دیا پھر کچھ دیر کے بعد فرمایا: میں ایک شخص کو دیکھتا ہوں جو خواب میں امت کے معاملات دکھاتا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے غلام افلح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اہل مصر کے آنے سے پہلے سرداران قریش کے پاس جا کر کہتے تھے کہ حضرت امیر یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کرو۔ وہ کہتے خدا کی قسم! ہمارا قتل کرنے کا ارادہ نہیں مگر انہوں نے واپس لوٹتے ہوئے کہا: واللہ! یہ لوگ ضرور ارتکاب کریں گے۔

ایک مرتبہ پھر ان لوگوں کو متنبہ کیا اور کہا خدا کی قسم! وہ چالیسویں دن فوت ہو جائیں گے۔ باغیوں نے انکار کیا اور کہا ہم شہید نہیں کریں گے۔ اس کے کچھ دنوں بعد پھر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ان (محاصرین) کے پاس پہنچے اور سمجھایا (خلیفہ معصوم) کو شہید نہ کرو۔

﴿مسندِ ابن راہویہ﴾

طاؤس سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر لوگوں سے پوچھا: "تم اپنی کتابوں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کیا اوصاف پاتے ہو؟" انہوں نے جواب دیا کہ "ہم نے پڑھا ہے کہ وہ قیامت کے روز قتل کرنے والے اور ان کے چھوڑنے والوں پر امیر ہوں گے۔"

﴿ابن عساکر، ابن سعد﴾

حضرت محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے دریافت کیا کہ جنگ کرنے اور اس سے باز رہنے میں کون سی بات آپ مناسب خیال کرتے ہیں؟ انہوں نے کہ کہ قیام حجت کیلئے جنگ سے ہاتھ روکنا بہتر ہے کیونکہ ہم نے کتابِ آسمانی میں پڑھا ہے کہ آپ قیامت کے دن قاتل اور آمر پر امیر ہوں گے۔

﴿ابن عساکر، ابن سعد﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے مصریوں سے کہا: تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے درپے ہو کیونکہ وہ ماہ ذی الحجہ ختم نہ کرسکیں گے کہ ان کی وفات ہو جائے گی۔

﴿ابن عساکر﴾

ابوالقاسم بغوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعید بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو لوگوں نے ذی قربات حمیری سے جو علمائے یہود میں سے تھا پوچھا: "اے ذی

قربات! حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کون خلیفہ ہوگا؟'' اس نے کہا: ''الامین! (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) لوگوں نے پھر پوچھا: ''ان کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟'' اس نے کہا: ''مردِ آہن'' یعنی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (جو قوت ارادی اور ہمت وعزیمت کا پہاڑ اور اصول وانصاف کی پابندی میں مردِ آہن ہیں۔) پھر لوگوں نے سوال کیا کہ ''ان کے بعد یہ خلاف وسیادت کس کی طرف منتقل ہوگی؟'' اس نے کہا: ''الازہر'' یعنی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ (جو اپنے اخلاق اور کردار میں اخلاق اور حلم واحیاء میں ازہر تھے۔) پھر انکے بعد کیلئے پوچھا گیا۔ اس نے کہا: ''ابوضاح المنصور'' یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ مجھ سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کہا کہ اب چالیس ہجری کا آغاز ہے اور عنقریب اسی سال میں صلح ہو جائیگی۔

﴿ابن راہویہ، طبرانی﴾

حضرت ابوصالح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اونٹ چرانے والا ایک روز یہ حدی گاہ رہا تھا:

ان لا میر بعده علی
و فی الزبیر خلف مرضی

ترجمہ: ''بے شک ان کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پسندیدہ خصلت والے پس رو ہوں گے۔''

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا نہیں بلکہ امیر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ یہ خبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملی تو انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابواسحاق یہ کیسے ممکن ہے حالانکہ ابھی حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم موجود ہیں؟ انہوں نے کہا: تم ہی امیر ہو گے۔

﴿ابن سعد﴾

ابوجریر ازدی اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ کا ذکر ہمیں اپنی کتابوں میں اس طرح ملتا ہے کہ قیامت کے روز آپ ﷺ رب کے حضور اس حال میں کھڑے ہوں گے کہ آپ کے دونوں رخسار سرخ ہوں گے اور آپ کے بعد امت جو کارنامے انجام دے گی ان کی وجہ سے آپ ﷺ محجوب اور شرمندہ ہوں گے اور حیاء آئے گی۔ (بسند حسن)

﴿مسند دارمی، مسند ابن راہویہ﴾

مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر:

محمد بن یزید ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت قیس بن خرشہ اور حضرت احبار رضی اللہ عنہم دونوں ہمراہ جارہے تھے یہاں تک کہ جب یہ دونوں مقامِ صفین پر پہنچے تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ ٹھہر گئے اور

کچھ دیر اس سرزمین پر نظر ڈالی پھر فرمایا: اس خطہ سرزمین پر مسلمانوں کا اس قدر خون بہے گا کہ اتنا خون کسی اور خطہ پر نہ بہا ہوگا۔ اس پر حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ بات تمہیں کس ذریعہ سے معلوم ہوئی؟ حالانکہ یہ بات علم غیب سے ہے اور علم غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اس پر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: زمین کا بالشت بھر ٹکرا بھی ایسا نہیں ہے جس کا ذکر توریت میں نہ ہو۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مختار کا سر ان کے سامنے لایا گیا تو انہوں نے کہا حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جو باتیں بتائی تھیں ان سب باتوں کو میں نے درست پایا۔ سوائے اس ایک بات کے جو مجھ سے کہی کہ عنقریب ایک ثقفی شخص مجھ کو قتل کرے گا۔ حضرت اعمش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ اسے نہ جان سکے کہ حجاج ثقفی کو ان کیلئے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

﴿مستدرک حاکم﴾

حجاج بن یوسف کے ظلم کا ذکر:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک ہم نسب شخص لوگوں کا خون بہائے گا اور دوسروں کے اموال کو حلال جانے گا اور بیت اللہ کے ایک ایک پتھر کو توڑے گا۔ میری حیات میں اگر اس طرح کے واقعات رونما ہوئے تو میں دیکھ ہی لوں گا ورنہ تم ان باتوں کو ذرا یاد رکھنا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بنی مغیرہ کی جبل ابوقیس پر رہنے والی عورت سے کہی تھی چنانچہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حجاج کے مقابلہ کے دوران بیت اللہ کو منہدم ہوتے دیکھ کر اس خاتون نے کہا: خدا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پر رحم کرے کیسی درست بات کہی تھی۔

﴿مستدرک حاکم﴾

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر:

ہشام بن خالد ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے توریت میں دیکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پر چالیس دن تک آسمان و زمین روئیں گے۔

﴿زوائد الزہد﴾

حضرت محمد فضالہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک راہب نے کہا: ہم حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ عادل اماموں میں پاتے ہیں جس طرح حرمت والے مہینوں میں رجب حرمت و امن والا ہے اسی طرح عمر کا زمانہ حرمت و امن والا زمانہ ہے۔

ولید بن ہشام بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم ایک مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک صاحب نے کہا تم نے اس راہب کے قول کو سنا؟ وہ کہتا ہے کہ امیر سلیمان نے وفات پائی اور اس کی جگہ پیشانی پر ایک چوٹ لگا شخص امیر ہوا ہے چنانچہ جب ہم آئے تو ایسا پایا جیسا کہ راہب نے خبر دی تھی۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر جب ہم چوتھے سال اسی مقام پر ٹھہرے تو اس شخص نے اسی راہب

سے جا کر کہا: صاحب من! اس موقع پر تم نے جو خبر دی تھی ہم نے ویسا ہی پایا۔ راہب نے جواب دیا: خدا شاہد ہے، عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو زہر پلا دیا گیا ہے پھر جب ہم واپس لوٹے تو واقعی حضرت عمر بن عبدالعزیز کو زہر دیا جا چکا تھا۔

مغیرہ بن نعمان ایک بصری شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے بتایا کہ میں بیت المقدس کے ارادے سے چلا تو میں ایک جگہ بارش میں گھر گیا اور میں نے ایک راہب کے صومعہ میں پناہ لی تو راہب نے میرے روبرو آ کر کہا: ''ہم کو اپنی کتاب مقدس میں یہ واقعہ ملتا ہے کہ تمہارے دین کے کچھ لوگ مقام غدراء میں قتل کیے جائیں گے اور ان پر حساب ہوگا نہ عذاب۔'' تو کچھ ہی عرصہ گزرا کہ حجر بن عدی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو مقامِ غدراء میں لایا گیا اور انہیں قتل کیا گیا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا بنی عباس کے سیاہ جھنڈے نکلیں گے یہاں تک کہ شام میں قیام کریں گے اور ان کے ہاتھوں سے ہر جابر اور ان کے ہر دشمن کو اللہ تعالیٰ قتل کرائے گا۔

﴿بیہقی﴾

حماد بن سلمہ از یعلی بن عطاء از بجیر بن ابی عبید رحمۃ اللہ علیہ از سرح بن یرموکی جو اہل کتاب سے تھا، روایت کی ہے۔ اس نے کہا میں کتابِ آسمانی میں لکھا پاتا ہوں کہ اس امت میں بارہ رئیس ہوں گے ان بارہ میں ایک نبی ہوگا اور جب ان کی تعداد پوری ہو جائے گی تو لوگ آپس میں سرکشی و بغاوت و جنگ وجدال کرنے لگیں گے۔

﴿دولابی الکنی﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کاہنوں کی پیشین گوئیاں

سطیح کی پیشین گوئی:

اسماعیل بن عیاش از یحییٰ بن ابی عمرو شیبانی از عبداللہ بن دیلمی از ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ سطیح کا ذکر کیا کرتے ہیں اور آپ کا یہ خیال بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں کسی کو اس کی مثل پیدا نہیں کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سطیح کو تختہ پر گوشت کا ایک لوتھڑا پیدا کیا۔ اس کی نقل وحمل تختہ ہی پر ہوئی، اس کے بدن میں ہڈی تھی نہ پٹھہ، نہ اس کی کھوپڑی تھی اور نہ گردن، ہتھیلیاں بھی غائب تھیں۔ اس کے اس لوتھڑے کو مثل گٹھڑی کے لپیٹ لیا جاتا۔ اس کے جسم میں کوئی حس وحرکت نہ تھی صرف زبان حرکت کرتی تھی۔ اس کے کہنے پر اس کو تختہ پر رکھ کر مکہ لایا گیا تو اس کے پاس چار قریشی آئے۔ آل قصی میں عبدشمس، عبد مناف، احوص بن فہر اور عقیل بن ابی وقاص۔ ان چاروں نے

اپنا نام اور نسبی تعارف کرایا۔لوگوں نے کہا کہ نجح والے ہیں جو تمہاری زیارت کیلئے ہیں۔عقیل نے ایک ہندی تلوار اور رودینیہ برچھا بطور تحفہ پیش کیا اور دونوں چیزوں کو بیت الحرام کے دروازے پر رکھ دیا تا کہ وہ یہ دیکھ سکیں کہ سطیح نے ان چیزوں کو اس سے پہلے دیکھا ہے یا نہیں۔تھوڑی دیر بعد سطیح نے کہا: ''اے عقیل! اپنا ہاتھ میرے سامنے لا۔'' اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا۔اس کے بعد سطیح نے کہا:

''قسم ہے باطن کے جاننے والے اور خطاؤں سے درگزر کرنے والے کی، قسم ہے پورا ہونے والے عہد کی اور قسم ہے بیت الحرام کی! تم نے جو تحفہ پیش کیا اس میں شمشیرِ ہندی اور دوسرا رودینی نیزہ ہے۔''

ان قریشیوں نے کہا: اے بزرگ سطیح! آپ نے درست فرمایا۔اسکے بعد سطیح نے کہا: ''قسم ہے فرح کے ساتھ لات کی، قسم ہے قوسِ قزح کی، قسم ہے سبقت لے جانے والے گھوڑے کی! قسم ہے پیشانی پر نشان والے گھوڑے کی! قسم ہے تازہ کھجور کے درخت کی! قسم ہے خشک وتر خرموں کی! بے شک کوا جس طرف اڑا مبارک ہے۔(زمانہ جاہلیت میں عرب اسی طرح قسمیں کھاتے تھے اور کوّے کی کائیں کائیں سے شگون لیتے تھے۔) اس نے بتایا ہے کہ یہ لوگ نجح سے تعلق نہیں رکھتے اور ان کا نسب ان قریش سے ملتا ہے جو پتھریلی زمین کے رہنے والے ہیں۔'' ان چاروں نے کہا:

''اے سطیح! آپ ٹھیک کہتے ہیں ہم اسی علاقے کے رہنے والے ہیں۔ہم آپ کے پاس صرف ملاقات کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں، اب جبکہ ہمیں آپ کے علم کا اندازہ ہوگیا ہے تو اب ہمیں بتائیے کہ ہمارے زمانے اور ہمارے بعد کیا کیا واقعات رونما ہوں گے۔اگر اس کے بارے میں آپ کو کچھ خبر ہے؟ سطیح نے کہا: بے شک تم سچ کہتے ہو۔اچھا اب میری باتوں کو سنو! جو اللہ نے الہام کے ذریعے مجھے بتائی ہیں۔

''اے گروہ عرب! تم بڑھاپے کے عالم میں ہو، تمہاری بصیرتیں اور عجم کی بصیرتیں برابر ہیں، تمہارے پاس علم ہے نہ سمجھ اور تمہارے بعد آنے والے لوگ انواع علم کے متلاشی ہوں گے اور بت شکنی کرتے ہوئے روم تک پہنچیں گے، عجمی طاغیوں کو قتل کر کے غنائم حاصل کریں گے۔''

اس تقریر کو سن کر ان چاروں نے کہا: ''اے بزرگِ محترم سطیح! وہ کون لوگ ہوں گے؟'' اس نے جواب دیا: ''رکنوں والے گھر، امن وغلبہ کی قسم! وہ لوگ تمہارے بعد تمہاری ہی اولاد میں سے ہوں گے جو بتوں کو توڑ دیں گے اور طاغوت کی بندگی چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کریں گے اور دنیا کو توحید کا سبق دیں گے اور دیان کے دین پر چلیں گے، اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے۔عامیوں پر سبقت لے جائیں گے۔'' انہوں نے پوچھا: ''اے سطیح! وہ لوگ کس نسل سے ہوں گے؟'' اس نے جواب دیا:

''قسم ہے اشرف الاشراف کی! قسم ہے اسراف کے نگہبانی کرنے والے کی! قسم بلادِ عاد کو ہلا دینے والے کی! اور قسم ہے کمزوروں کو قوت دینے والے کی! وہ ہزاروں لوگ ہوں گے جن میں عبد شمس اور عبد مناف بھی ہوں گے اور دوسرے مختلف لوگ بھی ہوں گے۔''

چاروں قریشیوں نے کہا: ''اے غیبی خبر دینے والے سطیح! ہمیں یہ بتا دیجئے کہ وہ کس شہر سے ظہور

کریں گے؟" اس نے کہا: "قسم ہے ذاتِ ازل وابد کی! اور قسم ہے پروردگار اعلیٰ کی! شہرِ مقدس سے ایک ہدایت یافتہ نبی پیدا ہوگا جو سیدھی راہ دکھائے گا اور یغوث واصنام سے کنارہ کشی اختیار کر کے ان کی پرستش سے بری ہوگا۔ وہ ایک خدا کی عبادت کرے گا پھر اللہ تعالیٰ اس نبی کو محمود کر کے وفات دے گا۔ وہ زمین سے مفقود اور آسمان میں حاضر وموجود ہوگا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کا خلیفہ ہوگا۔ اس کے فیصلے اور حقوق کی ادائیگی اور اس کے معاملات میں پورا اعتدال ہوگا۔ اس خلیفہ اول کے بعد دوسرا صاحب واستقامت خلیفہ ہوگا جو اعلیٰ درجہ کا مدبر، تجربہ کار اور معاملہ شناس ہوگا۔ وہ کل ملت کا بہترین ذمہ دار، مہمان نواز اور عدلیہ کا ایک مثالی استحکام کرنے والا ہوگا۔ ان کے بعد وہ شخص اور نائب ہوگا جو اپنے سابقین کی طرح مستعد، زرہ پوش اور آزمودہ کار ہوگا۔

بایں ہمہ غدار منصوبے بنائیں گے اور یہ اشرار تعمیری مشوروں کا بہانہ بنا کر گروہ در گروہ اس کے شہر میں جمع ہو جائیں گے اور اس معصوم کو بے دردی کے ساتھ شہید کر ڈالیں گے پھر اس کے خون کا بدلہ لینے کیلئے اکابرین ومعززین امت اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس کے بعد وہ خلیفہ ہوگا جو اپنی ذات رائے کو، فریب دینے والے کی رائے سے متفق کر دے گا پھر قلم رو میں لشکرِ عظیم مدمقابل ہوں گے پھر اس کے بعد اس کا بیٹا جانشین ہوگا جو جمع شدہ مال میں ہاتھ ڈالے گا کم ہی لوگ ہوں گے جو اس کو پسند کریں گے وہ عوام کے خزانے میں تصرت کرے گا اور آئندہ جانشین کیلئے خزانہ بھرے گا۔ اس کے بعد وہ بادشاہ والی ہو جائیں گے کہ ان کے عہد میں خون ریزی عام ہوگی۔

بعد ازاں ان کا والی ایک مفلوک الحال شخص ہوگا وہ ان کو فرش کی طرح پامال کرے گا، پھر ایک مضبوط گرفت والا ابوجعفر ہوگا جو حق کو دور اور معتز کو قریب کرے گا اور بہت بری طرح زمین کو فتح کرے گا۔ اس کے بعد ایک پستہ قد والا شخص ہوگا، اس کی پشت پر نشان ہوگا، وہ سلامتی کی موت مرے گا۔ پھر نسبتاً کم مکار شخص آئے گا اور وہ ملک کو خالی اور بے کار چھوڑ دے گا پھر اس کا بھائی والی ہوگا جو اسی کی راہ پر گامزن ہوگا وہ منبر واموال کے ساتھ مخصوص ہوگا۔ اس کے بعد والی وہ شخص ہوگا جو غصہ کو ضبط نہ کر سکے گا وہ دنیا پسند اور مال دار ہوگا۔ اس کے معاصرین اور ہم زمانہ لوگ اور اس کے اقارب اسے جنگ پر ابھاریں گے اور پھر اس پر چڑھائی کریں گے اور سلطنت سے معزول کر دیں گے اور پھر وہ قتل کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد ساتواں شخص برسر اقتدار آئے گا۔ وہ ملک کا قحط زدہ ویران اور پسماندہ بنا دے گا اور ملک کے اندر ایک بھوکے حریص کی طرح کھسوٹ کرے گا۔ اس وقت حالت یہ ہوگی کہ بے مایہ وحریص لوگ ملک گیری کی طمع کریں گے اور ننگے بھوکے لوگ والی بنیں گے۔ قبیلہ نزار کے لوگ بنی قحطان کو پامال کریں گے اور یہ دونوں قبیلے دمشق میں لبنان کے قریب نبرد آزما ہوں گے اس دن اہل یمن کے دو طبقے ہوں گے، ایک غالب اور دوسرے مغلوب ومخذول۔ صحرا نشینوں کے خیموں کو تم بوسیدہ دیکھو گے اور ان کے جھنڈے کھلے پاؤ گے اور قیدیوں کو پابہ زنجیر دیکھو گے۔

یہ واقعات وادیِ فرات اور پہاڑوں کے درمیان ہوں گے، اس زمانے میں منابر ویران ہوں

گے اور بیوہ خواتین لوٹی جائیں گی اور حاملہ عورتوں کے حمل گریں گے اور زمزے اور ساز کا دور دورہ ہوگا۔ وائل نامی شخص خلاف کو طلب کرے گا۔ اس وقت قوم نزار مشتعل ہو جائے گی۔ وہ غلاموں اور شرپسندوں کو مقرب بنائے گی اور اخیار و عباد سے دور رہے گی۔ لوگ بھوکے مریں گے۔ غلہ اور عام ضرورت کی چیزیں گراں ہو جائیں گی اور ایک موقع ماہِ صفر میں ان جابروں کو قتل کیا جائے گا۔ جنہوں نے خندقیں، نہریں، سرسبزی و شادابی کو عام کیا۔ ان کو بھاگنے کا موقع نہ ملے گا، حاکم وقت ان جابروں کو دن کے اول وقت ہزیمت دے گا۔ جب وہ اس حالتِ مغلوبیت کو پہنچیں گے تو وہ خوف کے باعث نہ سو سکیں گے اور نہ فرار کر سکیں گے۔ وہ کسی آبادی میں داخل ہوں گے اور پھر قضا و قدر کو پالیں گے۔ اس کے بعد تیر اندازوں کی جماعت آئے گی اور وہ صالحین کو اکٹھا کرے گی تاکہ آہن پوشوں کو قتل کریں گے اور ان کے حامیوں کو قید کریں اور گمراہوں کو اسیر بنائیں، اس مرحلہ پر بادشاہ کو آبی راہِ سفر پر پالیں گے پھر دین اور اس کے امور میں اختلال واقع ہو جائے گا اور زبور پوشیدہ کر دیئے جائیں گے۔ معبدوں کو توڑ دیا جائے گا اور کوئی محفوظ و مامون نہ ہوگا مگر وہ جو کہ جزائر البحور میں ہوگا۔ (یعنی دور دراز کے جزیروں میں چلے جائیں گے۔)

اس کے بعد جنوب کی سمت سے غبار اٹھے گا اور دیہاتی گنوار غلبہ کریں گے۔ ان میں کوئی بھی بدکاری، جنگ جوئی اور ہٹ دھرمی سے پاک و مبرا نہ ہوگا۔ یہ زمانہ بہت ہی خراب ہوگا، کاش قوم میں اس دن کچھ حیاء ہوتی اور تمناؤں کی خواہش نہ کرتی۔ ان چاروں قریشی حضرات نے دریافت کیا: "اے سطیح! اس کے بعد پھر کیا ہوگا؟" اس نے کہا: "اس کے بعد یمن سے ایک شخص اٹھے گا وہ خوبصورت اور برف کی مانند سفید ہوگا وہ صنعاء اور عدن کے درمیان میں ایک علاقے سے ظاہر ہوگا۔ اس کا نام حسین یا حسن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے سر پر فتنوں کو لے جائے گا۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

ربیعہ بن نصر کا خوفناک خواب:

ربیعہ بن نصر لخمی نے ایک خوفناک خواب دیکھا جس سے وہ بہت خوف زدہ ہو گیا تو اس نے اپنی مملکت کے معبروں کے پاس لوگوں کو بھیجا اور کسی کاہن، جادوگر، شگون لینے والے اور منجم کو نہ چھوڑا، سب ہی لوگوں کو طلب کر لیا اور کہا میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے جس کی وجہ سے خائف اور دہشت زدہ ہو گیا ہوں، لہٰذا مجھے اس کی تعبیر دو۔ معبروں نے کہا: "خواب کو بیان فرمائیے تاکہ ہم تعبیر دیں۔"

اس نے جواب دیا: "کہ میں خواب بیان کروں اور پھر تم اس کی تعبیر دو، یہ طریقہ کار میرے لیے اطمینان کا باعث نہیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ صحیح تعبیر وہی کرے گا جو اس خواب کو میرے بیان کیے بغیر جانتا ہو کہ میں کیا دیکھ چکا ہوں؟" ربیعہ کا نقطہ نظر معلوم کر کے حاضرین میں سے کسی ایک نے کہا:

"اگر آپ اس طریقہ پر تعبیر کے خواہاں ہیں تو سطیح یا شق کے پاس کسی کو بھیجنا چاہیے، ان دونوں سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے یہ دونوں افراد خواب اور تعبیر بتا سکتے ہیں۔"

طلبی پر شق سے پہلے سطیح آ گیا۔ بادشاہ نے کہا: ”اے سطیح! میں خواب دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا ہوں، تم اس کی تعبیر دو۔“ سطیح نے جواب میں کہنا شروع کیا: ”اے بادشاہ! آپ نے خواب دیکھا ہے کہ تاریکی کی حالت میں ایک شعلہ برآمد ہوا، وہ تہامہ کا علاقہ ہے اور اس شعلہ نے ہر کھوپڑی والے کو کھا لیا ہے۔“ بادشاہ نے کہا: ”اے سطیح! تم نے خواب کے بیان میں کوئی بھی غلطی نہیں کی، ہاں اب تم اس کی تعبیر بتاؤ۔“ سطیح نے کہا:

”میں قسم کھاتا ہوں دونوں حرہ کے درمیان ہر چرند اور پرند کی، تمہاری مملکت میں حبشی اتریں گے اور ابین سے لے کر جرش ک کے علاقہ پر وہ قبضہ کریں گے۔“ یہ سن کر بادشاہ نے کہا: ”یہ بات ہمارے لیے موجب فکر والم اور خوف وہراس کا باعث ہے، بتاؤ یہ بات تمہارے زمانہ میں ہوگی یا بعد میں؟“ سطیح نے کہا: ”نہیں بعد کو ساٹھ ستر سال سے زیادہ گزر جانے کے بعد واقع ہوگی۔“ بادشاہ نے پوچھا: ”یہ ملک ان کے قبضہ میں ہمیشہ رہے گا یا پھر نکل جائے گا؟“ سطیح نے کہا کچھ اوپر ستر برس کے بعد یہ ملک ان کے قبضہ سے نکل جائے گا پھر ان سے اکثر قتل کیے جائیں گے اور کچھ جان بچا کر بھاگ سکیں گے۔ بادشاہ نے پوچھا: ”ان کو قتل کرنے اور بھاگنے پر مجبور کر دینے والا شخص کون ہوگا؟“

سطیح نے جواب دیا: ”ارم ذی یزن ان کا حاکم عدن سے یورش کرے گا اور پھر ان میں سے کسی ایک کو یمن میں نہ چھوڑے گا۔

بادشاہ نے پوچھا: حاکم عدن کی حکومت یمن میں ہمیشہ رہے گی یا ختم ہو جائے گی؟“ سطیح نے جواب دیا: کچھ اوپر ستر برس کے بعد اس کی حکومت بھی ختم ہو جائے گی۔

بادشاہ نے دریافت کیا: ”اس کی حکومت کو پھر کون ختم کرے گا؟“ سطیح نے کہا: ”ایک نبی برحق، جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت و وحی نازل ہوا کرے گی۔“ بادشاہ نے سوال کیا: ”وہ نبی مکرم کس قبیلہ سے ہوگا؟“ سطیح نے کہا: ”غالب بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد سے۔ اس کی امت میں حکومت آخر زمانے تک باقی رہے گی۔“

بادشاہ نے پوچھا: ”کیا زمانہ کا بھی آخری کنارہ ہے؟“ سطیح نے کہا: ”ہاں، وہ جس روز تمام اولین و آخرین جمع ہوں گی۔ اس روز نیکوکار سعادت مند ہیں اور بدکار لوگ بدبخت ہیں۔“

بادشاہ نے کہا: ”اے واقف حالات سطیح! جو کچھ تم کہہ رہے ہو کیا واقعی یہ درست ہے؟“ سطیح نے کہا: ہاں! قسم کھاتا ہوں شفق، غسق اور فلق کی کہ جو کچھ میں نے بیان کیا وہ حق ہے۔“ جب سطیح اپنی گفتگو اور جوابات سے فارغ ہوا تو شق کو بادشاہ ربیعہ نے اپنے پاس بلایا اور کہا:

”میں ایک خواب دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا ہوں۔“ اور جو سوال و جواب سطیح سے ہو چکے تھے ان کو بادشاہ نے مخفی رکھا تا کہ وہ معلوم کر سکے کہ دونوں کاہنوں کے بیان اور تعبیر میں کیا اور کس قدر اتفاق یا اختلاف ہے۔ تو شق نے کہا: ”ہاں! آپ نے تاریکی سے ایک شعلہ برآمد ہوتے دیکھا پھر وہ باغ اور پشتہ کے درمیان ٹھہرا، پھر اس نے ہر جان دار کو کھا لیا ہے۔“

بادشاہ نے پوچھا: ”اس کی تعبیر تم کیا کرتے ہو؟“ اس نے کہا: ”قسم کھاتا ہوں دونوں حرہ کے

درمیانی انسانوں کی! آپ کی سرزمین میں سوڈانی یلغار کریں گے اور وہ ناک انگلیوں والوں پر غالب ہو جائیں گے اور ابین اور نجران تک قبضہ کرلیں گے۔"

بادشاہ نے کہا: "یہ بات ہمارے لیے موجب اشتعال بھی ہے اور باعثِ رنج وتفکر بھی۔ بتا سکتے ہو کہ یہ سب کچھ میرے عہد میں ہوگا یا میرے بعد؟" شق نے جواب دیتے ہوئے کہا: "کچھ زمانے کے بعد یہ حالات وحادثات رونما ہوں گے، اس کے بعد تم لوگوں کو ان سوڈانیوں سے ایک عظیم اور صاحب شان چھڑائے گا اور وہ ان کو ایک دردناک مزہ چکھائے گا۔"

بادشاہ نے پوچھا: "وہ عظیم ترین شخص کون ہے؟" تو شق نے کہا: "وہ لڑکا نہ زیادہ کم مرتبہ ہوگا نہ زیادہ معزز، ذی یزن کے گھر میں پیدا ہوگا۔"

بادشاہ نے دریافت کیا: "اس کی حکومت ہمیشہ رہے گی یا جاتی رہے گی؟' کاہن نے جواب دیا: "ایک رسول مرسل اس کے اقتدار وسلطنت کو ختم کرے گا۔ وہ رسول حق اور دین وعدل کو لائے گا وہ ایک خاص نظام زندگی اور داعی اور صاحب فضل ہوگا۔ یہ حکومت اس کے صاحبوں اور متبعین میں فیصلہ کے دن تک باقی رہے گی۔"

بادشاہ نے سوال کیا: "وہ فیصلہ کا دن کیا ہے؟" شق نے جواب دیا: "یہ وہ دن ہوگا جس میں حاکموں کو بدلہ دیا جائے گا۔ آسمان سے بلانے والے کی ندا سنی جائے گی جسے ہر زندہ اور مردہ سنے گا، اس دن تمام لوگ میقات میں جمع ہوں گے جس نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کیا ہوگا وہ اس دن کامیاب اور نجات یافتہ ہوگا۔"

﴿ابن اسحاق، ابن عساکر﴾

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے خبر ملی ہے کہ سطیح کاہن سیل عرم کے زمانے میں پیدا ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ کے سال ولادت میں اس کی موت واقع ہوئی۔ وہ پانچ سو سال زندہ رہا۔ اس کے بعد دوسرا ایک قول یہ ہے کہ تین سو سال زندہ رہا۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

ابن کلبی از عوانہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہم نشینوں سے پوچھا: کیا تم میں سے کوئی شخص زمانہ جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کوئی ایسی بات جانتا تھا اور جو اس کے سامنے واقع ہوئی ہو؟ آپ کے استفسار پر حضرت طفیل بن زید حارثی رضی اللہ عنہ نے جن کی عمر ایک سو ساٹھ سال تھی کہا: امیر المومنین! ایک شخص مامون بن معاویہ تھا جس کی کہانت کے بارے میں آپ کو علم ہے۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں لوگوں کو بتایا کرتا تھا۔ وہ اکثر کہتا سنا گیا:

یَا لَیْتَ اِنِّیْ اَلْحَقُهٗ وَ لَیْتَنِیْ لَا اَسْبَقُهٗ

ترجمہ: "اے کاش! میں آپ ﷺ کے ساتھ شامل ہوتا۔ اے کاش! میں آپ سے پہلے پیدا نہ ہوا ہوتا۔"

﴿مدینی، الذیل﴾

حضرت طفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تہامہ میں تھے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر ملی میں نے اپنے دل میں کہا۔ یہ وہی نبی ہے جس کے بارے میں مامون خبر دیا کرتا تھا۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دن گزرتے گئے حتی کہ میں ایک وفد کے ساتھ آیا اور سلام لایا۔

قدیم پتھروں پر نبی کریم ﷺ کا اسمِ مبارک

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''ہمیں رسول اللہ ﷺ کے وہ فضائل جو آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے ظاہر ہوئے بتائیے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! امیر المومنین! میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک ایسا پتھر دیکھا جس پر چار سطریں تحریر تھیں۔

پہلی سطر میں تھا کہ ''میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس میری ہی عبادت کرو۔ دوسری سطر میں تھا کہ ''بے شک میں ہی اللہ ہی ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، محمد ﷺ میرے رسول ہیں، مژدہ ہوا سے جو ایمان لایا اور آپ ﷺ کی پیروی کی۔'' تیسری سطر میں تھا کہ ''میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، جس نے مجھے مضبوط تھا وہ نجات پا گیا۔'' چوتھی سطر میں تھا کہ ''میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، حرم میرا ہے اور کعبہ میرا گھر ہے تو جو میرے گھر میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ رہا۔

﴿ابن عساکر﴾

محمد بن الاسود بن خلف بن عبد یغوث روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے باپ سے سنا کہ قریش نے مقام ابراہیم کے نچلے حصے سے ایک کتاب پائی۔ قریش نے اس کے پڑھنے کیلئے حمیر کے ایک شخص کو بلایا۔ اس نے کہا کہ اس میں ایسے کلمات ہیں کہ اگر میں ان کو تم سے بیان کروں تو تم مجھے قتل کر دو گے۔ اس پر ہم نے گمان کیا کہ شاید اس میں محمد (ﷺ) کا ذکر ہوگا پھر ہم نے اس کو نابود کر دیا۔

﴿تاریخ بخاری، بیہقی﴾

حریش رحمۃ اللہ علیہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پہلی مرتبہ جب خانہ کعبہ منہدم ہوا تو وہاں ایک پتھر منقش پایا گیا، پھر ایک شخص بلایا گیا اس نے اسے پڑھا تو یہ لکھا تھا:

> ''میرا جو بندہ منتخب، متوکل، منیب اور مختار ہے، اس کی جائے ولادت مکہ اور جائے ہجرت مدینہ ہے۔ وہ دنیا سے رخصت نہ ہوگا، جب تک کہ ٹیڑھی زبانوں کو سیدھا نہ کر دے اور عام گواہی نہ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہوگی، وہ ہر فراز پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے گی اور نصف کمر پر تہبند باندھے گی اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو پاک رکھے گی۔''

﴿ابو نعیم﴾

ابوالطیب، عبدالمنعم بن غلبون مقری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ عموریہ کو جب فتح کیا گیا تو وہاں کے ایک کنیسہ پر سنہری حرفوں سے لکھا پایا گیا کہ

"بعد میں آنے والے لوگوں میں سے وہ شخص بہت برا ہے جو سلف یعنی گزرے ہوئے لوگوں کو برا کہے کیونکہ عہد ماضی کا ایک شخص، زمانہ مستقبل کے ہزار اشخاص سے بہتر ہے۔ اے صاحب غار رضی اللہ عنہ! تم نے افتخار کی کرامت حاصل کی، اسی لیے ملک جبار نے تمہاری تعریف کی ہے کیونکہ اس نے اپنے بھیجے ہوئے نبی پر اپنی نازل کردہ کتاب میں فرمایا: "ثانی اثنین اذھما فی الغار" ﴿سورہ التوبہ﴾ (ترجمہ: "دو میں کا دوسرا، جبکہ وہ دونوں غار میں تھے۔) اے عمر رضی اللہ عنہ! تم حاکم نہ تھے بلکہ باپ تھے۔ اے عثمان رضی اللہ عنہ! تم ظلماً قتل کیے گئے اور قبر میں لوگ تمہاری زیارت نہ کریں گے۔ اے علی رضی اللہ عنہ! تم امام الابرار ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے کافروں کو بھگانے والے ہو تو وہ صاحب غار ہے اور یہ اخیار میں سے ایک اور وہ شہروں کا فریادرس ہے اور یہ ابرار کا امام تو جو کوئی ان چاروں میں سے کسی کی تنقیص کرے، اس پر جبار کی لعنت ہے۔"

ابوالطیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں کینسہ کے راہب سے پوچھا: جس کی بھنویں تک بڑھاپے سے سفید ہو چکی تھیں۔ یہ عبارت تمہارے کینسہ کے دروازے پر کب سے منقش ہے؟ اس نے جواب دیا: تمہارے نبی (علیہ السلام) کی بعثت سے دو ہزار برس پہلے۔

﴿ابن عساکر﴾

قتل حسین کی پیشین گوئی:

یحییٰ بن الیمان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھے بنی سلیم کی مسجد کے امام نے بتایا کہ ہمارے بزرگوں نے روم کی طرف جہاد کیا تو انہوں نے ایک کینسہ پر یہ شعر منقوش پایا:

اترجو امۃ قتلت حسینا

شفاعۃ جدہ یوم الحساب

• ترجمہ: "جس امت نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، کیا وہ قیامت کے دن ان کے نانا کی شفاعت کی امید اور توقع رکھے گی۔"

ہمارے بزرگوں نے راہبوں سے دریافت کیا۔ یہ عبارت آپ لوگ اس کینسہ میں کب سے دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے چھ سو سال پہلے سے یہ عبارت موجود ہے۔
﴿ابو محمد جوہری، امالیہ﴾

نسب نبوی کی عصمت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حضرت آدم علیہ السلام سے اب تک بذریعہ نکاح ہی منتقل ہوا ہوں، میرے اجداد کی نسل میں زنا نہیں ہوا۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مجھے کسی جاہلیت کی بدی نے منتقل نہیں کیا اور میں ایک ایسے ہی نکاح سے جیسا اسلام میں ہے، اصلاب میں منتقل ہوتا رہا ہوں۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نکاح سے ہی متولد ہوا نہ کسی ناجائز عمل سے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میں نکاح سے ہی پیدا ہوا اور صلب آدم سے اب تک میرا نسلی جوہر پاک رہا اور میرے رشتہ نسبی کو اعمال جاہلیت سے کبھی بدی نہیں پہنچی۔

﴿ابن سعد، ابن ابی شیبہ المصنف﴾

حضرت کلبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے نسب کو پانچ سو سال سابقہ تک تحریر کیا ہے مگر اس میں کسی جگہ بدی کو میں نے نہیں پایا اور نہ ایسی کوئی چیز جو عام طور پر جاہلیت کے لوگوں میں ہوتی ہے، اس میں پائی۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نکاح کے ذریعہ ظاہر ہوا اور از آدم علیہ السلام تا والدین محترم پورے سلسلہ نسل نے تخلیق اولاد میں برا طریقہ اختیار نہیں کیا اور نہ عہد جاہلیت کی بدی نے اس پیدائشی نظام کو متاثر کیا۔

﴿عدنی، مسند، طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے رشتہ نسلی سے وابستہ اجداد کبھی زنا کے قریب نہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ میں منتقل فرمایا اور جب بھی دو گھرانے ہوئے تو مجھے ان میں اچھے گھرانے میں رکھا۔

﴿ابونعیم﴾

کلبی، ابوصالح، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عربی قبائل میں بہترین قبیلہ مضر اور مضر کی شاخوں میں عبد مناف کی شاخ اور عبد مناف میں بنو ہاشم اور بنو ہاشم میں خاندان عبد المطلب۔ خدا کی قسم! جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کی اولاد کی دو شاخیں ہوئیں تو مجھے ان میں سے بہتر شعبہ میں رکھا گیا۔

﴿ابن سعد﴾

✿ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

"وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ" ﴿سورہ النمل﴾

کی تفسیر میں روایت کی کہ نبی کریم ﷺ ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کے اصلاب میں منتقل ہوتے

رہے۔ یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ کو آپ کی والدہ ماجدہ نے تولد فرمایا۔

﴿بزاز، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے بنی آدم کے ہر دور میں یکے بعد دیگرے بہترین زمانے میں مبعوث کیا گیا۔ یہاں تک کہ میں اس زمانے میں تشریف لایا۔

﴿بخاری﴾

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم علیہ السلام میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو برگزیدہ فرمایا اور اولادِ اسماعیل علیہ السلام میں سے بنو کنانہ کو اور بنو کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنو ہاشم کو اور پھر مجھ کو تمام بنو ہاشم میں برگزیدہ فرمایا۔

﴿مسلم﴾

۞ (ترمذی نے مذکورہ بالا حدیث کو روایت کر کے اس کو حسن کہا ہے۔)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرما کر اپنی بہترین مخلوق میں شامل فرمایا اور جب انسانی مخلوق کو قبائل میں تقسیم کیا تو مجھ کو بہترین قبیلہ میں رکھا اور جب جانوں کو پیدا فرمایا تو مجھے ان کے درمیان بہت بہتر جان بنایا اور جب خاندانوں کو بنایا تو مجھے ان میں بہتر خاندان میں رکھا۔ میں جان اور خاندان اور ہر لحاظ سے بہتر ہوں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بنی ہاشم کی فضیلت:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کر کے ان میں حضرت آدم علیہ السلام کو پسند فرمایا اور بنی آدم میں سے اہل عرب کو پسند فرمایا اور اہل عرب میں مضر کو اور مضر میں قریش کو اور قریش میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو پسند فرمایا تو اس طرح میں اچھوں میں سے اچھا ہوں۔

﴿بیہقی، طبرانی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو قسموں میں تقسیم کیا۔ تو مجھے ان دونوں میں بہترین قسم میں رکھا۔ پھر ان دو قسموں کو تین قسموں میں تقسیم کیا تو مجھے ان میں تیسری بہترین قسم میں رکھا۔ پھر جب ان تین قسموں میں قبائل بنائے تو مجھے ان کے بہترین قبیلہ میں رکھا پھر جب قبائل کو گھرانوں میں تقسیم کیا تو مجھے ان کے بہترین گھرانے میں رکھا۔

﴿بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

۞ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

﴿سورہ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! تم سے ہر ناپاکی کو دور کر کے خوب اچھی

طرح پاک و بہتر بنائے۔"

حضرت مالک زہری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب لوگوں کے دو حصے ہوئے تو مجھے میرے رب نے ان میں سے بہترین قسم میں رکھا۔ حتی کہ میں اپنے والدین کریمین سے متولد ہوا۔ اسی لیے مجھے عہد جاہلیت سے قطعی کوئی برائی نہ پہنچی اور مجھے ازواجی رشتہ سے پیدا کیا گیا اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک برے طریقہ پر کبھی ذریات کی منتقلی نہ ہوئی۔ اس بناء پر ذات کے اعتبار سے بھی اور آباؤ اجداد کے لحاظ سے بھی تم میں بہتر ہوں۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں عرب کو چنا، پھر عرب میں کنانہ کو چنا، پھر ان میں سے قریش کو چنا، پھر ان میں سے بنی ہاشم کو منتخب فرمایا، پھر بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب کیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا میں نے زمین کے مشرق و مغرب کو چھان ڈالا لیکن محمد ﷺ سے افضل کسی شخص کو میں نے نہیں پایا اور نہ کسی اولاد کو بنی ہاشم سے افضل پایا۔

﴿بیہقی، طبرانی، ابن عساکر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب سے میں صلب آدم سے باہر آیا ہوں مجھ کو کسی بدکار عورت نے منتقل نہیں کیا اور سلف میں ہمیشہ امتیں مجھ سے منازعت کرتی رہیں، یہاں تک کہ میں نے عرب کے دو بہترین قبیلوں سے جو کہ بنی ہاشم اور بنی زہرہ ہیں، ظہور کیا۔

﴿ابن عساکر﴾

✿ حضرت ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آیت کریمہ

"لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ" ﴿سورہ التوبہ﴾

کو فا کے زبر کے ساتھ پڑھا اور فرمایا: "انا انفسکم" یعنی میں حسب و نسب اور قرابت میں تم سب سے زیادہ بہتر ہوں اور میرے آباؤ اجداد میں حضرت آدم علیہ السلام سے اب تک بدکاری اور زنا نہیں ہوا۔ پورا سلسلہ تولید نکاح اور رشتہ زوجین کی بنیاد پر رہا۔

تخلیق آدم سے قبل قریش نور تھے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے قریش نور تھے، وہ نور خدا کی تسبیح کرتا تھا اور فرشتے تسبیح میں موافقت کرتے تھے پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس نور کو ان کے صلب میں ودیعت فرمادیا۔ رسول اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت آدم علیہ السلام کے صلب میں زمین پر اتارا، اس کے بعد صلب نوح علیہ السلام

میں رکھا اور اس کے بعد صلب ابراہیم علیہ السلام میں، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے پاکیزہ اصلاب اور مطہر ارحام میں منتقل فرماتا رہا یہاں تک کہ مجھے اپنے والدین کے ذریعہ ظاہر فرمایا۔ میرے اجدادی سلسلے میں کوئی ایک مرد و عورت بھی رشتہ مناکحت کے غیر قریب نہیں ہوئے۔

﴿مسند ابن ابی عمر عدی﴾

مدارحِ نبوی بزبان حضرت عباس رضی اللہ عنہ:

حضرت خزیم بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں غزوۂ تبوک کی واپسی کے وقت ہجرت کر کے حاضر ہوا۔ اس وقت میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میری خواہش ہے کہ میں آپ ﷺ کی مدح عرض کروں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو ٹھنڈا رکھے تو انہوں نے کہا:

من قبلها طبت فی الظلال وفی مستودع حیث یخصف الورق
ثم ھبطت البلاد و لا بشر انت ولا مضغة ولا علق
بل نطفة ترکب السفین وقد الجم نسرا و اھله الغرق
تنقل من صالب الی رحم اذا مضی عالم بدا طبق
وردت نار الخلیل مستعرا فی صلبه انت کیف یحترق
حتی احتوی بیتک المھیمن من خندف علیاء تحتھا النطق
وانت الما ولدت اشرفت ال ارض و ضاء ت بنورک الافق
فنحن فی ذلک الضیاء وفی النور و سبل الرشاد نخترق

ترجمہ: "یارسول اللہ ﷺ! آپ اپنے آباؤ اجداد کی اصلاب وارحام میں اس وقت پاکیزہ رہے جب تک حضرت آدم علیہ السلام جسم پر پتے لپیٹتے تھے۔ پھر آپ ﷺ شہروں میں اس شان کے ساتھ آئے کہ اس وقت آپ ﷺ نہ انسانی جسم میں تھے اور نہ مضغہ تھے اور نہ جما ہوا خون۔ بلکہ آپ ﷺ بہ صورت نطفہ تھے اور اس کشتی میں سوار تھے جبکہ کوہ نسر اور اس کے رہنے والے غرقاب ہو رہے تھے۔ آپ ﷺ صلب سے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے جبکہ ایک جہان دنیا سے رخصت ہوتا اور دوسرے ان کی جگہ پیدا ہوتے رہے۔ آپ ﷺ حضرت خلیل علیہ السلام کے صلب میں پوشیدہ ہو کر نار نمرود میں اترے، جب آپ ﷺ ان کی صلب میں تھے تو وہ آگ انہیں کیسے جلاتی؟ یہاں تک کہ آپ ﷺ کو اس اشرف نے جو آپ ﷺ کے فضل پر غور ہے اس اعلیٰ شرف کو گھیر لیا جو ذی نسب خندف سے ہے اور اس کے تحت نطق یعنی بلندیاں یا قبائل ہیں۔ اور آپ ﷺ کی شان یہ ہے کہ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور آپ ﷺ کی شعاع نور سے افق آسمان منور اور روشن ہوگیا۔ اب ہم اس روشنی اس نور و ہدایت کے راستہ میں رواں دواں ہیں۔

﴿مسند حاکم، طبرانی﴾

چمکتا ہوا نور:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو انہیں ان کی اولاد دکھائی تو انہوں نے ایک کو دوسرے پر صاحب کرامت و فضیلت دیکھا پھر انہوں نے ان کے درمیان ایک چمکتا نور دیکھا۔ اس پر انہوں نے عرض کیا: اے میرے رب! یہ نور کس کا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یہ تمہارے فرزند جلیل احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں۔ یہی اول ہیں، یہی آخر ہیں اور یہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہیں۔

﴿بیہقی، طبرانی﴾

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کے دلائل کے منجملہ وجوہ ایک وجہ یہی نسبی فضیلت ہے، اس لیے کہ نبوت، حکومت اور سیادت بھی ہے اور حکومت و سیاست ذی حسب اور صاحب عزت و شرف میں ہی ہوتی ہے۔ اس لیے یہ بات رعایا کے انقیاد و اطاعت اور اس کی پیروی کرنے میں ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ اسی وجہ سے تو ہرقل شاہ روم نے ابو سفیان سے سوال کیا تھا کہ تم لوگوں کے درمیان کی نسبی حالت کیسی ہے؟ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تھا وہ ہمارے درمیان صاحب نسب ہیں۔ ہرقل نے کہا: ''یہی نسبی بزرگی، نجابت و اصالت اور طہارت تمام رسولوں میں رہی ہے اور وہ اپنی قوم میں نجابت نسبی کے لحاظ سے ممتاز رہے ہیں۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عبدالمطلب کا عجیب وغریب خواب:

ابو بکر بن عبداللہ بن ابو الجہم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو طالب سے حضرت عبدالمطلب کو خواب بیان کرتے سنا۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا میں نے جبکہ میں حجر اسود کے قریب سو رہا تھا تب ایک خواب دیکھا جس کی وجہ سے مجھ پر خوف طاری ہو گیا اور میں بہت بے چینی محسوس کرنے لگا۔ میں ایک قریشی کاہن کے پاس آیا اور اس سے کہا: میں نے آج خواب دیکھا ہے کہ ایک درخت اس طرح کھڑا ہے کہ اس کی اونچائی آسمان تک اور شاخیں مشرق ومغرب تک پھیلی ہوئی ہیں اور اس درخت کے نور کو میں نے روشنی آفتاب سے ستر گنا زیادہ دیکھا اور اس کے سامنے عرب و عجم کو میں نے سجدہ ریز دیکھا اور میں دیکھ رہا تھا کہ وہ درخت اپنی عظمت، نور اور بلندی میں ہر آن اضافہ کر رہا ہے۔ ایک لمحہ وہ چھپتا ہے اور دوسرے لمحے ظاہر ہو جاتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایک جماعت قریش اس کی شاخوں سے چمٹ گئی ہے اور دوسری جماعت اس کے کاٹنے میں کوشاں ہے۔ یہاں تک کہ یہ جماعت اس کو کاٹنے کے قوی ارادہ سے درخت کے قریب پہنچی ہی تھی کہ مجھے ایک خوب رو، حسین و جمیل اور لطافت وخوشبو سے معطر شخص کہ اس کو دیکھنے سے پہلے میں ایسے شخص کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا، نظر آیا۔ یہ خوب رو جوان اس جماعت کے لوگوں کی کمریں توڑتا اور آنکھیں نکالتا رہا پھر میں نے چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر اس درخت سے کچھ لوں، مگر کامیاب نہ ہوا۔ میں نے دریافت کیا اس درخت سے کون لوگ پھل لے سکیں گے؟ جواب ملا صرف وہ لوگ

جو مضبوطی سے چمٹے ہوئے ہیں۔" حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ کاہن کو خواب سنانے کے بعد میری نظر اس کے چہرے پر ٹھہری تو میں نے دیکھا اس کا چہرہ فق ہو گیا پھر کاہن نے تعبیر کرتے ہوئے کہا:

"اگر تمہارا خواب سچا ہے تو تمہاری پشت سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا جو مشرق و مغرب کا مالک ہوگا اور ایک مخلوق اس کی خوبیوں کو دیکھ کر اس سے وابستہ ہو جائے گی۔"

اس کے بعد عبدالمطلب نے اپنے بیٹے ابوطالب سے کہا: "شاید وہ فرزند! یعنی میرے خواب کی تعبیر تم ہی ہو۔" ابوطالب اس بات کو اکثر بیان کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد کہتے: "خدا کی قسم! وہ درخت یقیناً حضرت ابوالقاسم الامین ہوں۔" اس پر کچھ مسلمانوں نے ان سے پوچھا: "پھر آپ ﷺ پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟" ابوطالب جواب دیتے تھے: "مجھے شرم و حیاء آتی ہے کہ قریش کہیں گے طریقہ اسلاف کو چھوڑ کر بھیجتے پر ایمان لے آیا۔"

﴿ابونعیم﴾

بنی زہرہ میں حضرت عبدالمطلب کا نکاح:

ابوعون مولیٰ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ، حضرت مسور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب نے بیان کیا کہ موسم سرما میں ہم یمن کے سفر پر گئے تو میں ایک یہودی عالم سے ملا تو اس نے مجھ سے پوچھا: "تمہارا تعلق کس خاندان سے ہے؟"

میں نے کہا: "میں بنی ہاشم سے ہوں۔" پھر اس نے کہا: "کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں تمہارے جسم کے کچھ حصوں کو دیکھوں؟" میں نے کہا: "ستر عورت کے مقامات کے علاوہ آپ دیکھ سکتے ہیں۔" اس مشروط اجازت کے بعد، اس نے میری ناک کا ایک اور پھر دوسرا نتھنا کھول کر دیکھا پھر کہنے لگا: میں دعوے سے کہتا ہوں کہ تمہارے ایک ہاتھ میں ملک اور دوسرے میں نبوت ہے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں۔

اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: "ہم اس کو بنی زہرہ میں پاتے ہیں، تو یہ کیسے ہوگا؟" میں نے کہا: "میں نہیں سمجھتا۔" اس یہودی عالم نے پوچھا: "کیا تمہاری کوئی شاعہ ہے؟" میں نے جواب دیا شاعہ سے تمہاری مراد کیا ہے؟ اس نے کہا: بیوی! اسکے جواب میں، میں نے کہا "فی الحال تو کوئی بیوی موجود نہیں ہے۔" اس نے کہا: "جب تم اپنے وطن پہنچو تو قبیلہ بنی زہرہ میں نکاح کرنا۔"

اس کے بعد جب حضرت عبدالمطلب مکہ واپس آئے تو جناب ہاشم نے آپ کا نکاح قیلہ نامی خاتون سے کر دیا۔ قیلہ کے بطن سے حارث پیدا ہوئے، حارث ہی آپ کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ قیلہ کے بعد آپ کا نکاح ہند بنت عمرو سے ہوا اور اس سے دوسرے فرزند اور صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ حضرت عبدالمطلب کا تیسرا نکاح فاطمہ نامی خاتون سے ہوا جن کے بطن سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ والد ماجد جناب رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور جب جوان ہوئے تو آپ کا نکاح وہب بن عبدمناف کی صاحبزادی جناب آمنہ رضی اللہ عنہا سے کیا گیا۔

﴿حاکم، طبرانی، ابونعیم، بیہقی﴾

حمید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے نقل کیا کہ حضرت عبدالمطلب نے اس بات کو بیان کیا اور اسی روایت کو ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ''طبقات'' میں بہ طریق جعفر بن عبدالرحمٰن بن المسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ حضرت عبدالمطلب نے بیان کیا کہ اہل کتاب نے ان کے نتھنوں کے بالوں کو دیکھا۔ اور پھر کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ ملک ہے اور نبوت ہے اور ان دونوں میں سے ایک بات بنی زہرہ میں دیکھتا ہوں اور اسی روایت کے آخر میں ہے کہ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں نبوت اور خلافت دونوں کو رکھا۔
﴿ابونعیم﴾

حمل مبارک کے معجزات:

حضرت سعد بن ابی الوقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے والد ماجد حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے زیر تعمیر مکان سے آرہے تھے اور ان کے بدن پر مٹی اور غبار کا اثر تھا۔ ان کا گزر یعلیٰ العدویہ کی طرف ہوا جب یعلیٰ کی نگاہ آپ پر پڑی تو اس نے دونوں آنکھوں کے درمیان ''نور مصطفیٰ ﷺ'' تاباں پایا تو اس نے آپ کو جنسی خواہش کی تکمیل کی دعوت دی۔ اس نے کہا اگر آپ میری خواہش پوری کر دیں تو میں آپ کو سو اونٹ پیش کروں گی۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: ''ٹھہر جا میں غسل کر کے صاف ہو لوں پھر تیرے پاس آتا ہوں۔ گھر آ کر حضرت عبداللہ نے سیدہ آمنہ اپنی بیوی سے مباشرت فرمائی اور حضور نبی کریم ﷺ کے ظہور ولادت کیلئے حمل کا استقرار ہوا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ یعلیٰ کے پاس پہنچے اور کہا: (یعلیٰ نے جنسی خواہش کی جس کو آپ نے مسترد کر دیا، آپ دوبارہ اس کے پاس نہیں گئے بلکہ راستہ میں مل گئی تھی) اب تیری خواہش باقی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیوں، کیا بات ہوئی؟ یعلیٰ نے کہا: ''جب تم ادھر سے گزرے تھے تو تمہاری پیشانی پر ''نور نبوت'' تاباں تھا، مگر اس وقت وہ موجود نہیں بلکہ منتقل ہو کر آمنہ کے رحم میں قرار پا چکا ہے۔
﴿ابونعیم﴾

ایک روایت میں ہے کہ ''جس کے نور کے ساتھ تم میرے پاس سے گئے تھے، اب اس نور کے ساتھ واپس نہیں لوٹے ہو، اگر تم نے سیدہ آمنہ سے مباشرت کی ہے تو یقیناً وہ ایک اعلیٰ مقتدر کو تولید میں لائیں گی۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو نکاح کیلئے لے کر روانہ ہوئے تو ان کا گزر اہل تبالہ یمن کی ایک کاہن خاتون پر ہوا جو کتب سماویہ کی عالمہ مشہور تھی اور اس کا نام فاطمہ بنت مر الخثعمیہ تھا۔ اس نے جب نور نبوت کو حضرت عبداللہ کی پیشانی میں دیکھا تو ان سے کہا: اے جوان! اگر تم اس وقت میرے ساتھ مباشرت کرو، تو میں تم کو سو اونٹ پیش کروں گی۔'' اس کی اس پیشکش پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

واما الحرام فالممات دونہ   والحل لا حل فاستبینہ
فکیف لی الامر الذی تبغینہ   یحمی الکریم عرضہ و دینہ

ترجمہ: ”فعل حرام سے تو مر جانا بہتر ہے اور فعل حلال، تو میں اس کی خوبیاں نہیں بیان کر سکتا۔ اے خاتون! حرام کاری کی جو خواہش تو میرے ساتھ رکھتی ہے۔ اس کی تکمیل کیسے ممکن ہے کیونکہ اہل توقیر و آبرو، اپنی عزت اور دین کی پاسداری کرتے ہیں۔“

اس کے بعد حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے روانہ ہو گئے اور انہوں نے حضرت آمنہ بنت وہب زہری کے ساتھ آپ کا نکاح کر دیا اور جناب عبداللہ ان کے پاس تین روز رہے۔ اس کے بعد انہوں نے اس خاتون کے پاس جانے کا ارادہ کیا جس نے دعوتِ مباشرت دی تھی چنانچہ وہ اس کے پاس آئے تو اس عورت نے ان سے پوچھا: ”میرے پاس جانے کے بعد تم نے کیا کیا؟“ جناب عبداللہ نے جواب دیا: ”میرا نکاح آمنہ بنت وہب سے ہو گیا ہے اور میں تین روز تک ان کے پاس رہا۔“ یہ جواب سن کر اس عورت نے کہا:

”اے عبداللہ! میں بدکار عورت نہیں ہوں چونکہ میں نے تمہاری پیشانی میں نورِ نبوت کی چمک دیکھی تو مجھے تمنا ہوئی کہ وہ نور میں حاصل کروں، مگر اب اللہ تعالیٰ نے اسے جہاں چاہا وہاں ودیعت فرما دیا۔“

✿ اس کے بعد فاطمہ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

انی رایت مخیلة لمعت — فتلا لات بخاتم القطر
ظلما بها نور یضیی له — ماحوله کا ضاء ۃ البدر
و رجوته فخر ابوء به — ما کل قادح زنده یوری
للہ ما زهریة سلبت — ثوبیک ما استلبت وما تدری

ترجمہ: ”میں نے ایک برسنے والے ابر کی بجلی دیکھی جس کی تابناکی نے جہان بھر کے سیاہ کالے بادلوں کو جگمگا دیا۔ ان کالے بادلوں میں ایک ایسا نور تھا جس نے گرد و پیش کے سارے علاقہ کو روشن کر دیا جس طرح کہ چودھویں رات کی چاندنی ہوتی ہے۔ میں نے عبداللہ سے نکاح کر کے فخر حاصل کرنے کی تمنا کی، مگر میں کامیاب نہ ہو سکی جس طرح کہ ہر شخص چقماق سے چنگاری حاصل نہیں کر سکتا۔ ساری خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں، اس زہری عورت نے کتنی اعلیٰ چیز پائی ہے۔ اے عبداللہ! وہ تمہارے دو کپڑے ہیں، ایک نبوت دوسرا ملک، جو آمنہ زہری نے حاصل کر لیے حالانکہ وہ نہیں جانتی کیا چیز حاصل کی ہے۔“

✿ اس کے بعد فاطمہ نے یہ بھی کہا:

بنی هاشم قد غادرت من اخیکم — امینة اذللباه یعتلجان
کما غادر المصباح بعد خبوه — فتائل قد میثت له بدهان
وما کل ما یحوی الفتی من تلاده — بحزم ولا ما فاته لتوانی
فاجمل اذا طالبت امرا فانه — سیکفیکه جد ان یصطر عان

سیکفیکہ اما ید مقفلة واما مبسو طة ببنان

ولما قضت منه امینة ما قضت نبا بصری عنه وکل لسانی

ترجمہ: ''اے آلِ ہاشم! آمنہ نے تمہارے بھائی کو ایسا چھوڑا جبکہ وہ اپنی خواہش کی سیرابی کر رہی تھیں۔ جس طرح کہ چراغ بتی سے اس تیل کو چوسنے کے بعد، جو اس میں ڈالا جاتا ہے، بتی کو خالی اور خشک چھوڑ دیتا ہے۔ آدمی جو قدیمی اور موروثی مال جمع کرتا ہے وہ اس کی کوشش سے نہیں ہے اور جو مال اس سے جاتا رہتا ہے، وہ اس کی غفلت سے نہیں ہے۔ جب تم کسی بات کی طلب کرو تو خوبی کے ساتھ کرو، کیونکہ باہم لڑنے والی دو کوششیں تم کو کفایت کریں گی۔ یا تو وہ ہاتھ جو تم سے روک دیا گیا تمہیں کافی ہوگا یا وہ ہاتھ جو کشادہ ہے اور انگلیوں کے پوروں کے ساتھ ہے کافی ہوگا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے جس چیز کی خواہش کی، وہ حضرت عبداللہ سے حاصل کر چکیں تو اب میری آنکھوں کی بصارت جاتی رہی اور میری زبان گونگی ہوئی۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر، خرائطی الہواتف﴾

ہشام بن کلبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوالفیاض خثعمی رحمۃ اللہ علیہ سے تفصیل کے ساتھ جو روایت کی اس میں مذکور ہے کہ جب حضرت عبداللہ واپس ہو کر فاطمہ کے پاس پہنچے تو کہا: تو نے خواہش کا اظہار مجھ سے کیا تھا، اب کیا خیال ہے؟ اس نے جواب دیا: وہ خواہش اسی روز تھی، آج نہیں اور اس کا یہ قول ایک محاورہ بن گیا۔ اس روایت کے آخر میں ہے کہ جوانانِ قریش کو جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو انہوں نے فاطمہ سے استصواب کیا۔ فاطمہ نے قریش کے جواب میں فی البدیہہ یہ اشعار پڑھے (جو کہ پیچھے گزر چکے ہیں) اور اس روایت میں اس قول کے بعد کہ ''انہوں نے ان کے پاس تین روز قیام کیا۔'' اتنا زیادہ ہے کہ ''اہل عرب میں دستور تھا کہ جب شوہر اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے تو تین روز قیام کرتا ہے۔''

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہب بن جریر بن حازم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خبر دی۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابویزید مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت سید؛ عبداللہ رضی اللہ عنہ خثعمی عورت کے پاس آئے تو اس نے ان کی پیشانی سے آسمان تک نورِ نبوت کو چمکتا دیکھا۔ تو خثعمی عورت نے ان سے کہا: ''کیا تم میری خواہش پوری کر سکتے ہو؟'' انہوں نے جواب دیا:

''ہاں! لیکن پہلے میں ''رمی جمار'' کرلوں۔'' تو وہ گئے رمی جمار کی پھر اپنی زوجہ سیدہ آمنہ کے پاس آئے۔ اس کے بعد خثعمی عورت کی بات یاد آئی تو وہ اس کے پاس آئے۔ (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا خثعمی عورت کے پاس جانا اس لیے تھا کہ حقیقت حال دریافت کر سکیں) خثعمی خاتون نے کہا میرے پاس سے جانے کے بعد بیوی سے ملے ہو؟'' انہوں نے کہا: ہاں! میں اپنی زوجہ آمنہ کے پاس گیا ہوں۔ خاتون نے کہا: اب تم سے میری کوئی خواہش نہیں ہے کیونکہ جب تم میرے پاس سے گئے تھے تو تمہاری پیشانی سے آسمان تک ایک نور چمک رہا تھا جب تم نے اپنی زوجہ سے صحبت کی تو وہ نور ان میں منتقل ہو گیا، اب تم ان کو جا کر خبر دے دو کہ تم کو استقرارِ حمل سے وہ عزت ملی ہے کہ روئے

زمین پر اس درجہ توقیر افزا حمل کسی خاتون کو نہ ہوا۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ خثعم کی ایک خاتون نے ایک خاص موسم میں رونمائی وخودنمائی کرتی، بڑی ماہ رُو اور حسین تھی۔ وہ فرش فروخت کرنے کیلئے پھیری کرتی تھی، اسی طرح وہ ایک روز حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئی جب اس خاتون نے ان کو دیکھا تو متعجب ومتاثر ہوئی اور خود کو ان کے سامنے پیش کرنے اور دعوت مباشرت دینے لگی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو اسی جگہ ٹھہری رہ، جب تک میں لوٹ کر واپس نہ آؤں پھر آپ اپنی بیوی کے پاس گئے اور مباشرت کی، جس کے نتیجے میں نبی کریم ﷺ کیلئے استقرار حمل ہوا اور پھر اس کے بعد جب لوٹ کر اس عورت کے پاس پہنچے تو اس نے کہا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا تجھ سے وعدہ کرنے والا، اس نے کہا غلط کہتے ہو اور اگر تمہارا قول درست ہے تو وہ نور کیا ہوا جس کو میں پہلی ملاقات کے وقت تمہاری پیشانی پر نمایاں طور پر دیکھ رہی تھی۔

﴿بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بڑے خوب رو نوجوان تھے۔ ایک دن وہ قریش کی کچھ عورتوں کے پاس سے گزرے، ان عورتوں میں سے ایک نے ان سے کہا: ''تم میں سے کون ہے جو اس جوان سے نکاح کر کے اس کے نور سے دامن مراد کو بھرے جوان کی پیشانی میں تاباں ہے؟'' اس کے جواب میں حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نکاح قبیلہ زہرہ کی ایک خاتون حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے ہو گیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کیلئے حاملہ ہوئیں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ورقہ بن نوفل کی بہن قتیلہ بنت نوفل لوگوں کو دیکھ کر شگون لیا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے قریب سے گزرے تو اس نے آپ کو بلایا تا کہ آپ سے خواہش نفس کی تکمیل کرے، اس نے جناب عبداللہ کا دامن پکڑ لیا۔ مگر آپ نے انکار کر دیا اور کہا: صبر کر میں لوٹ کر آتا ہوں اور تیزی سے نکل کر چلے گئے، اپنے گھر آمنہ کے پاس آئے اور مباشرت کی اور وہ رسول اللہ ﷺ کیلئے حاملہ ہوئیں پھر آپ اس عورت کے پاس پہنچے تو اسے انتظار کرتے پایا۔ حضرت سیدنا عبداللہ نے کہا کہو: کیا ارادہ ہے، خواہش باقی ہے؟ قتیلہ نے جواب دیا: بالکل نہیں کیونکہ پچھلی مرتبہ ایک نور تمہاری پیشانی پر تاباں تھا اور اب آئے ہو تو وہ رخصت ہو چکا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ اس حال میں گئے کہ آپ کی پیشانی ایسی روشن تھی جیسے گھوڑے کی پیشانی میں سفیدی کی چمک ہوتی ہے اور اس حالت میں لوٹے ہیں کہ وہ چیز اب آپ کی پیشانی میں نہیں ہے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

کلبی رحمۃ اللہ علیہ، ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ

خاتون جس نے خود کو حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ پر پیش کیا، ورقہ بن نوفل کی بہن تھی۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

دوران حمل حضرت آمنہ ہر طرح کی تکلیف سے محفوظ رہیں:

علی بن یزید بن عبداللہ بن وہب بن زمعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنی چچی سے حدیث بیان کی کہ ہم نے سنا ہے کہ سیدہ آمنہ جب تولد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حاملہ ہوئیں تو فرماتی تھیں کہ مجھے محسوس نہ ہوا کہ حاملہ ہو گئی ہوں اور نہ گرانی پیدا ہوئی جیسا کہ عام طور پر عورتیں ایام حمل میں خود کو بوجھل محسوس کرتی ہیں۔ بجز اس علامت کے کہ میرا حیض منقطع ہو گیا تھا اور یہ علامت بھی میرے لیے کوئی خاص وجہ حمل نہ رکھتی تھی کیونکہ اس کے بغیر بھی میرے اکثر دن چڑھ جایا کرتے تھے اور پھر حیض جاری ہو جایا کرتا تھا۔ ایک روز میری نیم خواب اور بیداری میں ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا:

''اے آمنہ! تمہیں معلوم ہے، تم حاملہ ہو؟'' میں نے جواب دیا کہ ''میں تو نہیں جانتی۔'' پھر اس نے کہا: ''تم ایک بڑی امت کے سردار اس امت کے نبی کی تولید کیلئے حاملہ ہوئی ہو۔'' یہ دن دو شنبہ یعنی پیر تھا پھر دن اور مہینے گزرتے رہے یہاں تک کہ زمانہ ولادت قریب آ گیا اور پھر وہی شخص میرے خواب میں آیا اور کہا: تم یہ پڑھا کرو:

اُعِیْذُہٗ بَالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ

ترجمہ: ''میں اللہ واحد سے ہر حسد کرنے والے کی شرارت سے پناہ مانگتی ہوں۔''

جب سے میں اس کلمہ کو برابر پڑھتی رہی اور اس کے بعد کچھ عورتوں سے میں نے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ تم اپنے بازو اور گلے میں لوہا لٹکا لو۔ میں نے ایسا ہی کر لیا مگر وہ ہمیشہ کٹ جاتا، میں اسے باندھتی اور پھر جلد ہی کٹا ہوا پاتی۔ بالآخر میں نے اس کو لٹکانا اور باندھنا ترک کر دیا۔ (زمانہ جاہلیت میں عرب میں یہ رسم تھی کہ حاملہ عورتیں لوہا باندھتیں اور گلے لٹکا لیتیں تھیں)

﴿ابن سعد، واقدی﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ میں نے زمانہ حمل میں کسی طرح کی تکلیف اور گرانی برداشت نہیں کی۔

﴿ابن سعد﴾

احمد، محمد نام کا انتخاب:

ابو جعفر محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو ایامِ حمل میں حکم دیا گیا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ''احمد'' (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھیں۔

﴿ابن سعد﴾

بریدہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ ان سے کہا گیا کہ ''تم خیر البریہ اور سید المرسلین سے حاملہ ہو لہٰذا جب ان کی تمہارے

بطن سے ولادت ہو تو ان کا نام احمد اور محمد (ﷺ) رکھنا اور اس تختی کو ان کے گلے میں لٹکا دینا اللہ پھر جب میں بیدار ہوئی تو میرے سرہانے ایک تختی موجود تھی۔ جس پر لکھا تھا:

"أُعِيذُهُ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ وَ كُلِّ خَلْقٍ رَائِدٍ، مِنْ قَائِمٍ وَ قَائِدٍ، عَنِ السَّبِيْلِ عَائِدٍ، عَلَى الْفَسَادِ جَاهِدٍ، مِنْ نَافِثٍ أَوْ عَاقِدٍ، وَ كُلِّ خَلْقٍ مَادِرٍ، يَأْخُذُ بِالْمَرَاصِدِ، فِي طُرُقِ الْمَوَارِدِ، أَنْهَاهُمْ عَنْهُ بِاللهِ الْأَعْلَى، وَ أَحُوطُهُ مِنْهُمْ بِالْيَدِ الْعُلْيَاءِ، وَالْكَفُّ الَّذِيْ لَا يُرٰى يَدُ اللهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ وَ حِجَابُ اللهِ دُوْنَ عَادِيْهِمْ، لَا يَطَّرِدُوْهُ وَلَا يَضُرُّوْهُ فِيْ مَقْعَدٍ وَلَا مَنَامٍ وَلَا مَسِيْرٍ وَلَا مَقَامٍ أَوَّلُ اللَّيَالِيْ وَآخِرُ الْأَيَّامِ"

﴿ابونعیم﴾

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال:

محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے والد ماجد نے شام کی تجارت سے واپسی پر مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان دنوں شکم مادر میں تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عمر وفات کے وقت پچیس سال تھی۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ کی وفات اور ان کی عمر کے بارے میں جس قدر روایات اور اقوال ہیں ان میں یہی قول درست ہے۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہمارے اور دوسرے تمام اہل علم کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا جناب عبداللہ سے محمد ﷺ کے علاوہ کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔

﴿ابن سعد﴾

واقعہ فیل

حضرت ابوجعفر بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب فیل نے وسط ماہ محرم میں مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی تھی۔ اس واقعہ اور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے درمیان پچاس راتوں کا فصل تھا۔

﴿ابن سعد، ابن الدنیا، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب فیل نے چڑھائی کی اور وہ مکہ مکرمہ کے نزدیک پہنچے تو حضرت عبدالمطلب ان کے پاس گئے اور ان کے بادشاہ سے فرمایا: تم نے ہم پر چڑھائی کر دی، بہتر ہوتا کہ تم کسی فرستادے کو ہمارے پاس بھیج دیتے اور جو تمہارا مطالبہ ہوتا، ہم اس فرستادے کے ذریعے پورا کر دیتے، اس پر اس نے کہا: "مجھے بتایا گیا ہے کہ یہاں ایک گھر ایسا ہے کہ جو کوئی بھی اس میں داخل ہوا وہ امن یافتہ اور حفاظت یاب ہوا۔ تو میں اس کے صاحب خانہ کو ڈرانے آیا ہوں۔ حضرت عبدالمطلب نے بہ نظر رفع فساد پھر اس سے کہا: "تم ہم سے جو مطالبہ کرو گے، ہم اس کو پورا کریں گے اور

تم واپس ہو جاؤ۔" مگر اس نے ان کی پیشکش کو رد کر دیا اور خانہ کعبہ کی بے حرمتی کرنے پر اصرار کیا اور اس طرف پیش قدمی بھی شروع کر دی۔

حضرت عبدالمطلب لوٹ آئے اور پہاڑ پر چڑھ کر اعلان کیا: "میں کعبۃ اللہ کو ویران کرنے اور حرم مقدس کے بے خطا ساکنوں کو ہلاک کرنے والوں کے مقابلہ پر نہ جاؤں گا پھر مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

اللهم ان لکل اله خلالا فا منع حلاک لا یغلبن محالهم محالک

اللهم فان فعلت فامر مابدالک

ترجمہ: "اے خدا! ہر معبود کیلئے ایک حل ہوتا ہے تو اب تو اپنے حل کی حفاظت فرما، تیری تدبیر پر کسی کا داؤ ہرگز غالب نہیں آسکتا اے خدا! اب اگر تو بچانا چاہتا ہے تو جس طرح تو بہتر سمجھتا ہے، حکم فرما۔"

اس کے بعد سمندر کی جانب سے ایک غول پرندوں کا مثل ابر نظر پڑا۔ وہ ابابیل تھے جو ان پر چھا گئے اور ہاتھی اذیت اور ضربوں کی تاب نہ لا کر چنگھاڑنے لگے اور سارے لشکر کو مثل چبائے ہوئے بھوسے کے کر ڈالا۔

﴿ابو نعیم، بیہقی﴾

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ "طَيْرًا أَبَابِيلَ" کی تفسیر میں روایت کی کہ سمندر کی جانب سے درندوں کے سروں کے مانند پرندے نمودار ہوئے جن کو نہ اس سے پہلے دیکھا گیا اور نہ اس کے بعد۔ تو ان اصحاب فیل کے جسموں پر چیچک کے مانند آبلے پیدا ہو گئے اور پہلی مرتبہ چیچک کو ان ہی کے جسموں پر دیکھا گیا۔

﴿سعید بن منصور، بیہقی﴾

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبید بن عمیر لیثی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے جب اصحاب فیل کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان پر پرندوں کو بھیجا جو سمندر کی جانب سے نمودار ہوئے۔ یہ گویا ابلق ابابیلیں تھیں، ہر ایک کے پاس تین پتھر تھے ایک منہ میں اور دو پنجوں میں پھر وہ آئیں اور اصحابِ فیل کے سروں پر چھا گئیں اور جو کچھ ان کی چونچوں اور پنجوں میں تھا وہ چھوڑ دیا۔ وہ پتھریاں ان کے جسموں پر پڑیں اور ہڈی اور گوشت کو پھاڑ کر قیمہ قیمہ کر گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا کے جھکڑ چلا دیئے اور خانہ خدا کے دشمن ریزہ ریزہ ہو کر غبار اور ریت میں مل کر بے نام و نشان ہو گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحابِ فیل نے جب مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی اور مقام "الصفاح" پر پڑاؤ کیا تو عبدالمطلب تشریف لائے اور ان سے کہا: "یہ بیت اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے گھر پر کسی کو غالب اور قادر نہیں ہونے دے گا۔" یہ بات سن کر انہوں نے جواب دیا: "ہم بغیر منہدم کیے نہ لوٹیں گے۔"

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ہاتھیوں کو آگے بڑھانا چاہتے تھے مگر وہ پیچھے لوٹتے

تھے پھر اللہ تعالیٰ نے پرندوں کو سیاہ رنگ کی پتھریاں جن پر مٹی تھی، دے کر ایک بڑے غول کی شکل میں فوج کے سروں پر فضا میں معلق کر دیا اور ان پرندوں نے پتھریوں کو ان کے سروں پر چھوڑ دیا، جس کے اثر سے ہاتھیوں کے لشکر خارش میں مبتلا ہو گئے ان میں سے جو بھی بدن کو کھجاتا، وہاں کا گوشت گر پڑتا۔

حضرت وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب فیل کے ساتھ ایک ہتھنی تھی، اس ہتھنی کے لگاؤ سے ہاتھی کو بڑھایا، معاً اس پر پتھر پڑا اور وہ دونوں لوٹ پڑے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عبدالمطلب اور چاہِ زمزم

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالمطلب حجر اسود کے قریب سو رہے تھے تو کسی نے ان سے کہا: ''برّہ'' کو کھودو۔ انہوں نے اس سے پوچھا: برہ کیا ہے؟ مگر کہنے والا ان کے پاس سے چلا گیا۔ دوسرے دن جب وہ پھر اسی جگہ سوئے تو کسی نے ان سے کہا: ''المضنُونہ'' کو کھودو۔ انہوں نے پوچھا مضنونہ کیا ہے؟ مگر وہ ان کے پاس سے چلا گیا۔ تیسرے دن جب وہ اسی جگہ سوئے تو کسی نے ان سے کہا: طیبہ کو کھودو، انہوں نے پوچھا: ''طیبہ کیا ہے؟'' مگر وہ ان کے پاس سے چلا گیا۔ چوتھے دن جب وہ اسی جگہ آئے اور سو گئے تو کسی نے ان سے کہا: ''چاہِ زمزم کھودو۔'' انہوں نے پوچھا: ''زم زم کیا ہے؟'' اس نے بتایا اس کا پانی نہ کبھی کم ہوگا اور نہ اپنی جگہ سے ہٹے گا۔ اس کے بعد چاہِ زمزم کی جگہ انہیں بتائی پھر جب اس کی بتائی ہوئی جگہ پر کھودنا شروع کیا تو قریش نے اسے کہا: ''اے عبدالمطلب! کیا کھود رہے ہو؟'' انہوں نے جواب دیا: مجھے چاہِ زمزم کھودنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر جب چاہِ زمزم نمودار ہوا اور لوگوں نے ایک کنواں دیکھا تو کہنے لگے: ''اے عبدالمطلب! اس میں ہمارا بھی حق ہے کیونکہ یہ کنواں ہمارے باپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے تصرف میں آیا ہے۔

حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا: ''اس میں تمہارا کوئی حق نہیں ہے، اس لیے یہ چشمہ مجھے ہی بتایا گیا اور میرے ہی لیے مخصوص کیا گیا ہے۔'' انہوں نے کہا: ''کیا اس معاملہ میں ہمارے ساتھ محاکمہ کرنے کو تیار ہو؟'' انہوں نے کہا کہ ''ہاں بالکل۔'' قریش نے کہا: ''اچھا ہم اپنے اور تمہارے درمیان بنی سعد کی کاہنہ کو حکم تجویز کرتے ہیں وہ جو بھی فیصلہ کرے ہم دونوں کو منظور ہوگا۔'' کاہنہ شام کے علاقہ میں رہتی تھی۔ لہٰذا عبدالمطلب اور ان کے خاندان کے چند دوسرے اصحاب اور قریش کے مخالف قبائل میں سے ایک ایک شخص کو لے کر قافلے کی صورت میں شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ راہِ سفر میں ریگستان تھا جس میں پہنچ کر پانی ختم ہو گیا اور شدت پیاس سے تمام قافلہ کو یقین ہو گیا کہ اب مر جائیں گے، کچھ افراد شدتِ تشنگی سے جان بلب تھے وہ دوسروں سے پانی کی التجاء کرتے، مگر وہ جواب دیتے کہ بھائیو! کیا کریں؟ اب ہمارا حال بھی ویسا ہی ہونے والا ہے جو تمہارا ہو چکا ہے۔ اس اضطراب کی حالت

میں حضرت عبدالمطلب نے ساتھیوں سے مشورہ لیا تو انہوں نے جوابدیا: ''ہماری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا جوآپ مشورہ دیں ہم اس پر عمل کریں۔'' حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا:

''میری رائے یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے لیے ایک گڑھا کھود لے اور جو بھی مرتا جائے دوسرے ساتھی کو اس گڑھے میں دفن کرتے جائیں۔ یہاں تک کہ ہم میں سے آخری شخص رہ جائے گا اور اس طرح ایک شخص کا بے لحد ضائع ہونا اس سے کہیں بہتر ہے کہ سب لوگ ضائع ہوں۔'' چنانچہ سب نے اپنے اپنے لیے گڑھے کھود لیے۔ اسکے بعد ساتھیوں نے کہا: ''اس طرح تو ہم اپنے آپ کو خود ہی موت کی آغوش میں دے رہے ہیں، ہم ہمت کرتے ہیں اور پانی کی تلاش کرتے ہیں کیا عجب ہے کہ ہماری کوشش اور ہمت کو دیکھ کر اور ہماری بے بسی اور لاچاری پر رحم فرما کر خدا ہماری مدد فرما دے۔'' یہ سن کر حضرت عبدالمطلب نے ساتھیوں سے فرمایا: ''پھر اٹھ کھڑے ہو۔''

چنانچہ وہ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے، جب حضرت عبدالمطلب اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے تو دفعتہً اس کے پیر زمین میں دھنسے، پانی نکل آیا۔ حضرت عبدالمطلب نے جب یہ دیکھا تو ساتھیوں کو بتایا، سب نے پانی کو بافراط پیا، استعمال کیا اور برتنوں ومشکوں میں ذخیرہ کرلیا، ہم سفر سارے ساتھی اس خدا ساز آب رسانی کی وجہ سے متاثر تھے۔ انہوں نے کہا: ''اے محرم ہاشمی سردار! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے زم زم کا فیصلہ آپ کے حق میں کردیا۔ آؤ لوٹ چلیں، چاہِ زم زم آپ کا حق ہے اور اب اس معاملے میں آپ کے ساتھ ہمارا انزاع نہیں۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالمطلب کے تذکرے میں پہلا واقعہ یہ بیان کیا گیا ہے اکثر قریش مکہ اصحابِ فیل سے ڈر کر مکہ سے چلے گئے۔ مگر عبدالمطلب نے فرمایا: خدا کی قسم میں حرم سے ہرگز نہ نکلوں گا اور نہ خدا کے سوا کسی سے مدد چاہوں گا۔ اس کے بعد وہ بیت اللہ کے پاس بیٹھ گئے اور دعا کرنے لگے:

''اے خدا ہر ایک اپنے گھر کی حفاظت اور مدافعت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی دشمنوں سے حفاظت فرما۔''

وہ صبر واستقامت کے ساتھ بیت الحرم میں ٹھہرے رہے حتی کہ بے شمار دیو پیکر، ہاتھیوں والا لشکر مالکِ حرم کی مدافعت کرنے والی چڑیوں کے ذریعہ خستہ اور خراب ہوگیا۔ اس کے بعد قریشی اپنے گھروں کو لوٹ آئے اور حضرت عبدالمطلب کی عظمت ان کے اس کردار کی وجہ سے دوچند ہوگئی۔ اسی زمانے میں ان کو خواب میں الہام ہوا کہ زمزم کو کھودو جو شیخ اعظم کا پوشیدہ کیا ہوا ہے۔ پھر جب وہ بیدار ہوئے تو انہوں نے عرض کیا:

''اے خدا! مجھے اس کنویں کا مقام ظاہر فرما دے۔'' چنانچہ پھر خواب میں رہنمائی فرمائی گئی کہ ''تم اس پوشیدہ مقام کو کھودو جو فرث اور دم کے مابین مخفی ہے اور وہ غرابِ اعظم کے چونچ مارنے کی جگہ ہے وہ

جگہ قریۃ النمل میں سرخ پتھروں کی جگہ ہے۔"

اس کے بعد حضرت عبدالمطلب اٹھ کر گئے اور مسجد حرام میں بیٹھ کر بتائی ہوئی علامات کا انتظار کرنے لگے اور مقامِ خرورہ میں گائے ذبح کی، ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی کہ وہ ذبح کرنے والوں کے ہاتھوں چھوٹ گئی اور مسجد حرام کے نزدیک چاہِ زمزم کے قریب آ کر گی گئی، اس کو وہیں مکمل طور پر ذبح کیا گیا۔ گوشت بنایا اور اٹھایا گیا کہ دفعتہً خون اور اوجھ پر ایک کوّا آیا اور قریۃ النمل کی جگہ بیٹھا، چونچ ماری۔ یہ عمل دیکھ کر حضرت عبدالمطلب اٹھے اور اسی مقام پر کھدائی شروع کر دی۔ قریش آئے، دیکھا اور دریافت کیا: "کس لیے آپ کھدائی کر رہے ہیں؟"

آپ نے فرمایا: "میں اس کنویں کو کھود رہا ہوں۔" جب انہوں نے کھدائی میں غیر معمولی دشواری محسوس کی تو یہ نذر مان لی کہ میں اپنے بیٹوں میں سے ایک لڑکے کو ذبح کروں گا۔ اس کے بعد پھر کھدائی شروع کر دی۔ یہاں تک کہ سطح آب تک پہنچ گئے اور اس کے گرد حوض بنایا جو زمزم کے پانی سے بھر گیا اور اس سے حجاج پانی پینے لگے۔ رات کو قریش کے حاسد لوگ حوض کو توڑ دیتے تھے اور صبح کو حضرت عبدالمطلب اس کو درست کر دیا کرتے تھے جب حاسدوں کی شرارتیں حد سے بڑھ گئیں تو حضرت عبدالمطلب نے اللہ سے دعا کی جس کے جواب میں ان کو خواب میں بتایا گیا کہ تم ہم سے ان الفاظ میں دعا کرو:

اللھم انی لا احلھا لمغتسل ولکن ھی لشارب حل وبل ثم کفیتھم

ترجمہ: "اے خدا! میں زمزم کے پانی کو نہانے والوں کیلئے حلال نہیں بناتا، یہ پانی صرف پینے والوں کیلئے ہی حلال ہے، یہ تیرا ہے اور تو ہی اس کی حفاظت فرما۔"

اس کے بعد وہ اٹھ کر گئے اور خواب کے عین ہدایت کے مطابق منادی کرا دی۔ اس کے بعد جس کسی نے زمزم کے موضن کو خراب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم میں کوئی بیماری پیدا کر دی۔ بالآخر وہ حوض کے خراب کرنے اور اس کے پانی میں غسل کرنے سے باز آ گئے۔ اس کے بعد حضرت عبدالمطلب نے دعا کی:

"اے خدا! میں نے اپنی اولاد میں سے ایک فرزند کو قربان کرنے کی نذر مانی تھی لہٰذا میں ان میں قرعہ اندازی کرتا ہوں، پس تو جس فرزند کو پسند فرمائے اس کی ہدایت فرما۔"

بعد ازاں انہوں نے تمام اولادوں میں قرعہ اندازی کی اور جناب عبداللہ کے نام قرعہ نکل آیا اور نسبتاً یہ فرزند ان کو زیادہ محبوب تھا پھر جناب عبدالمطلب نے درخواست کی: "خدایا! کیا اس کی قربانی تجھے مطلوب ہے یا اس کے بدلے میں سو اونٹوں کی قربانی؟" انہوں نے پھر عبداللہ اور سو اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کی، تو قرعہ سو اونٹوں پر نکل آیا اور انہوں نے عبداللہ کی بجائے اونٹوں کی قربانی کر دی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے زمزم کی کھدائی میں جب اپنے مددگاروں کی کمی محسوس کی تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو دس لڑکے عطا فرمائے اور میں

ان کو دیکھ لوں، تو پھر میں ان میں سے ایک کی قربانی کروں گا پھر جب ان کے دس لڑکے ہو گئے تو ان سب کو جمع کیا اور اپنی نذر کا واقعہ بیان کیا۔

سب نے کہا مناسب ہے آپ جس لڑکے سے چاہیں نذر کی تکمیل کریں مگر انہوں نے قرعہ اندازی کی اور حضرت عبداللہ کے نام قرعہ نکل آیا پس وہ ان کو پکڑ کر قربان گاہ کی طرف لے گئے اور ان کے ساتھ چھری تھی۔ حضرت عبدالمطلب کی صاحبزادیاں رونے لگیں اور ان میں سے ایک نے کہا: ''آپ اپنے لخت جگر کے بدلے اپنے اونٹوں کو ذبح کر دیجئے جو حرم میں چھوٹے ہوئے ہیں پھر عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ ڈالا۔

اس زمانہ میں آدمی کی دیت دس اونٹ تھی۔ نتیجے میں قرعہ جناب عبداللہ کا نام نکلا۔ اس کے بعد وہ دس دس اونٹ بڑھاتے گئے اور قرعہ ڈالتے رہے مگر ہر مرتبہ عبداللہ ہی کا نام نکلتا رہا۔ بالآخر دسویں مرتبہ میں سو اونٹ اور عبداللہ کے مابین قرعہ اندازی میں اونٹوں کے نام پر قرعہ نکلا۔ اس موقع پر عبداللہ نے تکبیر بلند کی اور دوسرے افراد نے ان کے ساتھ ہمنوائی کی اور سب اونٹوں کو ذبح کر دیا گیا۔ سو اونٹوں کی دیت کا طریقہ عرب میں پہلی بار حضرت عبدالمطلب ہی نے برتا اور پھر پورے عرب میں دیت کی یہی قیمت متعین ہو گئی اور الٰہی حکم سے چونکہ ممانعت بھی نہ ہوئی۔ اس وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی اسے رد نہیں فرمایا۔

﴿ابن سعد﴾

صنابحی رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور ایک دیہاتی نے آ کر کہا:

> ''یارسول اللہ ﷺ! سرسبزی ناپید، پانی خشک، اہل وعیال تباہ اور مال ضائع ہو چکے ہیں۔ اے دو ذبیحوں کے فرزند! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو کچھ دیا ہے، اس میں سے کچھ مجھے دیجئے۔''

اس بات کو سن کر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور کسی ناگواری کا اظہار اور اعتراض نہ فرمایا: ''لوگوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''اے امیر المومنین! وہ دو ذبیح کون سے ہیں؟'' تو انہوں نے فرمایا: ''حضرت عبدالمطلب کو جب زمزم کھودنے کا حکم فرمایا تھا تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر یہ کام مجھ پر آسان ہو گیا تو اپنے بیٹوں میں سے کسی کی قربانی دوں گا پھر جب وہ اس کی کھدائی سے فارغ ہوئے تو فرزندوں کے درمیان قرعہ اندازی کی اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نام قرعہ نکل آیا۔ اب انہوں نے ان کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو ان کی ممانیاں جو بنی مخزوم سے تھیں، مانع آئیں اور زور دیا کہ اپنے بیٹے کے عوض فدیہ دے کر اپنے خدا کو راضی کرو تو انہوں نے سو اونٹوں کی قربانی دی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ ایک ذبیحہ ہوا اور دوسرا ذبیحہ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام ہیں۔

﴿مغازی اموی، حاکم، ابن جریر﴾

شب ولادت کے معجزات اور خصائص

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سات یا آٹھ سال کی عمر کا ایک ہوش و گوش والا سمجھ دار بچہ تھا۔ میں نے سنا مدینہ کا ایک یہودی صبح کے وقت اپنے قلعہ کی چھت پر کھڑا ہوا اور پکار کر کہنے لگا: ''اے گروہ یہود! دیکھو۔'' آس پاس کے سارے یہودی جمع ہو گئے۔ میں سن رہا تھا ان لوگوں نے اس سے کہا: ''تیری خرابی ہو کیوں شور مچاتا ہے؟'' یہودی نے چھت پر سے کہا: ''احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے جس کو آج رات میں کسی وقت پیدا ہونا ہے۔''

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

ہر طرف نور ہی نور:

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے بتایا کہ میں اس رات میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی جس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ میں گھر میں ہر طرف روشنی اور نور پاتی اور محسوس کرتی جیسے کہ ستارے قریب سے قریب تر ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ مجھے گمان ہوا کہ کیا یہ میرے اوپر گر پڑیں گے پھر جب حضرت آمنہ نے وضع حمل کیا تو ایک نور برآمد ہوا جس سے کہ ہر چیز روشن ہو گئی یہاں تک کہ میں نور کے سوا کچھ نہ دیکھتی تھی۔

﴿بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

شام کے محلات روشن:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: میں اس وقت اللہ تعالیٰ کا عبد اور خاتم النبیین تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر میں تھے اور تم لوگوں پر واضح کرتا ہوں کہ میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کے خواب کی تعبیر ہوں اور انبیاء علیہم السلام کی مائیں ایسے ہی خواب دیکھا کرتی تھیں۔ بلاشبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے ولادتِ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ایسے نور کو دیکھا جس سے ان پر شام کے محلات روشن ہو گئے۔

﴿احمد، طبرانی، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کسی نے دریافت کیا: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنے ابتدائی حالات کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیے: تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے میرے لیے دعا کی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میری بشارت دی اور میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ان سے ایک نور نے طلوع فرمایا ہے جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے ہیں۔

(حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو بیان کیا اور صحیح کہا ہے۔)

﴿ابن سعد، احمد، طبرانی، بیہقی، ابو نعیم﴾

خالد بن معدان رضی اللہ عنہ اصحابِ رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! اپنے بارے میں ہمیں کچھ بتائیے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اپنے جدِ اعلیٰ حضرت ابرہیم علیہ السلام کی دعا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور وہ خواب ہوں جسے میری والدہ ماجدہ نے زمانہ حمل میں دیکھا کہ ان سے ایک نور نے طلوع فرمایا ہے جس سے تمام علاقہ شام منور ہوگیا۔

﴿بیہقی﴾

فائدہ:

مصنف کتاب، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ میں اس خواب کی تعبیر ہوں جسے میری ماں نے زمانہ حمل میں دیکھا۔ تو یہ خواب زمانہ حمل میں واقع ہوا لیکن شب ولادت میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے جو شام کے محلات دیکھے وہ بہ حالت بیداری عینی مشاہدہ تھا۔ جیسا کہ حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ حضرت آمنہ بیان کرتی تھیں کہ زمانہ حمل میں بشارت دینے والے آتے رہے۔ کسی نے ان سے کہا: ''اے آمنہ! تم اس امت کے سردار سے حاملہ ہو اور اس کی نشانی یہ ہے کہ جب وہ تمہارے بطن سے ظہور کرے گا تو اس کے ساتھ ایک نور طلوع ہوگا جس سے شام تک کے محلات روشن ہو جائیں گے اور جب وہ ماہ لقا پیدا ہو جائے تو اس کا نام محمد (ﷺ) رکھنا۔

مشرق ومغرب روشن:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب میں حاملہ ہوئی تو میں نے وضع حمل تک کسی قسم کی گرانی اور تکلیف محسوس نہ کی پھر جب حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی تو ساتھ ہی ایک روشنی اور نور پھیل گیا جس سے مشرق ومغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہوگئی پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے زمین پر ٹھیک لگائی، اس کے بعد مٹھی میں مٹی کو لے کر سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

ثور بن یزید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوالعجفاء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب والدہ نے مجھے جنم دیا تو انہوں نے ایک شعاعِ نور کی آمد سے بصرہ کے محلات تک دیکھ لیے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عطاء بن یسار، ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے حضرت آمنہ سے روایت کی۔ وہ فرماتی ہیں کہ شب ولادت جب مجھ سے حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تو میں نے ایک نور دیکھا جس سے محلاتِ شام روشن ہوگئے اور میں نے ان (محلات) کو دیکھا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہا نبی کریم کی دایہ جو بنی سعد سے تھیں، ان سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں میں نے دیکھا گویا میرے بطن سے ایک شعاع برآمد ہوئی ہے اور جس سے ساری زمین منور ہوگئی ہے حتی کہ میں نے شام کے محلات اور قصور کو دیکھ لیا۔

﴿ابونعیم﴾

عمرو بن عاصم کلابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سے ہمام بن یحییٰ از اسحاق بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ فرماتی تھیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے وقت میرے بطن سے نور کا ظہور ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے اور حضور نبی کریم ﷺ پاک وصاف پیدا ہوئے یعنی آپ کے ساتھ کوئی آلودگی نہ تھی اور جب آپ ﷺ کو زمین پر رکھا تو آپ ﷺ اپنے دست مبارک کے سہارے بیٹھ گئے۔

﴿ابن سعد﴾

تمام زمین روشن:

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہمیں معاذ عنبری رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی کہ ہم سے ابن عون رحمۃ اللہ علیہ نے، ابن قبطیہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ولادتِ حضور نبی کریم ﷺ کے سلسلے میں یہ حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ کی والدہ محترمہ نے فرمایا کہ میں نے محسوس کیا کہ گویا مجھ سے شہاب برآمد ہوا جس سے ساری زمین روشن ہوگئی ہے۔

حضرت حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی ولادت کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں کو زمین پر رکھا اور پھر اوپر آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی۔

﴿ابن سعد﴾

موسیٰ بن عبید رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو پیدائش کے بعد زمین پر رکھا گیا تو آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ ٹیکے اور سر کو آسمان کی طرف اٹھایا اور دست مبارک میں مٹی لی، جب بنی لہب کے ایک شخص کو اس بات کی خبر ملی تو اس نے کہا اگر راوی سچا ہے تو یہ نومولود روئے زمین پر غالب ہوگا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ الشفاء بنت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو وہ میرے ہاتھوں میں آئے اور رونے لگے، اس وقت میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا:

رَحِمَکَ اللّٰہُ وَ رَحِمَکَ رَبُّکَ

مشرق ومغرب کی سیر:

حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ پر مشرق ومغرب کی ہر چیز روشن ہوگئی حتی کہ میں نے روم کے کچھ محلات کو دیکھا۔ وہ بیان کرتی ہیں اس کے بعد میں نے آپ کو لباس پہنایا اور لٹا

دیا۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ میرے جسم کے دائیں حصہ پر ایک لرزش طاری ہوگئی اور وہ تاریکی میں ڈوب گیا۔ اس وقت میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو کہاں لے گئے تھے؟ کسی نے جواب دیا مغرب کی طرف۔ اس کے بعد میری حالت درست ہوگئی۔ مگر تھوڑی دیر بعد دوبارہ میری بائیں طرف ویسی ہی کیفیت ہوگئی جیسی دائیں طرف ہوئی تھی۔ ایک ظلمت اور ارتعاش طاری ہوگیا پھر میں نے سنا تم رسول اللہ ﷺ کو کہاں لے گئے تھے؟ دوسرے نے جواب دیا مشرق کی جانب۔ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے یہ واقعہ ہمیشہ یاد رکھا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور میں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

﴿ابونعیم﴾

ولادت باسعادت کی مبارک رات:

عمرو بن قتیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے اور وہ علوم کے مخزن تھے کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ولادت کا وقت قریب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: آسمانوں اور جنتوں کے تمام دروازے کھول دو اور فرشتوں کا ارتفاع بڑھ گیا۔ سمندر کی سطح گہری اور دریا کی روانی تیز ہوگئی۔ شیطان ملعون کو ستر طوقوں میں جکڑ کر بحرِ عمیق میں الٹا کر کے ڈال دیا گیا اور اس کی ذریات و نیز سرکش جنوں کو پابہ زنجیر کر کے بند کر دیا گیا۔ آفتاب عالم تاب کو نورِ عظیم کا لباس پہنایا گیا اور ستر ہزار حوریں خلاء میں اس کے سر پر استادہ کی گئیں جو کہ ولادتِ رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہی تھیں اور اس سال سارے جہان کی عورتوں کیلئے بہ حرمت محمد مصطفی ﷺ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اولادِ نرینہ سے حاملہ ہوں اور کوئی درخت ایسا نہ تھا جس میں پھل نہ آیا ہو۔ کسی قسم کا خوف نہ تھا اور دور دراز علاقوں میں عافیت تھی اور امن تھا، جب حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی تو سعادت کی بارشیں ہونے لگیں۔

ظلمت اور تاریکیاں چھٹ گئیں اور سارا جہان نزہت و نور سے معمور ہوگیا۔ ملائکہ آپس میں مبارک باد دینے لگے اور ہر آسمان میں ایک ستون زبرجد کا قائم کیا گیا اور ولادت باسعادت کی بدولت نورافشاں کر دیا گیا۔ آسمانوں میں یہ ستون مشہور و معروف ہیں اور معراج کے سفر آسمانی میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا اور فرمایا: کہ یہ ستون میری ولادت کی خوشی میں قائم کیے گئے اور جس رات میں سید الانبیاء ﷺ کی ولادت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حوضِ کوثر کے کناروں پر مشک اذخر سے معطر ستر ہزار درخت اگائے اور ان کے پھلوں کی خوشبو کو اہل جنت کیلئے بخور بنایا۔ اس روز تمام آسمان والے اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعا مانگتے تھے اور تمام بت اوندھے گر پڑے لیکن لات و عزیٰ کا یہ حال تھا کہ وہ دونوں اپنے اپنے مقامات سے بحکم رب اٹھ کر نکل آئے تھے اور کہتے تھے: قریش کا بھلا ہو، ان کے یہاں امین آگئے، ان میں صدیق تشریف لے آئے اور قریش نہیں جانتے کہ انہیں کیا مصیبت پہنچی ہے۔

بیعت اللہ کا یہ حال تھا کہ بہت دنوں تک لوگوں نے اس سے یہ آواز سنی، اب اللہ تعالیٰ میرے نور

کو لوٹا دے گا اور جوق در جوق توحید پرست میری زیارت کو آئیں گے۔ اب اللہ تعالیٰ مجھ کو جاہلیت سے پاک کر دے گا۔ اے عزیٰ تو ہلاک ہو گیا اور تین شب و روز بیت اللہ شریف کا زلزلہ نہ رکا۔

﴿ابونعیم﴾

قریش کے جانوروں کی مبارکباد:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی علامات حمل میں سے ایک یہ ہے کہ اس رات قریش کا ہر پروردہ چوپایہ گویا ہوا:

''رب کعبہ کی قسم! آج کی رات رسول اللہ ﷺ حمل میں آئے اور اہل دنیا کی امان اور ان کے آفتاب ہیں۔''

نہ صرف قریشی کاہن بلکہ تمام جزیرہ نمائے عرب کے کاہن اپنی کہانت اور فنی کمال سے معرا ہو گئے اور دنیاوی بادشاہوں کا کوئی تخت نہ تھا جو اوندھا نہ پایا گیا ہو اور ہر بادشاہ گونگا ہو گیا تھا اور اس دن وہ بولنے سے قاصر تھا اور مشرق کے چرند و پرند، مغرب کے جانوروں کے پاس مژدہ اور مبارکبادلے کر گئے اور یہی عمل آبی جانوروں کا تھا۔ حمل کے ہر ماہ کے اختتام پر زمین و آسمان دونوں پر یہ ندا تھی:

''مبارک ہو کہ نبی آخر کی ولادت کی گھڑی نزدیک آ گئی، وہ زمین پر امن و مبارکی کیلئے ضمانت بن کر تشریف لانے والے ہیں۔''

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ حمل میں کامل نو ماہ رہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اس عرصہ کوئی گرانی، تکلیف، بدمزگی یا اسی طرح کی کوئی دوسری شکایت جوان ایام میں عموماً خواتین کو لاحق ہو جاتی ہیں، محسوس نہ کی اور حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسی دوران وفات پائی جبکہ آپ ﷺ منزل حمل ہی میں تھے۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: ''ہم ان کے محافظ، مددگار اور والی ہیں۔'' ان پر صلوٰۃ وسلام پڑھو اور ان کیلئے برکتیں طلب کرو اور ان کیلئے دعائیں مانگو۔

وصلوٰۃ اللہ تعالیٰ و ملئکته والنبیین والصدیقین والشهداء و الصالحین علی سیدنا محمد بن عبد الله بن عبدالمطلب بر کاته و سلامه

اللہ تعالیٰ نے میلاد شریف کی رات تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دیئے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا خود فرمایا کرتیں تھیں کہ مدتِ حمل میں جب چھ ماہ گزر گئے تو میرے پاس کوئی آیا اور اسنے بہ حالت خواب مجھے اپنے پاؤں سے دبایا اور کہا: ''اے آمنہ! تمہارا محمول سارے جہان سے افضل ہے جب ولادت ہو تو محمد ﷺ نام رکھنا۔''

حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت:

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا ذکر فرمایا کرتیں کہ جب وقت آیا اور مجھے وہ کیفیت لاحق ہوئی جو وضع

حمل کے وقت عورتوں کی ہوتی ہے اور گھر کے افراد کو بھی معلوم نہ ہوا تھا کہ دفعتہً میں نے ایک ہیبت ناک آواز کو سنا جس کی وجہ سے میں خوف زدہ ہوگئی۔ اس کے بعد ایک عجیب چیز جس کو میں سفید پرندے کے بازو سے تشبیہ دے سکتی ہوں نمودار ہوا اور اس نے میرے دل کو ملا جس سے وہ خوف و ہراس اور وہ جو تکلیف دے سکتی اور میں اسے پاتی تھی دور ہوگئی پھر میں نے رخ پھیر کر دیکھا تو ایک دودھ کا پیالہ نمودار ہوا، مجھے پیاس تھی میں نے اسے پی لیا پھر وہ مجھ سے ایک بلند نور چمکا، اس کے بعد میں نے چند ایسی دراز قد، عورتوں کو دیکھا جیسے کہ وہ عبد مناف کی بیٹیاں ہوں۔ انہوں نے مجھے اپنے جھرمٹ میں لے لیا۔ میں اس پر تعجب ہی کر رہی تھی کہ میں نے دیکھا آسمان و زمین کے درمیان سفید فرش بچھایا گیا اور کسی نے کہا: اس نومولود کو لوگوں کی آنکھوں سے بچاؤ۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے دیکھا کچھ مرد فضا میں اپنے ہاتھوں میں چاندی کے برتن لیے کھڑے ہیں اور یہ بھی دیکھا کہ پرندوں کی ایک ٹکڑی میرے روبرو آئی پھر انہوں نے میری گود کو ڈھانپ لیا۔ ان پرندوں کی چونچ زمرد کی اور بازو یاقوت کے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجابات بالکل دور فرمائیے۔ میں نے اس وقت دنیا کے مشارق و مغارب کا معائنہ کیا، میں نے دیکھا تین جھنڈے نصب کیے گئے۔ ایک مشرق اور دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ کی چھت پر نصب کیا۔ اس وقت مجھے دردزہ ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے۔

ولادت کے بعد میں نے آپ ﷺ کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ سجدے کی حالت میں ہیں اور انگلیوں کو اس طرح اٹھائے ہوئے ہیں جیسے کوئی گریہ وزاری کرنے والا اٹھاتا ہے پھر میں نے سفید ابر دیکھا جو آسمان کی طرف سے آ رہا تھا یہاں تک کہ اس نے آپ ﷺ کو مجھ سے روپوش کر لیا پھر وہ غائب ہوگیا، پھر میں نے ایک منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا:

> ”محمد (ﷺ) کو زمین کے مشرق و مغرب میں لے جاؤ اور سمندروں کی سیر کراؤ تاکہ وہ سب آپ کے نام نامی، اوصاف گرامی اور صورت گرامی کو پہچان لیں اور جان لیں کہ آپ ﷺ کا اسم گرامی اور نام نامی، دریاؤں میں ”ماحی“ رقم کیا گیا تھا کیونکہ شرک اور اس کے لوازمات و اسباب کو آپ کے زمانے میں مٹا دیا جائے گا۔“

پھر وہ ابر جلد ہی آپ سے ہٹ گیا، اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ سفید اون کے کپڑے میں ملبوس ہیں اور آپ کے نیچے سبز حریر کا بچھونا ہے اور آپ آبدار موتیوں کی تین کنجیاں ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں۔ اس وقت کہنے والے نے کہا: ”محمد (ﷺ) نے نصرت، غلبہ اور نبوت کی کنجیاں دست مبارک میں لے رکھی ہیں۔ اس کے بعد ایک اور ابر سامنے آیا۔ اس میں گھوڑوں کے ہنہنانے اور پرندوں کے بازوؤں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

یہاں تک کہ اس نے بھی آپ ﷺ کو مجھ سے پوشیدہ کر دیا اور آپ میری نظر سے اوجھل ہوگئے۔ میں نے منادی کو نداء کرتے سنا کہ ”محمد ﷺ کو مشرق و مغرب اور انبیاء کرام علیہم السلام کی مولدات پر

لے جاؤ اور آپ کے حضور جن وانس اور حوش وطیور کی روحوں کو پیش کرو اور آپ کو حضرت آدم علیہ السلام کی صفاء، حضرت نوح علیہ السلام کی رقت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان، حضرت یعقوب علیہ السلام کی مسرت، حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال، حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت یحییٰ علیہ السلام کا زہد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کرم عطا کرو اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے اخلاق حمیدہ اور فضائل جلیلہ سے آراستہ کردو۔

اس کے بعد وہ ابر چھٹ گیا اور میں نے آپ ﷺ کو موجود پایا۔ آپ ﷺ لپٹے ہوئے سبز حریر کو تھامے ہوئے تھے پھر کسی کو کہتے ہوئے سنا کہ خوشی ہے محمد ﷺ نے تمام دنیا کو تھامے رکھا ہے اور کوئی مخلوق نہیں جو آپ کے حلقہ نبوت سے باہر ہو۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ تین افراد ہیں۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید حریر تھا۔ اس نے اس حریر کا سرا کھولا اور ایک انگوٹھی نکالی جس کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں پھر اس آفتابے سے آپ ﷺ کو سات مرتبہ غسل دیا اور دونوں شانوں کے درمیان اس انگشتری سے مہر لگائی اور حریر میں آپ کو لپیٹ دیا پھر آپ کو اٹھایا اور کچھ دیر اپنے بازوؤں میں رکھ کر میری طرف بڑھا دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میرے بھائی عبداللہ جب پیدا ہوئے جو ہم سے چھوٹے تھے تو ان کا چہرہ اس قدر نورانی تھا گویا کہ وہ ایک آفتاب تھا، درخشاں اور تاباں دیکھ کر حضرت عبدالمطلب نے کہا: ''یہ فرزند عجیب شان والا ہوگا۔'' اور میں نے خواب میں دیکھا کہ ''ان کے نتھنے سے ایک سفید پرندہ نکل کر اڑ رہا ہے اور وہ مشرق ومغرب کی حدوں تک پہنچ کر واپس ہوا اور خانہ کعبہ پر آکر بیٹھا اور تمام قریش نے اس کے آگے سجدہ کیا پھر وہ آسمان وزمین کے درمیان فضا میں اور دور و دراز خلاء میں اڑتا رہا۔'' میں بنی مخزوم کی کاہنہ کے پاس گیا اور اس سے خواب بیان کیا۔ جس کو سن کر اس نے کہا اگر واقعی تمہارا خواب یہی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ عبداللہ کا فرزند پیدا ہوگا اور مشرق سے مغرب تک لوگ اس کی اتباع کریں گے۔ پھر جب حضرت آمنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو تولید کیا تو میں نے ان سے پوچھا کہ

''تم نے حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے موقع پر کیا کیا دیکھا؟'' انہوں نے جواب دیا مجھے دردِ زِہ ہوا اور تکلیف زیادہ ہوگئی۔ اس وقت میں نے ایسی آوازیں سنیں جو آدمیوں کے کلام سے مشابہ تھیں اور میں نے ایک جھنڈا دیکھا جو یاقوت کی لکڑی پر تھا جسے زمین وآسمان کے درمیان نصب کر دیا گیا اور میں نے اس کے سرے پر ایک ایسا نور دیکھا جو آسمان تک پہنچ رہا تھا اور میں نے شام کے تمام محلات دیکھے جو مثل شعل آتش فروزاں تھے اور میں نے اپنے قریب قطاء کا غول دیکھا، جو حضور نبی کریم ﷺ کو سجدہ کر رہا تھا اور آپ ﷺ پر اپنے بازوؤں کو پھیلا رہا تھا اور میں نے سعیر الدیہ کی تابعہ جو کہتی گزری کہ تمہارے اس فرزند کی بدولت بت پرستی اور کہانت جاتی رہی اور یہ سعیرہ ہلاک ہوگئی۔ بتوں کی خرابی دور ورسوائی ہو۔ اور میں نے ایک جوان کو دیکھا جو قد کی درازی اور رنگ وروپ میں کامل ترین شخص تھا۔ اس نے مجھ سے بچہ کو

لیا اور اس کے منہ میں لعاب ڈالا۔ اس کے ساتھ سونے کا طشت تھا تو اس نے اس کے سینہ کو چاک کیا اور آپ کے قلب کو نکالا پھر قلب کو بھی چاک کیا اور ایک سیاہ نقطہ اس میں سے نکال کر پھینک دیا۔

اس کے بعد سبز حریر کی ایک تھیلی نکالی، اسے کھولا اور اس میں سے سفید سفوف سا نکالا اور آپ ﷺ کے دل میں بھر دیا، اس کے بعد سفید حریر کی تھیلی کھول کر اس میں مہر لگائی اور آپ کے دونوں شانوں کے درمیان انڈے کے مانند مہر کی اور آپ کو قمیص پہنا دی۔ یہ ہیں وہ عجیب وغریب امور جو میرے مشاہدے سے گزرے۔

﴿ابونعیم، بسند ضعیف﴾

فائدہ:

مصنف کتاب، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بیان اور پہلے دونوں بیانات میں تناقض موجود ہے اور میں نے اس کتاب میں اس سے زیادہ شدید منکر روایت کوئی بھی بیان نہیں کی ہے۔ بلاشبہ اس کو بیان اور نقل کرنے کیلئے میری طبیعت اور انقباض تھا لیکن میں نے اس موقع پر حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی متابعت کی ہے۔

شب ولادت حضرت آمنہ کا عجائبات دیکھنا:

حضرت حافظ ابوزکریا یحییٰ بن عائذ رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے سلسلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ آمنہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے سلسلے میں بتایا کرتی تھیں کہ میں نے بہت سے عجائبات دیکھے ہیں۔

میں حیران اور متعجب ہی تھی کہ ایک مرتبہ تین اشخاص نمودار ہوئے۔ میں نے گمان کیا کہ ان کے چہروں کے درمیان آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ، دوسرے کے ہاتھ میں مشک نافہ، تیسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت جس کے چار کونے تھے اور ہر کونے پر سفید موتی تھا۔ کسی کہنے والے نے یہ کہا یہ دنیا ہے اور یہ ان کی مشرق ومغرب اور خشکی وتری ہے۔ تو اے اللہ کے حبیب! اس کے جس کنارے کو آپ چاہیں تھام لیں۔ جناب آمنہ فرماتی ہیں: میں نے رخ پھیرا کہ دیکھوں حضور نبی کریم ﷺ نے کون سا کونا پکڑا ہے تو میں نے دیکھا کہ آپ نے اس کے وسط میں سے پکڑا ہے۔ اس وقت کسی نے کہا قسم ہے رب کعبہ کی! حضور نبی کریم ﷺ نے کعبہ کو پکڑا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ، بلاشبہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کیلئے کعبہ کو قبلہ اور برکت والا مسکن بنا چکا ہے۔ میں نے تیسرے شخص کے ہاتھ کو دیکھا اس پر حریر اسی طرح لپٹا ہوا تھا پھر اس نے اسے کھولا تو اس میں سے ایسی مہر نکلی جس سے دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں پھر وہ میرے پاس آیا اور طشت والے شخص کو حرکت ہوئی اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو آفتابہ سے سات مرتبہ غسل دیا اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر لگائی اور حضور نبی کریم ﷺ کو اس حریر میں لپیٹا جس میں مشک اذخر کا ڈورا تھا

اور اٹھا کر ایک گھڑی اپنے بازو میں لیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ شخص رضوان محافظ جنت تھے اور انہوں نے آپ کے کان میں ایسی بات کہی جس کو حضرت آمنہ فرماتی ہیں: میں نہ سمجھ سکی اور کہا: ''اے محمد ﷺ! آپ کو بشارت ہو، تمام نبیوں کے علوم آپ کو عطا کیے گئے۔ آپ اعتبارِ علم ان سے زیادہ اور بہ لحاظ شجاعت آپ ان سب سے اشجع ہیں۔ آپ کے ساتھ نصرت کی کنجیاں ہیں۔ بلاشبہ آپ کو خوف و رعب کا لباس پہنایا گیا ہے، جو ابھی آپ ﷺ کا ذکر سنے گا اس کا قلب مضطرب ہو جائے گا اور اس کا دل خوف زدہ ہوگا۔ اے خلیفۃ اللہ! اگرچہ اس نے آپ کو نہ دیکھا۔''

(ابن وحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''تنویر'' میں کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔)

شب ولادت یہودی کا قریش کی مجلس کا اعلان:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی تاجر مکہ میں رہتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شب ولادت اس یہودی نے قریش کی مجلس میں کہا: ''اے گروہ قریش! کیا آج رات تمہارے یہاں کوئی فرزند پیدا ہوا ہے؟'' قریش نے جواب دیا: ''ہمیں نہیں معلوم۔'' اس نے کہا دریافت کرو اور میں جو بات تمہیں بتاتا ہوں اسے یاد رکھنا۔

''آج رات اس آخری امت کا نبی پیدا ہونے والا ہے، اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے جس پر کثرت سے بال ہیں گویا کہ وہ گھوڑے کا ایال ہے۔ وہ بچہ دو راتوں تک دودھ نہ پیئے گا کیونکہ ایک عفریت جنی نے اس کے منہ میں انگلی ڈال دی ہے جس کی وجہ سے دودھ پینے سے روک دیئے گئے ہیں۔''

پھر قریش کی مجلس برخاست ہوگئی اور وہ لوگ یہودی کی باتوں پر متعجب تھے۔ وہ اپنے گھروں میں پہنچے تو تقریباً سب ہی نے اس بات کا گھر والوں سے تعجب اور حیرانی کے ساتھ ذکر کیا۔ اسی طرح ہر طرف چرچا ہونے کے بعد کسی نے بتایا کہ آج رات ایک لڑکا عبداللہ مرحوم کے گھر پیدا ہوا ہے، اس کا نام انہوں نے محمد ﷺ رکھا ہے پھر اہل قریش نے اس یہودی سے ملاقات کی اور اس کو بتایا یہودی نے کہا: میرے ساتھ چلو تاکہ میں اس بچہ کو دیکھ کر شناخت کروں۔ وہ آئے اور حضرت آمنہ سے عرض کیا کہ بچے کو دیکھیں گے۔ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو ان لوگوں کی گود میں دے دیا۔ یہودی نے کپڑا اٹھا کر اس علامت کو دیکھا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا اور جب اس کی حالت درست ہوئی تو قریش نے کہا ہمیں تمہاری تکلیف پر افسوس ہے ہم پریشان ہیں کہ تمہیں اچانک کیا ہوگیا؟

یہودی نے کہا بنی اسرائیل سے نبوت جاتی رہی۔ اے قبائل قریش! کیا تم اس بچہ کی ولادت سے خوش ہو رہے ہو۔ خبردار ہو جاؤ کہ یہ فرزند تم پر اس طرح غلبہ کرے گا کہ آفاق میں تمہارے بجائے اس فرزند کا ہر طرف شہرہ ہوگا۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

دعوت عقیقہ:

ابوالحکم تنوخی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ۔ انہوں نے کہا: قریش میں دستور تھا کہ ان کے یہاں جب ولادت ہوتی تو صبح عورتیں نومولود بچہ کے سر پر ہانڈی رکھتیں۔ اسی دستور کے مطابق جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب نے آپ کو عورتوں کے سپرد کر دیا گیا کہ وہ رسم کے مطابق ہانڈی رکھیں چنانچہ انہوں ے ہانڈی رکھی تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ رخ اوپر کو ہے اور آسمان کی جانب نگاہیں اٹھی ہوئی ہیں۔ انہوں نے آ کر حضرت عبدالمطلب سے کہا ہم نے ایسا بچہ نہیں دیکھا کہ جس کے ساتھ ایسی صورت واقع ہوئی ہو۔ حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا تم لوگ یاد رکھو اور مجھے امید ہے کہ یہ بچہ خیر و فلاح کو پہنچے گا۔ جب ساتواں روز ہوا اور حضرت عبدالمطلب نے (عقیقہ میں) قربانی کی اور برداری کو کھانے پر بلایا تو کھانے سے فراغت کے بعد انہوں نے کہا:

''اے سردار! آپ نے اپنے پوتے کا کیا نام رکھا ہے؟'' حضرت عبدالمطلب نے بتایا: ''میں نے اس کا نام محمد ﷺ رکھا ہے۔'' قریشی مہمانوں نے کہا: ''اپنے ہاں خاندانی ناموں سے آپ نے کیوں انحراف کیا؟'' فرمایا: ''میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں اس کی مدح فرمائے اور زمین پر مخلوق اس کی مدح کرے۔''

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

عیصٰی راہب کی پیشین گوئی:

حضرت میتب بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شام کے علاقہ میں بمقام مرالظہران ایک راہب تھا جس کا نام عیصٰی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے علم کثیر سے نوازا تھا۔ وہ مکہ آیا اور اس نے لوگوں سے ملاقات کے دوران کہا۔ عنقریب تمہاری سرزمین سے ایک فرزند پیدا ہوگا جس کی تمام عرب وعجم والے پیروی کریں گے تو جو لوگ اس کے عہد اور دعوت کو پائیں اور قبول کریں۔ وہ راہ یافتہ اور فلاح یاب ہوں گے اور جنہوں نے اس کی مخالفت کی اور رہنمائی سے گریز کیا۔ لاریب وہ خسران (گھاٹے) میں رہیں گے۔ میں دنیاوی راحت و آرام اور باطنی ماحول اور اپنی سرزمین کو چھوڑ کر محنت و تکلیف اور بھوک پیاس اور اجنبی ماحول میں صرف اسی کی طلب و جستجو میں آیا ہوں۔ پھر اس کا یہ معمول بن گیا تھا کہ مکہ بس خاندانِ قریش کے اندر نومولود بچہ ہوتا وہ اس کے بارے میں دریافت کرتا اور جب حضور نبی کریم ﷺ کی علامات نہ پاتا تو اکثر کہا کرتا، وہ فرزند جلیل ہنوز تشریف نہیں لایا۔ جب سرکار دو عالم ﷺ کی جلوہ فرمائی ہوئی تو صبح حضرت عبدالمطلب عیصٰی راہب کے صومعہ پر آئے اور آواز دی۔ اس نے نام پوچھا اور پھر نکل کر آیا اور کہا: اے حضرت عبدالمطلب! تم ہی اس فرزند ارجمند کے دادا ہو جس کی ولادت کے بارے میں، میں تم سے باتیں کیا کرتا تھا۔

وہ دوشنبہ کو پیدا ہوا، اسی دن بعثت کا اعلان کرے گا اور اسی دن اس جہان سے رحلت اور کوچ فرمائے گا۔

بلاشبہ آج رات ہی اس کا ستارہ طلوع ہوا ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ اس وقت درد میں ہے اور یہ شکایت تین دن رہے گی پھر وہ صحتمند ہو جائے گا، تم اپنے آپ کو قابو میں رکھنا، اس لیے کہ جس قدر حسد لوگ اس فرزند کیساتھ کریں گے اس کی مثال نہیں ملے گی اور جیسی مخالفت اور مزاحمت لوگ اس کے ساتھ کریں گے ویسی مخالفت کسی کے ساتھ نہ ہوئی ہوگی۔'' حضرت عبدالمطلب نے پوچھا: ''اس بچہ کی عمر کتنی ہوگی؟'' راہب نے جواب دیا: ''اس کی عمر کم ہو یا زیادہ ستر کو نہیں پہنچے گی۔ اس کی عمر کیلئے سالوں کی گنتی طاق پر ہوگی۔ انسٹھ، اکسٹھ یا تریسٹھ برس اس کی امت کی عمریں ہوں گی۔

(عیصٰی راہب کی یہ تمام پیشگوئیاں درست ثابت ہوئیں، اس نے انجیل کے مطابق یہ باتیں حضرت عبدالمطلب کو بتائیں)

راوی کا قول ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ عاشورۂ محرم کے دن حمل میں آئے اور بارہ (۱۲) ربیع الاول پیر کے دن آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کی برکتیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ جب کوئی بچہ رات میں پیدا ہوتا تو اسے کسی برتن سے ڈھانپ دیتے تھے اور رات میں اس کو نہ دیکھتے، چنانچہ جب آپ ﷺ کی پیدائش ہوئی تو آپ ﷺ کو بھی ایک ہانڈی میں رکھ دی گیا۔ صبح ہونے پر دیکھا کہ ہانڈی کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے اور آپ ﷺ کی نگاہیں آسمان کی طرف ہیں، یہ دیکھ کر سب نے تعجب وحیرت کا اظہار کیا۔

اس کے بعد آپ ﷺ کو بنی بکر کی ایک عورت کے پاس دودھ پلانے کیلئے بھیج دیا گیا جب عورت نے آپ کو دودھ پلایا تو اس کے یہاں ہر طرف سے خیر و برکت داخل ہوگئی۔ اس کے یہاں کسب معاش کیلئے بکریاں تھیں، اللہ تعالیٰ نے ان میں برکت دی اور وہ بہت زیادہ ہوگئیں۔

﴿ابونعیم﴾

زمانہ جاہلیت کی رسم اور ہانڈی کا ٹکڑے ہونا:

حضرت داؤد بن ابی ہند رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت ہوئی تو تمام اونچے ٹیلے روشن ہو گئے اور جب آپ ﷺ کو زمین پر رکھا گیا تو آپ نے دونوں ہاتھوں سے زمین پر سہارا لیا اور آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا کر دیکھنے لگے، جب آپ ﷺ پر ہانڈی لوٹی گئی تو وہ پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگئی۔

﴿ابونعیم﴾

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف فرما ہوگئے اور آپ ﷺ پر

ہانڈی لوٹی گئی تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں میں نے آپ ﷺ کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ آپ چشم مبارک کھولے آسمان کی طرف نظارہ کناں ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

شیطان کی خباثت:

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تو ساری زمین نور سے منور ہو گئی اور ابلیس نے کہا کہ آج کی رات ایک فرزند ایسا پیدا ہوا ہے جو ہمارے کاموں کو خراب کر دے گا۔ اس پر اس کی ذریات نے کہا جب تو اس کے پاس جائے تو اس کے فہم و دانش کو متاثر اور خراب کر دینا چنانچہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے قریب ہونے ہی والا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا۔ انہوں نے ٹھوکر رسید کی اور وہ ملک عدن میں جا گرا۔

﴿ابن ابی حاتم فی التفسیر﴾

آسمانوں پر شیطان کا داخلہ بند:

معروف بن خربوذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابلیس ساتوں آسمانوں میں چلا جایا کرتا تھا مگر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو تین آسمانوں سے روک دیا گیا پھر وہ چار آسمانوں تک جاتا رہا لیکن جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو ساتوں آسمان سے روک دیا تھا۔

راوی حدیث معروف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پیر کے دن طلوع فجر کے وقت کے پیدا ہوئے۔

﴿زبیر بن بکار، ابن عساکر﴾

ایوان کسریٰ میں زلزلہ اور آتش کدہ ایران بجھ گیا:

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ حضرت ابویعلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی شب ولادت آئی تو کسریٰ کے محل پر زلزلہ آیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے اور آتش کدۂ ایران بجھ گیا، جس کی آتش ہزار سال سے زائد سے فروزاں اور مشتعل تھی اور دریائے ساوہ خشک ہو گیا، جب صبح ہوئی تو کسریٰ سخت پریشان اور متاثر تھا مگر اس نے اخفائے حال کیلئے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا و راس عجیب وغریب واقعہ کے بعد بس اس نے اتنا کیا کہ تاج پہن کر تخت سلطنت پر بیٹھا اور تمام وزراء کو رات کی وہ شدنی کیفیت بتائی۔ اسی اثناء میں ایک شخص خط لے کر آیا جس میں از خود آتش خانہ کے سرد ہو جانے کی اطلاع تھی۔ اس کے بعد کسریٰ کا فکر دو چند ہو گیا۔ اس کے علاوہ موبذان مجوسی عالم نے کہا: یزداں آپ کے ملک وسلطنت کو قائم و دوام رکھے۔ آج رات میں نے ایک خواب دیکھا کہ: ''سخت اونٹوں کو عربی گھوڑے کھینچ رہے ہیں اور دریائے دجلہ کٹ کر اپنے شہروں میں پھیل گیا ہے۔''

کسریٰ نے پوچھا: ''اے محترم موبذان! اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: عرب کے کسی گوشے سے کوئی غیر معمولی بات ہونے والی ہے۔ اس کے بعد کسریٰ نے نعمان بن المنذر کو خط لکھا کہ:

''میرے پاس کسی ایسے جاننے والے واقف کار کو بھیجو کہ اس سے جو کچھ میں چاہوں، دریافت کرسکوں۔'' نعمان نے اس کے پاس عبدالمسیح بن عمرو بن حسان غسانی کو بھیجا، جب وہ کسریٰ کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا: ''کیا تم ایک صاحب بصیرت شخص ہو؟ کہ میں تم سے سوال کروں؟'' عبدالمسیح نے جواب دیا: ''اے شہنشاہ فارس! دریافت کیجئے مجھے معلوم ہوا تو میں بتادوں گا، ورنہ اس شخص کی نشاندہی کردوں گا جو اسے جانتا ہوگا۔''

اس کے بعد بادشاہ نے سارا حال بیان کیا جس کو سن کر عبدالمسیح نے کہا: ''اس بارے میں صحیح علم میرے ماموں کو ہے جو شام میں پہاڑ کی چوٹی پر رہتا ہے اور جس کو سطیح کاہن کہتے ہیں۔'' بادشاہ نے کہا: ''اچھا، اس کے پاس جاؤ اور دریافت کرو۔'' پس عبدالمسیح سفر دراز طے کر کے سطیح کے پاس پہنچا، وہ ایک تخت پر پڑا ہوا تھا اور اس کی زندگی کے آخری لمحات تھے۔

عبدالمسیح نے اسے سلام کہا۔ اس نے سلام کی آواز سن کر سر اٹھایا اور کہا عبدالمسیح! تیز رفتار ناقہ پر سطیح کے پاس اس حال میں آیا ہے کہ وہ مرنے کے قریب ہے۔ ساسانی بادشاہ نے اپنے قصر کے زلزلے ''آتش کدے کے بجھ جانے، موبذان کے خواب اور دجلہ کے عرضی پھیلاؤ کے بارے میں معلوم کرنے کیلئے تجھے بھیجا ہے، جس وقت تلاوت کی کثرت ہوگی اور صاحب عصا کا ظہور ہوگا اور دریائے ساوہ خشک اور آتش کدہ بجھ جائے تو سطیح کیلئے شام، شام نہ رہے گا اور بادشاہ مرد اور بادشاہ عورتوں کی حکومت کنگروں کے گرنے کی تعداد کے برابر ہوگی۔

یعنی یکے بعد دیگرے چودہ بادشاہوں کی حکومتیں ہوں گی اور جو کچھ ہونے والا ہے ہوکر رہے گا۔ سطیح یہ بتا کر اسی وقت فوت ہوگیا۔

عبدالمسیح کسریٰ کے پاس واپس آیا اور اسے سارا حال بتایا۔ کسریٰ نے کہا جب تک ہمارے خاندان میں چودہ حکومتیں ہوں گی تو بہت سے امور پیش آئیں گے۔ اس کے بعد چار سال اس کی حکومت رہی اور باقی بادشاہوں نے خلافت فاروقی تک حکومتیں کیں۔

﴿بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر، خرائطی الہواتف﴾

فائدہ:

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مندرجہ بالا حدیث غریب ہے، ہم اس حدیث کو نہیں جانتے بجز مخزوم رضی اللہ عنہ کی روایت کے جو وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابوایوب یعلی رضی اللہ عنہ نے اسے منفرد بیان کیا ہے۔ اسی طرح ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تاریخ'' میں سطیح کاہن کے تذکرے میں بیان کیا ہے اور عبدالمسیح کے تذکرے میں انہوں نے کہا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے روایت کو اسی طریق سے بیان کیا اور اسے معروف بن خربوذ رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے کہا ہے: ''جب ولادتِ رسول اللہ ﷺ کی شب آئی۔'' اس کے بعد اس کی مانند روایت بیان کی اور اسی سند سے صاحب ''کتاب الصحابہ'' نے اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاصابہ'' میں مرسلاً روایت کی ہے۔

شب ولادت بت اوندھے منہ گر گیا:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جماعت قریش جن میں ورقہ بن نوفل، زید بن عمرو بن نفیل، عبیداللہ بن جحش اور عثمان بن حویرث تھے ان لوگوں کا ایک مشترکہ بت تھا جس کے پاس جمع ہوتے تھے۔ ایک رات جب یہ اس بت کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ منہ کے بل اوندھا پڑا ہے۔ انہوں نے اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی اور بت کو سیدھا کر کے اس کے مقام پر درست کر دیا، کچھ دیر گزری ہوگی کہ وہ بت پھر منہ کے بل گر گیا۔ انہوں نے دوبارہ پھر سیدھا کر کے درست کر دیا۔ تیسری مرتبہ پھر اسی طرح گر پڑا۔ اب عثمان نے کہا کہ کوئی خاص بات معلوم ہوتی ہے۔ یہ وہی رات تھی جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تھی۔ اس وقت عثمان نے یہ اشعار پڑھے:

ایاصنم العید الذی صف حوله ۔۔۔ صنا دید و قد من بعید و من قرب
تنکس مقلوبا فما ذاک قل لنا ۔۔۔ اأذاک شی ام تنکس للغب
فان کان من ذنب اسانا فاننا ۔۔۔ ینوء باقرار و نلوی عن الذنب
وان کنت مغلوبا تنکست صاغرا ۔۔۔ فما انت فی الاوثان و بالسید الرب

ترجمہ: ”اے خوشی اور انبساط کے صنم! جس کے طواف کیلئے قریب وعبدی سے بڑے بڑے لوگ آتے ہیں۔ تو منہ کے بل اوندھا ہوا تو ہمیں اس کی وجہ بتا، کیا یہ کسی خاص بات کی وجہ ہے یا یوں ہی تفریح طبع کے طور پر ہے۔ اور اگر تو ہمارے معاصی سے بیزار ہو کر اوندھا ہے تو ہم اعتراف قصور کرتے ہیں اور معصیت سے اجتناب کا اقرار کرتے ہیں۔ اور اگر تو مغلوب ہو گیا اور ذلت و رسوائی نے تجھے منہ کے بل گرایا ہے تو جب تو بتوں میں سرداری اور معبود ہونے کے لائق نہیں۔“

راوی کا بیان کہ انہوں نے پھر اس بت کو اٹھایا اور اس کی جگہ پر قائم کر دیا جب وہ سیدھا ہوا تو بہ حکم خداوندی کی جانب سے یہ کہتے سنا گیا:

تردی لمو لود انارت بنوره ۔۔۔ جمیع فجاج الارض بالشرق والغرب
و خرت له الاوثان طرا وارعدت ۔۔۔ قلوب ملوک الارض طرا من الرغب
و نار جمیع الفرس باخت و اظلمت ۔۔۔ وقد بات شاه الفرس فی اعظیم الکرب
و صدت عن الکهان بالغیب جنها ۔۔۔ فلا مخبر منهم بحق ولا کذب
فیال ال قصی ارجعوا عن ضلا لکم ۔۔۔ وهبوا الی الاسلام و المنزل الرجب

ترجمہ: ”میرا گرنا اس مولود کی وجہ سے ہے جس کے نور کے طفیل کرہ زمین کے مشرق و مغرب کے تمام راستے منور اور درخشاں ہو گئے ہیں۔ اور اس مولود کی وجہ سے تمام بت گر پڑے ہیں اور جہان آباد کے تمام بادشاہوں دل کے میں اس کے رعب سے لرزہ براندام ہو گئے۔ اور فارس کے تمام آتش کدے بجھ کر تاریک ہو گئے ہیں اور فارس کے اعلیٰ مرتبت بادشاہ کو شدید درد و تکلیف کا سامنا ہے۔ اور کاہنوں کے

پاس غیبی خبریں لانے والے جنات کو روک دیا گیا، ان کے پاس اب سچی خبر ہے نہ جھوٹی۔ تو اے اولادِ قصی! تم راہِ ضلالت اور کجروی سے لوٹ کر اسلام کی رہ اور کشادہ منزل کی طرف دوڑ کر پہنچو۔"

﴿خرائطی الہواتف﴾

ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنی دادی اسماء بنت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل دونوں بتایا کرتے تھے کہ اصحاب فیل کی ہلاکت کے واقعہ کے بعد ہم دونوں نجاشی شاہِ حبشہ کے پاس پہنچے تو اس نے ہم سے کہا:

"اے قریشی بزرگو! مجھے بتاؤ کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جس کے باپ کو خدا کے نام پر ذبح ہونا تھا پھر قرعہ کے بعد وہ بچ گئے اور ان کے عوض بہت سے اونٹ بطور دیت قربان کر دیئے گئے۔"

ہم نے جواب دیا: ہاں! ایسا ہی ہوا ہے۔ اس نے پوچھا: "وہ پھر کہاں ہیں؟" ہم نے بتایا: "انہوں نے زہری قبیلہ کی ایک شریف زادی آمنہ سے نکاح کیا اور پھر کچھ ہی دنوں بعد اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑ کر فوت ہو گئے۔" اس نے کہا: "تمہیں معلوم ہے کہ اس عورت کے فرزند پیدا ہوا، یا نہیں؟" ورقہ نے جواب دیا: "اے بادشاہ! میں ایک شب کا واقعہ عرض کرتا ہوں کہ ہم اپنے مخصوص بت کے قریب ہی بیٹھے تھے کہ اس کے اندر سے غیبی طور پر سنا گیا، وہ کہہ رہا تھا:

ولد النبی فذ لت الا ملاک
و نای الضلال وادبر الاشراک

اس کے بعد وہ بت سر کے بل گر پڑا پھر زید نے کہا: "اے عزت مآب بادشاہ! اسی نوعیت کی ایک اطلاع میرے پاس بھی ہے۔ میں اس رات گھر سے نکل کر جبل ابوقبیس پر آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آسمان سے اتر رہا ہے اس کے دو سبز بازو ہیں وہ ابوقبیس پر اتر کر ٹھہرا۔ پھر اس نے مکہ کی سمت رخ کیا اور کہا:

"شیطان رسوا ہوا، بت پرستی کا بطلان ہو گیا اور الامین آج پیدا ہو گیا، پھر اس نے اپنے کپڑے کو پھیلایا جو اس کے ساتھ ہی تھا اور وہ از مشرق تا مغرب محیط ہو گیا اور پھر میں نے ایک ایسا تیز نور دیکھا کہ میں ڈرا کہیں یہ میری بصارت نہ سلب کر لے میں نے جو کچھ مشاہدہ کیا میں اس سے خوف زدہ ہو گیا پھر وہ شخص اپنے بازو پھیلا کر اڑا اور خانہ کعبہ پر اترا اور وہاں سے بھی روشنی اور نور پھیلا جس سے تہامہ کا وسیع علاقہ منور ہو گیا پھر اس نے کہا کہ ارض پاک ہو گیا اور اس سے تاریکی اور ظلمت دور ہو گئی اور کعبہ میں جس قدر بت تھے اس نے ان کی طرف اشارہ کر کے دیکھا وہ سب کے سب گر پڑے۔"

نجاشی نے کہا: تمہارا بھلا ہو جو کچھ مجھے اس رات پیش آیا۔ اب اس کو میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ اس رات میں جس کا تم ذکر کر رہے تھے۔ میں محل کے ایک کمرے میں بیٹھا تھا کہ دفعتہً میرے سامنے زمین کی طرف سے ایک سر گردن کے مقام تک ابھرا اور کہا: اصحاب فیل پر ہلاکت نازل ہوئی۔ ان کو ابابیل نے "بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ" سے ہلاک کر دیا۔ اشرم جو مجرم و سرکش تھا مر گیا اور وہ نبی امی جو حرمی اور مکی ہے

پیدا ہوگیا تو جس نے اس کی دعوت کو قبول کیا وہ نجات یافتہ ہوا اور جس کسی نے انکار کیا وہ سراسر نقصان و زیاں میں ہے۔ اس کے بعد وہ غائب ہوگیا۔ پھر دوسرے دن کی صبح ہوئی اور میں نے بات کرنے کی کوشش کی مگر میں نے محسوس کیا کہ "قوت ناطقہ" مفقود ہے۔ میں نے کھڑے ہونے کی کوشش کی مگر نہ ہوسکا۔

اس کے بعد میرے پاس گھر والے آئے۔ میں نے ان سے کہا: "حبش کے باشندوں کو میرے پاس نہ آنے دو۔" تو انہوں نے لوگوں کو آنے سے روکا۔ اس کے بعد میری قوتِ گویائی اور قوتِ رفتار از خود بحال ہوگئے۔

﴿خرائطی الہواتف﴾

نبی کریم ﷺ کی بعض جسمانی خصوصیات

آپ ناف بریدہ اور مختون شدہ پیدا ہوئے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے رب کا مجھ پر جو انعام و اکرام ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا اور میرے ستر کو کسی نے نہ دیکھا۔

(اس روایت کو "المختارہ" میں ضیاء رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔)

﴿طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

یونس بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ کو حکم ابن ابان رضی اللہ عنہ نے اور انہیں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اور انہیں بن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور انہوں نے اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عبدالمطلب بتاتے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ مختون و مسرور پیدا ہوئے اور اس حالت پر انہوں نے تعجب کیا اور فرمایا: یقیناً میرے اس فرزند کی بڑی شان ہوگی۔

(اس روایت کو بیہقی، ابونعیم اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہم نے بھی بیان کیا ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

ناف بریدہ:

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ناف بریدہ اور مختون شدہ پیدا ہوئے۔

﴿ابن عدی، ابن عساکر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت ختنہ شدہ حالت میں ہوئی۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ناف بریدہ اور مختون شدہ پیدا ہوئے۔

﴿ابن عساکر﴾

مختون شدہ انبیاء کرام:

حضرت آدم علیہ السلام مختون شدہ پیدا ہوئے پھر ان کی اولاد میں سے بارہ انبیاء کرام مختون شدہ پیدا کیے گئے ان میں آخری نبی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ وہ انبیاء کرام علیہم السلام جن کو بہ حالت مختون پیدا کیا گیا اور جن کی تعداد بارہ بتائی گئی ہے: مندرجہ ذیل ہیں:

حضرت شیث علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت سام علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام۔ ان سب برگزیدہ انبیاء پر سلام ہو۔

﴿حاکم المستدرک﴾

حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کی ختنہ اسوقت کی جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قلب اطہر کی تطہیر کی تھی۔

﴿طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کا مہد میں چاند سے باتیں کرتے تھے:

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے تو آپ کی نبوت کی نشانیوں نے آپ کے دین میں داخل ہونے کی دعوت دی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ گہوارے، میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی انگلی سے اس کی طرف اشارہ کرتے اور جس طرف اشارہ فرماتے چاند جھک جاتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں چاند سے باتیں کرتا تھا اور چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا اور اس کے عرشِ الٰہی کے نیچے سجدہ کرتے وقت، میں اس کی تسبیح کرنے کی آواز کو سنا کرتا تھا۔

﴿بیہقی، صابونی المائتین، خطیب، ابن عساکر﴾

فائدہ:

بیہقی نے کہا ہے اس کی سند میں احمد بن ابراہیم جیلی ہے جو کہ منفرد ہے اور مجہول بھی ہے اور صابونی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے یہ حدیث غریب الاسناد ہے اور متن معجزات میں حسن ہے۔

نبی کریم ﷺ کا مہد میں گفتگو کرنا:

واقدی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اوائل عمر میں پیدا ہوتے ہی کلام فرمایا۔

﴿حافظ ابن حجر شرح بخاری﴾

نبی کریم ﷺ کے گہوارے کو فرشتے ہلاتے تھے اور سب سے پہلا کلام جو آپ نے کیا وہ یہ تھا:

"اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْراً وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْراً۔"

﴿ابن سبع الخصائص﴾

زمانہ رضاعت کے معجزات

حضرت حلیمہ کے گھر میں برکتیں:

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حلیمہ بنت حارث رسول اللہ ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں بنی سعد بن بکر کی عورتوں کے ساتھ مکہ مکرمہ آئی۔ ہم سب عورتیں خشک سالی میں شیر خوارانی کیلئے بچوں کی جستجو کرنے لگیں۔ میں ایک گدھی پر آئی اور میرے ساتھ ایک بچہ اور ایک اونٹنی بھی تھی اور وہ ایک قطرہ دودھ نہ دیتی تھی اور ہم تمام رات اس بچہ سمیت سو نہ سکتے تھے اور میری چھاتی میں اتنا دودھ نہ تھا جس سے بچہ شکم سیر ہو سکتا، نہ اونٹنی کے دودھ تھا کہ جس سے مدد لے سکتے، ہم مکہ پہنچ گئے اور مجھے یقین ہے کہ خواتین سعدیہ میں سے ہر ایک کو موقع دیا گیا کہ وہ محمد (ﷺ) کو دودھ پلائے، مگر جب اسے پتہ چلتا کہ یہ بچہ یتیم ہے تو وہ دودھ پلانے سے انکار کر دیتی۔ حسن اتفاق سے میری ساتھی تمام عورتوں کو بچے مل گئے اور اب میرے لیے سوائے حضور نبی کریم ﷺ کے کوئی بچہ نہ تھا۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا: ”میں اس بات کو ناپسند کرتی ہوں کہ تمام عورتیں دودھ پلائی کیلئے بچے لے کر لوٹیں اور میرے پاس کوئی بچہ ہی نہ ہو لہٰذا میں جاتی ہوں اور اس کو لیتی ہوں۔“

بہرحال میں گئی اور بلاتردد نبی کریم ﷺ کو لے کر اپنے پڑاؤ پر آ گئی۔ میری چھاتی میں جو کچھ بھی دودھ تھا میں نے بہر طور اپنا پستان حضور نبی کریم ﷺ کے منہ میں دیا اور آپ ﷺ سیر ہو گئے اور آپ ﷺ کے رضاعی بھائی نے بھی پیا، وہ بھی سیر ہو گئے۔ میرے شوہر نے اونٹنی کا دودھ دوہا اور ہم نے خوب سیر ہو کر پیا اور آرام سے رات بسر ہوئی پھر میرے شوہر نے کہا: ”حضور نبی کریم ﷺ کو سب سے پہلے دودھ پلانے والی غیر عورت ثوبیہ ابولہب کی کنیز تھی جس شب حضور نبی کریم ﷺ تولد ہوئے تو ثوبیہ نے ابولہب کو خوشخبری سنائی کہ تمہارے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند پیدا ہوا ہے۔ ابولہب نے اس مژدہ پر اس کو آزاد کر دیا اور اس نے جا کر حضور نبی کریم ﷺ کو دودھ پلایا۔ شب دوشنبہ کو ابولہب پر حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت پر خوشی اور مسرت کے باعث عذاب کم ہو جاتا ہے ہر چند کہ وہ کافر تھا اور عذاب میں شدید مبتلا ہے لیکن چونکہ میلاد النبی پر خوش ہوا اور لونڈی کو آزاد کر دیا اس لیے اس پر انعام ہوا۔“ ”اے حلیمہ! میں محسوس کرتا ہوں کہ تم بڑے خوش نصیب اور برکت والے صاحبزادے کو حاصل کر لائی ہو، کیا تم نے اندازہ نہیں کیا؟“ پھر ہمارا چھوٹا سا قافلہ اپنے علاقہ بنو سعد کے قریہ کی طرف واپس ہوا۔ راہِ سفر میں میری گدھی تو اتنی تیز رفتار ہو گئی کہ اس نے قافلہ کی تمام سواریوں کو پیچھے چھوڑ دیا جس پر ساتھی عورتوں نے کہا کیا یہ وہی گدھی ہے جس پر آتے میں تم پر سوار تھیں؟ میں نے کہا ہاں یہ وہی گدھی ہے۔

انہوں نے کہا اب تو اس گدھی کی بڑی شان ہے۔ اب ہم اپنے قبیلے اور علاقہ میں آ گئے اور ہم اپنے اس علاقہ کو سارے علاقوں سے خشک اور قحط زدہ جانتے تھے مگر اب یہ حال تھا کہ ہماری بکریاں چرنے جاتیں اور شام کو شکم سیر اور دودھ سے لبریز آتیں، ہم ان سے دودھ اپنی ضرورت کے مطابق نکال لیتے اور دوسرے لوگوں کی بکریوں کا یہ حال کہ وہ دودھ سے قطعی طور پر خشک، باوجود یہ کہ دونوں کی چراہ گاہ ایک تھی۔ وہ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں، اس طرف کیوں نہیں چراتے؟

اس کے بعد وہ اپنی بکریوں کو میری بکریوں کے ساتھ ہی رکھتے مگر اس کے باوجود ان کی بکریاں بھوکی رہتیں اور دودھ نہ دیتیں۔ ہم اس خیر و برکت کو محسوس کرتے اور اس کی وجہ بھی جانتے تھے۔ اسی طرح دو سال گزر گئے اور نبی کریم ﷺ کی نشو و نما دوسرے بچوں کے مقابلے میں زیادہ رہی اور دو سال کی عمر میں آپ کھانے پینے والے لڑکے ہو گئے اور پھر ہم آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس لائے اور جو خیر و برکت ہم کو نبی کریم ﷺ کی وجہ سے میسر ہوئی تھی اس کے اظہار و بیان میں ہم نے بخل کیا۔

ایک روز آپ ﷺ کی والدہ سے ہم نے کہا: "اے بی بی! اجازت دو کہ ہم بیٹے کو اپنے ساتھ لے جائیں کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ شہر مکہ کی وبا ان پر اثر انداز نہ ہو جائے۔" ہمارا اصرار جاری رہا اور اس کا نتیجہ وہی ہوا جو ہمیں مطلوب تھا اور محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ساتھ واپس لے جانے کی اجازت دے دی۔

شق صدر:

ہم نبی کریم ﷺ کو لے کر واپس آ گئے۔ دو یا تین ماہ گزرے ہوں گے۔ ایک روز ہمارے مکان کے پیچھے آپ ﷺ اور رضاعی بھائی بکریوں کے ساتھ تھے کہ دفعتہً آپ ﷺ کا ساتھی برادر رضاعی دوڑتا بھاگتا اور بدحواسی کے عالم میں آیا۔ اس نے کہا:

"قریشی بھائی کے پاس سفید کپڑے پہنے، دو آدمی آئے اور انہوں نے لٹا کر ان کا سینہ چاک کر دیا۔" یہ سن کر میں اور حضور نبی کریم ﷺ کے رضاعی والد دوڑ کر پہنچے تو ہم نے نبی کریم ﷺ کو کھڑا ہوا پایا۔ آپ ﷺ کا رنگ فق تھا، آپ کے رضاعی والد نے نبی کریم ﷺ کو سینے سے لگا لیا اور دریافت کیا کہ اے بیٹے! تمہارا کیا حال ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میرے پاس سفید کپڑے پہنے دو آدمی آئے پھر انہوں نے مجھ کو لٹا کر سینہ چاک کیا اور اس میں سے کوئی چیز نکال کر پھینک دی اور پھر ویسا ہی کر دیا جیسا کہ پہلے تھا۔" ہم نبی کریم ﷺ کو گھر پر لے آئے۔

پھر ان کے رضاعی والد نے کہا: "اے حلیمہ! مجھے تو ڈر ہو گیا کہ محمد (ﷺ) کو کوئی مصیبت نہ پہنچ جائے لہٰذا میرے خیال میں انہیں ان کے گھر والوں کے پاس پہنچا دینا چاہیے۔" حضرت حلیمہ کہتی ہیں ہم آپ ﷺ کو مکہ میں آپ ﷺ کی والدہ کے پاس لے آئے۔ سیدہ آمنہ نے کہا تم انہیں کس وجہ سے لے آئیں؟ باوجود یہ کہ تم ان کو اپنے پاس رکھنے کی بڑی مشتاق تھیں؟

میں نے جواب دیا کہ ہمیں ان کے تلف ہو جانے اور کسی نئی بات کے رونما ہونے کا خوف ہے؟ انہوں نے پوچھا: "کیا بات ہوئی؟ ٹھیک ٹھیک پوری بات بتاؤ؟" ہم نے ساری صورت حال کہہ سنائی۔ انہوں نے کہا: شاید تمہیں اندیشہ لاحق ہوا کہ نبی اللہ (ﷺ) پر شیطان کا اثر ہوا ہے۔ واللہ! شیطان کا ہاتھ آپ تک نہیں پہنچ سکتا۔ میرا بیٹا بڑی شان والا ہے۔ وہ بات میں تمہیں بھی بتا دوں جس کی خبر مجھ کو دے دی گئی ہے؟ ہم نے کہا ضرور بیان کیجئے تب انہوں نے کہنا شروع کیا:

"میں اسی بچہ کیلئے حاملہ ہوئی تو دورانِ حمل کسی طرح کی گرانی اور بدمزگی محسوس نہ کی اور خواب میں دیکھا کہ میرے جسم سے نور برآمد ہوا ہے جس کی روشنی سے محلاتِ شام روشن ہو گئے اور آپ ﷺ کی پیدائش ایک نادرہ روزگار ہے اور عجیب شان سے ہوئی ہے۔ آپ ﷺ ہاتھوں پر ٹیک لگائے ہوئے آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔"

﴿ابن اسحاق، ابن راہویہ، ابویعلی، طبرانی، ابونعیم، بیہقی، ابن عساکر﴾

رسول اللہ ﷺ کا سب سے پہلا کلام:

محمد بن زکریا غلابی رحمۃ اللہ علیہ، یعقوب بن جعفر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ حضرت حلیمہ سعدیہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بولنا شروع کیا تو آپ ﷺ کا سب سے پہلا کلام:

"اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْراً، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْراً، وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلاً"

تھا اور جب چلنے پھرنے کی عمر میں آئے تو باہر جاتے مگر بچوں کے ساتھ کھیلنے سے اجتناب فرماتے۔ ایک دن آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا:

"اے امی! کیا وجہ ہے کہ میں دن بھر بھائی کو موجود نہیں پاتا۔" میں نے جواب دیا: "جانِ من! وہ بکریاں چرانے اندھیرے سے جاتے ہیں اور رات کو واپس آتے ہیں۔" آپ نے ارشاد فرمایا: "مجھے ان کے ساتھ کیوں نہیں بھیجا کرتیں؟" اس کے بعد آپ ﷺ بکریاں چرانے کیلئے جانے لگے۔

ایک مرتبہ آدھا دن گزرنے کے بعد میرا لڑکا ضمرہ روتا پیٹتا اور دوڑتا ہوا آیا۔ اس کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ اس نے پکارا: "اے ابو! اے امی! محمد (ﷺ) قریشی بھائی کے پاس جلد جاؤ۔ وہ مر جائیں گے۔" ہم نے پوچھا محمد (ﷺ) کو کیا ہوا؟ تو اس نے بتایا کہ ہم کھڑے تھے کہ اچانک ایک شخص نظر آیا اس نے محمد (ﷺ) کو پکڑا اور پہاڑ پر لے گیا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ اس نے سینہ چاک کیا پھر آپ کو خبر دینے آ گیا ہوں۔ اس کے بعد میں اور اس کے باپ دونوں دوڑے، ہم نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پہاڑ پر بیٹھے ہیں، نظر اوپر آسمان کی طرف ہے اور تبسم فرما رہے ہیں۔ پھر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جھکی اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور کہا میری جان تم پر فدا ہو تمہیں کیا مصیبت پہنچی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اے امی! بالکل خیریت ہے پھر فرمایا: اس وقت ہم کھڑے تھے کہ تین اشخاص نمودار ہوئے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت برف سے لبریز تھا۔ انہوں نے پکڑا اور اس پہاڑ کی بلندی پر لے آئے اور مجھے نرمی کے ساتھ سیدھا لٹا دیا، پھر میرا سینہ ناف تک چیرا۔ میں ان کو دیکھتا رہا، مجھ کو کوئی گھبراہٹ ہوئی نہ درد و تکلیف، اس کے بعد انہوں نے اپنا ہاتھ میرے پیٹ میں داخل کیا اور آنتوں کو نکال کر برف سے انہیں غسل دیا، اس کے بعد جسم میں اپنے مقام پر رکھ دیا۔ دوسرا شخص میرے قریب آیا اور اپنا ہاتھ ڈال کر میرے دل کو نکالا۔ شق کیا اور اس کے اندر سے خون آلودہ گوشت کا سیاہ نقطہ نکال کر پھینک دیا اور کہا:

"اے حبیب! یہ آپ کے دل میں شیطان کا حصہ تھا۔" پھر اسے اس چیز سے بھرا جو اس کے پاس تھی اور اس کی جگہ پر رکھ دیا اور نور کی انگشتری سے اس پر مہر لگا دی۔ اس وقت بھی میں اس مہر کی ٹھنڈک اور طراوت اپنے جسم میں محسوس کرتا ہوں۔ اس کے بعد وہ تیسرا شخص جو کھڑا تھا اس نے کہا: "اب تم ہٹ جاؤ، تم کو خدا نے جو حکم دیا تھا اسے تم نے پورا کر لیا۔"

اب وہ میرے قریب آیا اور اس نے اپنے ہاتھ کو میرے سینہ کے جوڑ سے ناف تک پھیرا اور کہا: آپ کو آپ ﷺ کی امت کے دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو۔ تو انہوں نے مجھ کو وزن کیا اور ان دس پر وزنی رہا پھر کہا انہیں چھوڑ دو، اگر تم ان کو ساری امت کے ساتھ وزن کرو گے تو یقیناً حضور نبی کریم ﷺ سب سے بھاری رہیں گے۔

اس کے بعد انہوں نے مجھے نہایت نرمی کے ساتھ پکڑ کر اٹھایا اور وہ سب مجھ پر جھک پڑے اور میرے سر اور پیشانی کا بوسہ لیا اور کہا: "اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ خوف نہ کریں، اگر آپ کو ادراک ہوتا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر کس درجہ مہربان ہے تو بے شک آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔" انہوں نے مجھے اس جگہ بیٹھا چھوڑ دیا اور خود فضا میں اڑتے اور بلند ہوتے رہے حتیٰ کہ آسمان کی پہنائیوں میں مستور ہو گئے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ یہ فرماتی ہیں پھر آپ ﷺ کو اٹھا کر بنی سعد کی بستی میں لے آئی۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ ان کو کاہن کے پاس لے جاؤ تا کہ وہ دیکھ بھال کر کے اس مرض کا علاج وغیرہ کرے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس خیال کے پیش نظر تم یہ مشورہ دے رہے ہو، وہ حالت اس میرے واقعہ میں نہیں ہے میں ہر لحاظ سے ٹھیک ہوں۔ کچھ دوسرے لوگوں نے کہا ان کو ضرور اذیت پہنچی ہے یا کسی جن کا اثر ہے۔

غرض کہ لوگوں کی رائے میرے کہنے پر غالب رہی اور میں محمد (ﷺ) کو کاہن کے پاس لے کر پہنچی اور اس سے سارا ماجرا بیان کیا۔ اس نے کہا: "خاتون! آپ خاموش رہیں میں بچہ سے سننا چاہتا ہوں اس لیے کہ یہ اپنے معاملہ سے زیادہ واقف ہے۔"

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے از اول تا آخر پوری بات بیان کیا جس کو سن کر کاہن اچھلا، کھڑا ہوا، اور بہ آوازِ بلند کہنے لگا:

"اے اہل عرب! "مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ" تم اس بچہ کو قتل کر دو اور اس کے ساتھ ہی مجھے

بھی قتل کر دو، کیونکہ اگر تم نے اس کو زندہ چھوڑا تو یہ تم لوگوں کے فہم و فراست کو رسوا کر دے گا اور تمہارے ادیان کی تکذیب کرے گا اور تم کو ایسے خدا کی طرف بلائے گا جس کا تم نہیں جانتے اور ایسے دین کی دعوت دے گا جس کا تمہیں علم نہیں۔"

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میں نے اس کی یہ باتیں سنیں تو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہاتھ کاہن کی گرفت سے چھڑا لیا اور کسی قدر پرزور الفاظ میں، میں نے کاہن سے کہا: "تو خاصہ پاگل ہے اگر میں جانتی کہ تو ایسی بکواس کرے گا تو میں ہرگز اپنے بچے کو تیرے پاس نہ لاتی، تو کسی اور کو اپنے قتل کیلئے بلا لے۔ میں ہرگز محمد ﷺ کو قتل نہ ہونے دوں گی۔" پھر میں حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے گھر پر لے آئی۔

اس کے بعد میں آپ ﷺ کو قبیلہ سعد کے گھروں میں لے جاتی اور آپ کے جسم سے مجھ کو مشک کی طرح خوشبو آتی اور روزانہ دو شخص گورے رنگ کے آپ کے پاس آسمان سے اترتے اور آپ کے کپڑوں میں غائب ہو جاتے، ظاہر نہ ہوتے جب کچھ لوگ واقف ہوئے تو انہوں نے مشورہ دیا: "اے بی بی حلیمہ! محمد ﷺ کو ان کے دادا کے پاس پہنچا دو اور تم اپنی امانت سے سبکدوش ہو جاؤ۔" حضرت حلیمہ فرماتی ہیں جب میں نے اس مشورہ پر عمل کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے کسی منادی کو پکارتے ہوئے سنا:

"اے سرزمین مکہ! آج تمہیں مبارک ہو، آج تم پر نور، دین، عزت، حرمت اور کمال بخشا جا رہا ہے، جو تمہیں حاصل تھا مگر اب دوامی حیثیت سے حاصل رہے گا۔ حضرت حلیمہ بیان کرتی ہیں میں نے یہ سارا ماجرا حضرت عبدالمطلب سے بیان کیا تو انہوں نے جواب دیا اے حلیمہ! بلاشبہ میرا یہ فرزند بڑی شان والا ہے اور میری آرزو ہے کہ میں اس کے اس زمانہ کو پاؤں جس میں اس کی شان و شوکت کا ظہور ہو۔"

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے دادا حضرت عبدالمطلب کی آغوش میں تھے تو بنی سعد کی ایک عورت نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا اور وہ عورت حضور نبی کریم ﷺ کو "سوقِ عکاظ" میں لے کر پہنچی۔ ایک کاہن کی نظر آپ ﷺ پر پڑ گئی، اس نے بہ غور دیکھا اور پھر بولا:

اے عکاظ والو! اس بچہ کو قتل کر دو، کیونکہ یہ ایک انقلاب کا بانی ہوگا۔ حلیمہ نے جب یہ سنا تو پھرتی کے ساتھ کاہن سے دور لے گئیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کے شر سے بچا لیا۔

حضور نبی کریم ﷺ حلیمہ کے ہاتھوں پلتے بڑھتے رہے، حضرت حلیمہ کی لڑکی شیما آپ کو کھلایا کرتی تھیں۔ ایک دن اس رضاعی بہن نے آ کر کہا: "اے اماں جان! میں نے دیکھا چند آدمی اترے او انہوں نے قریشی بھائی کو پکڑا اور پیٹ پھاڑ ڈالا۔ حضرت حلیمہ شور و بکا کرتی ہوئی دوڑتی بھاگتی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں۔ آپ ﷺ بیٹھے تھے اور چہرہ کا رنگ فق تھا اور کوئی پاس نہ تھا۔ وہ اب نبی کریم ﷺ کو لے کر سیدہ آمنہ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں۔ آپ اپنے بچے کو اپنے پاس ہی رکھئے کیونکہ مجھ اس کے بارے میں اندیشہ معلوم ہوتا ہے۔"

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نہیں، نہیں جس چیز سے تم اندیشہ کرتی ہو وہ میرے بچے پر نہیں ہے۔ ایام حمل میں بہ کثرت اچھی خوابیں میں دیکھتی رہی ہوں اور وہ اس شان سے پیدا ہوا کہ آپ اپنے ہاتھوں پر سہارا لیے اور نظریں آسمان پر جمائے ہوئے تھا۔ پھر عبدالمطلب نے آپ ﷺ کو واپس لے لیا اور اس کے کچھ عرصہ بعد آپ کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں اور آپ کیلئے صرف دادا کی آغوشِ تربیت باقی رہ گئی۔

نبی کریم ﷺ حضرت عبدالمطلب کی کفالت میں:

زمانہ خوردسالی میں آپ ﷺ آتے اور دادا جان کی مسند پر بیٹھ جاتے اور وہ آپ ﷺ کیلئے جگہ دے دیتے جب بڑے ہوئے تو خادم یا لونڈی جو دادا کے ساتھ ہوتی تو کہتی: رسول اللہ ﷺ دادا کی مسند سے ہٹ جائیے۔ حضرت عبدالمطلب اس کی یہ بات سن کر کہتے میرے بیٹے سے کچھ نہ کہو، کیونکہ اس کو کوئی خیر و بھلائی کا شعور ہے کچھ عرصہ بعد آپ ﷺ کے دادا کا بھی انتقال ہو گیا۔ حضرت ابوطالب نے آپ ﷺ کی کفالت اپنے ذمہ لے لی۔ رسول اللہ ﷺ کے جوانی کے زمانہ میں ابوطالب تجارت کیلئے شام کی طرف روانہ ہوئے تو آپ ﷺ کو بھی ساتھ لیا۔

اثنائے سفر میں جب مقامِ تیمار پر اترے تو ایک یہودی عالم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر ابوطالب سے پوچھا: ''کیا یہ تمہارا فرزند ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے۔'' اس نے پوچھا: ''کیا آپ اس پر بہت مہربان ہیں؟'' ابوطالب نے جواب دیا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: ''اگر تم اس کو شام لے گئے تو مجھے اندیشہ ہے کہ یہود اس کو قتل کر دیں گے کیونکہ وہ ان (علامات کے حامل شخص) کے دشمن ہین۔'' اس کے بعد ابوطالب نبی کریم ﷺ کو لے کر مکہ واپس آ گئے۔

﴿بیہقی﴾

بچپن کے حالات زبان نبوت سے:

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو عامر کے ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کے بارے میں حقیقت امر کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری شان کی ابتداء یہ ہے کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور اپنے بھائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کا اکلوتا فرزند ہوں۔ میری پیدائش کے سلسلے میں جب والدہ حاملہ ہوئیں تو طریقہ عام کے مطابق بوجھ محسوس نہیں کیا، نہ اپنی سہیلیوں سے اس کی شکایت کیا کرتی تھیں۔ پھر انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ حمل ایک نور ہے۔ وہ بیان کرتیں کہ میں اپنی نگاہوں کو اس نور کے پیچھے دوڑاتی تھی مگر وہ نور میری نگاہ سے آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ مجھ پر زمین کے مشرق و مغرب روشن ہو گئے پھر انہوں نے مجھے تولد کیا اور میں نشو و نما پانے لگا جب میں کچھ بڑا ہوا تو مجھے قریب میں قریش کے جو بت تھے، برے معلوم ہونے لگے اور شعر گوئی سے مجھے نفرت ہو گئی۔ اس وقت میں بنی لیث بن بکر میں دودھ پیا کرتا تھا۔

اسی زمانے میں ایک دن میں اپنے گھر سے دور ہم عمر بچوں کے ساتھ صحرا میں تھا کہ یکا یک تین اشخاص نمودار ہوئے ایک کے ہاتھ میں سونے کا طشت برف سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے میرے ساتھیوں

کے درمیان سے مجھے پکڑ لیا۔ پھر ان میں سے ایک شخص نے نرمی کے ساتھ مجھے زمین پر لٹا دیا۔ اس کے بعد سینہ کے جوڑ سے ناف تک چیرا، میں اس عمل کو دیکھ رہا تھا اور مجھے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ اس نے میرے پیٹ سے ہر شے کو باہر نکال کر برف کے پانی سے غسل دیا۔ اس نے جسمانی نظام کو حسب سابق درست کر دیا پھر دوسرے کھڑے ہوئے شخص نے اس سے کہا: اب تم ہٹ جاؤ پھر اب اس نے ہاتھ ڈال کر میرے دل کو نکالا، میں دیکھ رہا تھا کہ میں اس نے دل کو چیر کر سیاہ گوشت کے لوتھڑے کو نکال کر پھینک دیا۔

اس کے بعد اس نے دونوں طرف دیکھا جیسے وہ کسی شے کا متلاشی ہو۔ دفعتہً میں نے اس کے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی، بڑی چمکدار اور منور تھی، اس نے س کے ذریعہ دل پر مہر کی اور اسے نور سے بھر دیا پھر دل کو اس کے خاص مقام پر رکھ کر بڑی ہی چابکدستی سے سی دیا۔

اس کے بعد تیسرا شخص آگے بڑھا اور اس نے اپنا ہاتھ سینے کے جوڑ سے ناف تک پھیرا تو شگاف بھر کر بے نشان ہو گیا۔ اس کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر بٹھا دیا گیا۔ پھر کہا آپ ﷺ کا وزن ان کی امت کے دس افراد سے کرو، چنانچہ کیا گیا اور میں دسوں پر بھاری رہا پھر کہا سو آدمیوں کے وزن کے ساتھ کرو، وزن کیا گیا اور میں پھر بھی بھاری رہا۔ اس کے بعد اس نے کہا چھوڑو اگر تم ساری امت کے ساتھ بھی وزن کرو گے جب بھی آپ ﷺ ہی بھاری رہیں گے پھر انہوں نے مجھ کو اپنے سینہ سے لگایا اور میری آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا یا حبیب اللہ ﷺ! آپ خوف نہ کریں اگر آپ ﷺ کو معلوم ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو یقیناً آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں، پھر میں قبیلہ میں آیا اور ان کو خبر دی۔ قبیلہ کے کچھ لوگوں نے کہا اس بچہ کو یا تو اذیت پہنچی ہے یا جن کا اثر ہوا ہے لہٰذا ان کو کاہن کے پاس لے جاؤ تا کہ وہ مداوا کرے۔ میں نے کہا جس بات کا تم اندیشہ کر رہے ہو وہ نہیں ہے۔ میں تندرست ہوں اور میرا دل درست ہے۔ یہ سن کر میرے رضاعی باپ نے کہا: غور کرو یہ کس قدر صحیح بات کہہ رہا ہے اور میری خواہش ہے کہ بیٹے کو کوئی زحمت نہ پہنچے پھر قبیلے کے لوگ مجھے کاہن کے پاس لے گئے اور میرے ساتھ جو کچھ گزرا تھا اس کو بیان کیا۔

کاہن نے ان لوگوں سے کہا: ''میں اس بچے کو پیش آمدہ حالات اور قلبی واردات خود اس کی زبانی سننا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ وہ اس کی آپ بیتی کیفیت ہے اور وہ دوسروں سے زیادہ بہتر طور پر جانتا ہے۔'' اس کے بعد میں نے سارا قصہ بیان کیا جب میں اپنی باتیں ختم کر چکا تو کاہن جست لگا کر میری طرف آیا اور اپنے سینہ کی طرف مجھ کو کھینچا اور پھر بہ آواز بلند کہنے لگا:

''اے گروہِ عرب! اے اولادِ سعد! اس بچہ کو قتل کر دو۔ قسم ہے لات وعزیٰ کی، اگر تم نے اس کو زندہ چھوڑ دیا اور تمہاری عمریں اس کے عہد تک رہیں تو یہ ضرور تمہارے دین و مذہب کو بدل دے گا یہ تم کو اور تمہارے اسلاف کو بے وقوف بتائے گا اور ایک ایسا دین لائے گا جو بالکل ہی انجانا غیر عرفی طریقوں پر مشتمل ہوگا۔''

میری رضاعی ماں نے مجھے کاہن کی گرفت سے چھڑایا اور کہنے لگیں تو فاتر العقل معلوم ہوتا ہے۔

کاش میں تیرے پاس نہ آتی، وہ مجھے واپس لے آئیں اور پھر مکہ میں مجھے والدہ کے پاس پہنچا گئیں۔

﴿ابو یعلی، ابو نعیم، ابن عساکر﴾

فائدہ:

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ حضرت آمنہ نے کہا میں نے حمل کا بوجھ محسوس کیا حالانکہ دوسرے آثار میں اس کی نفی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ استقرارِ حمل کے ابتدائی دنوں میں گرانی اور بوجھ محسوس کیا اور استمرارِ حمل یا بعد ایام میں خفت محسوس کی ہو اور یہ دونوں حالتیں عرف وعادت سے خارج ہیں۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ بنی سعد میں شیر خوارگی کے زمانے میں تھے۔ حضرت آمنہ نے حلیمہ سے کہا: "میرے بیٹے کا خیال اور نگہداشت کرنا اس لیے کہ میں نے دیکھا ہے کہ آپ ﷺ میرے بطن سے شہاب کے مانند برآمد ہوئے جس سے ساری فضا روشن ہوگئی۔ یہاں تک کہ میں نے شام کے محلات دیکھے۔" مگر جس دن آپ ﷺ کا شق صدر کا معاملہ پیش آیا تو آپ کو حلیمہ کاہن کے پاس لے گئیں اور لوگ کاہن سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں دریافت کرنے لگے تو اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور قمیص پکڑ کر کہنے لگا:

"اے لوگو! اسے قتل کردو۔" حلیمہ کہتی ہیں کہ میں جلدی سے گئی اور نبی کریم ﷺ کو بانہوں میں لے لیا اور ہمارے ساتھ جو لوگ گئے تھے وہ کاہن سے جھگڑتے رہے اور نبی کریم ﷺ کو لے کر واپس آگئے۔

﴿ابو نعیم﴾

یحییٰ بن یزید سعدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی سعد بن بکر کی دس عورتیں دودھ پلائی کیلئے بچے لینے آئیں، تو سب عورتوں کو بچے مل گئے صرف حلیمہ کو بچہ نہ ملا۔ ان کے پیش نظر اب صرف رسول اللہ ﷺ ہی تھے۔ وہ سوچتی تھیں اگر میں اس بچہ کو لے لوں تو وہ بے باپ کا ہے اور اس کی ماں بے چاری مجھ کو کیا صلہ دے سکے گی؟ حلیمہ کے شوہر نے کہا تم اسی بچہ کو لے لو، شاید اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں برکت دے تو انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو لے لیا اور اپنی چھاتی آپ کے منہ پر دی، جس سے آپ نے اور آپ کے رضاعی بھائی نے بھی دودھ پیا، حالانکہ اس سے پہلے آپ ﷺ کے رضاعی بھائی دودھ کی کمی کی وجہ سے سوتے تک نہ تھے۔

حضرت آمنہ نے کہا: "اے حلیمہ! اس بچہ کے بارے میں اطمینان رکھ، یہ برکتیں اور سعادتیں ساتھ لانے والا ہوگا۔" اور جو واقعات دیکھ چکی تھیں اور جو کچھ آپ ﷺ کی ولادت کے سلسلے میں کہا گیا تھا، ان کو بیان کیا اور یہ بھی بتایا کہ مجھ سے تین راتوں سے کہا جا رہا ہے کہ اپنے فرزند کو بنو سعد بن بکر کے ابوذویب کی اولاد سے دودھ پلوانا۔ حلیمہ نے کہا:

"میرے ہی باپ کا نام ابوذویب ہے۔" پھر وہ گدھی پر اور ان کا شوہر اونٹنی پر سوار ہوا اور دونوں وادی سرور میں اپنے ہمراہیوں میں آئے۔ وہ لوگ تفریح میں مشغول تھے اور یہ دونوں پہنچ گئے۔ عورتوں

نے پوچھا: حلیمہ! کیا تجھ کو کوئی بچہ ملا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے ایسی خیر و برکت والا بچہ لیا ہے جو فقید المثال ہے، ہم ابھی پڑاؤ ہی پر تھے کہ میں نے دیکھا کچھ عورتیں حسد کرنے لگی ہیں۔

﴿ابن سعد، ابونعیم، ابن عساکر﴾

عبدالصمد بن محمد سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ مجھ سے حلیمہ سعدیہ کے پڑوسی اور ساتھی چرواہوں نے بیان کیا کہ وہ حلیمہ کی بکریوں کو اس طرح چرتے دیکھتے کہ وہ سر نہ اٹھاتیں اور ہماری بکریوں بیٹھی رہا کرتیں اور خشک ڈاب تک نہ پاتیں جس سے وہ پیٹ بھر لیں۔

عبدالصمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ حلیمہ کی رضاعت میں دو سال سے رہے پھر دودھ چھوٹ گیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی جسامت سے دوگنی عمر کا اندازہ ہوتا۔ اسی زمانے میں وہ آپ ﷺ کو والدہ کے پاس ملانے کیلئے مکہ لے گئیں۔

اثناء راہ میں جب وادی صدر میں پہنچیں تو حبشہ کے کچھ لوگ مل گئے اور حلیمہ ان کے ہم سفر ہو گئیں۔ ان لوگوں نے خاص توجہ سے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔ حالات پوچھے شانوں کے درمیان مہر نبوت اور آنکھوں میں سرخ ڈوروں کو دیکھ کر حلیمہ سے پوچھا کہ ان کی آنکھوں میں کچھ تکلیف ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ ان کی آنکھوں میں یہ ڈورے اور یہ کیفیت قدرتی اور دائمی ہے۔ یہ جواب سن کر انہوں نے کہا یقیناً یہ بچہ نبی ہوگا پھر انہوں نے مکہ پہنچ کر آپ ﷺ کو والدہ سے ملایا اور پھر واپس لے آئیں۔

ایک دن ذی المجاز کی طرف ان کا گزر ہوا وہاں ایک عراف تھا جس کے پاس لوگ بچوں کو دکھانے کیلئے لاتے تھے جب اس عراف نے آپ ﷺ کو چشمانِ مبارک کی سرخی اور مہر نبوت کو دیکھا تو چیخ پڑا اور کہنے لگا: اے عرب کے لوگو! اس بچہ کو قتل کر دو، یہ تمہارے دین والوں کو قتل کرے گا، تمہارے بتوں کو توڑ دے گا اور اس کے عقائد تم سب کو ماننے پڑیں گے۔ اس کی چیخ و پکار سن کر حلیمہ فوراً ہی آپ کو وہاں سے کہیں دور لے گئیں۔ ان حالات کے پیش نظر نبی کریم ﷺ کو کسی کے روبرو لانے سے پرہیز کرنے لگی تھیں۔

ایک مرتبہ ان کے قبیلہ میں اتفاقاً عراف آ کر ٹھہرا۔ قبیلہ کے لوگ بچوں کو اس کے پاس لے گئے، مگر حلیمہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو لے جانے سے انکار کیا۔ ایک روز آپ ﷺ جھگی سے باہر تھے کہ عراف کی نظر پڑ گئی۔ اس نے آپ ﷺ کو بلایا مگر آپ ﷺ نہ گئے اور اندر حلیمہ کے پاس آ گئے۔ عراف نے دیکھنے اور ملنے کی خواہش کی مگر حلیمہ نے انکار کر دیا۔ عراف نے بتایا مجھ کو اس بچہ میں نبوت کی علامات نظر آ رہی تھیں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ نے جب نبی کریم ﷺ کو رضاعت مین لے لیا تو نبی کریم ﷺ کی والدہ نے ان سے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ تم نے کس قدر عالی شان بچہ کو لیا ہے؟ واللہ! جب یہ حمل میں آیا تو مجھ پر کوئی بھی کیفیت حمل کی طاری نہیں ہوئی۔ ایک روز کسی آنے والے نے بتایا تم جلد ہی ایک فرزند پیدا کرو، گی، وہ سید العالمین ہے۔ اس کا نام تم احمد رکھنا پھر

جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو آپ نے دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگا کر آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا دیں۔

اس کے بعد آپ ﷺ کو حلیمہ اپنے شوہر کی قیام گاہ پر لے کر آئیں، سارے حالات بیان کیے تو وہ خوش ہوئے پھر ہم اپنے علاقہ کی طرف لوٹنے کے خیال سے گدھوں اور اونٹوں کی طرف آئے تو ہماری اونٹنی میں دودھ اتر آیا تھا تو ہم اس سے صبح و شام دودھ نکالا کرتے اور حضرت حلیمہ کا کہنا ہے کہ پہلے میرا بچہ دودھ کم ہونے کی وجہ سے رات میں مجھے سونے نہ دیتا مگر حضور نبی کریم ﷺ کے دودھ میں شریک ہونے کے بعد وہ اور نبی کریم ﷺ دونوں خوب سیر ہو جاتے۔ میرا خیال ہے کہ اگر ان دونوں کے علاوہ ایک تیسرا بچہ اور ہوتا تو وہ بھی میرے دودھ پر پل جاتا۔ بنی ہزیل میں ایک عراف تھا۔ حلیمہ اس کے پاس گئیں، جب اس نے آپ ﷺ کو دیکھا تو بلند آواز سے کہنے لگا: ”اے عرب والو! اس بچہ کو قتل کر دو، ورنہ یہ تمہارے تمام ہم عقیدہ لوگوں سے جہاد کرے گا، بتوں کو توڑے گا اور اس کی جماعت غالب ہو جائے گی۔“ اس کے بعد حلیمہ نہ رکیں اور حضور نبی کریم ﷺ کو لے کر چلی آئیں۔“

﴿ابن سعد، حسن بن طرح کتاب الشعراء﴾

گستاخ پاگل ہو کر مر گیا:

عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ شیخ الہذلی، بنی ہذیل اور ان کے بڑے بت کے آگے فریاد کرتا اور کہتا تھا کہ یہ بچہ آسمان سے کسی بات کے نازل ہونے کا انتظار کر رہا ہے اور اس طرح وہ حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے لوگوں کو بدگمان کرتا اور آپ کے پیغمبرانہ مستقبل سے ان کو ڈراتا تھا مگر کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ یہ شیخ الہذلی دماغی توازن کھو بیٹھا، پاگل اور فاتر العقل ہو کر بہ حالت کفر مر گیا۔

﴿ابن سعد، ابن طرح کتاب الشعراء﴾

اسحاق عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ نے جب آپ ﷺ کو حلیمہ سعدیہ کے سپرد فرمایا تو ان سے کہا میرے بچے کی حفاظت کرنا اور گزشتہ حالات بہ تفصیل تمام و کمال ان سے بیان کر دیئے تھے۔ حلیمہ سعدیہ بچے کو لے کر جب اپنے قبیلہ کی طرف واپس ہوئیں تو ان کا گزر یہود کی بستیوں کے قریب سے ہوا تو یہودیوں سے کہا: مجھے میرے اس نومولود بچے کے بارے میں بتاؤ اور حضرت آمنہ کی زبانی سنے ہوئے حالات اپنی ذات کی طرف منسوب کر کے بیان کر دیئے اور واقعات کو سننے کے بعد یہودی آپ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کرنا چاہتے تھے کہ ان کو کچھ خیال آیا اور انہوں نے سوال کیا تمہارے اس بچے کا باپ فوت ہو چکا ہے؟ حلیمہ نے کہا: ”نہیں! وہ ہے اس کا باپ اور میں اس کی ماں ہوں۔“ حلیمہ کا یہ جواب سن کر انہوں نے کہا: ”اگر یہ بچہ یتیم ہوتا تو ہم اسے ضرور قتل کر دیتے۔“

﴿ابن سعد، ابن طرح کتاب الشعراء﴾

ابر کا سایہ کرنا:

عطاء بن ابی رباح، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حلیمہ نبی کریم ﷺ پر نظر رکھتی تھیں کہ کہیں فاصلہ پر نہ نکل جائیں۔

ایک مرتبہ وہ اتفاقاً غافل ہوگئیں اور نبی کریم ﷺ اپنی رضاعی بہن شیما کے ساتھ دوپہر کو چراگاہ چلے گئے حلیمہ تلاش میں نکلیں اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو رضاعی بہن کے ساتھ موجود پایا۔ انہوں نے شیما سے کہا: ان کو ایسی گرمی میں لے کر یہاں آگئی؟ شیما نے جواب دیا: ''امی جان! بھائی کو گرمی نہیں لگتی۔ میں نے دیکھا ہے کہ ابر کا ایک ٹکڑا آپ ﷺ پر سایہ کیے رہتا ہے اور آپ ٹھہرتے ہیں تو وہ ابر بھی رک جاتا ہے اور جب آپ ﷺ چلنے لگتے ہیں تو وہ بھی آگے بڑھنے لگتا ہے، اسی کے سائے میں اس وقت بھی وہ یہاں تک آئے ہیں۔ حلیمہ نے کہا: ''اے بیٹی! کیا تو سچ کہہ رہی ہے؟ اس نے جواب دیا: ''ہاں میں سچ کہہ رہی ہوں۔''

﴿ابن سعد، ابونعیم، ابن عساکر، ابن طرح کتاب الشعراء﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بنی ہوازن کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کے رضاعی چچا ابوزدان بھی تھے۔ انہوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! میں نے آپ ﷺ کو دودھ پیتا بھی دیکھا ہے اور میں نے آپ ﷺ سے بہتر کسی دودھ پیتے بچہ کو نہیں دیکھا پھر میں نے آپ کو جوان دیکھا اور کسی جوان کو بھی میں نے آپ سے بہتر نہیں دیکھا۔ اس میں شبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ میں تمام خوبیاں جمع کر دی ہیں۔ بے شک آپ ﷺ کا دنیا سے پردہ فرمانا بھی ایک بہتر فال ہی میں ہوگا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی پرکیف لوری

ابن طراح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ محمد بن معلےٰ ازدی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں دیکھا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جس شعر کو گنگنا کر وہ رسول اللہ ﷺ کو بہلایا کرتی تھیں۔ وہ یہ ہے:

یا رب اذا اعطیته فابقه   واعله الی العلاء وارقه

وادحض اباطیل العدی بحقه

ترجمہ: ''اے پروردگارِ کائنات! جب تو نے مجھ کو (حضور نبی کریم ﷺ جیسا بچہ) عطا فرما دیا ہے تو اس عطیہ کو دوام و بقاء بھی عطا فرما اور (آپ ﷺ کے درجات و مقامات اعلیٰ میں مزید) ترقی فرما کر بلندیوں کی انتہائی منزل پر فائز کردے اور دشمنوں کے کید (سازش اور معاندانہ رویہ) کو آپ ﷺ کی سچائی، راست بازی اور حق کی تاثیر سے بے اثر، لایعنی اور باطل بنادے۔''

﴿ازدی کتاب الترقیص﴾

مہرِ نبوت کا ذکر

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی پشت کی طرف کھڑا ہوا تو میں نے آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان چکور کے انڈے کی مانند مہرِ نبوت کو دیکھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کی مانند مہرِ نبوت کو دیکھا، اس کا رنگ آپ کے جسم اقدس کے مشابہ تھا۔

(ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو کبوتر کے انڈے ''سرخ غدہ'' کے الفاظ سے بیان کیا ہے۔)

﴿مسلم، بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت پر نظر ڈالی تو اسے بائیں شانے کی ہڈی کی چپنی پر ہتھیلی کے برابر بھری ہوئی مسوں کے مانند دیکھا۔''

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی کریم کے پاس پہنچا تو میری نظر آپ کے دونوں شانوں کے درمیان ایک مسہ نما چیز پر پڑی۔

(ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں سیب نما آیا ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں کبوتر کے انڈے کی مانند آیا ہے۔)

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مہرِ نبوت جو نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی، وہ ایک ابھرا ہوا گوشت تھا۔

(ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں روایت کی ہے کہ ''نبی کریم ﷺ کی پشت مبارک پر گوشت کا ابھار تھا۔'' اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ سے روایت کی کہ ''دونوں شانوں کے درمیان بلند گوشت تھا۔'')

﴿تاریخ بخاری، بیہقی﴾

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر اٹھا دی اور فرمایا: ''اسے دیکھ لو جس کی بابت تم سے کہا گیا ہے، تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کی مانند مہرِ نبوت ہے۔

﴿بیہقی﴾

ہرقل کے قاصد تنوخی سے روایت ہے۔ اس نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے تنوح کے بھائی! جس بات کا تجھ سے حکم دیا گیا ہے تو اس کی بجا آوری کر، تو میں نبی کریم ﷺ کی پشت کی طرف آیا تو میں نے شانے کے غضروف پر بچھنے لگی ہوئی جگہ کی مانند مہرِ نبوت کو دیکھا۔

ہشام کہتے ہیں راوی کا مطلب یہ ہے کہ جسم پر بند سنکھی کے استعمال سے ابھری ہوئی شکل بن جاتی ہے۔اسی طرح مہرِ نبوت ابھری ہوئی تھی۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے نبی کریم ﷺ کے اوصاف کا ذکر فرماتے ہوئے کہا" آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی۔

﴿ترمذی، بیہقی﴾

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مہرِ نبوت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شانے کے نچلے حصہ کے غضروف (غضروف گوشت کے اس حصہ کو کہتے ہیں جس کے نیچے پتلی ہڈی ہوتی ہے۔) میں سیب کی مانند تھی

﴿ترمذی﴾

علباء بن احمر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوزید سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے قریب آؤ اور پشت پر ہاتھ پھیرو تو میں پاس آیا اور آپ کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور انگلیوں کو مہرِ نبوت پر رکھ دیا تو لوگوں نے پوچھا: مہرِ نبوت کیسی تھی؟ تو انہوں نے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے شانے کے پاس بہت سے بالوں کا گچھا تھا۔

﴿احمد، ترمذی، حاکم، ابویعلی، طبرانی﴾

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے داہنے شانے کے غضروف کے پاس انڈے کے مانند مہرِ نبوت تھی اور اس کا رنگ وہی تھا جو سارے جسم کا رنگ تھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا تو میں نے اپنے چہرے کو مہرِ نبوت پر رکھ دیا، جس کی مشک جیسی خوشبو سے میں محفوظ ہوا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوزید بن اخطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی پشت مبارک پر مہرِ نبوت کو دیکھا جو پچھنے لگے ہوئے ابھرے گوشت کی طرح تھی اور ایک روایت میں ہے کہ گویا انسان نے اپنے ناخن سے اس پر مالش کی ہے گویا مہر لگائی ہے۔

﴿طبرانی، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی پشت مبارک پر بادام کے مثل مہرِ نبوت تھی اس کی سطح گوشت پر تحریر تھا:

"محمد رسول اللہ (ﷺ)"

﴿ابن عساکر، حاکم تاریخ، نیشاپور﴾

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان بیضہ کبوتر کے مانند ابھار تھا۔باطنی سطح پر "اَللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ" لکھا ہوا تھا اور اس کے ظاہر پر

لکھا تھا: "تَوَجَّهْ حَيْثُ شِئْتَ فَإِنَّكَ الْمَنْصُوْرُ."

حضرت عباد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مہرِ نبوت بائیں شانے کے کنارے پر تھی گویا کسی گوسفند کا کاسۂ زانو تھا اور نبی کریم ﷺ (بوجہ حیاء) مہرِ نبوت دکھانے کو پسند نہ فرماتے تھے۔

﴿طبرانی، ابونعیم المعرفہ﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیاہ مسہ کی مانند مہرِ نبوت تھی جس میں زردی کی جھلک تھی اور اس کے گرد گھنے بال تھے۔ جیسے کہ گھوڑے کی ایال۔

﴿ابن ابی خثیمہ فی التاریخ﴾

فائدہ:

مصنف کتاب امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علمائے کرام اس سلسلہ میں کہ مہرِ نبوت کی ہیئت ومقام وغیرہ میں راویوں کا اختلاف ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس اختلاف کو بنظرِ غائر اگر دیکھا جائے تو مابین اختلاف کوئی بنیادی فرق موجود نہیں ہے، مختلف راویتوں میں صرف تشبیہات یا امثال کا فرق ہے۔

ایک راوی نے اس کو بیضۂ کبک سے تشبیہ دی۔ ایک نے ایسے گوشت سے جس کو گودا کیا گیا یا چھلا گیا ہے سے مشابہہ بتایا۔ تیسرے راوی نے بیضہ کبوتر سے مشابہہ اس کو ٹھہرایا۔ کسی نے سیب سے تشبیہ دی اور کسی نے دل دار گوشت کے ابھار کو اس کا ہمشکل بتایا۔ بالوں کا اظہار بھی چونکہ ساتھ ساتھ مقصود تھا لہٰذا میش کے کاسۂ زانو سے تشبیہ دی گئی۔ بایں ہمہ اختلافات روایات وتمثیلات وتشابہہ کا مقصد صرف ایک ہے کہ لوگوں کے ذہن میں مہرِ نبوت کا تصور پیدا کر دیا جائے تا کہ لوگ تشبیہ سے اس کا اندازہ اور قیاس کر لیں اور اس کی ہیئت کے تصور سے محروم نہ رہیں۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احادیث ثابتہ اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ مہرِ نبوت سرکار دو عالم ﷺ کے بائیں شانہ مبارک کے نیچے سرخ رنگ کی ایک ابھری ہوئی چیز تھی جن راویوں نے اس کی ہیئت کا چھوٹا پن ظاہر کیا تو انہوں نے اسکو بیضۂ کبوتر سے مشابہہ ہونا بیان کیا اور جس راوی نے اس کی جسامت کی بزرگی بیان کی ہے تو اس کو مٹھی کی جسامت کا سہارا لینا پڑا اور مٹھی کو اس کا مشبہ بہ قرار دیا۔

﴿امام قرطبی المفہم﴾

سہیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ مہرِ نبوت رسول اللہ ﷺ کے بائیں شانے کی نرم ہڈی کے پاس تھی کیونکہ آپ ﷺ وسوسۂ شیطان سے محفوظ تھے اور یہ جگہ شیطان کے داخل ہونے کی تھی۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ مہرِ نبوت آپ کی پیدائش کے وقت موجود تھی یا بعد ولادت دیکھی گئی؟ قائلین نے دوسرے قول کے ساتھ تمسک کیا۔ ان کا استدلال اس حدیث سے ہے جو رضاعت کے باب میں شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور یہ بھی روایت میں آیا کہ مہرِ نبوت وفات کے وقت اٹھا لی گئی جس کا ذکر بیانِ وفات میں ہم کریں گے۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس شان کے ساتھ مبعوث

فرمایا کہ ان کے داہنے ہاتھ میں مہر نبوت ہوتی تھی۔ بجز ہمارے نبی کریم ﷺ کے کیونکہ آپ ﷺ کی مہرِ نبوت آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی۔

﴿حاکم مستدرک﴾

آنکھوں کے معجزات

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَ مَاطَغٰیo ﴿سورۃ النجم﴾

ترجمہ: ''آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔''

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تاریکی میں اس طرح دیکھتے تھے جس طرح تمام لوگ روشنی اور نور میں دیکھتے ہیں۔

﴿ابن عدی، بیہقی﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اندھیری اور سیاہ رات میں اسی طرح دیکھتے جیسے روشنی میں دیکھا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہارا خیال ہے کہ میں صرف سامنے ہی دیکھتا ہوں؟ خدا کی قسم! تمہارے رکوع اور سجدے مجھ سے مخفی نہیں ہیں، بیشک میں پس پشت سے بھی تم کو دیکھتا ہوں۔''

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں، تم مجھ سے پہلے رکوع اور سجدوں میں سبقت نہ کرو، بلاشبہ میں آگے اور پیچھے دونوں طرف سے دیکھتا ہوں۔''

﴿مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میں اپنی پشت کی طرف سے ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا کہ سامنے سے دیکھتا ہوں۔''

﴿عبدالرزاق، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنی پشت کی طرف سے بھی تم کو دیکھتا ہوں۔''

﴿ابونعیم﴾

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے آیۃ کریمہ "اَلَّذِیْ یَرٰاکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ" ﴿سورۃ النمل﴾ کی تفسیر میں بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اپنے پیچھے کی صفوں کو ایسے ہی دیکھتے جیسے اپنے سامنے کی طرف دیکھتے تھے۔

﴿ابن منذر فی التفسیر، بیہقی﴾

فائدہ:

علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ ہمہ جہتی بصارت دراصل ایک حقیقی مشاہدہ کی صلاحیت تھی جو بطور معجزہ آپ کو ودیعت فرمادی گئی تھی۔ اہل سنت و جماعت کا اس پر اجماع ہے کہ مشاہدہ کیلئے باعتبار روایت، مقابل ہونا ناگزیر اور لازمی نہیں ہے۔ اس نکتہ سے علمائے کرام نے اس پر بھی اتفاق کیا ہے کہ "آخرت میں روایت الٰہی وقوع پذیر ہوگی اور رویت الٰہی محال و ناممکن نہیں ہے۔"

ایک قول یہ بھی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ اپنی چشم پشت سے مشاہدہ کرتے تھے جو اہل جہاں کی نظروں سے پنہاں تھی۔ ایک دوسرا یہ قول یہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان دو آنکھیں سوئی کے ناکہ کے مانند تھیں اور ان کے عمل دید میں کوئی کپڑا مانع تھا، نہ کوئی دوسری چیز۔

نبی کریم ﷺ کے دہن اور لعابِ دہن کے معجزات

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ڈول میں پانی لایا گیا۔ آپ نے اس کا پانی پیا پھر کنویں میں کلی فرمادی جس کے بعد کنویں سے مشک جیسی خوشبو آنے لگی۔

﴿احمد، ابن عساکر، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے گھر کے کنویں میں دہن مبارک کا لعاب ڈال دیا، جب سے مدینہ طیبہ میں اس کنویں سے زیادہ شیریں پانی کسی جگہ کا نہ تھا۔

﴿ابونعیم﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی باندی رزینہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم یوم عاشورہ مکہ کے شیر خوار بچوں کو اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شیر خوار بچوں کو بلایا اور ان کے دہنوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور ان کی ماؤں سے فرمایا: رات تک انہیں دودھ تک نہ پلانا، گویا ان کو رات تک دودھ کی ضرورت نہ ہوگی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عمیرہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ خود اور ان کی بہنیں نبی کریم ﷺ کے پاس بیعت کیلئے حاضر ہوئیں اور ہم پانچ بہنیں تھیں، تو انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو قدید (یعنی سکھایا ہوا گوشت) کھاتے پایا۔ آپ نے چبایا ہوا تھوڑا سا قدید مجھ کو عنایت فرمایا۔ ہم سب نے اس میں سے بانٹ کر کھالیا، بجز میرے وہ سب بہنیں اگرچہ وفات پاچکی ہیں کسی کے منہ میں کبھی بدبو نہ پائی گئی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک بدزبان عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی۔ حضور نبی کریم ﷺ اس وقت قدید تناول فرما رہے تھے۔ اس عورت نے کہا: کیا آپ عنایت

فرمائیں گے؟ نبی کریم ﷺ نے اپنے برتن میں سے لے کر اس کی طرف بڑھایا۔ عورت نے کہا: یہ مجھے نہ چاہیے بلکہ منہ کے اندر سے دیجئے لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ نے دیا۔ اس نے منہ میں رکھا اور نگل گئی۔ اس کے بعد کبھی ناشائستہ بات اس عورت کی زبان سے کسی نے نہ سنی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عمرو بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند کے ساتھ ابو عبید نخوی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عامر بن کریز رضی اللہ عنہ اپنے پانچ سالہ بیٹے عبداللہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈال دیا جس سے ایسی کرامت ان کو ملی کہ وہ جس پتھر پر ضرب لگاتے پانی نکل آتا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت محمد بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی کو چھوڑ دیا تھا اور محمد بن ثابت ان کے حمل میں تھے جب محمد کی ولادت ہوئی تو جمیلہ نے قسم کھائی کہ وہ بچہ کو دودھ نہ پلائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے نومولود محمد کو منگا کر لعابِ دہن اس کے منہ میں ڈال دیا اور روزانہ لانے کی ہدایت کی اور فرمایا اللہ اس کا رازق ہے۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان کو دوسرے یا تیسرے دن لایا جاتا۔ اچانک عرب کی ایک خاتون ثابت بن قیس کو دریافت کرتی ہوئی آئی۔ میں نے اس سے مقصد دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ آج رات میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ثابت کے بچے کو جس کا نام محمد ہے، دودھ پلا رہی ہوں۔ ثابت نے اسے بتایا کہ یہ میرا ہی نام ہے اور یہ میرا بچہ محمد ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت حسن رضی اللہ عنہ موجود تھے کہ انہیں پیاس لگی اور تشنگی بڑھتی ہی گئی، پانی اس وقت موجود نہ تھا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دے دی۔ انہوں نے اس کو چوسا حتیٰ کہ وہ سیراب ہو گئے اور تشنگی رفع ہو گئی۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ جا رہے تھے کہ راستے کے ایک طرف سے حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے رونے کی آواز سنی۔ وہ دونوں اپنی ماں کے ساتھ تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ تیز چل کر ان کے قریب پہنچے اور فرمایا یہ کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پیاسے ہیں پھر آپ نے پانی منگایا لیکن کہیں سے دستیاب نہیں ہوا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ایک بچہ کو مانگا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بموجب ارشاد ایک بچے کو آپ کی گود میں دے دیا۔ آپ نے لے کر سینہ سے چمٹایا مگر وہ برابر چیختے رہے اور خاموش نہ ہوئے۔

بعد ازاں آپ نے زبان مبارک ان کے منہ میں دے دی، وہ چوسنے لگے اور قرار آ گیا۔ اس کے بعد دوسرے بے قرار روتے بچے کو نبی کریم ﷺ نے طلب فرمایا اور ان کے ساتھ وہی عمل کیا حتیٰ کہ دوسرا فرزند بھی خاموش ہو گیا۔

﴿طبرانی، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کے دندانِ مبارک

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے کے دونوں دانت کشادہ تھے، دورانِ کلام ان کے درمیان سے نور نکلتا محسوس ہوتا تھا۔

﴿مسند دارمی، ترمذی، بیہقی، طبرانی، ابن عساکر﴾

حضرت ابی قرصافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اور میری ماں اور خالہ نے نبی کریم ﷺ سے بیعت کی، جب ہم لوٹ رہے تھے تو میری ماں اور خالہ نے کہا: ''اے بیٹے! ہم نے نبی کریم ﷺ سے بہتر کسی شخص کو نہ دیکھا، آپ نظافت جسم، لطافت لباس، شیریں گفتار ہیں، باتیں کرتے وقت دہن مبارک سے گویا نور نکلتا ہے۔

﴿طبرانی﴾

نبی کریم ﷺ کا چہرہ انور

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: اے میرے حبیب (ﷺ)! میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کو کرسی کے نور کا لباس پہنایا۔

(ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ سند مجہول ہے اور یہ حدیث منکر ہے۔)

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں سحری کے وقت سی رہی تھی میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی۔ بہت تلاش کی مگر نہ ملی۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ داخل ہوئے تو آپ کے چہرۂ انور کی روشنی سے سوئی نظر آ گئی پھر میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا: اے حمیرا! افسوس ہے، پھر فرمایا: افسوس ہے۔ (تین مرتبہ فرمایا) اس شخص پر جس نے نظر کو میرے چہرے کی طرف دیکھنے سے حرام کیا۔

﴿ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کی بغل مبارک:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دعا کے وقت اس قدر ہاتھ اٹھائے دیکھا ہے کہ آپ کی بغل مبارک کی سفیدی نظر آ گئی تھی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو آپ کے بغل کی سفیدی نظر آ جاتی۔

﴿ابن سعد﴾

رسول اللہ ﷺ کی خصوصیتوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کے بغل کا رنگ جسم کے دوسرے رنگ سے مختلف نہ تھا حالانکہ تمام انسانوں کا مختلف ہوتا ہے۔

﴿طبرانی﴾

(قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے اور اتنا اضافے کے ساتھ کہ اس میں بال نہ تھے۔)

نبی کریم ﷺ کی فصاحت و بلاغت کا ذکر:

حضرت بریدہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا وجہ ہے کہ آپ ﷺ ہم سے زیادہ فصیح ہیں۔ باوجود یہ کہ آپ ﷺ ہمارے درمیان سے کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی لغت پرانی ہو کر ذہنوں سے محو ہو چکی تھی، اس کو حضرت جبرئیل علیہ السلام لائے اور مجھے یاد کرا گئے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بعض روایتوں میں منقول ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا۔ ''یارسول اللہ ﷺ!......تا آخرت حدیث'' اور اس حدیث کو علمائے حدیث نے مسند بریدہ رضی اللہ عنہ سے گردانا ہے۔

﴿ابواحمد، ابن سعد، ابونعیم، ابن عساکر﴾

محمد ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ سے زیادہ کسی کو فصیح نہ دیکھا، اس کا کیا سبب ہے؟ ارشاد فرمایا: میرے لیے کون سی چیز فصاحت سے مانع ہو سکتی ہے جبکہ صورتحال یہ ہے کہ قرآن حکیم میری زبان اور ''عربی مبین'' کے ساتھ مجھ پر نازل ہوا۔

﴿شعب الایمان، ابن ابی الدنیا کتاب المطر، ابن ابی حاتم، خطیب کتاب النجوم، ابن عساکر﴾

محمد بن عبدالرحمٰن زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ! ''اَیَدَالک الرَّجُلُ اِمْرَأَتَهٗ'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نَعَمْ اِذَا کَانَ مُلْفَجًا'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس شخص نے آپ سے کیا کہا؟ اور آپ نے کیا جواب دیا؟ ہم نہیں سمجھ سکے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے دریافت کیا: ''اَیُّمَا طَلَّ الرَّجُلُ اَهْلَهٗ'' (ترجمہ: ''شوہر اپنی بیوی کا کسی وقت قرض دار ہوتا ہے؟'') تو میں نے جواب دیا: ''نَعَمْ اِذَا کَانَ مُلْفِسًا'' (ترجمہ: ہاں جب وہ نادار ہو۔) (جس کی بنا پر ان کے حقوق ادا کرنے میں تاخیر کرے۔)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں عرب کے اکثر علاقوں میں گیا ہوں اور بڑے بڑے مدعیانِ فصاحت کے کلام سنے ہیں مگر کسی کا کلام بھی آپ ﷺ کی طرح فصیح میں نے نہیں سنا۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میرے رب نے مجھے سکھایا اور بنوسعد بن بکر میں میری ابتدائی پرورش اور تربیت ہوئی۔''

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں۔ میں قریش کی ایک محترم شاخ میں پیدا ہوا اور پھر بنوسعد میں میری پرورش ہوئی، تو ظاہر ہے کہ میرے کلام میں سقم، عامیانہ انداز اور سبکی کہاں سے راہ پائے گی۔

﴿طبرانی﴾

شرحِ صدر

......اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ﴿سورہ الم نشرح﴾

ترجمہ: ''کیا ہم نے آپ کا شرح صدر نہیں فرمایا؟''

ابراہیم بن طہمان رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ: ''اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ'' کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی۔ حضور انور ﷺ کے بطن کو آپ کے سینہ اقدس سے اسفل بطن تک چیر کر اس سے قلب اطہر کو نکالا گیا پھر اسے سونے کے طشت میں غسل دیا گیا اور اسے ایمان وحکمت سے بھر کر اس کی جگہ واپس رکھ دیا گیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ ﷺ بچوں کے ساتھ سیاحت فرما رہے تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو پکڑ کر لٹا دیا، قلب کے پاس سے سینہ کو کھول کر دل نکالا اور پھر اس میں شگاف دیا اور جما ہوا کچھ خون نکالا اور کہا یہ آپ میں شیطان کا حصہ تھا، پھر سونے کے طشت میں آب زمزم کے ساتھ اسے غسل دیا پھر اسے درست کر کے اس کے مقام پر رکھ دیا۔ آپ کے ساتھی بچے دوڑ کر آپ ﷺ کی دایہ والدہ حضرت حلیمہ کے پاس آئے اور کہا: ''محمد ﷺ کو قتل کر دیا گیا۔'' یہ سن کر وہ آئیں تو دیکھا کہ آپ ﷺ کا رنگ فق تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے سینہ اقدس پر شگاف کی سلائی کا اثر دیکھا تھا۔

(احمد، دارمی اور حاکم نے روایت کی اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح کہا۔)

﴿احمد، مسلم﴾

حضرت عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں قبیلہ بنوسعد میں زیر پرورش تھا تو میں اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ چراگاہ گیا، ہم کھانا لے کر نہیں گئے تھے چنانچہ میں نے بھائی سے کہا والدہ سے کھانا لے آؤ۔ وہ چلا گیا اور میں بکریوں کے پاس ٹھہرا رہا، کچھ دیر کے بعد میرے سامنے گدھ کی مانند دو سفید پرندے آئے۔

ایک نے دوسرے سے پوچھا: ''کیا یہ وہی ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''ہاں۔'' اب وہ دونوں بہت ہی نزدیک آ گئے اور جھپٹ کر مجھے پکڑ لیا اور شانے کے بل مجھے لٹا دیا، میرا پیٹ چاک کیا، دل کو نکالا

اور اسے بھی چیرا اور اس سے دو سیاہ گوشت کے لوتھڑے نکالے اور ایک نے دوسرے سے کہا برف کا پانی لاؤ۔ انہوں نے برف سے میرے پیٹ کو دھویا پھر ٹھنڈے پانی سے میرے دل کو غسل دیا، پھر سکینہ میرے دل پر چھڑکا، پھر اسی کو سی دیا اور مہرِ نبوت اس پر لگا دی، پھر مجھ کو امت کے ایک ہزار آدمیوں سے وزن کیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اونچے ہیں اور خیال ہوا، ان میں سے کوئی مجھ پر نہ گر پڑے، گویا میں ان سب سے زیادہ وزنی تھا، اس کے بعد دونوں نے کہا:

''اگر آپ ﷺ کا ساری امت کے ساتھ وزن کیا جائے تو یقیناً آپ ﷺ ان سب پر بھاری رہیں گے اور آپ کا ہی وزن زیادہ ہوگا۔''

اس کارروائی کے بعد وہ دونوں چلے گئے اور مجھ کو ڈر اور خوف کی حالت میں چھوڑ گئے، میں اپنی رضاعی ماں کے پاس پہنچا اور ان سے سارا ماجرا بیان کیا جس کو سن کر وہ پریشان ہوگئیں۔ انہوں نے دیکھا کہ میرے حالات عجیب و پہلو اختیار کر رہے ہیں۔ انہوں نے میرے لیے خدا سے پناہ مانگی، اونٹ پر کجاوہ رکھا، سوار ہوئیں، مجھے اپنی آغوش میں آگے بٹھایا اور ہم مکہ میں والدہ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

''میں آپ کی امانت سے دست کش ہوتی ہوں۔'' اور تمام روداد جو مجھ پر بیتی تھی، سنائی جس کو میری والدہ سن کر کچھ بھی متاثر نہ ہوئیں۔ انہوں نے فرمایا: ''بلاشبہ میں نے دیکھا ہے کہ مجھ سے نور برآمد ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے۔''

﴿بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت معاذ بن معاذ بن ابی کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! امورِ نبوت میں کیا بات سب سے پہلے آپ ﷺ کو پیش آئی؟ ارشاد فرمایا: میں دس برس کی عمر میں صحرا کی طرف جا رہا تھا کہ یکایک دو آدمیوں کو میں نے اپنے سر کے اوپر دیکھا، انہوں نے آپس میں پوچھا یہ وہی ہیں؟ دوسرے نے کہا: ہاں تو اس نے مجھ کو پکڑ لیا۔ اور آہستہ سے لٹا لیا پھر میرے بطن کو چاک کیا، اس کو غسل دیا پھر میرے سینے کو کھولا مگر مجھے قطعاً درد یا تکلیف محسوس نہ ہوئی پھر میرے قلب کو شگاف دیا گیا اور کہا اس کے اندر سے حسد و کینہ کو نکال دو۔ تو دوسرے شخص نے اس میں سے ایک لوتھڑا نکال کر پھینک دیا۔ آواز آئی! رافت و رحمت کو بھر دو تو انہوں نے چاندی کی مانند کوئی چیز داخل کی پھر ایک سفوف اس پر چھڑک دیا۔ اس کے بعد میرے انگوٹھے کو بجایا اور کہا جاؤ چنانچہ میں اس حال میں واپس ہوا کہ بچپن میں میرے دل کے اندر غایت درجہ رحمت اور بڑا ہو جانے کے بعد بحد کمال رافت کے جذبات موجود تھے۔

۞ (ابونعیم نے اس مذکورۂ بالا حدیث کے بارے میں کہا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں اور نیز سن کے بیان میں منفرد ہیں۔ یعنی دس سال کی عمر صرف حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔)

﴿زوائد المسند، حاکم، ابن حبان، ابونعیم، ابن عساکر، الضیاء، المختارہ﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نبی ہیں؟ فرمایا: میں بطحائے مکہ میں تھا کہ دو آنے والے آئے اور ان میں ایک تو زمین پر اتر گیا اور دوسرا زمین و آسمان کے درمیان رہا۔ ایک نے دوسرے سے کہا: ان کو ایک شخص کے ساتھ وزن کیا کرو تو اس نے میرا وزن کیا اور میں ان پر بھی وزنی رہا پھر کہا ان کو سو آدمیوں کے ساتھ وزن کرو تو اس نے میرا وزن کیا اور میں ان پر بھی وزنی رہا پھر کہا ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ وزن کرو تو اس نے وزن کیا اور میں ان پر بھی بھاری رہا اور جو لوگ میرے ساتھ تولے گئے تھے وہ ترازو کے پلڑے سے مجھ پر گرنے لگے پھر ایک نے دوسرے سے کہا: ان کا بطن چاک کرو، تو اس نے میرا بطن چاک کیا اور اس میں سے شیطان کے دخل کی چیز اور خون کا لوتھڑا نکال پھینکا، پھر کہا ان کے بطن کو اس طرح دھوؤ، جیسے برتن کو دھوتے ہیں اور ان کے قلب کو اس طرح غسل دو جیسے چادر کو دھوتے ہیں پھر ایک نے دوسرے سے کہا ان کے بطن کو سی دو، تو اس نے سی دیا اور میرے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت لگائی، جیسا کہ اس وقت موجود ہے اور دونوں چلے گئے اور گویا کہ میں مہر نبوت کو معائنہ کر رہا ہوں۔

﴿مسند دارمی، بزار، ابونعیم، ابن عساکر﴾

یونس بن میسرہ حلبس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فرشتہ سونے کا طشت میرے پاس لایا اور اس نے میرے بطن کو چاک کیا اور اس کو دھویا پھر سفوف چھڑک دیا اور کہا اب یہ دل مضبوط ہے اور جو چیز اس میں اترے گی اسے محفوظ رکھے گا۔ آپ ﷺ کی آنکھیں دیکھتی اور کان سنتے ہیں اور آپ محمد رسول اللہ المقفیٰ اور الحاشر ہیں۔ آپ کا قلب سلیم ہے۔ آپ کی زبان صادق، نفس مطمئن، تخلیق مستحکم ہے اور آپ بہت بخشش کرنے والے ہیں (ﷺ)۔

﴿ابونعیم﴾

ابن غنم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ کا بطن اقدس چاک کیا اور کہا یہ دل مضبوط ہے اس کا میں دو کان ہیں جو سنتے ہیں، دو آنکھیں جو دیکھتی ہیں۔ محمد اللہ کے رسول، المقفیٰ، الحاشر ہیں۔ آپ کی تخلیق مستحکم، آپ کی زبان صادق اور نفس مطمئن ہے۔ (ﷺ)

﴿مسند دارمی، ابن عساکر﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اپنے گھر پر تھا کہ فرشتہ آیا اور چاہِ زمزم پر لا کر میرا شرح صدر کیا، پھر آبِ زمزم سے غسل دیا پھر سونے کا طشت لائے جو ایمان و حکمت سے لبریز تھا پھر ان دونوں چیزوں کو میرے سینے میں داخل کیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ شرح صدر کا اثر دکھایا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر مجھے وہ فرشتہ آسمان دنیا کی طرف لے گیا اور پھر معراج کی حدیث بیان فرمائی۔

﴿مسلم﴾

فائدہ:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہوسکتا ہے کہ شرح صدر ایک سے زیادہ مرتبہ ہوا ہو۔ ایک حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں شیر خوارگی میں، دوسری مرتبہ بعثت کے وقت، تیسری مرتبہ شب معراج میں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شرح صدر کا واقعہ بہ زمانہ شیر خوارگی بہت سی سندوں کے ساتھ بیان کیا جاچکا ہے اور بعثت واسراء کی حدیثوں میں بھی آئے گا کہ ان حدیثوں کی جمع وتحقیق سے یہی مستنبط ہوتا ہے کہ متعدد بار واقع ہوا ہے یعنی تین مرتبہ ہوا ہے اور جن علماء کرام نے دو مرتبہ واقع، ہونا بیان کیا ہے ان میں سہیلی، ابن وحید اور ابن المنیر رحمہم اللہ ہیں اور جنہوں نے تین مرتبہ واقع ہونے کی تصریح کی ہے، ان میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور انہوں نے اس کی توجیہ کے سلسلے میں لطیف معنی پیدا کیے ہیں۔ وہ یہ کہ تین کی تطہیر میں مبالغہ مقصود ہے جس طرح شریعت میں تین مرتبہ دھونا شروع ہے اور اسے تین مختلف اوقات کے ساتھ مختص کرنا اس وجہ سے ہے تاکہ عہد طفولیت میں نشوونما وارتقاء کے دور میں وساوسِ خناس سے محفوظ رکھا جائے اور بعثت کے وقت شرح صدر اس لیے تھا کہ وحی کا لینا، اس کا پھیلانا اور زندگی کیلئے رہنما بنانا رسول اللہ ﷺ کیلئے آسان ہو جائے اور اسرار کے وقت شرح صدر کا مقصد مناجات کیلئے مستعد کرنا ہے۔ علماء کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ شرح صدر کی خصوصیت آپ کیلئے تھی یا یہ عمل کسی اور نبی کیلئے بھی ہوا ہے؟

ابن منیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ "حضور نبی کریم ﷺ کیلئے شرح صدر ایک ابتلاء کی قبیل سے ہے جس طرح سیدنا حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام آزمائے گئے بلکہ نبی کریم ﷺ کا شق صدر بار بار ہونے اور اپنی حقیقی نوعیت سے آپ ﷺ پر طاری ہونے نیز ماحول اور سن اور اجنبی نوواردوں کے ذریعہ انشقاق ہونے کے اعتبار سے بہت ہی اہم ہو جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ جماہی سے محفوظ تھے:

یزید بن الاصم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کبھی جماہی نہیں آئی۔

﴿تاریخ بخاری، ابن ابی شیبہ فی التصنیف، ابن سعد﴾

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مسلمہ بن عبدالملک بن مروان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کبھی جماہی نہیں لی۔

سماعت مصطفیٰ ﷺ:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، تم آسمان کے چرچرانے کی آواز نہیں سنتے اور آسمان کا چرچرانا درست ہے کیونکہ اس میں چند انگل بھی ایسی جگہ نہیں ہے، جہاں فرشتہ پیشانی رکھے سجدہ نہ کر رہا ہو۔

﴿ترمذی، ابن ماجہ، ابونعیم﴾

حکیم بن حزام رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک روز صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم سنتے ہو جس آواز کو میں سن رہا ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم تو کوئی آواز نہیں سن رہے ہیں۔ فرمایا: میں آسمان کے چرچرانے کی آواز کو سن رہا ہوں اور چرچرانے میں اس کو ملامت نہیں کیونکہ آسمان میں بالشت بھر جگہ ایسی نہیں جس پر فرشتے قیام و سجود نہ کر رہے ہوں۔

﴿ابونعیم﴾

نبی کریم ﷺ کی آواز مبارک:

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا تو آپ کے اس خطبہ کو تمام اجتماع کے آخر میں پس پردہ عورتوں نے سنا

(یعنی آپ ﷺ کی آواز مبارک اس دور دراز جگہ پر پہنچ گئی جہاں عورتیں بیٹھی تھیں۔)

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھانے کے بعد رخ انور پھیر کر وعظ فرمایا تو اس وعظ کو بہت دور پس پردہ بیٹھی ہوئی عورتوں نے بھی سنا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے اور ایسی آواز سے ہمیں خطبہ دیا کہ پیچھے پردہ نشین عورتوں نے سنا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن منبر پر تشریف لائے اور لوگوں سے فرمایا: بیٹھ جاؤ تو آپ کی آواز حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے سنی، ابھی وہ بنی غنم میں تھے تو وہیں بیٹھ گئے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں منیٰ میں خطبہ دیا تو ہمارے کان کھل گئے۔

ایک روایت میں اسی طرح آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے کان کھول دیئے تو جو کچھ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے ہم اپنے گھروں میں بلاشک وشبہ اسے سنتے تھے۔

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آدھی رات کو خانہ کعبہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قرأت کی آواز کو سنا کرتے تھے اور ہم اپنے مکانوں میں خاصے فاصلے پر ہوتے تھے۔

﴿ابن ماجہ، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کی عقل مبارک:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اکہتر کتابیں پڑھی ہیں۔ ان سب میں، میں نے پایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں یعنی کل مخلوق و بنی آدم کو رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں، ایک ذرہ حقیر کے برابر فہم و دانش عطا فرمائی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ نبی کریم ﷺ عقل و حکمت میں سب سے زیادہ ہیں۔

﴿ابونعیم حلیۃ الاولیاء، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کا پسینہ مبارک:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا: جب آپ کو پسینہ آیا تو میری والدہ ایک شیشی لائیں اور اس کو پونچھ کر جمع کرنے لگیں، اسی دوران آپ ﷺ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ نے پوچھا: اے ام سلیم! تم یہ کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: میں آپ ﷺ کے پسینہ کو جمع کر رہی ہوں تا کہ ہم خوشبو کے طور پر استعمال کریں، کیونکہ یہ سب خوشبوؤں میں سب سے زیادہ لطیف خوشبو ہے۔

﴿مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں جا کر قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کیلئے بستر بچھا دیتیں اور حضور نبی کریم ﷺ کو پسینہ بہت آتا، ام سلیم رضی اللہ عنہا اس کو جمع کر لیا کرتیں۔

ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے ام سلیم (رضی اللہ عنہا)! کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں پسینہ کو خوشبو کیلئے جمع کر رہی ہوں۔

﴿مسلم﴾

حضرت محمد سیرین رضی اللہ عنہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ میرے ہاں چمڑے کے بستر پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے جب آپ ﷺ کو پسینہ آتا تو میں اس کو سک (چند خوشبوؤں کا مرکب) میں ملا لیتی تھی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ میں چند مخصوص علامتیں تھیں جب کوئی راستہ حضور نبی کریم ﷺ طے فرماتے تھے تو وہ جسم اطہر کی خوشبو سے مہک جاتا اور لوگ جان لیتے کہ آپ اس راہ سے گزرے ہیں اور کسی پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتے تو وہ سجدہ کرتے۔

﴿مسند دارمی، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے آنے سے پہلے ہی، خوشبو سے ہم آپ کو پہچان لیتے تھے۔

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ کے راہ گیر راستوں کی خوشبو سے جان لیتے کہ رسول اللہ ﷺ ادھر سے گزرے ہیں۔

﴿بزار، ابویعلی﴾

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو رات کی تاریکی میں ہم ان کی خوشبو سے پہچان لیتے تھے۔

﴿مسند دارمی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں سوت کات رہی تھی اور حضور نبی کریم ﷺ جوتہ کو سی رہے تھے۔ آپ کی پیشانی پر پسینہ آ گیا، اس سے ایسا نور پیدا ہوا کہ میں حیران ہو گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے میرے بشرہ سے اندازہ کر کے حیرانی کی وجہ سے پوچھی تو میں نے پسینہ اور نور کی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ابوکبیر ہذلی کا یہ شعر آپ ﷺ پر صادق آتا ہے۔

و مبرا من كل غبر حيضة — و فساد مر ضعة وداء مغيل

واذا نظرت الى اسرة وجهه — برقت بروق العارض المتهلل

ترجمہ: ''وہ ہر بچے ہوئے حیض اور دودھ پانے والی کے فساد اور جلد ہلاک کرنے والے مرض سے پاک ہے۔ اور جب تم اس کے چہرے کی شکنوں کو دیکھو گے تو وہ یوں چمکیں گی جیسے برسنے والے بادل کی بجلی چمکتی ہے۔''

پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے جوتہ رکھ کر کھڑے ہوئے اور میرے پاس آ کر میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہارا بھلا کرے مجھے یاد نہیں کہ مجھے کبھی ایسی خوشی ہوئی ہو، جیسی اس وقت ہوئی ہے۔''

(حضرت ابوعلی صالح بن محمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ سے کوئی حدیث روایت کی ہو لیکن میں سمجھتا ہوں یہ حدیث حسن ہے کیونکہ حضرت محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو قبول کیا ہے۔)

﴿خطیب بغدادی، ابن عساکر، ابونعیم، دیلمی، بخاری﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ حسین و خوب رو تھے۔ آپ ﷺ کے رنگ میں نورانی کیفیت تھی، اسی لیے صفت خواں ہمیشہ ماہِ کامل سے آپ کے چہرے کو تشبیہ دیتے، آپ کے چہرے کا پسینہ موتی کے مانند اور خوشبو میں مثل مشک ختن تھا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں اپنی بیٹی کی شادی کر رہا ہوں، آپ اس میں میری مدد فرمائیں۔ آپ نے کہا اس وقت تو کچھ موجود نہیں ہے، لیکن تم کھلے منہ کی شیشی اور درخت کی ٹہنی لاؤ، وہ دونوں چیزیں لایا۔ نبی کریم ﷺ نے دونوں کلائیوں سے پسینہ پونچھ کر شیشی کو بھر دیا۔ آپ نے فرمایا اپنی بیٹی کو دو اور کہو کہ یہ لکڑی

شیشی میں، ڈبو کر خوشبو لگائے چنانچہ لڑکی نے ایسا ہی کیا اور اس وجہ سے اس کے گھر کی شہرت "بیت المطیبین" (خوشبوؤں کا گھر) کے نام سے ہوگئی۔

﴿ابو یعلیٰ، طبرانی، ابن عساکر﴾

بنی حریش کے ایک شخص سے روایت ہے کہ جب میں نے ماغر بن مالک کو سنگسار ہوتے دیکھا تو خوف کی بنا پر میں لرزنے لگا، جب نبی کریم ﷺ کی نظر پڑی تو آپ نے مجھے چمٹا لیتا اور آپ کے بغل کا پسینہ جو مشک کی خوشبو کی مانند تھا مجھ پر بہنے لگا۔

﴿مسند دارمی﴾

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ نے فرمایا: میرے قریب آؤ، تو میں قریب ہو گیا اور ایسی تیز مہک اور لطیف خوشبو آپ کے جسم سے خارج ہو رہی تھی کہ مشک و عنبر کی خوشبو بھی ایسی نہ ہوتی۔

﴿بزار﴾

قدِ زیبائے رسول ﷺ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نہ طویل القامت تھے، نہ پستہ قد، لیکن جب لوگوں کے ہمراہ ہوتے تو آپ ﷺ کا قد ان سب پر طویل اور اونچا معلوم ہوتا، اکثر آپ کے دونوں جانب طویل القامت اشخاص ہوتے مگر بایں ہمہ آپ ﷺ ان سے اونچے نظر آتے۔

مذکورہ بالا حدیث کو ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے "الخصائص" میں اس قدر اضافہ کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا شانہ مبارک مجلس میں تمام بیٹھنے والوں سے اونچا نظر آتا۔

﴿ابن ابی خیثمہ فی التاریخ، بیہقی، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا:

حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا سایہ دھوپ میں بنتا تھا نہ شعاع ماہ میں۔

﴿ترمذی﴾

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خصوصیات کے بیان میں کہا کہ آپ کا سایہ دھوپ اور چاندی دونوں میں اس وجہ سے نہ ہوتا کہ آپ ﷺ سرتاپا نور تھے۔

بعض علماء کرام نے کہا اس کی شاہد یہ حدیث شریف ہے جس میں نبی کریم ﷺ کی اس دعا کا ذکر ہے: "وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا" (ترجمہ: اے رب! مجھ کو سراپا نور بنا دے۔")

نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھی تھی:

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے جسم اقدس پر مکھی نہ بیٹھی تھی۔

﴿کتاب الشفاء، غزنی المولد﴾

حضرت ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ان لفظوں سے بیان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے کپڑوں پر کبھی

مکھی نہ بیٹھتی تھی اور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں اتنا زیادہ کیا کہ جوں آپ ﷺ کو نہ کاٹتی تھی۔ (یعنی کپڑوں میں جوں نہ پڑتی تھی۔)

﴿ابن سبع الخصائص﴾

نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک:

عبدالحمید بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنگ یرموک کے موقع پر ٹوپی اوڑھے ہوئے تھے۔ (اتفاق سے وہ کہیں گر گئیں۔) آپ نے اسے تلاش کر کے حاصل کیا اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے عمرہ کر کے حلق کیا تو لوگوں نے بالوں کے حاصل کرنے میں جلدی کی اور میں ان کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ان بالوں کو میں نے اس ٹوپی میں محفوظ کر لیا تھا اور تمام جہادوں میں اس ٹوپی کو استعمال کیا حتیٰ کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہر حالت اور ہر موقع پر فتح ونصرت عطا فرمائی۔

﴿سعید بن منصور فی السنن، ابویعلیٰ، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

نبی کریم ﷺ کا خونِ اطہر:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ پچھنے لگوا رہے تھے، جب فارغ ہوئے تو فرمایا: اے عبداللہ! اس خون کو لے جاؤ اور کسی ایسے مقام پر رکھ دو کہ کوئی نہ دیکھے۔ میں خون کو لے گئے اور پی لیا۔ واپس آیا تو آپ نے دریافت کیا: عبداللہ! خون کا کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے ایسی پوشیدہ جگہ رکھا ہے کہ وہ ہمیشہ لوگوں سے مخفی رہے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: میرا خیال ہے تم نے اسے پی لیا ہے۔ میں نے عرض کیا: ہاں۔ ارشاد فرمایا: تم سے لوگوں کیلئے افسوس ہے اور لوگوں سے تمہارے لیے افسوس ہے۔ (صحابہ کرام کا خیال تھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طاقت وقوت کا سبب یہی خون رسول اللہ ﷺ ہے۔)

﴿بزار، ابویعلیٰ، طبرانی، حاکم، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ زمین پر پورا قدم رکھ کر چلتے اور آپ ﷺ کا نقش قدم ناتمام نہ رہتا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا نقش قدم ناتمام نہ رہتا کیونکہ آپ ﷺ پورا قدم رکھ کر چلتے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک کی انگشت کو چک (چھوٹی انگلی) دوسری انگلیوں سے بلند تھی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش ایک کاہن کے پاس گئے اور اس سے کہا: ہمیں بتاؤ کہ ہمارے اندر کون شخص صاحب نبوت ہوسکتا ہے؟ اس نے جواب دیا: زمین کو اپنی چادر سے صاف اور بے نشان کر کے اس پر چلو میں نقش قدم کو دیکھ کر بتا دوں گا تو انہوں نے زمین کو صاف کیا پھر اس پر چلے تو کاہن نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانِ قدم کو دیکھ کر کہا یہ شخص نبوت کا زیادہ مستحق ہے۔ اس کے بعد وہ انتظار کرتے رہے چنانچہ تقریباً بیس سال بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا۔

﴿مسند احمد﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار کا اعجاز:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور میں ایک جنازے کے ساتھ جا رہے تھے جب میں قدم بڑھاتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول مجھ سے سبقت لے جاتے، میرے برابر جو شخص چل رہا تھا میں نے اس سے کہا: بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے زمین لپٹتی جاتی ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت یزید بن مرثد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار تیز ہوتی حتی کہ آپ کے پیچھے لوگ دوڑنے پر مجبور ہو جاتے۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب اور سونے کی کیفیت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے محو خواب ہو جاتے ہیں۔ جواب دیا: اے عائشہ! میری آنکھیں بند ہوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: میری آنکھ سوتی اور میرا دل جاگتا رہتا ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کا دل جاگتا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گروہ انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں اور ہمارے دل بیدار رہتے ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری آنکھ سوتی تھی اور میرا دل نہیں سوتا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت جابر عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی چشم مبارک سویا کرتی اور دل بیدار رہا کرتا تھا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں یہودیوں کی ایک جماعت آئی تو اس نے فرمایا: میں تمہیں اس رب کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی، کیا تم شناخت کرتے ہو، یہ نبی ہیں ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ''بخدا! درست ہے۔'' فرمایا: اے خدا تو شاہد رہنا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی چشم ہائے مبارک سوتی تھیں اور آپ کا قلب اطہر جاگتا تھا۔

﴿حاکم﴾

نبی کریم ﷺ کی قوتِ مبارکہ:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دن اور رات کی ایک ساعت میں تمام ازواجِ مطہرات پر دورہ کر لیتے تھے اور ان کی تعداد گیارہ تھی۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ میں اتنی طاقت تھی؟ انہوں نے جواب دیا: ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کو تیس مردوں کی طاقت دی گئی تھی۔

﴿بخاری﴾

حضور نبی کریم ﷺ کی لونڈی سلمیٰ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک شب میں نو ازواج پر دورہ فرمایا کرتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

عبیداللہ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس ایک ہانڈی لائے، میں نے اس میں سے کھایا تو مجھ کو چالیس مردوں کے برابر قوت مجامعت مل گئی۔ (اس روایت کو غیر صحیح کہا گیا ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے بہ روایت حضرت سلام بن سلیمان نہل رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی لیکن سند مرسل ہونے کے باوجود بہتر ہے اور یہ سند کمزور ہے۔

موسیٰ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد کے ذریعہ بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھ میں عام لوگوں سے طاقت مجامعت کم تھی پھر اللہ تعالیٰ نے (بذریعہ فرشتہ) ایک ہانڈی کے گوشت کے ذریعہ وہ قوت عطا فرما دی کہ جب میں ارادہ کرتا ہوں تو اس قوت کو محسوس کرتا ہوں۔

﴿ابن سعد، واقدی﴾

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہمیں واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی اور انہوں نے ایک سلسلہ رواۃ کے ناموں کے بعد اسی (مذکورہ بالا) حدیث کی مانند روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس ہانڈی لائی گئی، میں نے اس میں سے کھایا یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا اور جب سے کھایا ہے جس گھڑی چاہتا ہوں ازواج کے پاس جاتا ہوں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت مجاہد اور حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو چالیس مردوں کے برابر طاقت مجامعت دی گئی تھی۔

﴿بن سعد﴾

حارث بن ابوامامہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو کچھ اوپر چالیس جنت کے مردوں کے مساوی قوت دی گئی اور حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ گرفت اور نکاح میں چالیس مردوں کی طاقت مجھے دی گئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے پہلے لوگوں پر چار باتوں میں فضیلت دی گئی۔ داؤد دمشق، شجاعت، کثرتِ جماع اور دشمن پر قابو پانا۔''

﴿طبرانی، اسماعیلی مجمع، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ احتلام سے محفوظ تھے:

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ بہ سند مجاہد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو کبھی احتلام نہیں ہوا چونکہ احتلام شیطان کے وسوسے سے ہوتا ہے۔

﴿طبرانی، دینوری مجالست﴾

نبی کریم ﷺ کے بول و براز کا بیان:

حسین بن علوان رحمۃ اللہ علیہ، ہشام رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو اس کے فوراً ہی بعد میں وہاں جاتیں تو بجز پاکیزہ خوشبو کے کچھ بھی نہ پاتی۔ میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: ''تم واقف نہیں ہو، ہمارے اجسام کی نشو ونما جنتی ارواح پر ہوتی ہے اور جو چیز ہمارے جسموں سے خارج ہوتی ہے اسے زمین نگل لیتی ہے۔''

(بیہقی نے کہا یہ حدیث ابن علوان رحمۃ اللہ علیہ کی موضوعات میں سے ہے۔)

﴿بیہقی﴾

فائدہ:

مصنف کتاب حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا خیال درست نہیں کیونکہ یہ حدیث ایک اور سند سے بھی روایت ہے۔ جو اسماعیل، عتبہ، محمد، ام سعد رحمہم اللہ چار سلسلہ

رواۃ کے ذریعہ بیان ہوئی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ رفع حاجت کیلئے تو جاتے ہیں مگر میں بول و براز کا اثر نہیں دیکھتی؟ ارشاد فرمایا: ''تم کو کیا خبر کہ انبیاء علیہم السلام کا اخراج زمین نگل لیتی ہے، اس کے نظر آنے کا سوال ہی نہیں۔''

(اس حدیث کو اسی سند کے ساتھ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔)

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس حدیث کی ایک تیسری سند اور بھی ہے جو محمد، علی، زکریا، شہاب، عبدالکریم اور ابو عبداللہ رحمہم اللہ اور (باندی عائشہ رضی اللہ عنہا) کے لیلیٰ سات واسطوں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تک پہنچتی ہے۔ متن اس حدیث کا بھی وہی ہے۔

اسی متن سے ملتی جلتی روایت وہ ہے۔ جس کو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''مستدرک'' میں بیان کیا ہے اور یہ چوتھی سند ہے جو مخلد، محمد، موسیٰ، ابراہیم، المنہال رحمہم اللہ اور (باندی عائشہ رضی اللہ عنہا) لیلیٰ رضی اللہ عنہا چھ واسطوں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچتی ہے۔ اس کا متن بھی الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ وہی ہے۔ یعنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم قضائے حاجت کیلئے داخل ہوئے، اس کے بعد میں گئی تو میں نے وہاں کچھ نہ دیکھا البتہ مشک کی خوشبو پائی۔ اس پر میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! میں نے تو بیت الخلاء میں کچھ نہ دیکھا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہمارے یعنی گروہِ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اسے چھپالے۔''

اس حدیث کی پانچویں سند اور ہے وہ یہ ہے کہ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الافراد'' میں کہا کہ ہم سے حضرت محمد بن سلیمان باہلی رضی اللہ عنہ نے، ان سے حضرت محمد بن حسان اموی رضی اللہ عنہ نے، ان سے حضرت عبدہ بن سلیمان رضی اللہ عنہ نے، ان سے حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے آپ ﷺ کو بیت الخلاء جاتے دیکھا پھر آپ کے بعد میں گئی تو میں نے خارج ہونے والی چیز کا کوئی نشان تک نہ دیکھا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! تم نہیں جانتیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے جو فضلہ خارج ہو، وہ اسے کھا جائے۔ سند کے اعتبار سے یہ حدیث اعلیٰ ہے۔

ابن وحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے الخصائص میں اس سند کو لانے کے بعد فرمایا: یہ سند ثابت ہے۔ محمد بن حسان بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ثقہ اور صالح شخص ہیں اور عبدہ رحمۃ اللہ علیہ شیخین (بخاری و مسلم) کے راویوں میں سے ہیں۔

اس حدیث کی چھٹی سند مرسل بھی ہے۔ وہ یہ کہ حکم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن قیس زعفرانی رحمۃ اللہ علیہ کی سند کے ساتھ عبدالملک بن عبداللہ بن ولید رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ آفتاب میں دیکھا جاتا نہ چاند کی روشنی میں اور قضائے حاجت کا نشان بھی نہ ہوتا تھا۔

(اس حدیث کے ساتویں سند بھی ہے جو جنات کے وفد کے باب میں آئے گی۔)

نبی کریم ﷺ کے بول سے شفائے امراض:

حسن بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم رات میں گھر کے ایک گوشے میں رکھے ہوئے پیالے کی جانب گئے اور اس میں بول فرمایا: پھر رات میں مجھے پیاس لگی، میں اٹھی اور پیالے میں جو کچھ تھا، پی لیا۔ صبح کو اتفاقارات کی بات کا میں نے ذکر کیا، جس پر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا: آج سے تمہارے پیٹ میں کوئی بھی بیماری یا شکایت نہ ہوگی۔

﴿ابو یعلیٰ، حاکم، دار قطنی، ابونعیم﴾

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ لکڑی کے پیالے میں پیشاب کرتے تھے پھر اسے چارپائی کے نیچے رکھ دیا جاتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور دیکھا کہ پیالے میں کچھ نہیں ہے، تو آپ نے برکت نامی عورت سے فرمایا: (یہ عورت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھی اور اس کو وہ اپنے ساتھ حبشہ سے لائی تھی۔) پیالہ کے اندر کا پیشاب کیا ہوا؟ اس نے بتایا میں نے پی لیا۔

آپ نے فرمایا: تم ہمیشہ کیلئے صحتمند ہوگئیں، اے ام یوسف! (اس خادمہ کی کنیت تھی۔) تو وہ کبھی بیمار نہ ہوئیں، صرف مرض الموت ان کو لاحق ہوا۔ ابن وحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ واقعہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے علاوہ ہے۔

حسنِ مصطفیٰ ﷺ

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ حسین وخوب رو اور مخلوق میں سب سے احسن اور میانہ قد تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے دریافت کیا: نبی کریم ﷺ کا چہرۂ انور شمشیر کی مانند تھا؟" حضرت براء رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: نہیں بلکہ قمر کی مانند تھا۔

﴿بخاری﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا: "کیا نبی کریم ﷺ کا چہرۂ انور طویل تھا؟" کہا نہیں بلکہ چاند وسورج کی مانند مستدیر تھا۔

﴿مسلم﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو چاندنی راتوں میں دیکھا ہے۔ آپ ﷺ سرخ لباس میں تھے تو کبھی میں آپ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو تو بلاشبہ آپ میری آنکھوں کو

چاند سے زیادہ حسین معلوم ہوئے۔

﴿مسند دارمی، بیہقی﴾

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب خوش ہوتے تو چہرۂ انور چمک اٹھتا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم اس بات کو آپ کی شادمانی کی علامت سمجھتے۔

﴿بخاری﴾

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کا چہرہ چاند کی مانند مدوّر (یعنی گول) تھا۔

﴿ابونعیم﴾

ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہمدانی عورت رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کیا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: آپ ﷺ کی مشابہت کیسی تھی؟ اس نے جواب دیا: چودھویں رات کے چاند کے مانند، میں نے کسی کو آپ کی مانند نہ پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

﴿بیہقی﴾

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ براہِ کرم رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بیان فرمائیے۔ انہوں نے کہا اگر تم نبی کریم ﷺ کو دیکھتے تو کہتے کہ سورج نے طلوع کیا ہے۔

﴿مسند دارمی، بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا: ہمیں نبی کریم ﷺ کے بارے میں کچھ بتائیے۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ سفید اور ملیح چہرے والے تھے۔

﴿مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ لوگوں میں میانہ قد تھے، کھلتا ہوا رنگ، سیاہ نہ سفید، موئے مبارک گھنے تھے نہ چھدرے، لٹکے ہوئے تھے نہ گھونگریالے بلکہ ایسے تھے جیسے کنگھی کر کے بنائے گئے ہوں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایسے صبیح تھے کہ اس میں سرخی کی جھلک تھی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہ دیکھا۔ محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے چہرۂ انور میں آفتاب رہ رہا ہے اور میں نے رفتار میں کسی کو حضور نبی کریم ﷺ سے زیادہ تیز نہ دیکھا گویا کہ زمین آپ ﷺ کیلئے لپٹتی تھی۔ ہم آپ کے ساتھ چلنے کے دوران کوشش کرتے اور آپ ﷺ کی عام رفتار بے پروائی کے ساتھ ہوتی۔

﴿ابن سعد، ترمذی، بیہقی﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہر نبی کو حسن خلق، حسن صورت اور حسن آواز کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو آپ ﷺ کو بھی حسن اخلاق، جمال صورت اور دل پذیر آواز سے نوازا۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی نبی کو مبعوث نہ فرمایا مگر یہ کہ وہ خوب رو، صاحب حسب ونسب اور خوش آواز ہوتا اور بلاشبہ تمہارے نبی صبیح و وجیہ، نجیب وشریف اور دل نشین آواز والے تھے اور یہ تمام خوبیاں آپ میں بدرجہ کمال موجود تھیں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ بہادر، سخی اور خوبصورت نہیں دیکھا۔

﴿مسند دارمی﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ کا دہن کشادہ، چشمان مبارک میں سرخی کی جھلک اور پیروں کی دونوں ایڑیوں پر گوشت اور بھری ہوئی تھیں۔

﴿مسلم﴾

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کی چشم ہائے مبارک بڑی بڑی تھیں۔ جن میں سرخی کی جھلک تھی اور آپ کی مژگاں (پلکیں) دراز تھیں۔

﴿بیہقی﴾

حلیہ مصطفیٰ ﷺ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ میانہ قد تھے، سر کے بال نہ گھنگریالے نہ لٹکے ہوئے، چہرے کا گوشت نرم اور لٹکا ہوا نہ تھا اور چہرے میں گولائی تھی۔ رنگ نکھرا ہوا، کشادہ پیشانی، مژگاں سیاہ دراز، جسم واندام کی ہڈیاں چوڑی پر گوشت، شانے چوڑے، جسم پر بال نہ تھے البتہ سینہ تا ناف ایک بالوں کی لکیر تھی، دونوں ہتھیلیاں اور قدم قوی ومضبوط تھے، انگلیاں فربہ تھیں، پورا قدم رکھ کر قوت کے ساتھ چلتے گویا فراز سے نشیب میں آرہے ہیں، التفات بے دلی سے نہ ہوتا اور یہ دونوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔

﴿ترمذی، بیہقی﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند کے ساتھ انہی سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ کی پیشانی مبارک چوڑی اور پلکیں لمبی تھیں۔ (طیالسی اور ترمذی رحمہم اللہ نے اسے روایت کر کے صحیح کہا ہے۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ طویل القامت تھے، نہ پستہ قد، آپ کا سر مبارک بڑا اور ریش مبارک بھی بڑی تھی، ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں فربہ اور جوڑ مضبوط تھے

اور ہڈیوں کے سرے یعنی گھٹنے، کہنی اور مونڈھے چوڑے اور مضبوط تھے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کلائیاں چوڑی اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا اور آپ کی مژگاں دراز تھیں۔ آپ ﷺ بازاروں میں شور مچانے والے فحش گو اور لغویات کہنے والے نہ تھے۔ کسی کے روبرو ہوتے یا پشت پھیرتے دونوں صورتوں میں پوری طرح عمل فرماتے تھے۔

﴿طیالسی، احمد، بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی داڑھی مبارک سیاہ تھی اور دانداں مبارک حسین تھے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ پر بڑھاپا آیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر بڑھاپے کا عیب نہ لگایا۔ آپ ﷺ کی ریش مبارک میں بس سترہ یا اٹھارہ بال سفید تھے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا قد میانہ اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا اور سر کے بال کانوں کی لو تک پہنچتے تھے۔ بہرحال آپ ﷺ سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہ دیکھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

محرش کعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: حضور نبی کریم ﷺ نے مقام جعرانہ سے رات کے وقت عمرہ کی نیت کی، اتفاقاً میری نظر آپ ﷺ کی پشت مبارک پر پڑی تو وہ گویا ایک سیم پارہ تھا۔ (یعنی چاندی کی ڈلی کی طرح روشن)

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے شکم مبارک کو (بہ غور) نہیں دیکھا مگر مجھے یاد ہے کہ وہ کاغذ کی تہوں کی مانند تھا۔ (یعنی بہت زیادہ شکنیں پڑی ہوئی تھیں۔)

﴿طیالسی، ابن سعد، طبرانی، ابن عساکر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایسے صبیح تھے گویا چاندی سے بنائے گئے تھے اور آپ کے بال گھونگروالے تھے نہ لٹکے ہوئے، شکم ہموار، شانوں کی ہڈیاں چوڑی اور چلنے کے دوران قدم رکھ کر چلتے، تخاطب کے سلسلے میں پورے طور پر روبرو ہوتے اور جب رخ تبدیل فرماتے تھے تو پورے طور پر فرماتے تھے۔

﴿ترمذی، بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا سر مبارک اور پائے مبارک بزرگ

(بڑے) اور کف ہائے دست (ہتھیلیاں) کشادہ تھے۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے قدم بڑے اور چہرہ زیبا ایسا تھا کہ میں نے کسی دوسرے کا نہ دیکھا۔

﴿بخاری﴾

حضرت میمونہ بنت کزدم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے اور میں پیر کے انگوٹھے سے متصل انگلی کی درازی کو نہیں بھولی ہوں۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

بلعدویہ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے۔ آپ ﷺ خوبصورت متناسب جسم، چوڑی پیشانی، کھڑی بلند ناک اور ملی ہوئی عمدہ ابرو والے شخص تھے اور میں نے دیکھا تھا کہ آپ کی گردن کے پاس سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نہ طویل القامت تھے نہ پستہ قد بلکہ قدرے درازی مائل جسم تھا اور ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں بھری ہوئی، سینہ سے ناف تک بالوں کی لکیر تھیں، آپ ﷺ کا پسینہ موتی کے مانند ہوتا اور جب چلتے تو جھکے ہوئے معلوم ہوتے گویا چڑھائی سے اتر رہے ہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم طویل قامت نہ تھے اور نہ درمیانہ قد سے نیچے نہ تھے مگر لوگوں کے ساتھ ہوتے تو دراز قد نظر آتے۔ آپ ﷺ کا گورا رنگ اور سر مبارک بڑا تھا، رنگ وروپ روشن و چمکدار تھا، پلکیں باریک اور ابرو کشادہ، ہاتھ، پیر کی انگلیاں بھری ہوئیں اور دراز تھیں۔ روانگی کے دوران قوت سے قدم بڑھاتے جیسے نشیب میں اتر رہے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیشانی پر پسینہ موتیوں کی مانند ہوتا اور میں نے آپ ﷺ کو دیکھنے سے پہلے یا بعد آپ ﷺ کا ہمسر نہ دیکھا۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا رنگ شفاف اور رسول اللہ ﷺ کا پسینہ موتی کی مانند تاباں تھا، آپ جس وقت چلتے تو اس طرح چلتے کہ جھکے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ میانہ قد کے لوگوں میں حسین ترین تھے، قد مائل بہ طول تھا، دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا، رخسار مبارک نرم و دراز، بال خوب سیاہ، آنکھیں سرمگیں، پلکیں دراز تھیں، قدم پورا رکھتے، پیروں کے تلوؤں میں گڑھا نہ تھا، جب

شانوں پر چادر ڈال لیتے تو پھر آپ ﷺ کا سراپا، جسم سیمیں (یعنی چاندی کی مثل) معلوم ہوتا۔ تبسم سے دیواریں روشن ہو جاتیں اور میں نے آپ ﷺ کو دیکھنے سے قبل یا بعد کسی کو حضور کا ہمسر نہ پایا۔

﴿بزاز، بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم ملائم، ریشم و دیبا کو بھی نہ پایا اور رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ خوشبو سے زیادہ مشک و عنبر کی خوشبو کو بھی نہ سونگھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے میرے رخساروں پر دست مبارک پھیرا تو میں نے آپ کے ہاتھ کی لطیف خنکی اور خوشبو کو محسوس کیا جیسے کہ آپ نے خوشبو دان سے اپنا دست مبارک نکالا ہو۔

﴿مسلم﴾

حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک مجھے دیا تو میں نے آپ کے ہاتھ میں برف سے زیادہ ٹھنڈک اور مشک سے زیادہ خوشبو محسوس کی۔

﴿بیہقی﴾

مستورد بن شداد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور میں نے آپ ﷺ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے لیا تو وہ برف سے زیادہ سرد اور حریر (ریشم) سے زیادہ نرم تھا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں مکہ میں بیمار ہوا اور نبی کریم ﷺ عیادت کیلئے تشریف لائے، اپنا دست مبارک میری پیشانی پر رکھا اور میرے چہرے، سینے اور پیٹ پر پھیرا تو میں آج تک سرور کائنات ﷺ کے دست مبارک کی اس خنکی کو محسوس کرتا ہوں جو اس وقت میں نے محسوس کی تھی۔

﴿احمد﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سرخی مائل گورے تھے۔ انگلیوں کے پورے بھرے ہوئے، طویل القامت تھے، نہ پستہ قد، بال گھنگریالے نہ لٹکے ہوئے جب آپ ﷺ چلتے تو لوگ ہمراہی قائم رکھنے کیلئے دوڑتے اور میں نے آپ کے مانند کسی کو نہ دیکھا۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت امد بن ابد حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور آپ کے بعد میں نے کسی کو آپ ﷺ کی مانند نہ دیکھا۔

﴿ابو موسیٰ مدینی کتاب الصحابہ﴾

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ قدم مبارک میں احسن البشر تھے۔

﴿ابن سعد﴾

(یعنی آپ کے قدم مبارک سب سے خوبصورت تھے۔)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے بیان کیا نبی کریم ﷺ کا رنگ سرخ سفید، پتلیاں سیاہ، سینہ سے ناف تک بالوں کا خط، ناک بلند، رخسار دراز و بلند داڑھی گھنی اور بال کان کی لو تک تھے۔ گردن مبارک گویا چاندی کی صراحی تھی۔ پیشانی پر پسینہ موتیوں کی مانند چمکتا تھا اور پسینہ کی خوشبو مشک سے زیادہ پاکیزہ اور لطیف تھی۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو میں ایک دن لوگوں کو خطاب کر رہا تھا اور احبار یہود ہاتھ میں کتاب لیے کھڑے تھے اور اس کی عبارت کسی مقام سے دیکھ رہے تھے پھر انہوں نے میری طرف دیکھ کر کہا:

"ابوالقاسم ﷺ کا وصف بیان کیجئے"۔

میں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم طویل القامت ہیں نہ پست قد، بال نہ گھنگریالے ہیں نہ لٹکے ہوئے، سیاہ رنگ کے ہیں، سر مبارک بڑا، آپ کا رنگ مائل بہ سرخی ہے، مضبوط اندام، انگلیاں بھری ہوئیں، حلق سے ناف تک بالوں کی سیدھی لکیر ہے، پلکیں دراز دونوں ابرو ملی ہوئیں، پیشانی چوڑی اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ ہے۔" ان کی رفتار کے دوران جسم میں جھکاؤ سا معلوم ہوتا ہے جیسے بلندی سے اتر رہے ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے نبی کریم ﷺ کے یہ اوصاف بیان کیے تو ایک یہودی نے کہا کہ ہماری کتاب میں بھی یہی اوصاف موجود ہیں پھر یہودی عالم نے کہنا شروع کیا کہ "حضور نبی کریم ﷺ جب آنکھ کھولتے ہیں تو اس میں سرخ ڈورے نظر آتے ہیں، ریش مبارک اور دہن اقدس خوبصورت اور دونوں کان مکمل ہیں اور جب تخاطب فرماتے تو پوری طور پر متوجہ ہو جاتے اور جب اختلاط ختم ہو جاتا ہے یعنی رابطہ اور میل کے بعد تو پھر (سن گن لینے کی خاطر) توجہ اور نظر نہیں رکھتے۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! یقیناً حضور نبی کریم ﷺ کی یہی شان ہے۔ یہودی عالم نے کہا: ایک بات اور ہے۔ میں نے کہا وہ کونسی؟ اس نے کہا آپ ﷺ میں خمیدگی ہے۔ میں نے کہا یہ وہ بات ہے جو میں نے تم سے بیان کر دی ہے کہ آپ ﷺ چلتے وقت جھکے معلوم ہوتے ہیں کہ جیسے نشیب میں اتر رہے ہیں۔ یہودی عالم نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کے یہ اوصاف اپنے اسلاف کی کتابوں میں پائے ہیں اور اور ہم نے پڑھا ہے کہ آپ خدا کے گھر میں اس کے حرم، مقام امن سے مبعوث ہوں گے پھر آپ اس حرم کی طرف ہجرت کریں گے جس کو آپ نے حرم قرار دیا ہوگا۔ اس کی حرمت ایسی ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے حرم کی۔ اس نئے حرم کے لوگ جہاں آپ ہجرت کر کے پہنچیں گے آپ کے انصار ہوں گے اور وہ لوگ عمرو بن عامر کی نسل سے ہوں گے جو باغات اور زمینوں کے مالک ہوں گے اور ان سے پہلے یہود ان چیزوں کے مالک ہوں گے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا یہی صورت واقعہ ہے۔ یہودی عالم نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ نبی برحق علیہ السلام ہیں اور پوری نوع انسانی کی طرف ان کی ہدایت کیلئے آئے ہیں۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند یہودی آئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے کہا: ”ہمیں اپنے چچا کے بیٹے کے اوصاف بتائیے۔“ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

محمد علیہ السلام نہ طویل القامت تھے نہ پست قد آپ کا رنگ و روپ سرخی مائل گورا تھا۔ آپ کے بال گھنگریالے تھے مگر بالکل پیچیدہ نہ تھے۔ سر کے ابرو ملے ہوئے، مژگاں دراز اور بینی شریف باریک اور درمیان میں اٹھی ہوئیں۔ حلقوم سے ناف تک بالوں کی سیدھی لکیر تھی، سامنے کے دانت چمکدار اور ریش مبارک گھنی تھی۔ گردن گویا چاندی کی صراحی تھی اور آپ کی ہنسلیوں میں گویا سونا رواں تھا۔ مذکورہ جگہوں کے علاوہ باقی جسم پر کہیں بال نہ تھے اور دونوں شانوں کے درمیان ماہِ کامل کی مانند ایک دائرہ تھا جس میں نورانی حروف میں دوسطریں تحریر تھیں۔

اوپر کی سطر میں ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ“ اور نیچے کی سطر میں ”مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ“ (علیہ السلام)

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کی وفات کے بعد بیت المقدس کے علماء یہود میں سے کوئی ایک عالم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہا نبی کریم علیہ السلام کے ذاتی اوصاف مجھ سے بیان فرمائیے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا:

”سنو! حضور نبی کریم علیہ السلام طویل القامت تھے نہ پستہ قد، رنگ سرخی مائل گورا، بال قدرے خم دار کانوں کی لو تک، پیشانی کشادہ، رخسار واضح، ابرو ملے ہوئے، پتلیاں سیاہ، پلکیں دراز، ناک باریک درمیان سے قدرے اٹھی ہوئی، سینہ سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی، سامنے کے دانت چمکدار اور ریش مبارک گھنی تھی، گردن شریف گویا چاندی کی صراحی اور حلقوم میں سونا بہتا معلوم ہوتا تھا، پیشانی پر پسینہ موتیوں کی مانند معلوم ہوتا تھا، ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں فربہ تھیں، حلقوم سے ناف تک بالوں کی لکیر کے سوا جو شاخ کی مانند تھی آپ کے جسم پر اور کہیں بال نہ تھے۔ آپ کے جسم سے مشک سے زیادہ خوشبو مہکتی تھی، کھڑے ہوتے تو دوسرے لوگوں سے اونچے نظر آتے اور جب چلتے تو گویا پتھر سے ہیرا اکھاڑ رہے ہیں، جب کسی کی جانب رخ انور پھیرتے تو پورے گھوم جاتے اور جب پلٹتے تو پوری طرح پلٹتے تھے۔“

یہودی نے کہا: ”آپ نے تمام اوصاف صحیح بیان کیے اور میں توریت میں آپ علیہ السلام کے یہی اوصاف پاتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا دین سچا اور آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ تم میرے اوامر (احکام) کے اجراء میں پوری جدوجہد کرو اور مذاق کرنے والوں کو برداشت نہ کرو۔

اے کنواری پاک بتول کے فرزند! میرا حکم سنو اور اس کے مطابق عمل کرو۔ میں نے تم کو بغیر مرد کے پیدا کیا اور سارے جہان کیلئے اپنی قدرت کا تم کو نشان بنایا۔ پس میرا ہی حکم مانو اور مجھ ہی پر بھروسہ رکھو اور اہل سوران کی طرف جا کر ان کو میرے احکام پہنچا دو کہ میں وہ خدائے حی القیوم ہوں جسے کبھی زوال نہیں اور اس نبی امی کی تصدیق کرو جو عربی شتربان (اونٹ) اور عمامہ والا ہے، وہ نبی موصوف نعلین پہنے گا اور ہاتھ میں عصا رکھے گا۔ اس کا سر بڑا ہوگا، پیشانی چوڑی بھنویں ملی ہوئی، پتلیاں سیاہ، آنکھیں سو حسین و کشادہ، مژدگاں دراز، ناک باریک اور درمیان سے اٹھی ہوئی، رخسار واضح طور، ریش مبارک گھنی، پیشانی پر پسینہ موتیوں کی مانند ہوگا جس سے خوشبو مہک جائے گی، اس کی گردن گویا صراحی سیمی اور حلقوم میں سونا بہتا معلوم ہوگا اور از سینہ تا ناف بالوں کی لکیر ہوگی مگر اس کے کہیں بال نہ ہوں گے، ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں فربہ ہوں گی، وہ لوگوں کے درمیان سب سے بلند نظر آئے گا، چلنے کے دوران قدموں کی نشست و برخاست کچھ اس انداز پر ہوگی جیسے وہ قدموں سے پتھروں کی ناہمواری کو مسلتا چل رہا ہے اور ایک صاحب قوت نشیب کی طرف پہنچ رہا ہے، اس محترم و محسن عالم کی رفتار کڑی کمان کے تیر کی طرح تیز ہوگی۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں پوچھا اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے اوصاف بیان کرنے میں مشہور تھے۔ انہوں نے اس طرح حالات بیان کیے:

نبی کریم ﷺ صاحب عظمت لوگوں میں برگزیدہ تھے۔ آپ ﷺ کی پیشانی ماہ تمام کی مانند چمکتی، آپ ﷺ کا قد زیبا درمیانہ قامتی سے کسی قدر متجاوز مگر طویل قامتی سے کم تھا۔ آپ ﷺ کا سر بڑا اور بال قدرے خمیدہ تھے جو اکثر کانوں کی لو سے متجاوز ہوتے، رنگ نکھرا ہوا چمکدار، پیشانی کشادہ، ابرو باریک اور بڑی جن میں بالوں کی کثرت تھی اور دونوں ابرو کے درمیان رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر آتی، ناک باریک درمیان سے اٹھی ہوئی اور نورانی تھی۔ ریش مبارک گھنی، آنکھوں کی پتلیاں سیاہ، رخسار دراز، دہن مبارک فراخ، دانت آبدار اور سامنے کے کشادہ تھے۔ سینہ پر بالوں کی لکیر تھی، گردن ہاتھی دانت یا چاندی کی طرح صاف تھی، تمام اعضاء میں تناسب اور حسن تھا، فربہ اور قوی تھے، پیٹ اور سینہ ہموار تھا، سینہ چوڑا ابھرا ہوا تھا۔ اندام قوی تھے کل جسم پر نور تھا، سینہ پر بالوں کے علاوہ کہیں بال نہ تھے، کلائیاں لمبی اور ہتھیلیاں چوڑی، تمام انگلیاں فربہ تھیں۔ تلوؤں میں گڑھا نہ تھا، دونوں تلوے صاف رہتے پھٹے نہ ہوتے پانی پڑنے پر فوراً بہہ جاتا۔ آپ ﷺ قدرے جھک کر متانت اور وقار کے ساتھ چلتے، رفتار میں تیزی اور سرعت تھی، ایسا محسوس ہوتا کہ ایک صاحب قوت شخص اپنے جوتوں سے پتھروں کی ناہمواری کو مسلتا ہوا نشیب کی طرف اتر رہا ہے جب التفات فرماتے تو پوری توجہ کے ساتھ نگاہیں نیچی سوئے زمین رہتیں، دیکھنے کا انداز گوشہ چشم سے تھا، اپنے اصحاب کے پیچھے چلتے اور ہمیشہ لوگوں سے

السلام علیکم کہنے میں سبقت فرمایا کرتے۔

اس کے بعد میں نے حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: براہِ کرام! اب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گفتار کے بارے میں کچھ بیان کیجئے تو انہوں نے کہا: ''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حزن وملال کی کیفیت دائمی تھی، ہمیشہ فکر مند رہتے، کسی لحہ آپ ﷺ کو چین وانبساط نہ تھا بغیر ضرورت کلام نہ فرماتے، خاموشی طاری رہتی۔ خوش کلامی سے کلام کی ابتداء کرتے اور خوش کلامی ہی پر اختتام فرماتے، گفتگو ٹھوس با مقصد، جچا تلا انداز، سوچی سمجھی رائے، جامعیت اور اختصار کے ساتھ ہوتی نہ اس میں تشنگی رہتی اور نہ غیر ضروری الفاظ ہوتے۔ آپ ﷺ نعمت کی قدر اور شکر کرتے اگرچہ وہ قلیل ہو، کھانے کی اشیاء کی نہ برائی کرتے نہ تعریف میں مبالغہ کرتے۔ حق کی مدافعت کیلئے غضبناک ہوتے تو باطل پرست تاب برداشت نہ رکھتا، اپنی ذات کیلئے کبھی ترش رو اور خفا نہ ہوتے نہ اپنے کارناموں پر داد وتحسین کو پسند کرتے نہ گوارا فرماتے جب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ سے مکمل طور پر اشارہ کرتے، اظہار حیرت کیلئے ہاتھ کو پلٹ کر اشارہ فرماتے۔ کبھی دوران گفتگو میں ہاتھ کو ملا لیتے اور سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر مارتے۔ بری اور نازیبا بات کو دیکھ کر یا سن کر اعراض فرماتے جس سے لوگوں کو حضور نبی کریم ﷺ کی ناپسندیدگی اور ناراضگی کا فوراً انداز ہو جاتا۔ مسرت و انبساط کے وقت نگاہیں جھکا لیتے اور حضور نبی کریم ﷺ کی ہنسی تبسم سے زیادہ نہ ہوتی۔ تبسم کے دوران دندانِ مبارک اولوں کی مانند صاف اور چمکدار نظر آجائے۔

﴿ابن سعد، ترمذی، بیہقی، طبرانی، ابونعیم، ابن السکین المعرفہ، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کے صفاتی نام

بعض علماء کا قول ہے کہ نبی کریم کے ایک ہزار نام ہیں۔ کچھ قرآن کریم میں مذکور ہیں اور کچھ احادیث اور کتب سابقہ میں ہیں۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا میرے بہ کثرت نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو ناپید کرے گا۔ میں وہ حاشر ہوں کہ میرے قدموں پر لوگ قبروں سے اٹھیں گے اور میں عاقب ہوں اس وجہ سے کہ میں سب سے پیچھے آیا ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: میں محمد، میں احمد، میں حاشر، میں ماحی اور خاتم وعاقب ہوں۔ (ﷺ)

﴿مسند احمد، مسند طیالسی، ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں محمد، میں احمد، میں حاشر اور ماحی ہوں۔ (ﷺ)

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے رویت ہے کہ ہمیں نبی کریم ﷺ نے اپنے بہت سے نام بتائے۔ ان میں سے کچھ تو ہمیں یاد ہیں اور کچھ یاد نہیں رہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں محمد، میں احمد و مقفی، حاشر، نبی التوبہ، الملحمہ اور نبی الرحمہ ہوں۔ (ﷺ)

﴿احمد، مسلم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مدینہ کے ایک کوچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ملاقات کی، آپ نے فرمایا: میں محمد، احمد، میں نبی الرحمہ، میں نبی التوبہ، میں المقفی، میں الحاشر اور نبی الملاحم ہوں۔ (ﷺ)

﴿احمد، ابن ابی شیبہ، ترمذی﴾

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے رب کے نزدیک میرے دس نام ہیں: میں محمد، میں احمد، فاتح، خاتم، ابوالقاسم، حاشر، عاقب، ماحی، یٰسین اور طٰہٰ ہوں۔ (ﷺ)

﴿ابونعیم، ابن مردویہ فی التفسیر، دیلمی، مسند الفردوس﴾

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں محمد، احمد، رسول الرحمہ، رسول الملحمہ، المقفی اور الحاشر ہوں۔ مجھے جہاد کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔ (ﷺ)

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: قرآن پاک میں میرا نام محمد، انجیل، میں احمد، توریت میں احید ہے۔ میرا نام احید اس لیے رکھا گیا کہ میں اپنی امت کو جہنم کی آگ سے دور کرتا ہوں۔ (ﷺ)

﴿ابن عدی، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کتب سابقہ میں احمد، محمد، ماحی، المقفی، نبی الملاحم، حمطایا، فارقلیطا اور ماذ ماذ کے ناموں سے مخاطب کیا جاتا تھا۔ (ﷺ)

﴿ابونعیم﴾

ابن فارس رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: توریت میں میرا نام "احمد الضحوک القتال" ہے جو اونٹ پر سواری کرے گا، عمامہ باندھے گا اور کاندھے پر تلوار لٹکائے گا۔ (ﷺ)

مصنف کتاب، حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے اسمائے شریفہ کی شرح میں ایک کتاب مرتب کی ہے جس میں تین سو چالیس، ناموں کو قرآن کریم، احادیث نبوی اور کتب سابقہ سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے ناموں کا اسمائے الٰہی سے انتساب

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تقریباً اپنے تیس ناموں سے مخصوص فرمایا وہ اسماء حسب ذیل ہیں:

"(۱) الاکرام، (۲) الامین، (۳) الاول، (۴) الآخر، (۵) البشیر، (۶) الجبار، (۷) الحق، (۸) الخبیر، (۹) ذوالقوہ، (۱۰) الرؤف، (۱۱) الرحیم، (۱۲) الشہید، (۱۳) الشکور، (۱۴) الصادق، (۱۵) العظیم، (۱۶) العفو، (۱۷) العالم، (۱۸) العزیز، (۱۹) الفاتح، (۲۰) الکریم، (۲۱) المبین، (۲۲) المھیمن، (۲۳) المؤمن، (۲۴) المقدس، (۲۵) المولیٰ، (۲۶) الولی، (۲۷) النور، (۲۸) الھادی، (۲۹) طٰہٰ اور (۳۰) یٰسین."

علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ان تیس ناموں کے سوا اور بھی بہت سے اسماء قرآن کریم میں ملتے ہیں۔ جو یہ ہیں:

"(۱) الاحد، (۲) الاصدق، (۳) الاحسن، (۴) الاجود، (۵) الاعلیٰ، (۶) الآمر، (۷) الناھی، (۸) الباطن، (۹) البر، (۱۰) البرھان، (۱۱) الحاشر، (۱۲) الحافظ، (۱۳) الحفیظ، (۱۴) الحسیب، (۱۵) الحکیم، (۱۶) الحلیم، (۱۷) الحی، (۱۸) الخلیفہ، (۱۹) الدعی، (۲۰) الرفیع، (۲۱) الواضع، (۲۲) رفیع، (۲۳) الدرجات، (۲۴) السلام، (۲۵) السید، (۲۶) الشاکر، (۲۷) الصابر، (۲۸) الصاحب، (۲۹) الطیب، (۳۰) الطاھر، (۳۱) العدل، (۳۲) العلے، (۳۳) الغالب، (۳۴) الغفور، (۳۵) الغنی، (۳۶) القائم، (۳۷) القریب، (۳۸) الماجد، (۳۹) المعطی، (۴۰) الناسخ، (۴۱) الناشر، (۴۲) الوفی، (۴۳) حم، (۴۴) اور نون."

نبی کریم ﷺ کے ناموں کا اسمائے الٰہی سے اشتقاق:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی مدح میں حسب ذیل اشعار پڑھے:

اغر علیه للنبوة خاتم — من الله من نور یلوح و یشهد
وضم الا له اسم النبی الی اسمه — اذا قال فی الخمس الموذن اشهد
و شق له من اسمه لیجله — فذو العرش محمود و هذا محمد

ترجمہ: آپ حسین ہیں، آپ پر مہر نبوت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، وہ مہرِ نور ہے، چمکدار ہے اور گواہی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام اپنے نام کے ساتھ ملایا، جب مؤذن

پانچوں وقت "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہتا ہے تو اس کے ساتھ ہی "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کا بھی اظہار واعلان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے محمد ﷺ کا نام نکالا تا کہ آپ کی عزت وعظمت کا اظہار ہو تو مالک عرش کا نام محمود ہے اور آپ کا نام محمد (ﷺ)۔

حضرت علی بن زید بن جدعان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: لوگوں نے ایک اجتماع میں مذاکرہ کیا کہ عرب میں کون سا شاعر بہتر ہے اور اس کے کلام میں وہ کون سا بہترین شعر ہے جو اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی منقبت میں کہا ہے؟ چنانچہ متفقہ طور پر کہا گیا کہ "وَشَقَّ لَهٗ مِنِ اسْمِهٖ" الخ سب سے بہتر ہے۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب نے ایک دنبہ کا عقیقہ کیا اور نبی کریم ﷺ کا نام محمد رکھا۔ اس موقع پر کسی نے ان سے کہا: "اے ابوالحارث! کیا وجہ ہے کہ آپ نے بچے کا نام محمد (ﷺ) رکھا اور اپنے آباؤ اجداد کے ناموں پر نام نہ رکھا؟"

حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا: "میں نے چاہا کہ آسمانوں میں اللہ تعالیٰ میرے پوتے کی مدح فرمائے اور زمین پر ساکنانِ خاک آپ کی تعریفیں کریں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطلب کی اس آرزو کو اس طرح پورا کر دیا کہ آج آفاق اس نام نامی سے گونج رہا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

بچپن میں مدینہ منورہ میں قیام

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عاصم بن عمرو بن قتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اس روایت میں مختلف احادیث کے الفاظ خلط ملط ہو گئے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا جب نبی کریم ﷺ چھ سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ اپنی بہنوں سے ملنے کیلئے مدینہ منورہ میں بنی عدی اور بنی نجار آئیں، پہلے نابغہ کے گھر اتریں اور ان کے یہاں ایک ماہ تک قیام کیا، ان کے ہمراہ آپ اور ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ نبی کریم ﷺ کو جب کبھی اس مکان کو دیکھنے کا اتفاق ہوتا تو آپ کو اپنے زمانہ قیام کی یاد تازہ ہو جاتی۔ آپ ﷺ فرماتے: میں اپنی والدہ کے ہمراہ یہاں ٹھہرا تھا اور میں نے بنی عدی کے حوض میں تیرنا شروع کیا تھا۔ یہود کی نگاہیں جب آپ ﷺ پر پڑتیں تو وہ بغور آپ ﷺ کو دیکھتے۔

ام ایمن کا کہنا ہے میں نے سنا ایک شخص کہہ رہا تھا: "یہ بچہ اس امت کا نبی ہے اور یہ مقام اس کی ہجرت گاہ ہے۔" میں نے ان باتوں کو یاد رکھا، کچھ عرصہ کے بعد آپ ﷺ والدہ کے ساتھ مکہ واپس آ رہے تھے کہ آپ ﷺ کی والدہ کا مقام ابواء پہنچنے پر انتقال ہو گیا۔

﴿ابن سعد﴾

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے واقدی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے ان کے مشائخ اور راویوں سے مذکورہ حدیث کی مانند روایت کی اور یہ مزید کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اس زمانے میں اس یہودی کو میں نے نظر بھر کر دیکھا جو بار بار میری طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: ''اے بچے! تمہارا نام احمد ہے؟'' میں نے جواب دیا: ''میرا نام احمد ہے۔'' پھر اس نے میری پشت کی طرف دیکھا تو میں نے سنا وہ یہودی کہہ رہا تھا: ''یہ اس امت کا نبی ہے۔'' پھر میں اپنی والدہ کی بہنوں کے پاس آیا اور ان سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ انہوں نے والدہ کو بتایا کہ تو وہ میرے بارے میں اندیشہ کرنے لگیں اور پھر مجھ کو ساتھ لے کر مکہ روانہ ہو گئیں۔

ام ایمن رضی اللہ عنہا ہمیں بتایا کرتی تھیں کہ دوپہر کے وقت میرے پاس مدینہ کے قیام کے دوران دو یہودی آئے اور انہوں نے کہا: ''ہم احمد (ﷺ) کو دیکھیں گے۔'' میں نے دکھا دیا پھر اوندھا کر کے پیٹھ دیکھی پھر انہوں نے آپس میں کہا: ''یہ اس امت کا نبی ہے اور یہ شہر اس کی ہجرت کا مقام ہے۔ عنقریب اس شہر میں قتل و غارت، قید و بند اور دوسرے اہم امور ظہور میں آنے والے ہیں۔'' ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے ان کے یہ الفاظ یاد رکھے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا وصال

زہری رحمۃ اللہ علیہ ام سماعہ بنت ابی رہم سے اور انہوں نے اپنی امہات (ماؤں) سے روایت کی کہ میں نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس مرض کے زمانے میں جس میں ان کی وفات ہوئی، موجود تھی اور نبی کریم ﷺ جن کی عمر صرف پانچ سال تھی، بالیں پر بیٹھے تھے اور مریضہ ماں اپنے صاحبزادے کو دیکھ رہی تھیں، پھر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے یہ اشعار پڑھے:

بارک اللہ فیک من غلام ... یا ابن الذی من حومۃ الحمام
نجابعون الملک المنعام ... فودی غداۃ الضرب بالسھام
بما ئۃ من ابل سوام ... ان صح ما ابصرت فی المنام
فانت مبعوث الی الانام ... من عندی ذی الجلال والاکرام
تبعث فی الحل و فی الحرام ... تبعث بالتحقیق والسلام
دین ابیک البرابرا اھام ... فاللہ انھاک عن الاصنام
ان لا تو الیھا مع الا قوام

ترجمہ: ''اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں برکت دے، اے اس شخص کے فرزند جو (میرا شوہر ہے اور وہ) وفات پا چکا ہے۔ جس نے انعام واکرام کرنے والے خدا کی مدد سے اس وقت نجات

پائی تھی، جب قرعہ اندازی میں ان کا نام نکلا۔ پھر ان کی دیت میں چھوڑے ہوئے سو اونٹ ذبح کیے گئے اور جو خواب میں، میں نے دیکھا ہے اگر وہ صحیح ہے تو۔ یقیناً آپ لوگوں کی طرف عظمت وجلالت والے خدا کی جانب سے مبعوث ہوں گے۔ آپ حل وحرم میں مبعوث ہوں گے، بلاشبہ اسلام کے ساتھ آپ ﷺ کی بعثت ہوگی۔ اسلام، بلاشبہ تمہارے نیکوکار والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے۔ اب اللہ تعالیٰ آپ کو بتوں سے محفوظ رکھے کہ آپ لوگوں کے ساتھ ان کی پیروی نہ کریں۔"

ان اشعار کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "ہر جینے والے کو مرنا ہے، ہر جدید کو قدیم اور ہر بڑھاپے کیلئے موت ہے۔ اب میں مرنے والی ہوں مگر میری یاد باقی رہنے والی ہے۔ بے شک میں نے آپ کو خیر کے ساتھ چھوڑا اور عظمت وطہارت کے ساتھ تولید کیا پھر وہ وفات پاگئیں اور ہم نے جنات کو ان پر روتے سنا اور ہم نے ان کے نوحہ کے چند اشعار یاد رکھے، جو یہ ہیں:

نبکی الفتاۃ البرۃ الامینۃ	ذات الجمال العفۃ الرزینۃ
زوجۃ عبد اللہ و القرینۃ	ام نبی اللہ ذی السکینۃ
و صاحب المنبر با المدینۃ	صارت لدی حفرتھا رھینۃ

ترجمہ: "ہم اس جوان محترمہ عورت کی موت پر روتے ہیں، جو نیکوکار، امانت دار، صاحب جمال، عفیفہ اور وقار والی ہے۔ وہ حضرت عبداللہ کی بیوی محترم اور ان کی رفیقہ حیات اور صاحب سکینہ اللہ کے نبی کی اولاد ماجدہ ہیں۔ وہ نبی ﷺ مدینہ طیبہ میں صاحب منبر ہوگا، ان کی والدہ اپنی قبر میں مدفون ہوگئیں۔"

﴿ابونعیم﴾

حضرت عبدالمطلب کے وسیلہ سے اہل مکہ کی طلب بارش کیلئے دعا:

مخزمہ بن نوفل نے اپنی والدہ رقیقہ سے جو کہ عبدالمطلب کی ہم عمر تھیں، روایت کی کہ قریش کو مسلسل خشک سالی کا سامنا کرنا پڑا جس کی بنا پر بے چاروں کی ہڈیاں تک چیخ گئیں، چنانچہ میں ایک روز سو رہی تھی یا غنودگی کی حالت تھی کہ دفعتہً ایک غیبی آواز سنی کہ:

"اے گروہِ قریش! وہ نبی جو تمہارے درمیان مبعوث ہونے والا ہے، اس کے ظہور کا زمانہ قریب آگیا ہے، تم لوگ بارش اور خوش حالی کیلئے دعا کیوں نہیں مانگتے لہٰذا تم ایسے شخص کو مخصوص کرو جو حسب و نسب میں بہتر اور جسامت میں عظیم، رنگ میں صاف وسفید اور جلد میں نازک ولطیف ہو، اس کی پلکیں دراز وکثیر اور رخسار شاداب وحسین ہوں اور اس کی ناک سونتی ہوئی درمیان سے مرتفع ہو، اسے وہ فخر حاصل ہے کہ اس پر لوگوں کی حاجتیں موقوف ہیں۔ اس قحط اور خشک سالی سے نجات کا یہ طریقہ ہے کہ مذکورہ علامات کا حامل شخص اس کے بیٹے، پوتے دعاؤں کیلئے مخصوص ہو جائیں اور تمام قبائل عرب سے ایک ایک فرد ان کے ساتھ آکر شریک ہو اور تمام افراد پانی سے غسل کریں، خوشبو ملیں، رکن کعبہ کو بوسہ دیں، سات مرتبہ طواف کعبہ کریں پھر سب لوگ جبل ابوقبیس پر چڑھیں۔ بعد ازاں وہ مذکورہ علامات کا

حامل شخص اللہ تعالیٰ سے بارش کیلئے التجاء و دعا کرے، باقی تمام لوگ آمین کہیں، اس کے بعد تم لوگوں کو حسب ضرورت سیراب کیا جائے گا۔"

میں بیدار ہوئی تو صبح تھی اور میرا دل خوف زدہ اور اندام لرزاں، دماغ چکرا رہا تھا، میں نے اپنے خواب کا ذکر کیا اور مکی خانوادوں میں آئی، ہر شخص نے یہی کہا کہ جو علامات تم بیان کر رہی ہو وہ سردار عبدالمطلب کے سوا کسی میں نہیں، تو اہل قریش اور دیگر قبیلوں میں سے ایک ایک فرد بہ طور نمائندہ مجتمع ہو کر حضرت عبدالمطلب کی خدمت میں آئے، غسل کیے خوشبو لگائیں، استلام کے بعد طواف کیا پھر جبل ابوالقبیس پر آئے، حضرت عبدالمطلب پہاڑ کی چوٹی پر پہلو میں کمسن پوتے یعنی رسول اللہ ﷺ کو لے کر کھڑے ہوئے۔ پھر حضرت عبدالمطلب نے ان الفاظ میں دعا کیلئے لب کشائی کی:

اللھم سادالخلة و کاشف الکربة انت عالم غیر معلم و مسئول غیر مبخل و ھذہ عبد اؤک و اماؤک بعذرات حرمک یشکون الیک سنتھم اذھبت الخف و الظلف اللھم فا مطرن غیثا مغدقا و مریعا

ترجمہ: "اے ہمارے خدا! ہماری حاجت کو پورا فرمانے والے اور ہمیں غموں سے نجات دینے والے! تجھے بلا بتائے سب خبر ہے اور سب تجھ سے سوالی ہیں، عطا نہ فرمانا تیری عادت نہیں ہے تیرے قرم میں تیرے بندے حاضر ہیں، خشک سالی کی وجہ سے ہمارے مویشی اور زمین تباہ حال ہے، اے معبود برحق! ہم پر اپنی بارش فرما جو ہر طرف سرسبزہ کر دے۔"

دعا کے بعد وہ ابھی لوٹے بھی نہیں تھے کہ آسمان ابر آلود ہوا، بارش ہونے لگی اور پوری وادی اور نالے بھر گئے۔ میں نے دو بوڑھے قریشیوں کو کہتے سنا: "اے عبدالمطلب! اے ابوالبطحا! یہ استجاب مبارک ہو کیونکہ اس کے سبب اہل بطحا میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔" اس موقع پر رقیقہ نے حسب ذیل اشعار کہے:

بشیبة الحمد اسقی اللہ بلدتنا — لما فقدنا الحیاء و اجلو ذالمطر
فجاء بالماء جونی له سیل — سحا فعاشت به الانعام والشجر
منا من اللہ بالمیمون طائرہ — و خیر من بشرت یوما به مضر
مبارک الامر یستسقی الغمام به — ما فی الا نام له عدل ولا حظر

ترجمہ: "یعنی شیبة الحمد عبدالمطلب کے وسیلے سے اللہ نے ہمارے شہروں کو پانی بخشا جبکہ ہماری زندگیاں خشک سالی کے سبب تنگی میں تھیں۔ تو موسلا دھار بارش ہوئی جس سے دریا اور نالے بھر گئے، چوپائے اور درخت زندہ ہو گئے۔ ہم سب کی سیرابی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے یہ اس کے وسیلے سے ہے جس کا نصیبہ برکت والا ہے اور وہ اس سے بہتر ہے جس کی بشارت ایک دن مضر نے دی تھی۔ بابرکت ہے وہ نام جس کے وسیلے سے بادل کے ذریعہ پانی مانگا گیا وہ ایسی ذات ہے جس کی ہمسر اور تمام مرتبہ ذات لوگوں میں کوئی نہیں۔"

﴿ابن سعد، ابن ابی الدنیا، بیہقی، طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ اپنے دادا کی مدد کرتے تھے:

ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کندیر بن سعید رضی اللہ عنہ کی سند سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں زیارتِ بیت اللہ کو میرا جانا ہوا میں نے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ایک شخص کو دیکھا جو یہ پڑھ رہا تھا:

رد الی راکبی محمدا
یا رب ردہ و اصطنع عندی یدا

ترجمہ: ''اے میرے رب! مجھ پر سوار کرنے والے محمد کو مجھے لوٹا دے، اے میرے رب! اسے پلٹا دے اور میرے ہاتھ مضبوط کر دے۔''

میں نے دریافت کیا یہ کون شخص ہے جو مناجات کر رہا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ حضرت عبدالمطلب ہیں۔ انہوں نے اپنے فرزند (محمد ﷺ) کو تلاش شتر کیلئے بھیجا ہے اور وہ عبدالمطلب کے جس کام کی انجام دہی کیلئے جاتے ہیں اس کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیتے ہیں۔ اس وقت ان کو واپسی میں کچھ دیر ہو گئی ہے جس کی وجہ سے وہ دعا کر رہے ہیں۔ اس بات کو زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ نبی کریم ﷺ اونٹ لے کر آ گئے۔

﴿تاریخ بخاری، ابن سعد، ابویعلیٰ، طبرانی، ابن عدی، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (میرے جد امجد) حیدہ نے عہد جاہلیت میں عمرہ کیا۔ انہوں نے ایک بوڑھے شخص کو طواف کے دوران یہ دعا کرتے سنا:

رد الی راکبی محمدا
یا رب ردہ و اصطنع عندی یدا

میں نے دریافت کیا یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ سردار قریش حضرت عبدالمطلب ہیں۔ ان کے بہت سے اونٹ ہیں جب ان میں سے کوئی گم ہو جاتا ہے تو اپنے بیٹے کو بازیابی کیلئے بھیجتے ہیں اور جب بیٹے تلاش میں ناکام ہو جاتے ہیں تو پھر اپنے پوتے کو روانہ کرتے ہیں۔ اس وقت انہوں نے اپنے پوتے کو روانہ کیا ہوا ہے کیونکہ ان کے بیٹے اونٹ کی تلاش میں ناکام ہو چکے تھے۔ اس گفتگو کو کچھ زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ نبی کریم ﷺ اونٹ کو لے کر آ گئے۔

﴿بیہقی، ابن عدی﴾

حضرت عبدالمطلب مقام نبی ﷺ سے واقف تھے:

عبداللہ بن عباس بن معبد رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ان کے بعض گھر والوں نے حدیث بیان کی کہ حضرت عبدالمطلب کیلئے سایہ خانہ کعبہ میں مسند لگائی جاتی اور مسند پر کوئی بھی ان کی اولاد میں سے نہ بیٹھتا مگر جب نبی کریم ﷺ تشریف لاتے تو آپ اسی مسند پر بیٹھ جاتے، کوئی چچا جب یہ دیکھ لیتا اور نبی کریم ﷺ مسند ہٹنے کیلئے کہتا تو پھر حضرت عبدالمطلب فرماتے: ''میرے بیٹے سے کچھ نہ کہو۔'' پھر آپ ﷺ کی پشت پر شفقت اور پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے فرماتے: ''بلاشک میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہے۔''

جب حضرت عبدالمطلب کی وفات ہوئی تو نبی کریم ﷺ آٹھ سال کے تھے۔ حضرت عبدالمطلب نے وفات سے پہلے نبی کریم ﷺ کیلئے ابو طالب کو وصیت کر دی تھی۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی کے مانند روایت کی۔ البتہ اس میں اس قدر زیادہ ہے کہ

"میرے بیٹے کو چھوڑ دو کہ وہ مسند پر بیٹھا رہ، وہ اپنی ذات کے بارے میں شعور اور معرفت رکھتا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ ایسے مرتبہ اعلیٰ پر پہنچے گا کہ نہ اس سے پہلے کوئی پہنچا نہ بعد میں پہنچ سکے گا۔"

﴿ابو نعیم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ اور حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مسند حضرت عبدالمطلب پر بیٹھ جایا کرتے، کوئی چچا آتا اور آپ ﷺ سے ہٹ جانے کو کہتا۔ تو حضرت عبدالمطلب فرماتے: "میرے بیٹے کو کچھ نہ کہو کیونکہ اس میں شاہانہ صفات ہیں۔"

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

بنی مدلج نے حضرت عبدالمطلب سے کہا: "آپ محمد (ﷺ) کی حفاظت کیجئے کیونکہ ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نشان قدم کے مشابہ (جو مقام ابراہیم میں ہے۔) کسی کا قدم نہیں دیکھا مگر حضرت محمد ﷺ کا نشان قدم اس سے بہت مشابہ ہے۔" حضرت عبدالمطلب نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے فرمایا:
"اے کنیز! اس فرزند سے بے پروانہ ہونا، اس لیے اہل کتاب میرے اس بیٹے کو نبی بتاتے ہیں۔"
مشائخ واقدی سے روایت ہے کہ ہم ایک روز حجر اسود کے قریب حضرت عبدالمطلب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور نجران کا پادری جوان کا دوست تھا، ان سے باتیں کر رہا تھا کہ ہم ایک نبی کی خبر پاتے ہیں، جو بنی اسماعیل سے ہوگا یہ شہر مکہ اس کی ولادت گاہ ہے اور اس کی یہ علامات ہیں۔ اتفاقاً اسی وقت نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے۔ پادری نے آنکھوں، پشت اقدس اور قدم شریف کو بغور دیکھا اور کہنے لگا وہ نبی یہی ہیں۔ اس نے پوچھا: آپ کا ان سے کیا رشتہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا:
"یہ میرا فرزند ہے۔" پادری نے کہا: "نہیں! ان کے بارے میں ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس نبی کے والد حیات نہ رہیں گے۔" حضرت عبدالمطلب نے کہا:
"دراصل یہ میرا پوتا ہے اور اس کے باپ نے اس وقت وفات پائی جبکہ یہ حمل میں تھے۔"
پادری نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ اس کے بعد حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹوں کو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی حفاظت کیلئے ہدایت فرمائی۔

﴿ابو نعیم﴾

سیف بن ذی یزن کا اوصافِ نبی بتانا:

عفیر بن زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے روایت ہے کہ جب سیف بن ذی یزن کا تسلط حبشہ پر ہوا۔ (یہ

واقعہ نبی کریم ﷺ کی ولادت کے دو سال بعد ہوا تھا۔) تو عرب کے وفود اسے مبارکباد دینے آئے جن میں قریش کے وفد کے سربراہ حضرت عبدالمطلب بھی تھے، ان سے سیف نے کہا:

"اے عبدالمطلب! میں اسرار علمی کی ایک بات تم سے بیان کرتا ہوں اس کا ایک تعلق تم سے بھی ہے جو اس کے وجود کا تعلق ہے مگر میرا بیان اس شرط پر ہوگا کہ آپ اسے بدون حکم خداوندی کسی پر ہرگز ظاہر نہ کریں گے۔ اس میں کچھ لوگوں کیلئے خیر اور کچھ کیلئے خطرہ ہے۔ اس میں دنیا کی فلاح اور آخرت کی نجات ہے اور جس کے اثرات کا دائرہ وسیع ہے۔"

حضرت عبدالمطلب نے پوچھا: "ایسی کون سی بات ہے؟" سیف نے کہا: "اس زمانہ میں تہامہ کی سرزمین پر ایک بچہ پیدا ہوا ہے جس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک دائرہ ہے، اس فرزند جلیل کو شرف امانت و ہدایت حاصل ہے اور تم سب اور ساری نوع انسانی کیلئے اس کی پیشوائی اور ہدایات قیامت تک کیلئے مخصوص ہے۔ اس نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا یہی وہ زمانہ ہے جس میں اس کو پیدا کو ہونا ہے، یا وہ پیدا ہو چکا ہے، نام اس کا محمد ﷺ ہے۔

اس کے والدین فوت ہو جائیں گے اور اس کے دادا اور اس کے چچا کفالت کریں گے، اس کا حکم غالب ہو کر رہے گا اور ہم میں سے اس کیلئے مددگار پیدا ہوں گے۔ اس کے ذریعہ دشمن دوست بنیں گے اور سچائی کے مخالفوں کو ذلیل و خوار کریں گے، ہلاکت کے گہرے غاروں سے لوٹ کر لوگ سلامتی کی راہ پر گامزن ہوں گے، ان کیلئے مادی وسائل فراہم کرنا آسان ہوگا، وہ زمین کے خزانوں سے اپنے ارادہ کی قوت باہر نکالیں گے۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور طاغوت کی قوت اور سرکشی کو توڑ دیں گے۔

آتش کدے سرد اور بتکدے تباہ ہوں گے، اس کے عدل و انصاف گستری کا انعام خویش و بیگانہ سب کو پانی، ہوا اور سورج کی شعاع کی طرح یکساں ملے گا۔ اے عبدالمطلب! تم اس کے دادا ہو، یہ بات جھوٹ نہیں ہے، تو اے خوش قسمت بوڑھے سردار! اور پاسبان حرم! تو کیا تم نے سمجھ لیا جو میں کہہ رہا تھا۔"

انہوں نے کہا: "ہاں اے واقف حال بادشاہ! میں نے اپنے محبوب ترین فرزند کا نکاح ایک شریف خاندان، شریف خصلت زہری خاتون سے کیا ہے جس کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمد ﷺ رکھا گیا۔ بچے کے والدین وفات پا گئے، لہٰذا میں اور اس کا چچا اب اس کے کفیل ہیں۔" سیف نے کہا: "میری باتوں کو یاد رکھنا، بچے کو یہودیوں سے محفوظ رکھنا کیونکہ وہ اس کے دشمن ہیں، اگرچہ ان کی رسائی بچے تک نہیں ہوگی۔ بیشک میرے زمانہ اقتدار میں وہ مبعوث ہو جاتے ہیں تو میں سوار اور پیادوں سے ان کی مدد کرتا۔"

﴿بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جو مندرجہ بالا حدیث ہی کے مطابق ہے۔

﴿ابونعیم، خرائطی، ابن عساکر﴾

حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے میری قوم کے بزرگوں نے ذکر کیا کہ ایک مرتبہ حضرت عبدالمطلب کی حیات میں ہم اپنے علاقہ سے عمرہ کیلئے روانہ ہوئے۔ تیماء کا ایک یہودی

بغرض کاروبار تجارت ہمارے ساتھ ہو گیا۔ مکہ پہنچ کر اس نے حضرت عبدالمطلب کو دیکھا تو اس نے کہا کتب سماوی میں ہے کہ اس شخص سے ایک نبی پیدا ہو گا جو ہماری قوم کو عاد کی طرح قتل کرے گا۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

حضرت ابوحازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کاہن مکہ آیا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کو حضرت عبدالمطلب کے ہمراہ دیکھ کر کہا: ''اے قریش! اس بچہ کو مار ڈالو، یہ تمہارے طریقوں کو ختم کرے گا اور تمہاری مزاحمت بے سود اور بے نتیجہ رہے گی۔''

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ ابوطالب کی کفالت میں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب کے بچے عام بچوں کی طرح گندے منہ اور آنکھوں کے ساتھ سو کر اٹھتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صاف اور ستھرے، ابوطالب سب کے سامنے کھانا لاتے تو وہ بے صبری اور حرص اور طلب زیادتی کا مظاہرہ جیسے بچوں کی عادت ہوتی ہے کرنے لگتے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وقار طریقہ پر خاموش بیٹھے رہتے۔ ابوطالب نے یہ صورتحال دیکھ کر ان سے علیحدہ آپ (ﷺ) کا انتظام کر دیا۔

﴿ابن سعد، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب اور ان کے دوسرے اہل خانہ جب نبی کریم ﷺ کے ساتھ دسترخوان پر کھانا تناول فرماتے تو شکم سیری اور لطف محسوس کرتے۔ اتفاقاً کھانے کے وقت نبی کریم ﷺ موجود نہ ہوتے تو ابوطالب گھر والوں سے کہتے: ''ٹھہر جاؤ! محمد (ﷺ) کے آجانے کے بعد شروع کریں گے۔ اگر غذا میں دودھ ہوتا تو پھر ابوطالب شیر نوشی کی ترتیب اس طرح رکھتے کہ پہلے نبی کریم ﷺ کو پلاتے پھر دوسرے گھر والوں کو اور بعد میں خود لیتے، اکثر کہا کرتے میرا یہ بیٹا بڑی برکت والا ہے۔''

﴿ابن سعد، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی بھوک یا پیاس کی شکایت کی ہو، صبح کو اٹھ کر تھوڑا آب زمزم پی لیتے اور صبح کو ناشتے میں کچھ نہ لیتے۔

﴿ابونعیم، واقدی﴾

✿ (ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کو دوسری سند سے ''طبقات'' میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے بچپن اور بڑھاپے میں کبھی بھوک اور پیاس کی شکایت نہ کی۔)

ابن قطبیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب کیلئے بڑا تکیہ بنایا جاتا تھا اور وہ حسب عادت اس پر ٹیک لگا لیتے تھے۔ ایک دن نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور تکیہ کو کھول کر بچھا دیا اور اس پر دراز ہو گئے، کچھ دیر بعد ابوطالب آئے اور دیکھ کر کہنے لگے: ''حل حجا کی قسم! میرا یہ بھتیجا ذوقِ نعمت رکھتا ہے۔''

(ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی ایک اثر عمرو بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے بھی روایت کیا ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ابو طالب اہل مکہ کیلئے کھانا تیار کرار ہے تھے اور ضروری سامان کے پاس بیٹھے تھے، جب انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو آتے دیکھا تو کچھ چیز پہلو کے نیچے کر لی، مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم چچا کے اس اخفاء کو سمجھ لیا۔ ابو طالب نے کہا میرا یہ بھتیجا بذریعہ کرامت معلوم کر لیتا ہے۔

﴿طبرانی﴾

نبی کریم ﷺ کا سفر شام اور بحیرا راہب کی پیشین گوئی اور چچا کو مشورہ:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب ابو طالب نبی کریم ﷺ اور قریش کے چند دوسرے بوڑھے افراد کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوئے۔ اور ایک مقام پر پڑاؤ کیا، اس پڑاؤ پر ایک راہب آیا حالانکہ اس سے قبل ان کے پاس کبھی کوئی راہب ملنے نہیں آیا تھا۔

یہاں پہنچ کر راہب کی نظریں کسی کو تلاش کرنے لگیں، پھر یکبارگی اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کہنے لگا کہ یہ فرزند! سارے جہانوں کا سردار ہے۔ یہ رب العالمین کا رسول ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ رحمت اللعالمین بنا کر مبعوث فرمائے گا۔ یہ سن کر قریش کے بڑے بوڑھوں نے کہا کہ تم کو یہ سب کس طرح معلوم ہوا؟ راہب نے کہا کہ تمہاری جماعت جب گھاٹی سے نمودار ہوئی تو میں نے دیکھا کہ اس فرزند کے سامنے ہر پتھر اور ہر درخت سجدے میں گر جاتا تھا اور یہ نبی کے سوا کسی غیر نبی کو سجدہ نہیں کرتے، میں نے ان کو شناخت اس طرح کیا کہ ان کے شانوں کے نچلے حصہ میں سیب کی طرح مہر نبوت ہے۔ راہب نے اس جماعت کیلئے کھانے کا بندوبست کیا اور نبی کریم ﷺ پر بادلوں کا سایہ کرنا خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ قریش کے قیام کے دوران بحیرا بار بار تاکید کرتا رہا کہ اس بچے کو روم نہ لے جاؤ کیونکہ ان مخصوص علامات کو دیکھ کر وہاں کے لوگ پہچان لیں گے اور اندیشہ ہے کہ قتل نہ کر دیں۔ حسن اتفاق سے نو رومی اشخاص نمودار ہوئے۔ بحیرا جا کر ان سے ملا اور مقصد سفر دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا:

"ہم اس نبی کی تلاش میں آئے ہیں جو عنقریب مبعوث ہوا چاہتا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ اس کے ظہور سے پہلے قتل کر دیا جائے۔"

بحیرا نے ان سے کہا: "تم نے کبھی سنا یا دیکھا ہے کہ حکم خداوندی اور ارادۂ باری کو ٹالنے اور روکنے کی کوشش کسی نے کی ہو اور وہ کامیاب ہوا ہو؟" انہوں نے جواب دیا: "سنا نہ دیکھا۔"

راہب نے مشورہ دیا: "تم کو چاہیے کہ اس نبی کی اطاعت کرو اور اس کے کاموں میں شریک بن جاؤ۔" بحیرا راہب اس کے بعد قریشیوں کے پاس آیا اور کہا کہ آپ لوگوں میں ان (محمد ﷺ) کا اصل والی کون ہے؟ لوگوں نے ابو طالب کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہیں ان کے والی! بحیرا نے حضرت ابو طالب

کو نزاکت حال سے آگاہ کیا اور ان نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو حضور کے ہمراہ جانے پر آمادہ کر لیا، روانگی کے وقت زیتون کے کاک بطور توشہ ساتھ کر دیئے۔

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ اہل مغازی کے نزدیک بہت مشہور ہے۔)

﴿بیہقی، ابو نعیم، خرائطہ، الہوائف﴾

فائدہ:

مصنف کتاب، علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس واقعہ کے متعدد شواہد ہیں، جن کو آگے بیان کروں گا اور جو اس کی صحت پر دلالت کرتے ہیں۔ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اس قول کی بنا پر ضعیف کہا کہ ''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ بھیج دیا۔'' وجہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت تک نہ تو متاہل تھے اور نہ ہی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خریدا تھا اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاصابہ'' میں فرمایا: اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور اس میں کوئی منکر بھی نہیں ہے۔ بجز اس فقرے کے، تو اس فقرے کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ یہ خلط الفاظ کا نتیجہ ہے۔ گویا ہم سند دوسری حدیث کے الفاظ اس حدیث سے مخلوط ہو گئے ہیں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے چچا ابو طالب قافلہ کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کو ساتھ لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے۔ دوران سفر بصریٰ پر پڑاؤ کیا وہاں بحیرا راہب اپنی خانقاہ میں مقیم تھا۔ اس کی علمائے نصاریٰ میں بڑی قدر تھی اس خانقاہ کی موروثی الہامی کتاب راہبوں کے سردار کے پاس منصبی اعتبار سے پشت سے چلی آ رہی تھی۔

بحیرا ابھی اس کا عالم تھا۔ عرب اور قریشی قافلے اسی منزل پر ٹھہرتے اور گزرتے رہتے مگر راہب قطعی طور پر التفات نہ کرتا۔ اس مرتبہ قافلے کے ٹھہراؤ کے بعد اس نے مہمانی کیلئے کھانے تیار کرائے۔ اس نے اپنے صومعہ سے دیکھا کہ قافلہ پر سفید ابر سایہ فگن ہے۔

پھر یہ قافلہ اور نزدیک پہنچ کر ایک درخت کے سایہ میں فروکش ہوا تو دیکھا کہ وہ سفید ابر درخت کے اوپر سایہ کر رہا ہے اور درخت کی شاخیں نبی کریم ﷺ پر جھکی ہوئی ہیں جب بحیرا نے یہ منظر دیکھا تو وہ خانقاہ کی چھت سے اترا اور کھانا تیار کرنے کا حکم دیا اور کہلوایا:

''اے گروہ شعب قریش! میری خواہش ہے کہ آپ تمام حضرات میری مہمانی میں کھانا کھائیں۔'' قریشیوں میں سے کسی ایک نے کہا: ''بحیرا اسے کہو آپ نے آج خلاف عادت نوازش فرمائی اور پورے قافلہ کو دعوتِ طعام نہ دی ہے۔ بحیرا نے جواب میں دوبارہ کہلایا، آپ لوگوں نے صحیح کہا، مگر یہ پیشکش پر خلوص ہے اور آپ کے احترام میں ہے'' چنانچہ معزز بحیرا جو کہ علم و فضل، وعبادت و زہد اور بصری کے مشہور خانقاہ کا متولی ہونے کی وجہ سے احترام رکھتا تھا، قریشی مسافر اس کی دعوت کیسے مسترد کر سکتے تھے، وہ سب خانقاہ جانے لگے اور محمد ﷺ کو قیام گاہ پر حفاظت سامان کے خیال سے چھوڑ گئے۔

بحیرا نے سب مہمانوں پر نظر ڈالی مگر وہ علامات نہ دیکھیں، تب اس نے کہا: ''اے محترم قریشی

مہمانو! میں سمجھ رہا ہوں کہ آپ سب لوگ تشریف لائے ہوں گے اور مجھے سب کی مہمانی کا شرف مل رہا ہے؟" مہمانوں میں سے ایک نے کہا: "ہم اپنی عزت افزائی کیلئے شکر گزار ہیں، ہم سب حاضر ہیں، بجز ایک لڑکے کے اور اس کو مستقر پر سامان کے پاس چھوڑ دیا ہے۔"

بحیرا نے کہا یہ تو میری خواہش کے خلاف ہے۔ بحیرا کے اس پر خلوص التفات کو دیکھ کر ایک شخص نے کہا: "قسم لات وعزیٰ کی! ہمارے لیے غیرت وشرم کی بات ہے کہ ہم سے محترم میزبان کو بار بار کہنے کی ضرورت پڑے۔" اب ہم میں سے کسی کو مستقر پر جا کر محمد ﷺ کو اس دعوت میں لے آنا چاہیے۔

راوی کا بیان ہے وہ شخص اٹھا اور جا کر نبی کریم ﷺ کو لے آیا۔ بحیرا حضور نبی کریم ﷺ کو بغور دیکھتا رہا۔ حتی کہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے۔ بحیرا نے حکمت عملی سے نبی کریم ﷺ کو ساتھیوں سے تھوڑا الگ لے جا کر عرض کیا: "اے فرزند ارجمند! میں آپ ﷺ کو لات وعزیٰ کی قسم دے کر چند باتیں پوچھتا ہوں، آپ مجھے ان کا جواب دیں۔"

بحیرا نے بتوں کا نام لے لیا تھا کہ قریش ان کی پرستش کرتے تھے مگر بتوں کا نام نبی کریم ﷺ کو بہت ہی ناگوار گزرا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے گفتگو میں بتوں کا نام نہ لیجئے، میں ان سے نفرت کرتا ہوں اور میں بت پرستی سے بیزار ہوں۔ بحیرا نے کہا:

"میں خدا کو درمیان میں لا کر کہتا ہوں کہ آپ میرے سوالات کا جواب دیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں! آپ کی امید پوری ہوگی۔" چنانچہ خانقاہ بصریٰ کا یہ عابد وعالم آپ کی عام حالت، بیداری اور خواب، آپ کے خیالات اور وجدانیات کے بارے میں پوچھتا اور جواب پاتا رہا پھر اس نے پشت پر مہر نبوت کو دیکھا اور ملاقات کا یہ سلسلہ ختم ہوگیا۔

راوی ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد بحیرا راہب، ابوطالب کے پاس آیا اور پوچھا کہ: "کیا یہ تمہارا لڑکا ہے؟" ابوطالب نے جواب دیا: "جی ہاں۔" بحیرا نے کہا: "میرا خیال تو یہ ہے کہ ان کے والد فوت ہو چکے ہیں۔" ابوطالب نے کہا: "یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے۔"

بحیرا نے پوچھا کہ "وہ کہاں ہیں؟" ابوطالب نے جواب دیا: "وہ لڑکے کی ولادت سے کچھ پہلے ہی فوت ہو چکے۔" اب بحیرا نے کہا: ہاں! یہ درست ہے پھر اس نے ابوطالب سے کہا تم اپنے اس بھتیجے کو وطن واپس لے جاؤ اور یہودیوں کے شر سے بچاؤ، وہ اس کو مخصوص علامات سے شناخت کر سکتے ہیں اور یہ بات خطرے کی وجہ بن سکتی ہے۔ اسکے بعد ابوطالب نے جلد جلد معاملات اور ضروریات سفر کو نمٹایا اور مکہ لوٹ آئے۔ واپس آ کر تمام واقعات سفر، بحیرا کے مشورے اور یہود کے تجسس وتلاش وغیرہ کے تمام بیتے حالات پر غور کیا، ایک ایک کر کے تمام باتیں آپ کو یاد آئیں اور اس تاثیر کے تحت ابوطالب نے یہ چند محبت بھرے اشعار نعت میں کہے:

فلما راجعوا حتی رأوا من محمد　　احادیث تجلو غم کل فواد

حتی رأو احبار کل مدینة　　سجودا له من عصبة و فراد

زبیرا و تماما و قد کان شاهدا دریسا و هموا کلهم بفساد
فقال لهم قولا بحیرا و ایقنوا له بعد تکذیب و طول بعاد
کما قال للرهط الذین تهو دوا و جاهد هم فی الله کل جهاد
فقال و لهم یترک له النصح رده فان له ارصاد کل مصاد
فانی اخاف الحاسدین و انه لفی الکتب مکتوب بکل مداد

ترجمہ: ''وہ یہود اس وقت تک نہ لوٹے جب تک کہ انہوں نے محمد ﷺ میں وہ باتیں نہ دیکھ لیں جن سے دلوں کا غم غلط ہوتا ہے۔ انہوں نے یہاں تک دیکھا کہ ہر شہر کے اہل علم جمع ہوکر اور فرداً فرداً ان کو سجدہ کرتے ہیں۔ زبیر اور تمام لوگ جوان کے ساتھ تھے دریس وغیرہ ان سب نے برائی کا قصد کیا۔ بحیرا نے ان سے ایک بات کہی جس کی تکذیب اور طویل بحث کے بعد انہوں نے ان کو تسلیم کر لیا۔ جس طرح بحیرا نے یہودیوں سے پرزور گفتگو کی اور بحیرا نے اللہ تعالیٰ کیلئے ان کے ساتھ جدوجہد کی کہ اس کا حق ادا کر دیا۔ تو بحیرا نے آپ کی خیر خواہی میں سب ہی کچھ کہا اور کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا کیونکہ ہر گھات میں ان کیلئے خطرہ ہی خطرہ تھا۔ بحیرا نے کہا میں حاسدوں سے ڈرتا ہوں، کیونکہ آپ کی (علامات اور) رفعت شان کتب آسمانی میں درج ہے۔''

﴿بیہقی﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بحیرا مرتاض نبی کریم ﷺ کی سرخی چشم کے باعث بار بار چہرۂ مبارک کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے قریش سے پوچھا آپ کی آنکھیں ہمیشہ سرخ رہتی ہیں یا کبھی ٹھیک ہو جاتی ہیں؟ ابوطالب نے جواب دیا: یہ پیدائشی حالت ہے کوئی آشوب یا مرض کی علامت نہیں ہے۔ بحیرا راہب نے نیند کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا تو فرمایا: میری آنکھیں سوتی ہیں، مگر دل بیدار رہتا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب، چند قریشیوں کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوئے نبی کریم ﷺ بچے تھے اور آپ ﷺ کو بھی ساتھ لے لیا، گرمیوں کی تپتی دوپہر میں بصریٰ کے مقام پر پہنچنے ہی والے تھے کہ خانقاہ کی چھت پر سے بحیرا کی نظروں نے یہ عجوبہ دیکھا کہ ایک چھوٹا سا قافلہ آگے بڑھ رہا ہے اور ان مین سے ایک فرد پر بادل سایہ کیے ہوئے ہے، تو بحیران نے کھانا بنوایا اور مسافرانِ نوارد کو خانقاہ کے دسترخوان پر بلایا جب نبی کریم ﷺ صومعہ میں داخل ہوئے تو وہ منور ہو گیا۔ بحیرا نے کہا یہی وہ نبی مذکور ہیں جن کی تمام دنیا کیلئے عرب سے عنقریب بعثت ہو گی۔

﴿ابونعیم﴾

عبداللہ بن محمد بن عقیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طالب شام کی طرف روانہ ہوئے، نبی کریم ﷺ ان کے ہمراہ تھے۔

پھر وہ ایک دَیر کے قریب اترے، دَیر کے راہب نے پوچھا: ''اے اجنبی عرب مسافر! یہ بچہ تمہارا ہے؟'' ابو طالب نے جواب دیا: ''اے راہب اعظم! یہ میرا بیٹا ہے۔'' راہب نے کہا: ''اے عرب مسافر! یہ تمہارا بیٹا نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ بات انہونی اور بعید از قیاس ہے کہ اس کا باپ ہنوز زندہ ہو۔''

بحیرہ راہب، واقف اسرار تھا، کہنے لگا: ''یہ چہرہ ایک نبی کا چہرہ اور یہ آنکھ ایک نبی کی آنکھ ہے۔'' ابو طالب نے پھر سوال کیا: ''نبی کون ہوتا ہے؟'' راہب نے جواب دیا: ''نبی وہ ہوتا ہے جس کی آسمان سے رہنمائی ہوتی ہے، فرشتہ ہدایت لے کر پہنچتا ہے اور وہ اس ہدایت کو انسانوں تک پہنچاتا ہے۔

ابو طالب نے کہا: ''خدا ہی برتر ہے، تم کیسی باتیں کرتے ہو؟'' آخر میں راہب نے متنبہ کیا کہ لڑکے کو یہودیوں کے شر سے بچانا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ راوی نے بیان کیا۔ اس کے بعد وہ ایک اور راہب کی خانقاہ پر اترے اس کا پہلا سوال یہی تھا: ''یہ بچہ کس کا ہے؟'' انہوں نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ راہب نے کہا: ''نہیں! یہ تمہارا بیٹا نہیں ہوسکتا، یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس کا باپ زندہ ہو؟''

ابو طالب نے پوچھا: یہ کس لیے ہے؟ راہب نے جواب دیا اس لیے کہ اس کا چہرہ نبی کا چہرہ اور اس کی آنکھ نبی کی آنکھ ہے۔ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! اللہ ہی برتر ہے جو تم بیان کرتے ہو۔ پھر ابو طالب نے حضور نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے کہا: ''اے میرے بھتیجے! تم سن رہے ہو؟ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟'' نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: ''اے چچا انکار نہ کیجئے اللہ کی بڑی قدرت ہے۔''

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

سعید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک راہب نے ابو طالب سے کہا: اپنے بھتیجے کو آگے نہ لے جایئے کیونکہ یہودی جس امت سے دشمنی رکھتے ہیں، یہ اسی امت کا نبی ہے اور چونکہ یہ بنی اسرائیل سے نہیں ہے، اس لیے یہود اس کے ساتھ شدید تعصب سے پیش آئیں گے۔

﴿ابن سعد﴾

ابی مجاز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابو طالب نے شام کا سفر کیا اور نبی کریم ﷺ کو ہمراہ لے لیا تو وہ ایک منزل پر قیام کیلئے اترے، وہاں ایک راہب ان کے پاس آیا اور کہا تمہارے اندر کوئی برگزیدہ ہستی ہے۔ پھر کہا اس بچے کا ولی کون ہے؟ ابو طالب نے کہا: میں، موجود ہوں۔ اس نے کہا اس بچے کی حفاظت کیجئے اور اسے شام نہ لے جایئے چونکہ یہود حسد کرتے ہیں اور میں ان سے خوف زدہ ہوں تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کو واپس بھیج دیا۔

﴿ابن عساکر، ابن سعد﴾

ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ بہ سند ضعیف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اٹھارہ سال کی عمر سے رہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عمر بیس سال تھی۔

دونوں حضرات بہ غرض تجارت شام کیلئے سفر پر روانہ ہوئے، سفر کے دوران ایک منزل پر بیری کے درخت کے سائے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بحیرا راہب کے پاس چلے گئے۔ بحیرا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''درخت کے سایہ میں کون شخص بیٹھا ہے؟'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''وہ حضرت محمد ابن عبداللہ بن عبدالمطلب (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔''

اس نے کہا: ''یقیناً وہ نبی ہوں گے اور اس درخت کے سائے میں حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے بعد بجز اس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نہ بیٹھا۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاصابہ'' میں فرمایا اگر یہ تاثر صحیح ہے تو پھر یہ دوسرا سفر ہوا، ابوطالب کے سفرِ شام کے بعد۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ابوطالب کا بارش کی دعا مانگنا:

جلہمہ بن عرفطہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں مکہ مکرمہ آیا تو اہل مکہ شدید قحط میں مبتلا تھے۔ ایک روز قریش نے مجاورِ حرم ابوطالب سے کہا: ''وادیاں خشک ہوگئیں اور لوگ بھوک سے مر رہے ہیں، آؤ چلو بارش کیلئے دعا کریں۔'' چنانچہ ابوطالب نے اپنے ساتھ ایک بچے کو لے کر روانہ ہوئے۔ مطلع صاف اور آفتاب روشن تھا۔ ابوطالب نے بچے کا ہاتھ تھاما اور اس کی پشت خانہ کعبہ سے ملا دی اور اپنی انگلیوں سے بچہ کو تھام لیا۔ دفعتہً افق سے بادل اٹھے اور برسنے لگے، اتنی موسلا دھار بارش ہوئی کہ وادی اور نالے بھر گئے۔ اس موقع پر ابوطالب نے آپ کی ثناء میں حسب ذیل اشعار کہے:

وابیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتامی عصمة للا رامل
یلو ذبه الهلاک من ال هاشم
فهم عنده فی نعمة و فواضل

ترجمہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے حسین وجمیل ہیں کہ بادل آپ کے چہرۂ انور سے پانی مانگتا ہے اور آپ یتیموں اور بیواؤں کے پناہ گاہ ہیں۔ ہلاک ہونے والے ہاشمیوں کی اولاد آپ کے دامن میں پناہ کی تلاش کرتی ہے تو وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں نعمتوں اور برکتوں سے مستفید ہیں۔''

﴿تاریخ ابن عساکر﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ابوطالب کے پاس سے یہودی فرار:

ابن عون عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ یہودی ابوطالب کے پاس سامان خریدنے

آئے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کم سنی میں اپنے چچا کے پاس آگئے جب یہود کی نظر آپ ﷺ پر پڑی تو وہ خریداری چھوڑ کر فرار ہوگئے۔

ابو طالب نے تعاقب میں ایک شخص کو روانہ کیا اور کہا جب ان تک پہنچ جاؤ تو تالی بجا کر کہنا۔ ہم نے تمہارے طرزِ عمل میں عجیب بات دیکھی، پھر سننا کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ وہ شخص گیا اور ایسا ہی کیا۔

یہود نے جواب دیا: ہم نے جو کچھ دیکھا وہ اس سے کہیں زیادہ عجیب ہے۔ اس نے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟ یہود نے کہا ہم نے محمد ﷺ کو چلتے پھرتے دیکھ لیا۔

﴿ابونعیم﴾

ابولہب کے دل میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے کینہ پیدا ہونے کی ابتداء:

ابوالزناد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابوطالب اور ابولہب کے درمیان کشتی ہوئی تو ابولہب نے ابوطالب کو پچھاڑ دیا اور ان کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔

یہ دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے ابولہب کی زلفوں کو پکڑ کر کھینچا۔ ابولہب نے کہا: اے لڑکے! ہم دونوں تمہارے چچا ہیں پھر تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ آپ نے جواب دیا: اس لیے کہ میں ان سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوطالب کی وفات:

عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے عبدالمطلب کے بیٹوں کو بلایا اور کہا: تم لوگ ہمیشہ خیر و برکت میں رہو گے جب تک حضرت محمد ﷺ کی بات سنو گے اور ان کے حکم کی پیروی کرو گے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابوطالب کے بارے میں اقوال:

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے ابوطالب کو کچھ نفع پہنچایا ہے؟ کیونکہ انہوں نے ہمیشہ آپ کی مدافعت کی اور آپ کو ان کی حمایت اور تعاون حاصل رہا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے رب سے ہر خیر اور کرم کی امید رکھتا ہوں۔

﴿مسلم﴾

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ بے شک میرے دل میں ابوطالب کیلئے خیر خواہی ہے اور جب تک

مجھے روکا نہ گیا، میں ان کے لیے استغفار کروں گا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کے دن اپنے ماں، باپ، چچا ابو طالب اور اپنے بھائی جو زمانہ جاہلیت میں فوت ہوئے شفاعت کروں گا۔

(تمام کی اس روایت کی سند میں ولید بن سلمہ ہے جو منکر الحدیث ہے۔)

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے ان لوگوں کیلئے استغفار کی ہے یعنی اپنے والدین، ابو طالب اور رضاعی بھائی۔ امید ہے یہ لوگ پریشان حال نہ ہوں گے۔

(خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو سند ضعیف اور ساقط بتایا ہے۔)

﴿خطیب، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کو ابو طالب کیلئے استغفار کی ممانعت:

حسن بن عمارہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قبر ابو طالب پر گئے تاکہ ان کیلئے استغفار کریں۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ

﴿سورہ التوبہ﴾

ترجمہ: "نبی (ﷺ) اور ایمان والوں کو یہ لائق نہیں کہ وہ مشرکوں کی بخشش چاہیں۔"

ابو طالب کا کفر کی حالت میں مرنا نبی کریم ﷺ پر بہت شاق گزرا، تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ

﴿سورہ القصص﴾

ترجمہ: "آپ ﷺ جس کو چاہیں (یعنی ابو طالب وغیرہ کو) اسے راہِ ہدایت پر نہیں لا سکتے، لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، راہِ ہدایت پر لے آتا ہے۔"

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو طالب فوت ہو گئے تو ایک بدبخت قریشی نبی کریم ﷺ کے سامنے آیا اور آپ ﷺ پر مٹی اچھالی۔ آپ ﷺ کی صاحبزادی آئیں، وہ مٹی صاف کرتیں اور روتی جاتیں۔

آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے بیٹی! نہ رو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کا مدافعت کرنے ولا اور محافظ ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ قبل بعثت تمام جاہلانہ رسوم سے محفوظ رہے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تعمیر خانہ کعبہ کیلئے پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے اور تہبند باندھے ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اپنے تہبند (ازار) کو کھول کر کندھے پر رکھ لو تا کہ کندھا چھلنے سے محفوظ رہے چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جیسے ہی یہ عمل کیا حضور نبی کریم ﷺ زمین پر آ رہے اور آپ کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھ گئیں اور آپ ﷺ نے اسی حالت میں فرمایا: "میرا تہبند کہاں ہے؟" حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے تہبند جب آپ کو دیا اور آپ نے اسکو باندھ لیا تب آپ زمین سے اٹھے۔ اس موقع کے علاوہ آپ کبھی بھی عریاں نہ ہوئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

تعمیر کعبہ میں معاونت:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اور میرا بھتیجا کندھوں پر رکھ کر پتھر لا رہے تھے اور ہم نے تہبند پتھر اور کاندھے کے درمیان رکھ لیا۔ حضرت محمد ﷺ آگے اور میں پیچھے تھا۔ جوں ہی آپ نے تہبند کاندھے پر رکھا کہ زمین پر گر پڑے۔ میں اٹھانے دوڑا تو آپ ﷺ کی آنکھیں آسمان پر جمی تھیں، میں نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے؟ آپ ﷺ نے اٹھ کر تہبند باندھا اور پھر فرمایا مجھے عریاں ہو کر چلنے سے ممانعت فرمائی گئی ہے مگر میں نے اس بات کو اس خوف سے پوشیدہ ہی رکھا کہ لوگ آپ ﷺ کو مجنون نہ کہیں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

روایت ہے کہ جب قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تو وہ نواحی پہاڑوں سے پتھر لاتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی سنگ برداری میں مصروف تھے۔ آپ کا ستر کھل گیا تو آپ کو غیب سے ندا آئی: اے محمد ﷺ! ستر پوشی کیجئے، یہ ندائے اولین تھی جو آپ ﷺ کو کی گئی اور اس سے پہلے یا بعد میں آپ کا ستر نہیں دیکھا گیا۔ (بسند صحیح)

﴿حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوطالب چاہ زمزم کی مرمت کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ پتھر اٹھا کر لا رہے تھے۔ آپ ﷺ اس وقت کم سن تھے تو انہوں نے تہبند اتار کر پتھر کے نیچے شانے پر جسم کو رگڑ سے محفوظ کرنے کیلئے رکھ دیا تو نبی کریم ﷺ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے، ہوش آنے پر ابوطالب نے پوچھا تو فرمایا: سفید لباس میں ایک فرشتہ نمودار ہوا، اس نے مجھ سے کہا ستر ڈھکیئے۔

﴿ابن سعد، ابن عدی، حاکم، ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ستر کبھی نہیں دیکھا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں جاہلیت کی رسوم بد اور لہو ولعب کی طرف کبھی بھی متوجہ نہیں ہوا۔ بجز دو راتوں کے اور ان دو راتوں میں اللہ تعالیٰ نے مجھے خطا اور معصوم رکھا۔

ایک رات کا واقعہ تو یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کے چند نوجوان اور میں اپنے گھر کی بکریوں کے ریوڑ میں تھے۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا: ''ذرا میری بکریوں کی نگرانی کرنا تا کہ میں مکہ جا کر نوجوانوں کا شغل دیکھوں۔ اس نے کہا اچھا، پھر میں آبادی کی طرف آیا اور پہلے ہی گھر میں موسیقی کی آواز میں نے سنی۔ پوچھا یہ کیسی آواز ہے؟ کسی نے بتایا کہ شادی کا سلسلہ ہے۔ میں موسیقی سننے کیلئے بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے کانوں کو تھپتھپایا اور میں سو گیا حتیٰ کہ دوسرے روز سورج کی آمد پر اس کی شعاعوں نے مجھے بیدار کیا۔ میں اٹھ کر ساتھی کے پاس گیا۔ اس نے پوچھا اتنے لمبے وقت تک کیا کرتے رہے؟ میں نے اس کو پوری آپ بیتی سنائی۔''

دوسری رات پھر میں نے ساتھی سے کہا کہ میری بکریوں کا خیال رکھ تا کہ میں جا کر کچھ شغل کروں، اس نے اقرار کر لیا اور میں مکہ شہر کی طرف روانہ ہو گیا، یہاں آ کر میں نے موسیقی کی ویسی آواز سنی جیسی کہ میں نے گزشتہ رات سنی تھی۔ میں دیکھنے کیلئے بیٹھ گیا، پھر قدرت نے میرے کانوں کو تھپتھپایا اور میں سو گیا یہاں تک کہ دوسرے دن دھوپ نے مجھے جگایا، پھر میں لوٹ کر اپنے ساتھی کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا: کیا کیا؟ میں نے کہا کچھ بھی نہیں اور اسے ساری صورتحال بتائی۔

اس کے بعد میں نے نہ کبھی ایسا ارادہ کیا اور نہ ہی مجھے رغبت ہوئی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت سے سربلند وسرفراز فرمایا۔

(ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند متصل اور اس کے تمام راوی، عدالت، صداقت اور حفاظت میں معتبر ہیں۔)

﴿مسند ابن راہویہ، ابن اسحاق، بزار، بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے ایامِ جاہلیت میں عورتوں کے کھیل تماشے میں حصہ لیا تھا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ البتہ میں نے دو مرتبہ اس کا ارادہ کیا تھا جس میں ایک مرتبہ تو نیند مجھ پر غالب آ گئی اور دوسری مرتبہ میرے اور ان کے درمیان قومی واقعات کی کہانی حائل ہو گئی۔

﴿طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیہ کریمہ: ''وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ'' ﴿سورۃ الشعراء﴾ نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے قریش کے ایک ایک خاندان کو بلایا اور پھر ان کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''اے برادرانِ قریش! اگر میں آپ لوگوں سے کہوں کہ اس پہاڑ کے عقب سے سواروں

کی ایک جماعت تم پر حملہ کرنے والی ہے، تو کیا تم میری اطلاع پر یقین کرو گے؟"

سب نے کہا: ہاں! کیونکہ ہم نے آپ سے کبھی جھوٹی بات نہیں سنی۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تو میں تمہیں پیش آنے والے عذابِ شدید سے ڈراتا ہوں۔"

ابولہب نے کہا: "تبا لک" کیا اسی لیے آپ ﷺ نے ہمیں جمع کیا ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ "تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّ تَبَّ" ﴿سورہ تبت ید﴾ نازل فرمائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے زید بن عمرو بن نفیل (موحد) سے جب سے سنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے نام پر ذبح کیے جانے والے جانور کو نادرست کہتے ہیں تو میں نے کسی استھان پر ذبح کیے ہوئے جانور کا گوشت کبھی نہ چکھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسالت سے سرفراز فرمایا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کسی نے دریافت کیا: "کیا آپ نے کبھی بت کی پرستش کی ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: کبھی نہیں۔ پوچھا: "کبھی شراب پی ہے؟" ارشاد فرمایا: "کبھی نہیں۔" اور فرمایا میں جانتا تھا کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ کافر ہیں، حالانکہ مجھے معلوم نہ تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے؟

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

میلہ میں شرکت سے انکار:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بوانہ میں ایک بت کدہ تھا جہاں قریش سال کے سال جایا کرتے تھے۔ ابوطالب بھی اپنے خاندان اور قوم کے ساتھ جایا کرتے تھے چنانچہ ایک بار ابوطالب نے نبی کریم ﷺ سے بوانہ کی عید میں شرکت کیلئے کہا مگر نبی کریم ﷺ نے صاف انکار کر دیا حتیٰ کہ ابوطالب ناراض بھی ہوئے۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس روز آپ کی تمام پھوپھیاں بھی بہت شدت سے آپ پر ناراض ہوئیں اور شدید خفگی کا اظہار کیا اور کہا کہ اے برادر زادے! ہمیں ڈر ہے کہ ہمارے معبودوں کی بیزاری سے تم پر کوئی آفت نہ آئے، تم آخر کوئی وجہ بتاؤ کہ تم ہمارے قومی تہوار میں شرکت کیوں نہیں کرتے؟ ان کے اس اصرار پر نبی کریم ﷺ بت کدہ کی طرف روانہ ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو راستہ ہی سے جب تک چاہا غائب رکھا اور آپ گھر پر کسی کو نظر نہیں آئے، جب چند روز کے بعد آپ واپس ہوئے تو آپ ﷺ کے سارے جسم پر لرزہ طاری تھا پھوپھیوں نے پوچھا: اے برادر زادے! تم کو یہ کیا ہو گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ڈرتا ہوں کہ مجھے کوئی صدمہ نہ پہنچ جائے۔ انہوں نے کہا کہ تم

ایسے نہیں کہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ذریعہ تم کو آزمائش میں ڈالے، تمہارے کردار کی نادر و مخصوص خوبیاں ہیں۔ آخر یہ بتاؤ کہ صدمہ پہنچنے کا احساس تم کو کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب میں صنم کدہ میں ایک بت کے قریب گیا تو ایک گوری شکل کے طویل القامت شخص نے زور سے مجھ سے کہا کہ اے محمد ﷺ! اس کو نہ چھوؤ۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ متذکرہ بالا واقعہ کے بعد نبی کریم ﷺ بوانہ کے تہوار پر کبھی نہ گئے، یہاں تک آپ ﷺ نے اعلانِ نبوت فرمایا۔

﴿ابن سعد، ابونعیم، ابن عساکر﴾

عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے چچازاد بھائیوں کے ساتھ اساف کے قریب کھڑے ہوئے اور ایک ساعت خانہ کعبہ کی دیوار پر نظر ڈال کر لوٹ آئے۔ بھائیوں نے پوچھا: اے محمد ﷺ! کیا بات ہوئی کہ آپ لوٹ آئے؟ فرمایا: مجھے اس بت کے پاس کھڑے ہونے سے منع کیا گیا ہے۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تانبے کا ایک بت تھا جس کا نام اساف یا نائلہ تھا اور جس کو مشرکین طواف کے وقت چھوا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے طواف کیا اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا جب میں اساف کے سامنے سے گزرا تو اسے چھوا۔ یہ دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ نے چھونے سے منع فرمایا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے ساتھ طواف جاری رکھا اور سوچا میں ضرور ہاتھ لگاؤں گا تا کہ دیکھوں کیا ہوتا ہے، لہٰذا میں نے اسے چھوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے اس کو چھونے سے تمہیں منع نہیں کیا؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی! جس نے حضور نبی کریم ﷺ کو منصب نبوت پر سرفراز کیا اور آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی۔ میں نے اسے نہ چھوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اس سے مکرم بنایا جس سے آپ مکرم ہوئے اور آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی۔

﴿ابونعیم، بیہقی﴾

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہمسائے نے حدیث بیان کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا:

"اے خدیجہ (رضی اللہ عنہا)! خدا کی قسم! میں لات کو کبھی نہ پوجوں گا اور عزیٰ کی کبھی پرستش نہ کروں گا۔" (مسند احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ مشرکین کے کسی اجتماع میں تشریف لے گئے تھے، وہاں آپ نے دو فرشتوں کو کہتے سنا: "چلو نبی کریم ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوں۔" دوسرے نے جواب دیا: یہ کیسے ممکن ہے جبکہ ان کی نیت استلامِ اصنام کے قریب ہے۔ اس کے بعد نبی

کریم ﷺ مشرکوں کے کسی مذہبی اجتماع میں نہیں گئے۔

﴿ابو یعلیٰ، ابن عدی، بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو زمانہ جاہلیت میں دیکھا۔ اپنی قوم کے آگے اونٹ پر سوار تھے، عرفات میں توقف فرمایا اور بس ان کے ساتھ لوٹ آئے یہ توفیق الٰہی تھی جس کے باعث نبی کریم ﷺ نے یہ عمل فرمایا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش اور چندان کے ہم مذہب دوسرے لوگ اور دوسرے قبیلوں کے افراد مزدلفہ میں ٹھہرے وہ کہتے تھے کہ ہم اہل حرم ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ربیعہ بن جرشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو بعثت سے قبل عرفات میں کھڑا دیکھا ہے۔ یہ دیکھ کر میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کی توفیق اور ہدایت اپنے فضل و کرم سے آپ ﷺ کو دی ہے۔

﴿مسند حسن بن سفیان، معجم بغوی، ماوردی الصحابہ﴾

بعثت اور اعلانِ نبوت سے قبل اہل مکہ آپ ﷺ کی تعظیم کرتے تھے:

یعقوب بن سفیان، ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ قریش نے جب خانہ کعبہ کی تعمیر کی اور حجر اسود کو اپنی جگہ نصب کرنے کا وقت آیا تو لوگوں میں نزع شروع ہوگیا۔ ہر قبیلہ کا سردار یہی چاہتا کہ میں نصب کروں۔ چنانچہ انہوں نے اس پر اتفاق کیا کہ جو شخص اب ہمیں سب سے پہلے نظر آئے وہ اس معاملہ میں ہمارا حکم ہوگا۔

پس نبی کریم ﷺ نظر پڑے حالانکہ آپ صغیر السن تھے تو ان سب نے آپ ﷺ کو حکم مان لیا۔ نبی کریم ﷺ نے حجر اسود کو چادر میں رکھا اور چاروں کونے مختلف چار سرداروں سے پکڑوا کر اس کی جگہ پر لائے پھر آپ ﷺ نے خود اٹھا کر اس کو نصب فرما دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور محمد بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے رکن کو نصب فرما دیا تو ایک نجدی شخص آگے بڑھا اور چاہا کہ آپ ﷺ کو پتھر دے تا کہ حجر اسود کو مستحکم کرسکیں مگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے منع کر دیا اور خود قریب جا کر پتھر دے دیا، پھر آپ ﷺ نے مستحکم کر کے اس کو جما دیا۔ اس پر نجدی نے اعتراض کیا کہ تجربہ کار بوڑھے اور قبائل کے دانشور سردار ہوتے ہوئے ایک کم حیثیت نوعمر لڑکے کو اس قدر آگے بڑھا دیا گیا ہے۔ متنبہ ہو جاؤ، یہ تم پر سبقت کر کے تمہارے اتحاد کو ختم کر دے گا۔

✿ (کہا جاتا ہے یہ نجدی شخص کے روپ میں ابلیس ملعون تھا۔)

﴿ابونعیم، ابن سعد﴾

حضرت داؤد بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ متفقہ طور پر ہر ایک کو اعتراف تھا کہ نبی کریم ﷺ اپنی قوم میں اس طرح جوان ہوئے کہ مروت میں ان سے افضل، اخلاق میں ان سے احسن، میل جول میں ان سے اکرم، رفاقت میں ان سے اچھے، حلم میں ان سے اعظم، امانت و دیانت میں ان سے اصدق اور فحش اور بری بات کہنے سے بالکل پاک تھے۔ آپ ﷺ کو ایسی حالت میں کبھی نہ دیکھا گیا کہ آپ ﷺ نے کسی کے ساتھ جنگ و جدال، خصومت اور دشنام طرازی کی ہو۔ آپ ﷺ کو ساری قوم ''امین'' کہتی تھی۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے مولیٰ عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ میں زمانہ جاہلیت میں نبی کریم ﷺ کا (کاروبار میں) شریک تھا، جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے مجھے پہچانا؟'' میں نے عرض کیا: ''ہاں! آپ ﷺ میرے شریک تجارت تھے اور آپ کی شراکت بہت ہی مفید اور معتبر تھی۔''

﴿ابونعیم﴾

تین دن انتظار میں کھڑے رہے:

حضرت عبداللہ بن ابی الحماء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے قبل بعثت خرید و فروخت کا ایک معاملہ کیا اور میرے ذمہ کچھ باقی رہ گیا تو میں نے کہا آپ ﷺ ذرا یہیں ٹھہریں میں ابھی لاکر دیتا ہوں لہٰذا میں آپ ﷺ کو وہیں چھوڑ کر چلا گیا اور بالکل بھول گیا، تیسرے دن مجھے یاد آیا تو میں پہنچا، آپ اسی مقام پر میرا انتظار فرمارہے تھے۔ آپ ﷺ نے بس اتنا فرمایا کہ ''تمہارے سبب مجھے بہت تکلیف پہنچی۔''

﴿ابوداؤد، ابویعلیٰ، ابن مندہ المعرفہ، خرائطی مکارم الاخلاق﴾

حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبل اسلام، جاہلیت میں لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس مقدمات کا فیصلہ کرانے آتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ کا میسرہ کے ہمراہ سفر شام:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کو اپنے سرمایے سے تجارت کی پیشکش کی۔ آپ ﷺ نے قبول کرلی اور ان کے غلام میسرہ کو ہمراہ لے کر شام پہنچے، درخت کے سایہ میں آرام فرمایا، وہیں ایک صومعہ تھا۔ جس کا راہب میسرہ کے پاس آیا اور نبی کریم ﷺ سے تعارف کرانے کی درخواست کی۔

میسرہ نے کہا: ''اہل حرم اور قریشی ہیں۔'' اس کے بعد راہب نے کہا: ''اس درخت کے سائے میں کبھی غیر نبی نے قیام نہیں کیا۔'' جب دوپہر ہوئی، سورج سر پر آیا اور دھوپ کی تمازت بڑھ گئی تو دو فرشتوں کو آپ ﷺ پر سایہ کیے ہوئے دیکھا۔

جب تجارتی کاروبار سے فارغ ہوکر مکہ آئے اور اسباب تجارت کی فروخت کے بعد منافع کا

حساب کیا گیا تو وہ غیر معمولی تھا۔ پھر میسرہ نے راہب کی باتیں اور فرشتوں کی سایہ افگنی کا تمام ماجرا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتایا۔ یہ تمام باتیں سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت متاثر ہوئیں اور ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ آپ ﷺ کی رفیقہ حیات بن جائیں۔

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ ہی سے روایت کیا ہے۔)

﴿بیہقی﴾

یعلی بن منیہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عمر شریف پچیس سال ہوگئی تھی، اس زمانہ میں بھی اہل مکہ عموماً آپ ﷺ کو ''الامین'' ہی کہتے۔ اسی دوران آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت لے کر شام روانہ ہوئے، ساتھ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ بھی تھا۔ دوران سفر بصریٰ میں ایک درخت کے زیر سایہ پڑاؤ کیا۔ نسطورا راہب نے میسرہ سے ملاقات کی اور کہا کہ اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کوئی اور شخص نہیں بیٹھا۔

پھر میسرہ غلام سے راہب نے پوچھا: ''کیا ان کی چشم مبارک میں سرخی ہے؟'' میسرہ نے جواب دیا: ''ہاں ان کی چشم مبارک میں سرخی ہے؟'' راہب نے اس علامت کو پار کر کہا: ''وہ نبی ہیں، اور آخر الانبیاء ہیں۔''

شام میں پہنچ کر حضور نبی کریم ﷺ نے مال فروخت کیا۔ اسی دوان ایک شخص الجھ پڑا اور نبی کریم ﷺ سے کہا: آپ لات وعزیٰ کی قسم کھائیے۔ فرمایا: میں نے کبھی لات وعزیٰ کی قسم نہیں کھائی ہے اور میں تجھے بھی مشورہ دیتا ہوں کہ ان کی قسموں سے پرہیز کر۔

اس شخص نے کہا: آپ کا مشورہ دست ہے، پھر اس نے میسرہ سے کہا کہ یقیناً یہ نبی آخر الزماں ہیں، ہمارے علماء نے آسمانی کتابوں میں آپ کے یہ اوصاف پڑھے ہیں اور ہم کو یہ اوصاف بتائے ہیں۔ جب دوپہر کا وقت ہوا اور سورج کی تمازت میں اضافہ ہوا تو میسرہ نے مشاہدہ کیا کہ دو فرشتے اپنے پروں سے آپ ﷺ پر سایہ کیے ہوئے ہیں، اسی طرح جب آپ ﷺ تجارت سے فارغ ہو کر مکہ واپس تشریف لائے تو اتفاق سے دوپہر کا وقت تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے مکان کے بالائی حصے پر تھیں، انہوں نے دیکھا کہ محمد (ﷺ) اونٹ پر تشریف لا رہے ہیں اور ان کو تمازت آفتاب سے محفوظ رکھنے کیلئے دو فرشتے اپنے پروں سے آپ پر سایہ فگن ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دوسری عورتوں کو بھی اس حال کا مشاہدہ کرایا، وہ عورتیں بھی حیران رہ گئیں، پھر میسرہ نے اپنے تمام مشاہدات اور روداد سفر اور تفصیل کے ساتھ سارے حالات اپنی معزز مالکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتائے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا غیبی حکم:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ کی عورتوں کے درمیان

عید میں اختلاف ہوگیا، رجب میں ان کی عید ہوتی تھی۔ وہ عورتیں ایک بت کے روبرو فیصلہ کے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کے سامنے مرد کی صورت میں فرشتہ نمودار ہوا اور بہ آوازِ بلند ان کو مخاطب کر کے کہا:

''اے تیما کی عورتو! عنقریب تمہارے شہر میں ایک نبی کی بعثت ہوگی، جس کا نام احمد ﷺ ہے، اللہ تعالیٰ اپنی رسالت کے ساتھ اسے مبعوث فرمائے گا، تو تم میں جو کوئی استطاعت رکھے اس کی زوجہ بن جائے اور نکاح کر لے۔''

یہ سن کر اکثر خواتین اس کو کنکریاں مارنے اور برا بھلا کہنے لگیں لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سکوت اختیار کیا اور ناگواری کا اظہار نہ کیا۔

﴿ابن سعد﴾

قبل بعثت معجزات اور وحی کا نزول:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کیلئے از قبیل وحی جو بات سب سے پہلے معرضِ ظہور میں آئی، وہ رویائے صادقہ تھیں۔ رات میں آپ ﷺ جو کچھ خواب کی حالت میں دیکھتے وہ دن میں ظہور میں آجاتا۔ آپ ﷺ گوشہ نشینی کو پسند کرنے لگے۔ غارِ حراء میں تشریف لے جاتے مسلسل کئی کئی دن اور راتیں وہاں عبادت میں گزار دیتے اور مدت قیام کیلئے کھانا ہمراہ لے جاتے۔ سامان خورد ونوش ختم ہو چکنے پر پہاڑ سے اتر آتے پھر بیوی صاحبہ توشہ تیار کر دیتیں اور آپ ﷺ پھر چلے جاتے، حتیٰ کہ آپ پر وحی الٰہی کا نزول ہوا۔ نبی کریم ﷺ حسب معمول غارِ حرا میں تھے کہ فرشتے نے آکر کہا:

''اِقْرَاْ'' (یعنی پڑھئے) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے فرشتے سے کہا: ''مَا اَنَا بِقَارِئٍ'' (یعنی میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔) پھر اس نے مجھے پکڑا اور اپنے ساتھ چمٹایا، یہاں تک کہ مجھے شدت گرفت محسوس ہوئی، اس کے بعد اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ ''اِقْرَاْ'' یعنی پڑھئے۔ میں نے اس سے کہا: میں پڑھا لکھا نہیں ہوں، پھر اس نے مجھے دوبارہ پکڑا، اپنے ساتھ چمٹایا، یہاں تک کہ مجھے شدت گرفت محسوس ہوئی۔ اس کے بعد اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ ''اِقْرَاْ'' یعنی پڑھئے۔ میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں۔ پھر اس نے مجھے تیسری مرتبہ پکڑا، اپنے ساتھ چمٹایا۔ یہاں تک کہ مجھے شدت محسوس ہوئی۔ اس کے بعد مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھو:

'' اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ○ ''

﴿سورۃ العلق﴾

ترجمہ: ''پڑھو! اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا پڑھو اور تمہارا رب وہی سب سے بڑا ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔''

اس کے بعد نبی کریم ﷺ اس سورت کو لے کر واپس آئے۔ آپ ﷺ کا دل کانپ رہا تھا۔ آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ''زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ'' یعنی مجھے چادر اڑھاؤ، مجھے چادر اڑھاؤ۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو چادر اڑھائی، حتیٰ کہ وہ خوف جاتا رہا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ساری کیفیت بتائی اور کہا کہ مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے۔ اس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

''آپ ہرگز خوف نہ کیجئے، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہرگز بے سہارا نہ چھوڑے گا کیونکہ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے، سچی بات فرماتے اور مصیبتیں برداشت کرتے ہیں، مہمانوں کو کھانا کھلاتے، حق دار کو اس کا حق دلانے میں امداد فرماتے ہیں۔''

اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ وہ عہد جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے۔ انجیل کی عربی میں کتابت کرتے تھے، جس قدر خدا نے چاہا، انہوں نے لکھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ''اے برادر عم! مہربانی کر کے اپنے بھتیجے کی بات سنو۔'' ورقہ نے پوچھا: ''آپ ﷺ نے کیا دیکھا؟'' حضور نبی کریم ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا، اسے بیان کیا۔ ورقہ نے پورے بیان کو بغور سننے کے بعد کہا:

''یہ وہ ناموس اکبر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آتا تھا، کاش کہ میں اس وقت جوان ہوتا، یا اس موقع تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو نکالے گی۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دریافت کیا: ''کیا وہ مجھے نکالیں گے؟'' ورقہ نے جواب دیا: ''ہاں'' آپ کی طرح جو کوئی بھی ہدایت واصلاح کا پروگرام لے کر آیا ہے، اس سے ضرور دشمنی کی گئی اگر میں نے آپ کے عہد نبوت کو پایا تو میں ضرور آپ کی امکان بھر مدد کروں گا۔'' اس کے بعد ورقہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے اور وفات پا گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اسی کے مانند روایت کی ہے۔ اس روایت کے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ ''اس کے بعد عرصہ تک سلسلہ وحی بند رہا اور فترت وحی سے نبی کریم ﷺ کی طبیعت پر بڑا حزن و ملال طاری رہتا۔''

﴿احمد، بیہقی﴾

بعض روایتوں میں یہاں تک آیا ہے کہ چند بار نبی کریم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ خود کو پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیں مگر جب بھی آپ اس ارادہ سے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے اور خود کو گرانے کا ارادہ فرمایا: معاً حضرت جبرئیل علیہ السلام ظاہر ہوتے اور کہتے: ''اے محمد ﷺ! یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں۔''

اس نداء سے آپ کو صبر و قرار آجاتا اور آپ واپس تشریف لے آتے، پھر سلسلہ انتظار وحی طویل ہوتا پھر پہاڑ سے گرنے کا ارادہ فرماتے اور ایسی ہی شہادت آمیز نداء سن کر نبی کریم ﷺ طمانیت حاصل کر لیتے۔

فائدہ:

بعض علماء کرام نے بیان کیا ہے کہ بھینچے اور چمٹانے کا جو عمل نبی کریم ﷺ کے ساتھ نزول وحی کے پہلے موقع پر ہوا ہے، وہ صرف آپ ﷺ ہی کی خصوصیت ہے کیونکہ کسی نبی کے حالات میں اس طرح

کا واقعہ مذکور نہیں ہے جیسا کہ ابتدائے وحی کے وقت آپ ﷺ کو پیش آیا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ وحی کے علاوہ ہر طرف سے توجہ ہٹ جائے اور شدت وحیؐ کا احساس دے کر اس امر سے آگاہ کرنا ہے کہ جس چیز کا تم پر نزول فرمایا جا رہا ہے وہ تم پر بھاری ذمہ داری ڈالنے والے احکام ہیں۔

بعض کا کہنا ہے کہ تخیلات اور وساوس کو رفع کرنا مقصود تھا کیونکہ تخیل اور وسوسہ مادی اجسام کے عوام ہیں۔

﴿حافظ ابن حجر شرح بخاری﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فترت وحی کے بارے میں ارشاد فرما رہے تھے کہ میں جا رہا تھا، دفعۃً آسمان سے ایک آواز سنی۔ میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہ فرشتہ جو میرے پاس غار میں آیا تھا، آسمان وزمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر میرا دل کانپ گیا اور فوراً گھر پر لوٹ آیا۔ میں نے کہا مجھے چادر اڑھا دو۔ پس اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورۃ المدثر کی یہ آیات نازل فرمائیں:

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ o

﴿سورۃ المدثر﴾

ترجمہ: ''اے پاپوش اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور بتوں سے دور رہو۔''

اسکے بعد مسلسل نزولِ وحی ہونے لگا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر چالیس سال کی عمر میں وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ کی نبوت کے ساتھ تین سال تک حضرت اسرافیل علیہ السلام رہے، وہ آپ ﷺ کو چند کلمے اور کوئی چیز سکھاتے تھے۔ قرآن نازل نہیں ہوتا تھا۔ جب تین سال گزر گئے تو آپ ﷺ کی نبوت کے ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام رہے اور آپ کی زبان میں قرآن نازل ہوا۔ دس سال مکہ مکرمہ میں اور دس سال مدینہ طیبہ میں۔

﴿احمد، ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو سب سے پہلے رویائے صادقہ عطا ہوئے تھے۔ آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے ویسا ہی حقیقت میں ظہور پذیر ہوتا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عقلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو چیز سب سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کو ودیعت ہوئی وہ سچے خواب تھے جب ان کے دل متحمل ہو جاتے تو وحی نازل ہوتی۔

﴿ابو نعیم﴾

موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: سب سے

پہلے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کو رویا دکھائے اور آپ ﷺ پر بہت شاق گزرے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا: ''آپ کو مبارک ہو، اللہ تعالیٰ آپ کیلئے بھلائی فرمائے گا۔'' اس کے بعد آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے اٹھ کر آئے مگر پھر واپس ہوئے اور ان کو بتایا کہ ''میں نے دیکھا ہے کہ میرا پیٹ چاک کیا گیا ہے اور پھر صاف کر کے اسے غسل دیا گیا ہے۔ اس کے بعد درست کر کے حالت سابقہ کی مانند کر دیا گیا ہے۔''

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ''یہ اچھا خواب ہے آپ کو مبارک ہو۔'' اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام ظاہری طور پر یعنی بے حجابانہ صورت میں آئے۔ انہوں نے آپ کو ایک عجیب و غریب عزت بخش مسند پر بٹھایا۔

نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ مجھے درنوک یعنی ریشمی جھالروالے فرش پر بٹھایا۔ اس فرش میں موتی اور یاقوت جڑے تھے۔ مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بشارتِ رسالت دی۔ اور آپ سے کہا پڑھئے، آپ نے کہا کیسے پڑھوں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

'' اِقْرَاْبِا سْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (اِلٰی قَوْلِہٖ) مَا لَمْ یَعْلَمْ ٥ ''

﴿سورہ العلق﴾

اس طرح آپ منصب رسالت سے سرفراز ہو کر واپس لوٹے۔ راہ کے شجر و حجر آپ ﷺ کو سلام پیش کرتے تھے۔ آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جس خواب کے بارے میں، میں نے تم سے ذکر کیا تھا وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے وہ بلاحجاب میرے روبرو منصب رسالت لے کر آئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ خیر و بھلائی ہی فرمائے گا۔ مبارک ہو کہ یقیناً آپ رسول برحق ہیں۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام کے پاس آئیں جس کا نام عداس اور مذہباً نصرانی تھا۔ خاتون اعظم زوجہ نبی مکرم ﷺ نے کہا:

''اے عداس! میں تجھے خدا کو یاد دلاتی ہوں، یعنی قسم دیتی ہوں، مجھے بتا کیا تیرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام کا علم ہے؟''

عداس نے جواب میں کہا: ''قدوس، قدوس! حضرت جبرئیل علیہ السلام کی یہ شان نہیں کہ بت پرستوں کے علاقے میں اس کا ذکر کیا جائے۔'' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ علم تجھے ہے وہ کم و کاست میرے سامنے بیان کر دے۔''

عداس نے کہنا شروع کیا: ''بلاشبہ وہ خداوند تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان امین ہے اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خلوت نشین ہے۔'' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا واپس آ گئیں اور پھر ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور سارے حالات اور پیش آمدہ عجائبات کو بیان کیا جن کو بغور سننے کے بعد ورقہ نے کہا:

''ہو سکتا ہے کہ تمہارے شوہر ہی وہ نبی ہوں جن کا انتظار اہل کتاب کر رہے ہیں اور جن

کا تذکرہ وہ کتب سماوی توریت وانجیل میں پڑھتے ہیں۔"
اس کے بعد ورقہ بن نوفل نے اللہ کی عظمت وجلال کی قسم کھا کر کہا:
لئن ظهر دعاء ه وانا حی لا بلین الله فی طاعة رسوله و حسن موازرته فمات و رقة
ترجمہ: "اگر آپ ﷺ کی جانب سے اعلان نبوت پہنچا اور میں بقید حیات ہوا تو اطاعت کروں گا اور مزاحمت کرنے والوں کے مقابلے میں آپ ﷺ کی بھرپور مدد کرونگا۔"
مگر نیک دل ورقہ نے وفات پائی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا واقعہ کی مانند روایت ہے کہ جس کے شروع میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ مکہ مکرمہ میں ہیں۔ ایک شخص آپ ﷺ کے مکان کی چھت پر آیا اور اس نے ایک ایک کر کے کڑی نکالی، جب سوراخ ہو گیا تو اس نے چاندی کی ایک سیڑھی لگائی اور اس کے ذریعہ وہ شخص آپ کے پاس اترے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میں نے ارادہ کیا کہ کسی کو مدد کیلئے پکاروں تو اس نے بات کرنے سے روک دیا پھر ایک شخص میرے سرہانے اور دوسرا پہلو میں بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اس نے اپنا ہاتھ میرے پہلو میں داخل کیا اور میری دو پسلیاں نکال لیں۔

پھر اس نے ہاتھ میرے پیٹ میں داخل کی تو اس نے میرے قلب کو نکال کر اپنی ہتھیلی پر رکھا اور اپنے ساتھی سے کہا کہ مرد صالح کا کس قدر اچھا دل ہے پھر دل کو اس کی جگہ پر رکھ کر وہ دونوں پسلیاں لگا دیں۔ اس کے بعد وہ دونوں اوپر چلے گئے اور سیڑھی اٹھالی، جب میں بیدار ہوا تو چھت اپنے حال پر تھی۔ میں نے خواب کا ذکر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھلائی ہی فرمائے گا پھر میں ان کے پاس سے باہر گیا اور پھر لوٹ کر آیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ اس نے تو میرا پیٹ چاک کیا پھر غسل وصفائی کے بعد اس کو درست کر دیا۔ روایت مذکورہ بالا کی مانند یہ مسا روایت بھی ہے۔

البتہ آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے زمین سے چشمہ جاری کیا اور وضو کیا اور محمد ﷺ دیکھتے رہے۔ انہوں نے اپنا چہرہ، کہنیوں تک دونوں ہاتھ دھوئے، سر کا مسح کیا اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے پھر وضو کے بعد قبلہ کی طرف رخ کر کے دو سجدے کیے، سمت قبلہ کی نہ تھی، اس کے بعد آپ ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا۔"

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے تیسری سند سے بہ روایت زہری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی روایت کو اضافہ آخریں کے ساتھ بیان کیا ہے۔
جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو کرامت اور نبوت سے سرفراز فرمایا تو آپ جس شجر و حجر کے

پاس سے گزرتے، وہ سلام کرتا۔ آپ ﷺ یہ اعلیٰ کلماتِ سلامتی بن کر ہر طرف دیکھتے مگر وہاں کوئی بھی نہ ہوتا۔ وہ منصب نبوت کو خطاب کے ساتھ اس طرح پیش کرتے:

"السلام علیک یا رسول اللہ (ﷺ)"

نبی کریم ﷺ ہر سال غارِ حرا میں ایک ماہ کیلئے تشریف لے جاتے اور وہاں عبادت کرتے۔ بالآخر وہ زمانہ، وہ وقت، وہ سال اور وہ مہینہ آیا جس کو رمضان المبارک کہتے ہیں تو نبی کریم ﷺ حسب معمول تشریف لے گئے حتیٰ کہ قیامِ حراء کے دوران منصب رسالت کی ذمہ داری سونپے جانے کا وقت مقررہ آگیا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میں سو رہا تھا کہ ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے کہا: "اقراء" یعنی پڑھو۔ میں نے جواب دیا: "ما اقراء" یعنی میں پڑھنا نہیں جانتا۔ اس کے بعد فرشتے نے مجھ کو اپنے ساتھ اس شدت سے چمٹایا کہ مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں میری جان نہ نکل جائے پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور پھر کہا: "پڑھو" میں نے جواب دیا: میں نہیں پڑھ سکتا۔ اس نے پھر پہلے کے مانند چمٹایا پھر چھوڑ دیا اور کہا: "پڑھو" میں نے جواب دیا میں نہیں پڑھ سکتا۔ اس کے بعد اس نے کہا:

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (اِلٰی قَوْلِہٖ) مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝"

فرشتہ اب چلا گیا اور میں بھی نیند سے بیدار ہو گیا میں نے دل میں کہا، اس واقعہ کو قریش سے بیان نہ کروں گا۔ میں اپنے کو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کر دوں گا تو میں اس ارادہ سے روانہ ہوا میں ایسا کرنے ہی والا تھا کہ میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا تھا: "اے محمد ﷺ! تم اللہ کے رسول ہو اور میں جبرئیل علیہ السلام ہوں۔"

یہ سن کر میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مرد کی صورت میں کھڑے ہیں اور ان کے دونوں قدم آسمان کے افق میں ہیں۔ میں ہلاکت کے ارادہ سے رک گیا، مجھ پر ایک طرح کا سکتہ اور سکوت طاری ہو گیا اور حیرت، اس لیے میرے اندر آگے بڑھنے یا پیچھے ہٹنے کی مجال نہ رہی۔ دیر زیادہ ہو چکی تھی اور دن ڈھل چکا تھا، میں اپنے گھر لوٹ آیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے قریب بیٹھ گیا۔

انہوں نے سوال کیا: "آپ ﷺ اتنی دیر سے کہاں تھے؟" میں نے کہا: "یہ تو ناممکن ہے کہ میں شاعر یا مجنون ہوں؟" انہوں نے میرے بات سن کر کہا: "اس بات میں آپ ﷺ کیلئے خدا سے پناہ مانگتی ہوں، کہ خدا آپ کے ساتھ ایسا کرے، البتہ میں خوب جانتی ہوں کہ آپ اعلیٰ درجہ کے راست باز، بڑے امانت دار، بہت ہی پاکیزہ اخلاق اور دائمی طور پر صلہ رحمی فرمانے والے ہیں۔" (اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ)

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے پورا واقعہ ان کو سنایا جس کو توجہ اور ہمدردی سے سن کر انہوں نے کہا: "اے ابن عمؓ! میں یہ سب حقائق سننے کے بعد آپ ﷺ کی خدمت میں خوشخبریاں اور تہنیت و مبارکبادیاں پیش کرتی ہوں، میں آپ سے ان حالات، مستقبل کے واقعات اور پیش آمدہ مشکلات کے مقابلے میں صبر و ثبات کی توقع رکھتی ہوں۔ (خود فریبی کی بناء پر نہیں، بلکہ ضمیر و روح کی ہم آہنگی سے انسان پر جو حقیقت منکشف ہوتی ہے اس کی بنیاد پر عرض کرتی ہوں کہ) آپ اللہ

کے رسول ﷺ ہیں۔'' پھر حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچیں، سارا حال سنایا جس کو سن کرانہوں نے کہا:

''اگرتم نے واقعات کا اندازہ، مشاہدہ اور میرے سامنے نقل کرنے میں غلطی نہیں کی ہے تو یقیناً محمد (ﷺ) اس امت کے نبی ہیں، ان کے پاس آنے والا فرشتہ وہ ناموسِ اکبر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا۔''

﴿بیہقی، ابن سحاق﴾

حضرت ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: ''اے ابن عم! چونکہ آپ ﷺ صبر واستقامت رکھنے والے ہیں، کیا آپ کیلئے ممکن ہے کہ جب وہ آپ ﷺ کے پاس آنے والا آئے تو مجھے بھی بتائیے؟'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تو آپ نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کو بتایا۔ انہوں نے پوچھا: آپ ﷺ ان کو دیکھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''ہاں۔''

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے داہنے پہلو میں بٹھا کر پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، میں اب بھی دیکھ رہا ہوں۔'' اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو بائیں پہلو میں بٹھا کر دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں نظر آرہے ہیں۔''

اس کے بعد مشیر رسول حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سر سے دوپٹہ اتارا، بال بکھیر دیئے اور نبی کریم ﷺ سے ہی سوال کیا، اب آپ ﷺ نے انکار میں جواب دیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: یہ شیطان نہیں ہے بلکہ فرشتہ ہے۔ آپ ﷺ مطمئن اور ثابت قدم رہیے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ پر اسی وقت ایمان لے آئیں۔

﴿بیہقی، ابن اسحاق﴾

ابو میسرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''میں تنہائی کے موقعوں پر غیبی نداء سنا کرتا ہوں اس وجہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی خاص بات وقوع پذیر نہ ہو۔''

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ''خدا کی پناہ! اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا کیونکہ آپ ﷺ امانت میں دیانت کرنے والے، صلہ رحمی کرنے والے اور راست گوئی سے کام لینے والے ہیں۔'' ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے حضور نبی کریم ﷺ کا حال بیان کیا اور درخواست کی کہ آپ نبی کریم ﷺ کو ورقہ کے پاس لے جائیں، لہٰذا دونوں حضرات ورقہ کے پاس گئے اور انہیں سارا حال سنایا۔ نبی کریم ﷺ نے بیان کیا:

''اے بزرگ! جب میں خلوت میں ہوتا ہوں تو مجھے پیچھے سے آواز آتی ہے اے محمد ﷺ! اے محمد ﷺ! یہ سن کر میں زمین پر دوڑا چلا جاتا ہوں۔''

ایک مرتبہ جبکہ نبی کریم ﷺ خلوت میں تھے تو کہنے والے نے کہا: ''یَا مُحَمَّدُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا

اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ" اس کے بعد اس نے کہا پڑھیے: "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ." (تا اٰخرِ سُوْرَہ) وَالاَ الضَّآلِّیْنَ" پھر اس نے کہا پڑھیے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ".
آپ پھر ورقہ کے پاس آئے اور ان سے سارا حال بیان کیا۔ ورقہ نے کہا:

"آپ ﷺ کو بشارت ہو اور مبارک ہو، میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ وہی نبی ہیں جس کی بشارت حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے دی ہے۔ آپ بے شک نبی ہیں اور یقیناً آپ کو جلد ہی جہاد کا حکم دیا جائے گا اگر مجھ کو وہ دن میسر آ گئے تو میں انشاء اللہ ضرور آپ کی کوششوں میں شریک ہو کر جہاد میں حصہ لوں گا۔"

جب ورقہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے ورقہ کو دیکھا وہ حریر کا لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں، اس لیے کہ وہ نیک بہادر بزرگ مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی۔"
﴿بیہقی، ابونعیم﴾

عبداللہ بن شداد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ورقہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا تمہارے شوہر نے اپنے صاحب یعنی فرشتہ کو سبز لباس میں دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، ورقہ نے کہا: جب تو مجھے یقین ہے کہ آپ کے شوہر نبی ہیں اور جلد ہی لوگ ان کو مصائب میں مبتلا کر دیں گے۔
﴿ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب ورقہ سے فرشتہ کا ذکر کیا تو ورقہ نے کہا: "سُبُّوْحٌ سُبُّوْحٌ" جبرئیل کی یہ شان نہیں کہ ایسی سرزمین میں ان کا ذکر کیا جائے کہ جس میں بتوں کو پوجا جاتا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کے امین ہیں جو خدا اور اس کے رسولوں کے درمیان ذریعہ ہیں۔ اے اچھی خدیجہ! اپنے شوہر کو اس جگہ ے باؤ جہاں انہوں نے یہ سب کچھ دیکھا مگر جب آئندہ وہ ان کو نظر آئے تو تم اپنے سر سے چادر اتار دینا، اگر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو پھر وہ ان کو نظر نہ آئے گا۔ انہوں نے ورقہ کی ہدایت پر عمل کیا وہ کہتی ہیں کہ جب میں نے سر سے دوپٹہ اتارا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام غائب ہو گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نظر نہ آئے پھر میں ورقہ کے پاس آئی اور انہیں بتایا تو انہوں نے کہا: یقیناً ان کے پاس "ناموس اکبر" آیا ہے۔ اس کے بعد ورقہ اعلانِ نبوت اور دعوتِ اسلام کا انتظار کرنے لگے۔ ورقہ نے مندرجہ ذیل اشعار اس سلسلے میں کہے ہیں:

لججت و كنت فى الذكرى لجوجا   لهم طال ما بلغ النشيجا
ووصف من خديجة بعد و صف   فقد طال انتظارى يا خديجا
ببطن المكتين على رجائى   حديثك ان ارى منه خووجا
بما اخبر تنا من قول قس   من الرهبان اكره ان يعوجا
بان محمدا سيسود قوما   و يخصم من يكون له حجيجا

و بظهر فی البلاد ضیاء نور تقام به البریة ان تعوجا
فیلقی من یحاد به خسارا و یلقی من یسا لمه فلوجا
فیا لیتنی اذا ما کان ذاکم شهدت و کنت اولهم و لوجا
ولو جا فی الذی کرهت قریش ولو عجت مبکثها عجیجا
ارجی بالذی کرهوا جمیعا الی ذی العرش ان سلفوا عروجا
وهل امر السفاهة غیر کفر یختار من سحک البروجا
فان یبقوا وابق تکن امورا یضج الکافرون لها فجیجا
و ان اهلک فکل فتی سیلقی من الاقدار متلفة خروجا

ترجمہ: ''میں نے تکرار کی اور میں ذکر میں تکرار کرنے کا عادی تھا، ان سے یہ تکرار جب کی جبکہ میرا گلا گھٹنے کے قریب پہنچ گیا۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یکے بعد دیگرے اوصاف بیان کیے، تو اے خدیجہ رضی اللہ عنہا میرے انتظار نے طول کھینچا۔ میرا انتظار شہر مکہ میں صرف اس امید پر تھا کہ جو بات اے خدیجہ رضی اللہ عنہا تم نے کہی، میں اس کے ظہور کو دیکھ لوں۔ مجھ کو یہ انتظار تمہاری اس بات کے بتانے سے ہوا جو تم نے راہبوں میں سے ایک قس کا قول کہا تھا اور میں اچھا نہیں سمجھتا کہ اس قس کی بات الٹی ہو۔ اس قس نے کہا تھا کہ محمد ﷺ قوم کے سردار ہوں گے اور جو شخص بھی ان کی طرف جائے گا، لوگ اس سے جھگڑا کریں گے، حضور نبی کریم ﷺ کے ذریعہ آبادیوں میں نور اور روشنی کی تابانی ہوگی اور لوگ آپ ﷺ کے ذریعہ کجروی چھوڑ کر صراطِ مستقیم پر آجائیں گے۔ جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ جنگ کرے گا وہ خسارے میں رہے گا اور جو صلح و آشتی سے رہے گا، وہ کامیاب و کامران رہے گا۔ کاش میں اس مرحلے پر موجود ہوتا جب لوگ آپ ﷺ سے برسرِ پیکار ہوں گے اور میں مدد کرنے والوں میں سب سے پہلے ہوتا۔ میں (پوری عزیمت کے ساتھ) بالیقین ان لوگوں میں شامل ہوتا جسے قریش برا جانتے ہیں اگرچہ وہ کتنا ہی ہنگامہ کرتے اور شور مچاتے۔ میں اس سے امید وابستہ کرتا ہوں جس کو سب برا سمجھتے ہیں، مجھ کو سہارا اور امید عرش والے خدا سے ہے اگرچہ نا ہنجار لوگ کتنا ہی مادی عروج حاصل کرلیں۔ اس شخص کیلئے جس نے اس ذات کو اختیار کیا کہ جس نے برجوں کو بلند کیا، کفر کے سوا کسی بات میں حماقت نہیں ہے۔ اگر وہ لوگ زندہ رہے اور میں بھی باقی رہا تو بے شک ایسے امور ہوں گے جن کی (تاب برداشت) نہ لاکر کافر لوگ دہائی دیں گے۔ اور اگر میں فوت ہوگیا تو (ذہن نشین کرلو کہ) ہر جوان کو ان اقدار کا سامنا کرنا ہوگا۔ (جن سے کسی انقلابی تحریک کا) ظہور و نمود وابستہ ہوتا ہے۔''

تیسرے شعر میں جو ''بِبَطْنِ الْمَكَّتَيْنِ'' مذکور ہے۔ اس سلسلے میں عینی رحمۃ اللہ علیہ ''شواہد الکبریٰ'' میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مکہ کے دونوں یعنی اعلیٰ اور اسفل حصے مراد ہیں۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نذر مانی کہ آپ ﷺ

اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا دونوں غار حرا میں اعتکاف کریں گے تو یہ اتفاق ماہِ رمضان میں ہوا۔

ایک رات نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ نے "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ" کی آواز سنی۔ آپ کا گمان ہوا کہ یہ جن کی آواز ہے اور تیزی کے ساتھ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آگئے۔ انہوں نے پوچھا کیا بات ہے۔ آپ نے حال بیان کیا۔ انہوں نے کہا آپ کو مسرور ہونا چاہیے کیونکہ "السلام" خیر کا کلمہ ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ کچھ دیر بعد میں دوسری مرتبہ باہر آیا تو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آفتاب پر کھڑے ہیں اور ان کا ایک بازو مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں۔ میں منظر دیکھ کر خوف زدہ ہوگیا اور جلدی سے واپس ہوا تو میرے اور دروازے کے درمیان حائل ہو گئے اور انہوں نے مجھ سے کلام کیا۔ یہاں تک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے مانوس ہوگیا۔

اس کے بعد انہوں نے مجھ سے ایک جگہ ملنے کا وعدہ کیا تھا کہ دفعتہً میری اوپر نگاہ ہوئی، میں نے دیکھا حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام آسمان و زمین کے درمیان موجود رہے، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے پکڑ کر نرمی کے ساتھ شانے کے بل لٹا دیا اور سینہ کو چاک کر کے دل نکالا اور مشیت خداوندی کے بموجب اس سے کوئی شے خارج کی۔ بعدازاں آبِ زمزم سے اس کو دھویا، پھر اسے سینہ میں رکھ کر شگاف زدہ حصہ درست کر دیا۔

بعدازاں پشت پر مہرِ نبوت ثبت کر دی۔ اس کے بعد حلق کے قریب میری گردن کو پکڑا۔ اور کہا پڑھیے: میں امی تھا، اس لیے نہ پڑھ سکا، دوبارہ کہا پڑھیے۔ میں نے جواب دیا: میں نہیں پڑھ سکوں گا۔ پھر انہوں نے کہا: "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ" اور پانچ آیتیں پوری کیں۔

اس کے بعد مجھے ایک شخص کے ساتھ وزن کیا اور میں اس پر وزنی رہا، پھر دو آدمیوں کے ساتھ اور اسی طرح میرے ساتھ تلنے والوں کی تعداد بڑھاتے گئے حتیٰ کہ سو آدمیوں کے ساتھ مجھے وزن کیا اور میں وزنی رہا پھر حضرت میکائیل علیہ السلام نے کہا: ان کی امت نے ان کی متابعت کر لی۔ اس کے بعد تو یہ عام ہوگیا کہ میرا گزر جس درخت اور پتھر کے قریب سے ہوتا، اس میں سے آواز آتی:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ ﷺ."

﴿طیالسی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میں ایک آواز سنتا ہوں اور ایک روشنی دیکھتا ہوں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر ورقہ سے کیا تو انہوں نے کہا: "یہ وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا تھا۔ اب اگر محمد ﷺ مبعوث ہوئے اور میں اس وقت تک زندہ رہا تو ان کے فرائض منصبی کی انجام دہی میں ان کی مدد کروں گا۔"

﴿احمد، ابن سعد، ابونعیم﴾

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو درنوک کی مانند ایک فرش پر بٹھایا جس میں موتی اور یاقوت کی مرصع کاری تھی۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہا:

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ٥ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ٥ اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَ کْرَمُ ٥ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ٥ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ٥"

﴿سورۃ العلق﴾

اس کے بعد کہا: اے محمد ﷺ! آپ خوف نہ کیجئے، اس لیے آپ اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ) ہیں۔" پھر آپ لوٹ آئے، راہ میں شجر و حجر کہتے: "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ." اس صورتحال کے بعد آپ ﷺ مطمئن ہو گئے اور خوف جاتا رہا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب ورقہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: "آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام کس طرح آتے ہیں؟" آپ نے جواب دیا آسمان کی طرف سے آتے ہیں۔ ان کے دونوں باز و موتیوں کے ہیں اور ان کے پاؤں کے تلوے سبز رنگ کے ہیں۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حراء میں تشریف فرما تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام دیباج کا کپڑا لائے جس پر تحریر تھا:

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (اِلٰی قَوْلِہٖ) مَا لَمْ یَعْلَمْ ٥"

﴿ابن رستہ کتاب المعارف﴾

ابن رستہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کپڑا لائے اور کہا پڑھئے! حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: میں پڑھا لکھا نہیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اجیاد میں اپنی حالت عبودیت میں مستغرق تھے کہ آپ ﷺ نے فرشتہ کو دیکھا کہ وہ افق آسمان میں ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھے ہوئے کہہ رہا ہے: "اے محمد ﷺ! میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ہوں۔" حضور نبی کریم ﷺ اس عجیب و غریب آواز اور خطاب کو سن کر بہت متاثر ہوئے اور کئی بار فضا میں نگاہ اٹھا کر ملاحظہ فرمایا: ہر بار فضا میں ایک فرشتہ کو موجود پایا۔ آپ ﷺ یہاں سے اٹھ کر اپنی غمگسار اور رفیقہ حیات کے پاس تشریف لائے اور صورتحال بیان فرمائی۔ مزید فرمایا کہ:

"اے خدیجہ رضی اللہ عنہا! اللہ تعالیٰ شاہد و علیم ہے کہ میں نے بتوں اور کاہنوں سے ہمیشہ نفرت کی ہے اور اب مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں کاہن نہ بن جاؤں۔"

انہوں نے جواب دیا: (لہجے اور الفاظ دونوں میں اعتماد و صدامت کی وجہ سے زور و اثر پیدا ہو گیا تھا۔) "ہرگز نہیں۔ اے محترم! آپ اس طرح سوچئے، یقیناً خدا آپ کے ساتھ اسی طرح ہرگز بھی نہ ہونے دے گا، کیوں؟ اس لیے کہ آپ صلہ رحمی کرتے، راست بازی اختیار کرتے اور امانت میں دیانت اور حفاظت

کرتے ہیں، آپ کا اخلاق اور کردار حسن و پاکیزگی کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے، بھلا خدا ایسے شخص کو ضائع کریگا۔"

نبی کریم ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پھر اپنے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، حالات بیان کیے، ورقہ نے کہا: "واللہ! یہ صادق ہیں اور یہ رسالت کے ابتدائی مراحل ہیں اور وہ آنے والا ناموس اکبر ہے۔" جو سابقہ پیغمبروں پر نازل ہوتا رہا ہے، اے خدیجہ رضی اللہ عنہا! محمد ﷺ سے کہہ دو، وہ خیر کے سوا کچھ نہ سوچیں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب غارِ حرا میں وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ چند روز وہیں پر مقیم رہے، مگر حضرت جبرئیل علیہ السلام نظر نہ آئے۔ اس وجہ سے آپ ﷺ کو شدید طور پر حزن و ملال ہوا جس نے ایک بے چینی اور اضطراب کی صورت اختیار کر لی، آپ کبھی جبل خیبر پر جاتے اور کبھی جبل حراء پر اور کبھی ارادہ کرتے کہ خود کو ان پہاڑوں کی بلندی سے گرا دیں۔ ایک موقع پر ایسے ہی ارادہ پر عمل کرنے ہی والے تھے کہ ایک آواز کا احساس ہوا، نظر اٹھائی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نظر آئے، وہ کہہ رہے تھے:

"اے محمد (ﷺ)! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔" یہ ندائے شہادت سننے کے بعد آپ ﷺ واپس آ گئے۔ دل کو سکون حاصل ہو چکا تھا اور اس کے بعد سلسلہ احکام و وحی شروع ہو گیا۔

﴿ابن سعد﴾

ورقہ بن نوفل کی عقیدت اور نعت مصطفیٰ ﷺ:

❁ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو نبی کریم ﷺ کے حالات ورقہ سے بیان کرتی تھیں، ان سے متاثر ہو کر اس موحد عالم و کاتب انجیل و تورات نے یہ اشعار کہے:

یا للرجال و صرف الدهر و القدر	و ما لشیء قضاء الله من غیر
حتی خدیجة تدعونی لا خبر ها	و ما لها بخفی الغیب من خبر
جاء ت لتسا لنی عنه لا خبرها	امرا اراه سیأ تی الناس من اخر
و خبر تنی بامر قد سمعت به	فیما مضی من قدیم الدهر و العصر
بان احمد یا تیه و یخبره	جبرئیل انک مبعوث الی البشر
فقلت علی الذی ترجین ینجزه	لک الا له فرجی الخیر و انتظری
وارسلته الینا کی نسائله	عن امره ما یری فی النوم و السهر
فقال حین اتانا منطقا عجبا	یقف منه اعالی الجلد والشعر
انی رأیت امین الله واجهنی	فی صورة اکملت من اهیب الصور
ثم استمر فکان الخوف یذعرنی	مما یسلم ما حولی من الشجر
فقلت ظنی وما ادری ایصدقنی	ان سوف تبعث تتلو منزل السور
و سوف آتیک ان اعلنت دعوتهم	من الجهاد بلا من ولا کدر

ترجمہ: ''لوگوں کا، حوادثِ زمانہ کا اور قضاء وقدر کا عجیب اور حیرت فزا حال ہے، حالانکہ کسی بھی شے کیلئے اللہ تعالیٰ کی قضاء میں تبدیلی نہیں ہے۔ حتیٰ کہ (حضرت سیدہ ام المومنین) خدیجہ رضی اللہ عنہا مجھے بلاتی ہیں کہ میں ان کو بتا دوں، دراصل انہیں غیب کی خبر کی کچھ بھی خبر نہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا میرے پاس اس مقصد سے آئیں کہ میں ان کو اس بارے میں بتاؤں جو کہ حضور نبی کریم ﷺ نے دیکھا، عنقریب وہ نبی آخر کی حیثیت سے آئیں گے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مجھے ایسے امر کی اطلاع دی، جس کو میں زمانہ قدیم سے سنتا آ رہا ہوں۔ مجھے (حضرت) خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کی خبر دی کہ (حضور) احمد ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام یعنی ناموس اکبر آئے ہیں اور یہ کہ آپ تمام کائنات (مخلوق) اور تمام انسانوں کی طرف رسول ہیں۔ میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا جس چیز کی تم امید رکھتی ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے پوری کر دے گا تو تم بھلائی کی امید رکھو اور انتظار کرو۔ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کو ہمارے پاس بھیجا تا کہ ہم ان سے وہ احوال دریافت کریں جو آپ خواب اور بیداری میں دیکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ جب ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے ایسی عجیب بات سنائی، جس سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ (رسول اللہ ﷺ) نے فرمایا: میں نے اللہ کے امین کو سامنے دیکھا، ایسی صورت میں جو ہیبت ناک صورتوں میں کامل تھی۔ پھر وہ اللہ کا امین مجھے مسلسل نظر آتا رہا اور اردگرد کے درختوں کے سلام کرنے سے میں خوف و ہراس کھاتا رہا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: میرا گمان ہے اور میں جانتا ہوں وہ میری تصدیق کرتی ہے کہ عنقریب آپ مبعوث ہوں گے اور نازل شدہ سورتوں کی تلاوت کریں گے۔ اور میں نے کہا عنقریب میں آپ کے پاس حاضر ہوں گا اور اگر آپ نے جہاد کا اعلان کیا، میرا آنا بغیر احسان اور بغیر کدورت کے ہوگا۔''

﴿حاکم، ابن اسحاق﴾

پتھر کا نبی کریم ﷺ کو سلام کرنا:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مکہ مکرمہ میں ایک پتھر ہے جس رات میں مبعوث ہوا وہ پتھر مجھے سلام کرتا تھا۔ بے شک میں اس کو پہچانتا ہوں، جب میں اس کے پاس سے گزرتا ہوں۔

﴿طیالسی، ترمذی، بیہقی﴾

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح روایت کی ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں ایک پتھر کو پہنچاتا ہوں جو مجھکو بعثت سے پہلے سلام کرتا تھا اور میں اب بھی اسے پہچان سکتا ہوں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھے۔ آپ ایک روز نواحی علاقہ میں تشریف لے گئے تو جو چٹان، پتھر اور درخت ہم کو قریب راہ ملتا وہ آپ ﷺ سے ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ'' کہتا۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی تو میں جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتا، اس سے آواز آتی:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہِ ﷺ."

﴿بزاز، ابونعیم﴾

بنت ابی تجراۃ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو منصب نبوت عطا فرمایا۔ اس زمانے میں قضاءِ حاجت کیلئے آپ ﷺ دور تشریف لے جاتے، تو راہ کے درختوں اور پتھروں سے آپ ﷺ یہ کلمات سنتے:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہِ ﷺ."

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

اغیار کی زبان سے بعثت رسول اللہ ﷺ کی خبریں:

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ایک اور سند سے بھی روایت کیا ہے جس کے آخر میں مزید یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کو جواب سلام "وعلیک السلام" کے الفاظ سے عنایت فرماتے۔ یہ جواب آپ ﷺ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سکھایا تھا۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بصرہ کے بازار میں گیا ہوا تھا وہاں کے صومعہ کے راہب کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا: "ان نووارد سوداگروں سے پوچھو کہ ان میں کوئی حرم مکہ کا رہنے والا ہے؟" میں (یعنی طلحہ) نے جواب دیا: "جی ہاں! میں حرم کا رہنے والا ہوں۔" راہب نے پوچھا: "کیا سرزمین حرم میں احمد نے ظہور کیا ہے؟" میں نے راہب سے وضاحت چاہی کہ: "احمد کون؟" راہب نے بتایا:

"ابن عبداللہ بن عبدالمطلب، کیونکہ یہی وہ مہینہ ہے جس میں ان کا ظہور ہوتا ہے اور وہ آخری نبی ہیں۔ ان کے ظہور کا مقام حرم اور ہجرت کی جگہ نخلستانی، پتھریلی اور شور کی زمین ہے۔ تم کو چاہیے کہ ان پر ایمان لانے میں سبقت کرو۔"

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے مجھ پر راہب کی بات کا اثر ہوا میں مکہ آ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا راہب نے بصرہ میں جو کچھ بیان کیا تھا انہیں بتایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے ساتھ ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے طلحہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ سن کر مسرور ہوئے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ نوفل بن عدویہ کو معلوم ہوا تو اس نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر اس رسی سے دونوں کو باندھ دیا۔ اسی وجہ سے ان دونوں حضرات گرامی کا لقب عام طور پر "قَرِیْنَیْنِ" پڑ گیا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں ایک قافلہ کے ساتھ بغرض تجارت

یمن گیا۔ اس قافلہ میں ابوسفیان بن حرب بھی تھے تو ایک خط حنظلہ بن ابوسفیان کا پہنچا، جس میں لکھا تھا:

''محمد (ﷺ) ابطح میں کھڑے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں اور تم سب کو اللہ کی توحید کی طرف بلاتا ہوں۔''

یہ اطلاع اب پورے یمن میں پھیل گئی، جس کو سن کر ایک یہودی عالم میرے پاس آیا اور اس نے کہا: ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے قافلے میں اس شخص کا چچا ہے جس نے حرم میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔'' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں، میں اس کا چچا ہوں۔ اس کے بعد یہودی عالم نے کہا: ''میں تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تمہارے بھتیجے میں جوانی کی خودسری یا عقل ودانش کی کمی ہے؟'' میں نے جواب دیا: ''واللہ! بالکل بھی نہیں، وہ نہ جھوٹے ہیں، نہ خائن، اسی وجہ سے تمام قریش ان پر اعتماد کرتے ہیں اور ''الامین'' کہہ کر پکارتے ہیں۔''

پھر یہودی نے سوال کیا: ''کیا وہ لکھنا جانتے ہیں؟'' حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرا ارادہ ہوا کہ میں کہہ دوں کہ لکھنا جانتے ہیں مگر پھر خیال ہوا ابوسفیان سنے گا: کہیں مجھے جھٹلا نہ دے۔

اس لیے میں نے جواب دیا: ''نہیں، وہ لکھنا نہیں جانتے۔'' میرے جواب کو سن کر وہ یہودی اچھل پڑا اور اپنی رِدا چھوڑ کر تیزی سے روانہ ہو گیا۔ وہ کہتا جاتا کہ اب یہودی قتل کر دیئے جائیں گے۔ پھر جب ہم اپنے گھروں کو واپس ہوئے تو ابوسفیان نے کہا: ''اے ابوالفضل! یہودی تو تمہارے بھتیجے پر مرعوب ہیں۔'' میں نے کہا: تم نے دیکھ ہی لیا۔ تو کیا ابوسفیان! بہتر نہ ہوگا کہ تم ان پر ایمان لاؤ، کیونکہ اگر وہ حق پر ہیں تو تم قبول حق میں سبقت لے جاؤ گے اور اگر وہ باطل پر ہیں تو تمہارے ساتھ اور بھی لوگ ہوں گے جو انجام ان کا ہوگا، وہی تمہارا ہوگا۔''

ابوسفیان نے کہا: ''میں تو محمد ﷺ پر اس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک میں مقام کداء میں گھوڑے نمودار ہوتے نہ دیکھ لوں گا۔'' میں نے کہا: ''تم کہہ رہے ہو؟''

ابوسفیان نے جواب دیا: ''کچھ نہیں، یہ کلمہ تو میری زبان پر یونہی آ گیا، ورنہ میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہرگز کداء پر گھوڑے نہیں نمودار ہونے دے گا۔''

حضرت عباس رضی اللہ عنہ (جو اس حدیث کے راوی ہیں۔) بیان کرتے ہیں۔ فتح مکہ کے روز ہم نے دیکھا کہ گھوڑے مقام کداء پر نمودار ہو رہے تھے، چنانچہ میں نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کہا تمہیں اپنی وہ بات یاد ہے؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں! اسی کو یاد کر رہا ہوں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور امیہ بن ابی الصلت شام گئے تو امیہ نے مجھ سے کہا: نصرانی علماء میں سے کسی کو تم جانتے ہو کہ جو علوم کتب سماویہ کا ماہر ہو؟ تاکہ ہم اس سے مل کر کچھ سوالات کریں۔ میں نے جواب دیا کہ مجھے تو ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔ امیہ میرا جواب کر سن کر چلا گیا اور پھر واپس آ کر اس نے مجھ سے کہا:

''میں فلاں عالم کے پاس گیا تھا اور میں نے اس سے بہت سی باتیں پوچھیں اور میں نے اس سے ''نبی منتظر'' کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا وہ عربی نژاد ہے، میں نے پھر سوال کیا: ''وہ عرب کے کس علاقے سے ہوگا؟'' اس نے جواب دیا: ''وہ ساکنانِ حرم قریشیوں میں سے ہوگا۔'' پھر میں نے نبی منتظر کے اوصاف بیان کرنے کو کہا تو اس نے بتایا: ''وہ ہنوز نوجوان ہیں جب کہولت (ادھیڑ عمر) میں داخل ہوں گے تو نبوت و بعثت سے سرفراز ہوں گے۔ وہ مظالم ومحارم سے بیزار ہوں گے۔ حسن عمل اور صلہ رحمی ان کا مشرب ہوگا، نسبا نجیب الطرفین ہوں گے اور ان کو تائید ونصرت خداوندی حاصل ہوگی۔''

میں نے کہا: ''ان کے ظہور و بعثت کے آثار کیا ہوں گے؟'' اس نے بتایا: ''جب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا سے گئے ہیں، ملک شام میں تیس زلزلے آچکے ہیں جن میں ہر زلزلہ ایک بڑی مصیبت تھی۔ اب صرف ایک زلزلہ باقی ہے جس کے اثرات عام ہوں گے۔''

ابوسفیان رضی اللہ عنہ راوی حدیث کہتے ہیں کہ میں نے امیہ سے کہا: ''یہ سب باتیں افسانہ اور غلط ہیں اور ان پر یقین کر لینا سادہ لوحی ہے۔'' امیہ نے جواب دیا: ''قسم ہے اس ذات کی کہ جس کی سوگند اور قسم کھائی جاتی ہے۔ یہ باتیں وقوع پذیر ہوئی ہیں اور جن کا تعلق آنے والے دنوں سے ہے وہ رونما ہو کر رہیں گی۔'' پھر ہم واپس آنے لگے تو اچانک ہمارے پیچھے ایک سوار یہ کہتا ہوا آیا کہ تمہارے بعد شام میں ایسا زلزلہ آیا کہ اہل شام ہلاک ہو گئے اور ایک ابتلائے عام میں گرفتار ہیں۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ امیہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ تم نے نصرانی کی بات کو کیا پایا؟ میں نے کہا: واللہ! اس کی بات حق ہے۔ جب سامان تجارت فروخت کے مکہ واپس آیا تو لوگ میرے پاس آئے اور سب سے پہلے اپنے مال کے بارے میں انہوں نے استفسار کیا پھر میرے پاس حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے، مجھے خوش آمدید کہا میرے سفر اور قیام کے بارے میں دریافت کیا لیکن اپنے مال تجارت کے بارے میں کچھ نہ پوچھا جس پر مجھے حیرت ہوئی۔ میں نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا کہ مجھے حضرت محمد ﷺ پر تعجب ہے کہ انہوں نے اپنے مال کے بارے میں کچھ نہ پوچھا۔ ہندہ نے کہا کہ تم ان کی شان کو نہیں جانتے وہ گمان کرتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ہندہ نے یہ باتیں کچھ اس طرح کہیں کہ میں قائل سا ہو گیا۔ اس وقت مجھے اس نصرانی کی بات یاد آ گئی۔ میں نے ہندہ سے کہا کہ محمد گمان سے زیادہ عاقل ہیں، کہ وہ یہ فرمائیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ہندہ نے کہا کہ ہاں واللہ! وہ یہی کہتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ درازی عمر کے حسن وقبح کے سلسلہ میں امیہ اور میرے درمیان بات چھڑی ہوئی تھی۔ امیہ نے کہا: ''ابوسفیان! قطع کلام نہ کرو، میری بات تمام ہونے دو، ہاں! تو میں نے اپنی کتاب میں ایک نبی کا ذکر پڑھا ہے جو ہمارے علاقہ میں پیدا ہوگا اور یہیں مبعوث ہوگا میرا گمان خود اپنے بارے میں بھی تھا کہ شاید یہ منصب مجھ کو مل جائے۔ میں نے پھر مزید معلومات اور تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ نبی اولاد عبد مناف

سے ہوگا پھر میں ان سب کا پوری احتیاط سے فرداً فرداً جائزہ لیا تو میری نظر سب برادری پر سے گزرتی ہوئی عتبہ بن ربیعہ پر ٹھہری۔ اب جب تم نے عتبہ کی عمر کے بارے میں وضاحت کی تو میں نے سمجھ لیا کہ وہ نبی عتبہ بھی ہوسکتا، اس لیے کہ اس کی عمر چالیس سے زیادہ ہو چکی ہے۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب میں واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ پر نزول وحی کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ میں امیہ کے پاس پہنچا اور استہزاء کے طور پر کہا جس نبی کے بارے میں تم ذکر کرتے تھے وہ ظاہر ہو گیا ہے۔ امیہ نے جواب میں کہا: آگاہ ہو جاؤ وہ نبی برحق ہے، اس کی پیروی کرو اور گواہ رہو کہ میں اس کی پیروی کرتا ہوں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عکرمہ بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے دنوں میں قریش کے کچھ لوگ سمندری سفر پر تھے، طوفانی ہواؤں نے کشتی کو ساحل جزیرہ پر لگا دیا۔ جزیرہ کے ایک شخص نے اہل کشتی سے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے بتایا: ''ہم قبیلہ قریش سے تعلق رکھتے ہیں۔'' اس نے پوچھا: قریش کون لوگ ہیں؟ اہل کشتی نے جواب دیا: ساکنانِ حرم، جب اس نے پہچان لیا تو کہا: ''اہل حرم تو ہم ہیں، تم اہل حرم نہیں ہو سکتے۔' اس وقت معلوم ہوا کہ وہ قدیم قوم جرہم سے تعلق رکھتا تھا جو اس وادی غیر ذی زرع کے اولین آباد کار تھے۔ اس نے کہا تم جانتے ہو کہ کس وجہ سے گھوڑوں کا نام اجیاد رکھا گیا؟ پھر خود ہی کہا اس لیے کہ وہ تیز رفتار تھے۔

اس کے بعد قریشیوں نے اس سے نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا کہ ہم میں ایک شخص اس طرح دعویٰ نبوت کرنے لگا ہے۔ جرہمی شخص نے کہا کہ تم سب اس کی پیروی کرو اگر میں اس قدر بوڑھا نہ ہوتا تو ان کی خدمت میں ضرور پہنچتا۔

﴿مسند حارث بن ابی اسامہ﴾

حضرت معمر حمیری کی عقیدت اور نعت مصطفیٰ ﷺ:

عبدالرحمٰن بن حمید رحمۃ اللہ علیہ کے دادا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے سال اول میں یمن کا سفر کیا اور عسقلان حمیری کے پاس قیام کیا۔ وہ بہت بوڑھا اور کمزور تھا اور ثقل سماعت بھی تھا۔ اس کی اولاد در اولاد کا سلسلہ طویل تھا۔ صبح کو مسند پر اس کو بٹھایا گیا اور سب بیٹے پوتے اور پرپوتے وغیرہ سلیقہ کے ساتھ اس کے روبرو بیٹھے۔ مجھ کو بھی مہمان کی حیثیت سے بٹھایا گیا۔

حمیری بزرگ نے مجھ سے کہا: ''قریشی مہمان! اپنا نسب بیان کرو۔'' میں نے دوبارہ سلام کیا اور کہا: ''میرا نام عبدالرحمٰن ہے اور میں عوف بن عوف بن عبدعوف بن عبدالحارث بن زہرہ کا بیٹا ہوں۔'' اس نے کہا: ''اے معزز زہری مہمان! بس کافی ہے کیونکہ باقی سے میں واقف ہوں کیا میں تم کو ایک ایسی اچھی خبر نہ دوں جو تمہارے لیے تجارت کے فائدوں سے زیادہ نفع بخش ہے؟''

میں نے کہا: ''ضرور بتائیے۔'' اس نے کہا میں تم کو تعجب میں ڈالنے والی اور رغبت و شوق پیدا

کرنے والی بشارت سناتا ہوں۔'' گزشتہ ماہ تمہاری قوم میں ایک نبی مبعوث ہوا ہے، جس کے خصائل پسندیدہ ہیں اور اس پر کتاب نازل ہوئی ہے اور اس کیلئے ثواب مقرر کیا گیا ہے، وہ بت پرستی سے روکتا ہے اور اسلام کی طرف بلاتا ہے، حق کی تلقین کرتا ہے اور اس پر عمل پیرا رہتا ہے۔''

میں نے دریافت کیا: ''وہ کس قبیلہ سے ہے؟'' انہوں نے کہا: ''وہ بنی ہاشم سے ہے اور تم لوگ اس کے ''ننہالی'' ہو تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ تم قیام کو مختصر کردو اور جلد لوٹ جاؤ، جاکر اس کے کاموں میں تعاون کرو اور اس کی تصدیق کرو اور ان اشعار کو لے جاکر ان کی بارگاہ میں پیش کرو۔

اشهد بالله ذی المعالی و فالق اللیل والصباح
انک فی السرو من قریش یا ابن المفدی من الذباح
ارسلت تدعو الی یقین ترشد للحق و الفلاح
اشهد بالله رب موسیٰ انک ارسلت بالبطاح
فکن شفیعی الی ملیک یدعو البرایا الی الفلاح

ترجمہ: ''میں اس اللہ کی گواہی دیتا ہوں جو بلندیوں اور سلسلہ روز و شب کا قائم رکھنے والا ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ جواں مردی میں قریش ہیں اور اس شخص کے فرزند جس کا ذبیحہ سے فدیہ دیا گیا۔ آپ ﷺ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور (تذبذب و ریب سے نکال کر) یقین کی منزل کی طرف لے جاتے ہیں اور حق و فلاح کی راہ دکھاتے ہیں۔ میں اس اللہ تعالیٰ کی گواہی دیتا ہوں جو حضرت موسیٰ کا رب ہے، بلاشبہ آپ ﷺ بطحا میں رسول اللہ ہو کر تشریف لائے ہیں۔ اے رسول اللہ ﷺ! آپ بارگاہ خداوندی میں میری شفاعت فرمائیے، کیونکہ حق تعالیٰ لوگوں کو فلاح کی طرف بلاتا ہے۔''

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان اشعار کو (جن میں ''شہادت رسالت، مدح نبوت نکاح کی دعوت اور منصب شفاعت کا مضمون بے پناہ ارادت اور جذبہ اخلاص کے ساتھ نظم کیا گیا تھا۔) یاد کر لیا اور اپنی ضروریات جلد از جلد پوری کر کے مکہ لوٹ آیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات اور تبادلہ خیال کیا۔ انہوں نے کہا وہ محمد بن عبداللہ ہیں تم ان کی خدمت میں حاضر ہو۔

چنانچہ میں بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی نظر مجھ پر پڑی تو آپ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ ''میں ایک خوش اخلاق شخص کے چہرے کو دیکھ رہا ہوں اور میں اس کیلئے خیر کی امید رکھتا ہوں، جسے تم پیچھے چھوڑ کر آئے ہو۔'' میں نے عرض کیا: ''اے محمد ﷺ! وہ کون سی بات ہے؟''

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میرے لیے ایک امانت لے کر آؤ، کسی بھیجنے والے نے تم کو میرے پاس ایک پیام کے ساتھ بھیجا ہے، وہ جو کچھ ہے بیان کرو۔'' پھر مجھے اپنے میزبان اور بوڑھے حمیری کا پیام یاد آ گیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس کے ارادت مند اشعار جو دراصل اس کے والہانہ جذبات

تھے جو شعر و نغمہ میں اپنی پرزور کیفیت کی وجہ سے ڈھل گئے تھے، سنائے اور میں نے اسلام قبول کیا۔
نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت معمر حمیری رضی اللہ عنہ خاص مومنین میں سے ہے چونکہ ایسے لوگوں کی تعداد جنہوں نے اپنی چشم سر سے مجھے نہ دیکھا مگر میری تصدیق کی، مجھ پر ایمان لائے اور انہوں نے میری محبت میں آنکھوں کو پرنم اور دلوں کو داغدار کرلیا، وہ لوگ میرے سچے بھائی ہیں۔
﴿ابن عساکر﴾

مذبوح بچھڑے کا بعثت نبوی کی شہادت دینا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس سے ایک خوبصورت شخص کا گزر ہوا جو چہرے اور بشرے سے نیک اور ذہین معلوم ہوتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو روک کر اس کا حال دریافت کیا، تو اس نے بتایا زمانہ جاہلیت میں وہ عرب کا کاہن تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہاری جنیہ (جِنّیُ) سب سے زیادہ عجیب اور غیر متوقع کون سی خبر لے کر تمہارے پاس آئی؟ اس نے بتایا کہ ایک روز میں بازار مکہ میں تھا تو وہ جنیہ مجھ سے ملی۔ میں نے اس کو پریشان حال میں دیکھ کر اس سے پوچھا کیا بات ہے؟ تو اس نے کہا:

الم ترا الجن و ابلاسها و یاسها من بعد انکا سها
و لحو قها بالقلاص و احلا بها

ترجمہ: ”تم نے جنوں کو اور ان کی حالت بے خبری کو نہیں دیکھا اور ان کو اوندھا ہونے کے بعد ان کی محرومی کو اور ان کو اونٹوں اور پالانوں کے پاس ہونا نہیں دیکھا۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو، میں بھی ایک روز عرب کے اصنامی معبودوں کے پاس ہی محو خواب تھا کہ ایک شخص گائے کا بچھڑا لے کر آیا جس کو اس نے ذبح کیا ہی تھا کہ اس نے ایک بہت بڑی اور غیر معمولی چیخ ماری، میں نے اس قدر پرزور آواز کبھی نہیں سنی تھی۔ اس کے کلمات یہ تھے:

”یَا جَلِیْحُ اَمْرٌ نَجِیْحٌ رَجُلٌ نَصِیْحٌ یَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“

ترجمہ: ”یعنی اے جلیح! یہ امر نجات بخش ہے اور وہ شخص سچا خیر خواہ ہے جو اس حقیقت کا ابلاغ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔“

لوگ دنگ رہ گئے اور پھر راہِ فرار اختیار کی۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اس وقت تک نہ جاؤں گا، جب تک یہ معلوم نہ کرلوں کہ اس کے بعد کیا ہوتا ہے۔ اس کے بعد دوسری بار پھر اس نے وہی کلمات اسی آواز سے کہے اور پھر تیسری بار اور اس واقعہ نداء کے بعد کچھ ہی مدت گزری تھی کہ اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے حضور نبی کریم ﷺ مبعوث ہو گئے۔

﴿بخاری﴾

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ قبیلہ غفار کے لوگ اپنے بتوں پر چڑھاوے کیلئے ایک گائے کو لائے ابھی وہ گائے بت پر ذبح ہونے کی وجہ سے پجاریوں کے نزدیک تبرک بنی کھڑی ہوئی تھی

کہ اس نے بہ بانگ دہل کہا:

"یَا لَلذَّرِیْحُ اَمْرٌ نَجِیْحٌ صَائِحٌ یَصِیْحُ لِسَانٌ فَصِیْحٌ یَدْعُوْ بِمَکَّۃَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ"

یہ سن کر لوگ اس کے قربان گاہ پر بھینٹ چڑھانے میں توقف کرنے لگے اور وہاں سے ٹل گئے، اس کے کچھ عرصہ بعد ہی وہ نبوت محمدی ﷺ سے کفر کے ماحول میں ہلچل کی خبریں سننے لگے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم سے ایک بوڑھے نے حدیث بیان کی، اس نے کہا میں اپنے گھر والوں کی گائے کو ہانک رہا تھا تو میں نے اس کے پیٹ میں سے یہ آواز سنی:

"یَا لَلذَّرِیْحُ قَوْلٌ فَصِیْحٌ رَجُلٌ یَصِیْحُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ"

اس کے بعد ہم مکہ آ گئے تو ہم کو معلوم ہوا کہ محمد ﷺ نبوت سے سرفراز ہو گئے ہیں۔

﴿احمد، بیہقی﴾

جن کی زبانی بعثت نبی ﷺ کی شہادت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سواد ابن قارب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تم کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب یا تحریک کس طرح ہوئی؟" حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے کہا: "میرا ایک جن تھا۔ میں ایک رات میں سو رہا تھا کہ وہ جن میرے پاس آیا اور اس نے کہا: اٹھو اور سمجھو اور جان لو اگر تم میں کچھ عقل ہے کہ لوئی بن غالب کی اولاد سے رسول اللہ مبعوث ہو چکے۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

عجبت للجن و انجاسها — و شدها العيس با حلاسها
تهوى الى مكة تبغى الهدى — مامو منوها مثل ارجاسها
فانهض الى الصفوة من هاشم — واسم بعينيك الى رأسها

ترجمہ: "مجھے جنات اور ان کی نجاستوں اور ان کے اپنے اونٹوں پر کجاوے کسنے پر تعجب ہے۔ کہ وہ جنات مکہ کی طرف آ کر ہدایت کے خواستگار ہو رہے ہیں اور جنات میں جو صاحب ایمان ہیں وہ ناپاک جنات کی طرح نہیں ہیں۔ لہٰذا تم بنی ہاشم کے صاحب پاک سیرت کی خدمت میں پہنچو اور اولادِ ہاشم کے سردار کی جانب ذرا جائزہ گیر نگاہ سے تو دیکھو۔"

پھر اس نے مجھے بیدار کر کے اور خوف زدہ کر دیا اور کہا: "اے سواد بن قارب، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرما دیا ہے تو تم اس کے پاس پہنچو اور رشد و ہدایت حاصل کرو۔ دوسری رات مین وہ جن پھر آیا اور مجھے خواب سے بیدار کر کے یہ اشعار سنانے لگا۔

عجبت للجن و لطلابها — و شدها العيس با قتابها
تهوى الى مكة تبغى الهدى — ماصاد قوا الجن ككذابها
فارحل الى الصفوة هاشم — ليس قدامها كاذنا بها

ترجمہ: ”مجھے جنات اور ان کی طلب اور ان کے اپنے اونٹوں پر کجاوے کسنے پر حیرت ہوتی ہے۔ جنات مکہ کی طرف سفر کے رشد و ہدایت کے طالب ہیں اور گروہ جنات میں جو صدق صفا کے حامل ہیں۔ وہ کذب وافترا کے خوگر جنوں کی طرح کیسے ہو سکتے ہیں۔ تو تم بنی ہاشم کے پاک سیرت شخص کے پاس سفر کر کے پہنچو ان کے اگلے لوگ، ان کے پچھلے لوگوں کی مانند نہیں ہیں۔“

✿ پھر جب تیسری رات آئی تو وہ جن میرے پاس آیا اور اس نے مجھ کو بیدار کر کے، حسب ذیل اشعار سنائے:

عجبت للجن و تجسارها — و شدها العیس باکوارها
تهوی الی مکة تبغی الهدی — لیس ذو والشر کا خیارها
فانهض الی الصفوة من هاشم — مامو منو الجن ککفارها

ترجمہ: ”میں، جنات پر اور ان کی جسارت پر اور اونٹوں پر کجاوے باندھنے پر تعجب کرتا ہوں وہ جنات مکہ پہنچ کر ہدایت ورہنمائی کی جستجو میں ہیں اور برے جنات ان کے اچھے جنوں کی مانند ہرگز نہیں ہیں۔ تو تم بنی ہاشم کے پاس سیرت شخص کی خدمت میں حاضر ہو اور صاحب ایمان جن، کافر جنوں کے مانند نہیں ہیں۔“

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے کہا: جب میں نے مسلسل تین راتوں تک یہ وعظ سنا تو میرے دل میں اسلام کی محبت اور عظمت جانشین ہوگئی۔ میں روانہ ہوا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوگیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اے سواد بن قارب! مرحبا ہم جانتے ہیں کہ کس نے تم کو بھیجا ہے۔“ میں نے گزارش کی: ”اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میں نے واردات اور تاثرات کو اشعار کے قالب میں بھالا ہے، براہِ لطف وکرم اجازت دیجئے کہ بیان کر کے قلب کو سکون دوں، پھر میں نے عرض کیا:

اتانی رئی بعد لیل و هجعة — و لم یک فیها قد بلوت بکاذب
ثلاث لیال قوله کل لیلة — اتاک رسول من لؤی بن غالب
فشمرت عن ساقی الا زارو وسطت — بی الذعلب الوجناء عند السباسب
فاشهد ان الله لا رب غیره — و انک مامون علی کل غائب
وانک ادنی المرسلین شفاعة — الی الله یا ابن الاکرمین الاطائب
فمرنا بما یا تیک یا خیر من مشی — وان کان فیما جاء شیب الذ وائب
و کن لی شفیعا یوم لا ذوشفاعة — سواک بمغن عن سواد بن قارب

ترجمہ: ”میرے پاس میرا جن رات کو سونے کے بعد آیا اور میں نے جس بارے میں بھی اس کی آزمائش کی وہ جھوٹا ثابت نہیں ہوا۔ تین راتوں میں وہ آیا اور ایک ہی بات اس نے کہی کہ

تیرے قرین لوی بن غالب کی اولاد سے پیغمبر ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ پھر میں نے پنڈلی سے اپنا تہبند اونچا کیا، تیز رفتار اور بڑے چہرے والی اونٹنی پر سوار ہو کر قطع مسافت کر کے حاضر ہو گیا۔ اب میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ ہے، اس کے سوا کوئی رب نہیں اور بلاشبہ آپ ﷺ ہر غائب پر مامون ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور میں تمام رسولوں سے زیادہ مقرب و شفیع ہیں۔ اے صاحبان کرامت اور پاکوں کے فرزند۔ اے افضل الخلائق! جو امر آپ لائے ہیں اس کا ہمیں حکم دیجئے اگر چہ وہ اس قدر دشوار ہو کہ آدمی بوڑھا ہو جائے۔ مگر آپ میری اس دن شفاعت فرمائیں جس دن کوئی صاحب شفاعت آپ ﷺ کے سوا، سواد بن قارب کو چھڑانے والا نہ ہوگا۔"

﴿بیہقی، بزار﴾

بت کا بعثت نبوی کی شہادت دینا اور مازن طائی کا ایمان لانا:

ہشام بن محمد کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھ سے طی کے مشائخ میں سے ایک شیخ نے حدیث بیان کی کہ حضرت مازن طائی رضی اللہ عنہ سرزمین عمان مین تھا، وہ اپنے گھرانے کے بتوں کا خدمتگار تھا اور اس کا ایک بت تھا جس کا نام ناجز تھا۔

ایک روز اس بت پر بھینٹ چڑھائی، تو بت سے آواز آئی: اے مازن! ایک خبر صادق سنو، جس سے تم بے خبر ہو۔ وہ یہ کہ ایک نبی کی بعثت اور اس پر نزول کلام ہوا ہے تم ان پر ایمان لا کر اس عذاب آتش سے بچ سکتے ہو، جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ مازن نے کچھ دنوں بعد ایک اور ذبیحہ قربان کیا تو پھر آواز آئی: "اے مازن! تو مسرور ہوگا، خیر ظاہر اور بدی ناپید ہو گئی، مضر سے ایک نبی دین الٰہی کی اشاعت کیلئے مبعوث ہو چکا ہے تو بت پرستی چھوڑ دے تا کہ عذاب جہنم سے بچ سکے۔" مازن نے دل میں سوچا یہ تو حیرت ناک طریقہ پر ہدایت کی گئی جو میری بھلائی کی خاطر ہے۔

اسی اثناء میں مازن کا کہنا ہے کہ حجاز سے ایک شخص میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے پوچھا: اپنے علاقے کی کوئی خاص خبر سناؤ۔ اس نے بتایا تہامہ میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو خود کو دین الٰہی کا داعی بتاتا ہے اور اس کا نام احمد ہے۔ میں نے خیال کیا: واللہ! یہ تو وہی اطلاع مل گئی جسکی مجھے خبر دی گئی ہے۔ اس کے بعد جلد ہی سفر کر کے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور نبی کریم ﷺ کی دعوتِ دین کو قبول کیا۔

پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں موسیقی، شراب اور عورتوں سے والہانہ فریفتگی رکھتا ہوں اور سالوں سے ہم قحط سالی میں مبتلا ہیں، جس کی وجہ سے ہمارے اموال تباہ ہو گئے، ہمارے بچے، عورتیں اور مرد بھوکوں سے کمزور ہو گئے اور میرا کوئی لڑکا بھی نہیں ہے۔ میں ان باتوں کیلئے آپ سے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ ان کی درخواست پر اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اَبْدِلْهُ بِا لطَّرُبِ قِرَأَةَ الْقُرْاٰنَ وَبِا لْحَرَامِ الْحَلَالَ وَاٰتِهِ بِالْحَيَاءِ وَهَبْ لَهٗ وَالَدًا

ترجمہ: "اے پروردگار کائنات! اس کے ذوق موسیقی کو قرأۃ قرآن سے اور حرام کو حلال

سے بدل دے اور بارش کیلئے حکم فرمادے اور اس کو فرزند نرینہ عطا فرما۔"

مازن رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ اس دعا مستجاب کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہماری تمام پریشانیاں رفع فرمادیا اور ہمارا سارا علاقہ عمان سرسبز و شاداب ہوگیا۔ میں نے چار خواتین سے نکاح کیا اور اللہ نے مجھے حیان جیسا لائق فرزند عطا فرمایا۔

(اس روایت کو طبرانی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا۔)

﴿بیہقی﴾

ایک جن کی بعثت نبوی کی تصدیق:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سب سے پہلے یہ خبر آئی کہ مدینہ کی ایک عورت کے تابع جن تھا۔ ایک روز جن پرندے کی صورت میں اس کے گھر کی دیوار پر بیٹھ گیا۔ عورت نے اس سے کہا نیچے اتر آ۔ تو اس نے جواب دیا: ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ ہم میں جو نبی مبعوث ہوا ہے اس نے ہر طرح کی بداخلاقی کو منع اور زنا کو حرام کردیا ہے۔

﴿ابن سعد، احمد، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

ارطاۃ بن منذر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ضرم رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں ایک عورت پر جن آتا تھا پھر وہ غائب رہا اور ایک عرصہ تک نہیں آیا۔ کافی دنوں کے بعد وہ اس طریق پر جو اس کے سابقہ معمول کے خلاف تھا آیا۔ عورت نے پوچھا پہلے تیری عادت تو یہ نہ تھی؟ اس نے جواب دیا کہ مکہ مکرمہ میں اللہ تعالیٰ کے نبی مبعوث ہوئے ہیں اور میں نے ان کی ہدایت میں "حرمت زنا" کو معلوم کرلیا ہے لہٰذا اب میرا تجھ کو سلام ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل شام کی طرف روانہ ہوئے جب باب شام پر پہنچے تو وہاں ایک کاہنہ تھی، اس نے بتایا میرا جن آیا اور مکان کے دروازے پر کھڑا ہوگیا۔ میں نے کہا اندر کیوں نہیں آیا؟ جن نے جواب دیا: اب اس کی کوئی صورت نہیں اس لیے کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوگیا ہے اور انہوں نے اس سلسلہ میں قطعی ممانعت کردی ہے۔ یہ بتا کر وہ کاہنہ چلی گئی جب میں مکہ واپس پہنچا تو اہل مکہ نے بتایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوگئے ہیں اور قریش کو اللہ تعالیٰ کے دین فطرت کی دعوت دے رہے ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

ابن ابی سبرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بتایا کہ مجھ سے حضرت ذباب بن حارث رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ حضرت ابن وقشہ رضی اللہ عنہ کا ایک جن تابع تھا جو اس کو مستقبل کے بارے میں بتاتا تھا۔ ایک دن آیا اور اس نے کوئی خبر ابن وقشہ رضی اللہ عنہ کو دی اور پھر بغور دیکھ کر کہا کہ آج میں تجھے بڑی تعجب خیز بات سناتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بارے میں "نبی اللہ" ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں اور لوگوں کو دعوت

اسلام دے رہے ہیں مگر لوگ اعتناء نہیں کر رہے ہیں، بلکہ انکار اور سرتابی پر اتر آئے ہیں۔ اس کی بات سن کر میں نے کہا: "یہ ایک عجیب اور انوکھی خبر ہے؟" جن نے کہا: "میں اس سے زیادہ نہیں جانتا۔"

ابن وقشہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کچھ ہی عرصہ بعد میں نے نبی کریم ﷺ کی رسالت اور تحریک دین کی خبریں معتبر لوگوں سے سنیں اور اسلامی جماعت اور پیروان رسول میں شامل ہو گیا۔

﴿ابن شاہین، ابن مندہ، المعافی، ولائل النبوۃ، الجلیس﴾

عمر بن شبہ رحمۃ اللہ علیہ، جموح بن عثمان غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا زمانہ جاہلیت میں اپنے گھروں میں تھے تورات کے وقت ایک شخص کے چیخنے کی آواز سنی اور اس نے چھ اشعار کہے۔ دوسری تیسری راتوں میں بھی ایسی ہی آوازیں سنیں، پھر کچھ ہی دنوں کے بعد ہمارے پاس نبی کریم ﷺ کے ظہور کی خبر پہنچی۔

غیبی آواز اور نبی کے مبعوث ہونے کا اعلان:

سفیان ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ سفر شام کیلئے روانہ ہوئے تھے، دورانِ سفر ہمارے قافلے نے زرقاء اور معان کے درمیان پڑاؤ کیا۔ یکا یک ہم نے ایک سوار کو کہتے سنا: "اے لذت خواب کے دل دادگان اٹھو! یہ خواب راحت کا وقت نہیں۔ بحکم خداوندی بے شک مکہ میں عبدالمطلب کے گھرانے میں احمد ﷺ نے ظہور فرمایا ہے اور جنات ہر طرح سے راندہ کر دیئے گئے ہیں اور ان کو دھتکار دیا گیا ہے۔ اس آواز سے ہم سب لوگ کانپ گئے اگرچہ ہم لوگ قوی ہمت اور جوان تھے، ہمارے گروہ میں کوئی ایسا نہ تھا جس نے یہ آواز نہ سنی ہو۔

بحرحال جب ہم اس سفر شام سے واپس اپنے اپنے گھر کو ہوئے تو ہم نے مکہ مکرمہ میں نبی کے ظہور کے سلسلہ میں مختلف الخیال اور متضاد آراء کو موجود پایا۔ لوگوں کو ہم نے ہر جگہ اور ہر طرف یہی ذکر کرتے سنا کہ قریش میں عبدالمطلب سے ایک چالیس سالہ شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس شخص کا نام احمد (ﷺ) ہے۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ مکہ میں اس نبی کی دعوت کے سلسلہ میں دو گروہ پیدا ہو گئے ہیں، ایک گروہ اہل شرک کا ہے اور ایک جماعت علمبرداران حق کی ہے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

طلحہ تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: تو کاہن ہے اور اپنی صاحبہ کے ساتھ تو نے عہد کیا تھا؟ اس نے جواب دیا: اسلام سے پہلے ایک دن وہ آئی اور سلام کہہ کر اس نے کہا: "**الحق المبین والخیر الدایم غیر حلم النائم اللہ اکبر**" پھر وہ چلی گئی۔ اس موقع پر ایک مسلمان نے کہا: "اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! اسی طرح کی ایک بات میں آپ سے عرض کرتا ہوں: "ہم ایک لق و دق بیابان جا رہے تھے اس میں بجز اپنے قدموں کی چاپ کے ہم کچھ نہ سنتے تھے کہ دفعتہً ہم نے سامنے سے ایک سوار دیکھا اور اس نے "**یا احمد، یا احمد اللہ اعلی و امجد، اتاک ما وعدک من الخیریا احمد**" پھر وہ چلا گیا، پھر

ایک انصاری نے کہا: ایک واقعہ میں بھی عرض کرتا ہوں۔ شام کے سفر کے دوران ہم بادیہ نوردی (بے آب گیاہ آبادی) میں تھے کہ ہاتف غیبی کو گاتے سنا۔ اشعار یہ تھے:

قد لاح نجم فاضاء مشرقه　　یخرج من ظلماء عسوف موبقه
ذاک رسول مفلح من صدقه　　الله اعلی امره و حققه

ترجمہ: ”بلاشبہ ایک ستارے نے طلوع فرمایا جس نے اپنی ضو سے مشرق کو جگمگا دیا، ہلاکت خیز اندھیروں سے وہ مخلوق کو نکالتا ہے۔ وہ ستارہ ایک رسول (ﷺ) ہے، جس نے اس کی تصدیق کی، پس اس نے فلاح پائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے امر کو بلند کیا اور اسے ثابت کردیا۔“

﴿ابونعیم﴾

ایک گستاخ جن کو عاشق رسول ﷺ جن نے قتل کیا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جن نے جبل ابوقبیس پر جو مکہ میں ہے یہ آواز دی کہ:

قبح الله رأی کعب بن فهر　　ما ارق العقول والاحلام
دینها انها یعنف فیها　　دین آبآئها الحماة الکرام
حالف الجن حن یقضی علیکم　　ورجال النخیل والعام
یوشک الخیل ان تراها تهادی　　تقتل القوم فی البلاد العظام
هل کریم منکم له نفس حر　　ماجد الوالدین و الا عمام
ضارب ضربة تکون نکالا　　ورواحا من کربة و اعتمام

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کعب بن فہر کی رائے کو برا کرے، وہ کتنا کم عقل اور نادان ہے۔ ان کا دین ان کے برگزیدہ آباء کی حمایت کرنے والوں کا دین ہے اور (پھر بھی) وہ اس دین میں ملامت کیے جاتے ہیں۔ جب ان کو حکم دیا جائے گا تو جنات اور برنخلستان اور ریگ زار زمین کے رہنے والے لوگ ان کی حمایت کریں گے۔ عنقریب سبک خرام سواروں کو تم دیکھو گے، جبکہ بڑے بڑے شہروں میں لوگ قتل کیے جائیں گے۔ کیا تم میں کوئی جان ایسی ہے جو آزاد اور باعزت ہے اور جس کے والدین پر چچا لائق احترام سمجھے جاتے ہیں۔ وہ عزت والا شخص خواری کی مار لگانے والا ہے اور سختی و مصیبت سے خوشی کی جانب لے جانے والا ہے۔“

جب صبح ہوئی تو یہ بات تمام مکہ میں پھیل گئی اور مشرکین آپس میں ان شعروں کو مزاحیہ انداز میں گنگناتے اور مہذب و باوقار مسلمانوں کی جانب اشارے وکنایے کرتے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے اس طرز عمل کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ یہ شیطان کی آواز ہے جو بتوں کے ذریعہ لوگوں سے ”ہرزہ سرائی“ کرتا ہے اس کا نام مسعر ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ذلیل وخوار کرے۔ اس کے تین دن بعد اچانک جبل ابوالقبیس پر ہاتف کو کہتے سنا:

نحن قتلنا مسعرا لما طغى واستكبرا
و سفه الحق و سن المنكرا قنعته سيفا جروفا مبترا
بشتمه نبينا المطهرا

ترجمہ: ”ہم نے مسعر شیطان کو قتل کر ڈالا جبکہ اس نے سرکشی کی اور تکبر کیا۔ مسعر نے حق کو سبک ٹھہرایا اور بری بات کو نعمت قرار دیا۔ مسعر کو اسی تلوار سے قتل کیا جو بنیادوں کو کھودنے والی ہے۔ مسعر کا قتل اس بناء پر ہے کہ اس نے ہمارے نبی پاک ﷺ کے ساتھ دشنام طرازی کی۔“

اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنات میں وہ عفریت ہے جس کا نام سمج ہے۔ اس نے مسعر کو قتل کیا۔ میں نے سمج کا نام عبداللہ رکھ لیا ہے کیونکہ وہ مجھ پر ایمان لے آیا اور اس نے مجھے بتایا کہ وہ مسعر کی تلاش میں کئی روز سے تھا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم ابتدائے اسلام کے وقت مکہ مکرمہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ اچانک ہم نے مکہ کے ایک پہاڑ پر سے نداء سنی ”اس میں لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا گیا تھا۔“ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ شیطان ہے اور جس شیطان نے کسی نبی علیہ السلام کے خلاف علانیہ لوگوں کو ابھارا، اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا کچھ عرصہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو جنات کے اس عفریت کے ذریعہ قتل کرا دیا جس کا نام سمج ہے اور میں نے اس کا نام عبداللہ رکھ دیا ہے۔“ پھر جب غروب آفتاب کا وقت ہوا تو میں نے ایک نداء کرنے والے کو اسی جگہ ندا کرتے سنا:

نحن قتلنا مسعرا لما طغى واستكبرا
و صغر الحق و سن المنكرا بشتمه نبينا المطهرا

﴿فاکہی، اخبار مکہ﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبوت محمدی ﷺ کا جب اعلان واظہار ہوا تو ایک جن نے جس کا نام مسعر تھا جبل ابوقبیس پر کھڑے ہو کر کہا:

قبح الله راى كعب بن فهر

جب صبح ہوئی تو قریش کہنے لگے کہ تم نے اس قدر سستی دکھائی کہ جن تم کو ابھارنے پر مجبور ہو گئے۔

✿ پھر جب دوسری رات آئی تو اسی جگہ ایک جن جس کا نام سمج تھا، کھڑے ہو کر کہا:

نحن قتلنا مسعرا لما طغى واستكبرا
بشتمه نبينا المطهرا اور دته سيفا جروفا مبترا
أنا نذود من اراد البطرا

ترجمہ: ''ہم نے مسعر کو قتل کر دیا جب اس نے سرکشی اور تکبر کیا۔ ہم نے اس لیے قتل کیا کہ اس نے ہمارے پاک نبی کے ساتھ گستاخی کی، میں اس پر ایسی تلوار لایا جو جڑ اور بنیاد کو کھود ڈالے۔ ہم اسے دور کرتے ہیں جو غیر مکروہ کو برا جانے۔''

﴿ابونعیم، فاکہی، اخبار مکہ﴾

حضرت جندل بن نضلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا: ایک جن میرا ساتھی تھا وہ اچانک میرے پاس آیا ہے اور اس نے ڈراتے ہوئے کہا:

هب فقد لاح سراج الدين لصادق مهذب امين

فارحل على ناجية امون تمشى على الصحصح والحزون

ترجمہ: ''اٹھ! دین کا چراغ روشن ہو گیا، اس نبی ﷺ کے ذریعہ جو صادق، مہذب اور امین ہے۔ اور تو ایسی اونٹنی پر سوار ہو جو مضبوط ہے اور وہ نرم و سخت ہر جگہ پر چلتی ہے۔''

میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہو گیا۔ میں نے حقیقت حال دریافت کی تو اس نے کہا:

و ساطح الارض و فارض الفرض، لقد بعث محمد فى الطول و العرض، نشاء فى الحرمات العظام و هاجر الى طيبة الامينة

ترجمہ: ''قسم ہے سطح زمین اور فرض کرنے والے کی! یقیناً محمد ﷺ طول وعرض میں مبعوث ہو گئے، انہوں نے مکہ مکرمہ میں نشوونما پائی اور مدینہ طیبہ کی جانب ان کی ہجرت ہو گی۔''

یہ سن کر میں خوش ہو گیا اور جانے لگا تو اچانک میں نے ہاتف غیبی کو کہتے سنا:

يآ الراكب المزجى مطيته

نحو الرسول لقد و فقت للرشد

ترجمہ: ''اے ساربان! جو سوار ہو کر نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں رواں دواں ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تو نے ہدایت کی توفیق پالی۔''

﴿ابوسعید شرف المصطفیٰ﴾

حابس بن دغنہ کا تصدیق نبوت کرنے کا عجیب طریقہ:

ابن کلبی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا قبیلہ بن کلب کا ایک مزدور تھا جس نام حابس بن دغنہ تھا۔ ایک دن وہ اپنے مکان کے صحن میں تھا کہ وہ بھاگ کر، خوف زدہ حالت میں میرے پاس آیا اور کہنے لگا: ''آپ اپنے اونٹوں کو سنبھال لیجئے۔''

میں نے پوچھا: ''تو کس وجہ سے اس قدر خوف زدہ اور لرزاں و ترساں ہے۔'' تو اس نے جواب دیا کہ: ''میں فلاں وادی میں تھا کہ میں نے ایک بوڑھے کو پہاڑ کی گھاٹی سے نمودار ہوتے دیکھا۔ اس کا سر رخمہ (یعنی گدھ) کی مانند تھا پھر وہ آگے کی طرف بڑھتے ہوئے ایسی جگہ اتر جہاں پر عقاب تک پھسل جائے، مگر وہ قطعی بے خوف لٹکا ہوا تھا۔ میں دیکھتا رہا حتی کہ اس کے قدم زمین پر جم گئے۔ اس کے بعد

میں نے جو کچھ دیکھا بہت ہی عجیب ہے۔اس نے کہا:

یا حابس بن دغنة یا حابس لاتعرضن الیک الوساوس
ھذا سنا النور بکف القابس فاجنح الی الحق ولا توالس

ترجمہ:"اے حابس بن دغنہ! تو اپنے دل میں کسی نوح کا خوف و ہراس اور کسی طرح کا خدشہ نہ لا، یہ روشنی دراصل تیرے نور بکف ہونے کی بناء پر ہے تو حق اور سچائی کی طرف مائل ہو اور فریب میں مبتلا نہ ہو۔"

حابس نے بتایا وہ بوڑھا یہ کہہ کر غائب ہو گیا اور میں نے اونٹوں کو وہاں سے ہانک کر دور ایک دوسری جگہ پر چرنے چھوڑ دیا اور میں لیٹ گیا اور پھر کسی کے ٹھوکر مارنے سے میری آنکھ کھلی، دیکھا تو وہی بوڑھا ہے۔اس نے کہا:

یا حابس اسمع ما اقوال ترشد لیس ضلول حائر کا لمھتدی
لاتترکن نھج الطریق الاقصد قد نسخ الدین بدین احمد

ترجمہ:"اے حابس! میرے قول پر دھیان دینے سے تو ہدایت یافتہ ہو جائے گی، گمراہ شخص ایک ہدایت یافتہ شخص کی طرح نہیں ہو سکتا۔اے حابس! تو اعتدال اور میانہ رویہ کی راہ کو نہ چھوڑ۔بے شک دین احمد ﷺ کے ذریعہ تمام ادیان منسوخ ہو گئے۔"

حابس نے بتایا میں اس کے بعد بے ہوش ہو گیا اور بہت دیر کے بعد مجھے ہوش آیا۔بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کیلئے میرے دل کا امتحان لیا۔

نور کا ظہور اور ایک گستاخ کی موت:

حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حج کے ارادہ سے نکلا۔میں نے خواب میں دیکھا دراں حال یہ کہ میں مکہ میں تھا کہ کعبہ سے ایک نور چمکا اور پھر مدینہ کی پہاڑیاں مجھے نظر آنے لگیں، اور میں نے نور سے آواز سنی کوئی کہتا تھا:

اِنْقَشَعَتِ الظُّلْمَاءُ وَ سَطَعَ الضِّيَاءُ وَ بُعِثَ خَاتِمُ الْاَنْبِيَاءِ

ترجمہ:"تاریکی چھٹ گئی، نور روشن ہو گیا اور حضرت خاتم الانبیاء معبوث ہو گئے۔"

پھر میں نے دوبارہ نور کو روشن ہوتے دیکھا اور اس کی چمک میں، میں نے حیرہ کے محلات اور ابیض المدائن دیکھ لیے۔پھر میں نے سنا کہ

"ظَهَرَ الْاِسْلَامُ وَ كُسِرَتِ الْاَصْنَامُ وَ وُصِلَتِ الْاَرْحَامُ"

ترجمہ:"اسلام ظاہر ہوا اور بتوں کو توڑا اور صلہ رحمی کا دور، دورہ ہو گیا۔"

پھر میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہو گیا اور میں نے اپنے علاقے کے لوگوں سے کہا: میرا خیال ہے کہ قبیلہ قریش میں کوئی غیر معمولی بات رونما ہو گئی ہے اور پھر میں نے ان لوگوں سے اپنے خواب کو بیان کیا حتی کہ جب ہم اپنے علاقے میں واپس پہنچے تو ہمیں معلوم ہوا کہ مکہ میں ایک نبی معبوث ہوا ہے۔میں یہ اطلاع

پا کر مکہ آیا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر خواب کو بیان کیا اور حلقہ اسلام میں داخل ہوکر نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنے قبیلے میں جا کر دعوت اسلام دوں۔

آپ نے اجازت دے دی۔ لہٰذا میں نے تبلیغ اسلام کی جس کے نتیجے میں سب لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ مگر ایک پختہ خو شخص مخالفت پر آمادہ ہوگیا۔ اس نے عصبیت کے پرزور جذبہ کے ساتھ کہا: ''اے عمرو بن عمرہ! تیری زندگی خراب ہو، کیا تو ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں اور دین اسلام کے مخالف ہو جائیں۔ اس نے کہا:

ان ابن مرة اتی بمقالة   لیست مقالة من یرید صلاحا
انی لا حسب قوله و فعاله   یوما و ان طال الزمان ریاحا
ایسفه الا شیاخ ممن قد مضی   من رام ذالک اصاب فلاحا

ترجمہ: ''بلاشبہ ابن مروہ ایسی بات لے کر آیا ہے جو (اپنے انجام وعواقب کے لحاظ سے) درستی وتعمیر کے حامل نہیں۔ میں ابن مرہ کے اقوال ونظریات کو ایک دن خلا میں سوچی ہوئی باتیں خیال کروں گا۔ اگرچہ اس میں زمانہ طویل گزر جائے۔ ہمارے بزرگ واسلاف کیا بے وقوف تھے جس کسی نے ایسا خیال کیا وہ فلاح کو نہ پاسکا۔''

اس کے جواب میں حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم دونوں میں جو بھی جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ اس کی زندگی خراب کردے، اس کو زبان سے گونگا اور آنکھوں سے اندھا کر دے، تو پھر وہ شخص اس حال میں مرا کہ منہ ٹیڑھا، آنکھوں سے اندھا اور کانوں سے بہرا ہو گیا۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

بتوں سے نبی کے مبعوث ہونے کی شہادت:

ابن خربوذ مکی اور خثعمی رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ اس نے کہا اہل عرب حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر لیا کرتے تھے۔ وہ بتوں کو پوجتے اور ان سے فریادیں کرتے تھے۔ ایک رات ہم ایک بت کے پاس بیٹھے اس سے طلب دعا کر رہے تھے کہ دفعتہً ایک غیبی آواز نے کہا:

یا ایها الناس ذووا الاجسام   و مسند والحکم الی الاصنام
ما انتم و طائش الاحلام   هذا نبی سید الانام
اعدل ذی حکم من الحکام   یصدع بالنور و بالاسلام
و یردع الناس عن الا ثام   مستعلن فی البلد الحرام

ترجمہ: ''اے لوگو! تم صاحب اجسام ہوکر، بتوں سے فریاد رسی چاہتے ہو اور ان کو درمیانہ میں سہارا یا سفارشی قرار دیتے ہو۔ حالانکہ تم کو عقل اور نادان نہیں ہو، سنو! یہ نبی ﷺ تمام مخلوق کے سردار ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ سارے حاکموں سے زیادہ عادل ہیں اور اسلام کے ہمہ گیر نور کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ لوگوں کو پرستش اصنام سے روکتے ہیں

اور یہ نبی بلد حرام میں ظاہر ہوا ہے۔“

راوی نے کہا ہم یہ اشعار سن کر خوف زدہ ہو گئے اور اس بات کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے اور مذکورہ اشعار ہماری زبان زد ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہمیں خبر ملی کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ میں ظہور فرمایا اور اب مدینہ طیبہ تشریف لے گئے ہیں تو میں مدینہ پہنچا اور اسلام لایا اور کچھ میرے ساتھ ساتھ اور دوسرے لوگ بھی۔

﴿ابونعیم، خرائطی، ابن عساکر﴾

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی بعثت سے ایک ماہ پہلے بوانہ میں بت کے قریب بیٹھے تھے، اس روز ایک اونٹ بت کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا چکے تھے کہ اچانک بت کے پیٹ سے یہ آواز بلند صدا ہوئی:

الا اسمعوا الی العجب، ذهب استراق السمع للوحی و یرمی بالشهب

لنبی بمکة اسمه احمد مها جره الی یثرب

ترجمہ: ”اے لوگو! سنو تعجب کی بات ہے خبروں کیلئے جنات کا آسمانوں سے باتوں کا چوری کرنا ختم ہوا، اب ان پر شعلے مارے جاتے ہیں، یہ ان نبی ﷺ کی وجہ سے ہے جن کا نام مکہ میں احمد ہے اور ان کی ہجرت کا مقام مدینہ ہے۔“

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر ہم رکے رہے اور حیرت واستعجاب کرتے رہے۔ بالآخر نبی کریم ﷺ نے ظہور فرمایا۔

﴿ابن سعد، بزار، ابونعیم﴾

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ کی بعثت کے وقت میں شام گیا ہوا تھا۔ میں اپنی کسی ضرورت سے باہر نکلا اور مجھے رات ہو گئی۔ میں نے دل میں کہا میں اس وقت کتنے بڑے بیابان کے آغوش میں ہوں۔ اس کے بعد میں لیٹ گیا، پھر میں نے ایک غیر معلوم آواز کو کہتے سنا: ”اللہ تعالیٰ کے بندو! اللہ تعالیٰ کی پناہ تلاش کرو، کیونکہ جنات اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکتے۔“ میں نے کہا: ”میری ہدایت کے بارے میں وضاحت کرو۔“ آواز آئی: ”رسول امین ﷺ ظہور فرما چکے ہیں وہ اللہ کے رسول ہیں، ہم نے ان کے پیچھے نماز پڑھی ہے، ہم نے اسلام قبول کر کے ان کا اتباع کر لیا ہے، اب جنوں کا فریب جاتا رہا ان پر آگ کے شعلے مارے جاتے ہیں۔ اب تو محمد رسول اللہ ﷺ کے حضور میں جا اور دعوت اسلام کو قبول کر۔“

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب صبح کا وقت ہوا تو ایک راہب کے پاس گیا اور اس سے سارا ماجرا بیان کیا۔ اس نے جواب دیا تم نے سچ کہا حرم سے ایک نبی کا ظہور ہوگا اور اس کی ہجرت گاہ بھی حرم ہوگی، تم کو تلقین صدا کے مطابق حرم مکہ جانا چاہیے۔

﴿ابونعیم﴾

خویلد ضمیری سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہم ایک بت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے اس کے پیٹ سے آواز سنی: ”خبریں لانے کیلئے جنوں کی رسائی ختم ہو گئی، یہ اس نبی کی وجہ سے ہے جو مکہ میں

مبعوث ہوا، وہ مدینہ میں ہجرت کرے گا اور وہ نماز، روزہ اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔ اس کا نام احمد ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے اندر قبول اسلام کی تحریک پیدا کرنے والے ابتدائی واقعہ کا تذکرہ اس طرح کیا کہ: میرے باپ کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو اس نے مجھے ایک بت کی پرستش کی وصیت کی، اس صنم کو ضمار کہتے تھے۔ میں نے اس کو لا کر گھر میں مخصوص مقام پر رکھ لیا، میں ہر روز اس بت کے مراسم پرستش بجا لاتا، جس زمانے میں نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو میں نے ایک رات بت سے سنا وہ کہتا تھا:

قل للقبائل عن سليم كلها هلك الانيس و عاش اهل المسجد

اودى ضمار و كان يعبد مرة قبل الكتاب الى النبى محمد

ان الذى ورت النبوة الهدى بعد ابن مريم من قريش مهتدى

ترجمہ: ”اے عباس! بنی سلیم کے تمام قبیلوں سے کہہ دو انیس ہلاک ہو گیا اور مسجد والے زندہ ہو گئے۔ ضمار بھی ہلاک ہو گیا وہ کبھی پوجا جاتا تھا، نبی کریم ﷺ پر نزول کتاب سے پہلے۔ قریش کے اس شخص نے ابن مریم علیہ السلام کے بعد نبوت اور راہِ راست کی میراث پائی ہے، وہ ہدایت یافتہ اور ہدایت رساں ہے۔“

(عباس نے کہا) میں نے اس بات کو لوگوں سے چھپایا اور اس کا چرچا نہ کیا حتیٰ کہ جب لوگ (علمبرداراں اسلام) غزوہ احزاب سے واپس آ رہے تھے اور ہم وادی عقیق میں ذاتِ عرق میں تھے تو میں نے زوردار آواز سنی جب دیکھا تو ایک شخص شتر مرغ پر کھڑا نظر آیا وہ کہہ رہا تھا:

” النور الذى وقع يوم الاثنين وليلة الثلثاء مع صاحب الناقة الغضباء فى ديار بنى اخى العنقاء

✿ اس آواز کا جواب اپنے بائیں جانب سے کسی غیبی آواز نے دیا:

بشر الجن وابلاسها ان وضعت المطى احلاسها

و بينت السماء احراسها

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں خائف ہو گیا اور یقین آ گیا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

﴿ابونعیم، ابن جریر، ابن الطراح کتاب الشعراء﴾

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں دوپہر کے وقت اپنی اونٹنیوں میں گشت کر رہا تھا، اچانک مجھے ایک شتر مرغ سفید روئی کی مانند نظر آیا اور اس پر سفید روئی کی مانند لباس پہنے ایک شخص سوار تھا اس نے کہا:

”اے عباس! تم نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں کو محافظوں نے گھیر لیا ہے اور جنگ اپنا سانس ختم کر چکی ہے اور گھوڑوں نے اپنے پالانوں کو رکھ لیا ہے۔ وہ شخص جو نیکی کو لائے

گا پیر کے بعد منگل کی شب میں بیدار ہو گیا اور وہ قصواء نامی اونٹنی کا مالک ہے۔"

یہ سن کر میں خوف زدہ ہو کر نکلا اور ضمار بت کے پاس آیا کہ اچانک وہ چیخا اور اس کے اندر سے آواز آئی: قُلْ لِلْقَبَائِلِ...... جمیع ابیات سابقہ۔

﴿خرائطی، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (تیسری سند) کہ میں ایک روز دوپہر کے وقت ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا کہ ایک آواز کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا ایک خوش رو، سفید پوش شخص سفید رنگ شتر مرغ پر سوار کہہ رہا تھا: "اے عباس رضی اللہ عنہ! کیا تو نے جنوں اور ان لوگوں کو نہ دیکھا جو بھلائی سے محروم ہیں۔ لڑائی نے بہادروں کو ہضم کر لیا ہے اور آسمانوں کو اس کے محافظوں نے گھیر لیا ہے۔" یہ سن کر میں اس قول کے آثار اور تعبیر کی تلاش اور جستجو میں لگا رہا، بالآخر میرا چچازاد بھائی یہ اطلاع لے کر آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خفیہ طور پر دین الٰہی کی دعوت دے رہے ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

۞ سعید بن عمرو ہذلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے بت پر جانور ذبح کیا تو اس بت سے یہ آواز سنی:

اَلْعَجَبُ كُلُّ الْعَجَبِ، خَرَجَ نَبِيٌّ مِّنْ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَحْرُمُ الزِّنَا وَ يَحْرُمُ الذَّبْحَ لِلْاَصْنَامِ وَ حَرَسَتِ السَّمَاءُ وَرُمِيْنَا بِالشُّهُبِ

ترجمہ: "کتنی عجیب اور حیرت ناک بات ہے کہ بنی عبدالمطلب میں ایک نبی ظاہر ہوئے ہیں، انہوں نے زنا کو حرام قرار دیا اور بتوں کیلئے جانور ذبح کرنے کو حرام فرما دیا اور آسمان کو محافظوں نے گھیر لیا، اب ہمیں آگ کے شعلے مارے جاتے ہیں۔"

یہ آواز سن کر ہم وہاں سے لوٹ آئے۔ پھر ہم مکہ مکرمہ آئے تو کسی نے بھی ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر نہ دی۔ ایک روز ہماری ملاقات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو ہم نے ان سے مدعی نبوت کے بارے میں پوچھا: انہوں نے جواب دیا: "ہاں! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔"

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

۞ عبداللہ بن ساعدہ ہذلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے کہا میں بت خانے میں ایک بت کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو مجھے اس بت سے آواز آئی:

قَدْ ذَهَبَ كَيْدُ الْجِنِّ وَرُمِيْنَا بِالشُّهُبِ، لِنَبِيٍّ اسْمُهٗ اَحْمَدُ

ترجمہ: "جنوں کی مکاریاں اور فریب کاریاں ختم ہوئیں، اب ہمیں شعلہ ہائے آتشیں سے مارا جاتا ہے، ان نبی کی وجہ سے جن کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔"

پھر کچھ دنوں کے بعد مجھے ایک شخص ملا اور اس نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سنائی۔

ابن مندہ رضی اللہ عنہ، بکر بن جبلہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارا ایک بت تھا جس پر ہم نے ایک روز ایک جانور کی قربانی دی تو اس بت سے میں نے سنا کہ اس نے کہا: "اے بکر بن جبلہ! تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانو۔"

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بتایا: "اے اللہ کے رسول ﷺ! میں زمانہ جاہلیت میں ایک روز اپنے بھاگے ہوئے اونٹ کی تلاش میں نکلا تو میں نے ہاتف غیبی کو کہتے ہوئے سنا:

یا ایها الرا قد فی اللیل الا جم قد بعت اللہ نبیا فی الحرم

من هاشم اهل الوفاء والکرم یجلود جنات الدیا جی و الظلم

ترجمہ: "اے شب تاریک میں سونے والے! اللہ نے (بر سبیل کرم، گم کردہ راہ لوگوں کیلئے) حرم میں نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمادیا ہے۔ وہ نبی ﷺ قبیلہ بنی ہاشم سے صاحب وفاو کرم ہے۔ وہ نبی (ہدایت الٰہی سے) ظلمتوں اور تاریکیوں کو نور (سے تبدیل) کردیتا ہے۔"

میں نے منادی کو دیکھنے کیلئے ہر طرف نظریں دوڑائیں مگر کوئی بھی نظر نہ آیا۔ تب میں نے ایک بے تابانہ انداز سے عرض کیا:

یا ایها الهاتف فی داجی الظلم اهلا و سهلا بک من طیف الم

بین هداک اللہ فی لحن الکلم ماذا الذی تدعو الیه یغتنم

ترجمہ: "شب تاریک میں آنے والے ہاتف! اہلاً وسہلاً تو بتادے کہ (حقیقتاً) تو کس لیے آیا ہے؟ اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے صاف صاف الفاظ میں (مقصد) بیان کر کہ وہ کون ہے جس کی طرف تو بلاتا ہے تاکہ ٹھیک طور پر جان سکوں۔"

اسکے بعد میں نے کسی کو گلا صاف کرتے سنا پھر اس نے کہا: "نور ظاہر ہوگیا اور ظلمت چھٹ گئی اور محمد ﷺ تمام بھلائیوں کے ساتھ مبعوث ہوگئے۔ اس کے بعد نظروں سے اوجھل منادی نے یہ اشعار پڑھے:

الحمد للہ الذی لم یحلق الخلق عبث

ارسل فینا احمدا خیر نبی قد بعث

صلی اللہ علیه ما حج له رکب و حث

ترجمہ: "وہی اللہ تعالیٰ لائق تعریف ہے جس نے کسی مخلوق کو بے کار نہ پیدا کیا۔ اس نے ہمارے درمیان احمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا، بلاشبہ وہ افضل نبی مبعوث ہوئے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ بھیجے، جب تک کہ حج کرنے والے سوار ہوکر آئیں اور اس پر آمادہ ہوں۔"

اس کے بعد صبح ہوگئی اور مجھے اونٹ مل گیا۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت جعد بن قیس مرادی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے ذکر کیا کہ ہم چار آدمی زمانہ جاہلیت میں ارادۂ حج سے سفر پر روانہ ہوئے۔ ہم یمن میں ایک وادی کو عبور کررہے تھے کہ آفتاب غروب ہوگیا اور ہم اس بڑی وادی میں ٹھہر گئے اور اپنے اونٹوں کے پاؤں باندھ دیئے، جب تاریکی مسلط ہوگئی اور میرے رفقائے سفر سوگئے تو میں نے دفعتہً ہاتف کو کہتے سنا:

الا ایھا الراکب المعرس بلغوا اذا ما و قفتم بہا الحطیم و زمزما
محمدا المبعوث منا تحیۃ تشیعہ من حیث سارو یمما
و قولو الہ انا لدینک شیعۃ بذلک اوصانا المسیح بن مریما

ترجمہ: ''اے اونٹوں پر سواری کرنے والو! جب تم حطیم اور زمزم کے قریب ٹھہرو تو پہنچاؤ۔ ہماری طرف سے محمد ﷺ کو سلام، جہاں وہ تشریف لے جائیں اور جس جگہ کا وہ قصد و ارادہ کریں، ہماری تحیت ساتھ ہو۔ ان سے عرض کر دو کہ ہم آپ ﷺ کے دین کے پیرو اور متبع ہیں اور اس بات کی ہمیں حضرت ابن مریم علیہ السلام نے بھی وصیت کی ہے۔''

﴿ابوسعید شرف المصطفیٰ﴾

بہ سند ضعیف روایت ہے کہ جندع بن ضمیل رضی اللہ عنہ کے پاس کسی آنے والے نے اس سے کہا: ''اے جندع! تو اسلام قبول کر، تاکہ اس آگ سے محفوظ رہے جو بھڑک رہی ہے۔'' جندع نے کہا: اسلام کیا ہے؟ ہاتف نے کہا: ''بتوں سے بیزاری اور خدائے علیم و خبیر کے ساتھ خلوص۔'' جندع رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: ''علیم و خبیر خدا سے تقرب پانے کی کیا صورت ہے؟ ہاتف نے جواب دیا: ''عرب میں ایک ستارۂ منور کے ظہور کا وقت قریب ہے، وہ نجیب النسب حرم مکرم سے طلوع ہوگا اور تمام عرب و عجم اسکے دین کے اتباع میں فلاح سمجھیں گے۔'' پھر جندع رضی اللہ عنہ کے برادر عمزادہ نے جس کا نام رافع بن خداش تھا، اطلاع دی کہ نبی مکرم ہجرت کر کے مدینہ آ گئے ہیں، تو پھر وہ آیا اور حلقہ اسلام میں داخل ہوا۔

﴿ابوسعید شرف المصطفیٰ﴾

نبی کریم ﷺ کی بعثت پر قصر کسریٰ کے کنگرے گر گئے:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے جب نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو ایران میں قصرِ کسریٰ کے کنگرے گر گئے اور دریائے دجلہ کا بہاؤ اور روانی متاثر ہوگئی۔ کسریٰ اس صورتحال سے غمناک ہوگیا۔ اس نے کاہنوں، نجومیوں اور ساحروں کو طلب کیا اور کہا تم اس معاملہ پر غور کرو، مگر وہ ناکام رہے اور آسمانوں کے گوشے بند کر دیئے گئے اور وہ کچھ بتانے اور کسی نتیجے پر پہنچنے میں ناکام ہوگئے اور سائب نے اندھیری رات میں ایک ٹیلے پر بسر کی اور حجاز کی جانب سے ایک روشنی آتی دیکھی جو مشرق تک پھیل گئی، جب صبح ہوئی تو وہ ایک سرسبز باغ میں تھا۔

پھر اس نے کہا: میں نے جو غیر معمولی مظاہر دیکھے ہیں اور اگر وہ سچے ہیں تو یقیناً حجاز سے ایک بادشاہ ظہور کرے گا جو مشرق تک پہنچے گا اور اس کے عہد میں زمین سرسبز ہو جائے گی۔ جب کاہن اور نجومی تخلیہ میں گئے تو ایک نے دوسرے سے کہا: ''تم نے محسوس کیا کہ تمہارے اور علم کے مابین کوئی چیز حائل نہ تھی بجز اس چیز کے جو آسمان کی جانب سے آئی۔ بلاشبہ وہ نبی ہے جو مبعوث ہوا ہے، وہ اس ملک پر قبضہ کرلے گا اور یہاں کے سلسلہ شہنشاہیت کو مستقلاً ختم کر دے گا۔''

﴿ابن اسحاق، ابونعیم﴾

حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آٹھ ہجری میں کسریٰ کے مدائن میں گیا اور وہاں کے محلات کو دیکھ کر حیرت کر رہا تھا تو وہاں کے مقامی بوڑھے نے مجھے بتایا کہ کسریٰ نے سب سے پہلی بدشگونی اس رات میں محسوس کی جس رات میں نبی کریم ﷺ پر پہلی بار وحی کا نزول ہوا اور یہاں قصر کے کنگرے گر پڑے اور پھر مذکورۂ بالا پوری حدیث کے مطابق اس نے اپنا شنیدہ ومشاہدہ بیان کیا۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

تمام بت منہ کے بل گر پڑے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو صنم کدوں کے تمام بت منہ کے بل گر پڑے۔ پھر شیاطین ابلیس لعین کے پاس گئے تو اس نے کہا یہ نبی کی بعثت کی علامت ہے۔ تم اسے تلاش کرو، شیاطین نے کہا ہم نے بہت ڈھونڈا لیکن نہ پاسکے پھر وہ خود تلاش میں نکلا اور اس نے نبی کریم ﷺ کو مکہ میں پایا پھر وہ اپنے شاگردوں اور ذریات میں واپس آیا اور کہا میں نے ان کو پالیا ہے مگر حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کے ساتھ ہیں۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابلیس ملعون نے چار مرتبہ دہائی مانگی اور فریاد کی۔

اول بار: جب وہ ملعون و مردود ہوا۔ دوسری بار اس وقت جب اس کو زمین پر پھینکا گیا۔ تیسری بار: اس وقت جبکہ نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے۔ چوتھی بار: اس وقت جب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نازل ہوئی۔

﴿ابونعیم حلیۃ الاولیاء﴾

نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد آسمان پر جنات کا داخلہ بند:

❁ اللہ تعالیٰ نے جنات کی خبر دیتے ہوئے سورۂ جن میں ارشاد فرمایا:

وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّ شُهُبًاo وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًاo

﴿سورہ الجن﴾

ترجمہ: ”اور یہ ہم نے آسمان کو چھوا تو اسے پایا کہ سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں سے بھر دیا گیا ہے اور یہ کہ آسمان میں سننے کیلئے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے، پھر اب جو کوئی سنے وہ اپنی تاک میں اپنے لیے آگ کا لوکا پائے۔“

حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شیاطین آسمان پر چڑھا کرتے تھے اور وہاں سے پوشیدہ باتوں کو سنا کرتے اور ان میں اپنی طرف سے کچھ مزید اضافہ کر کے برخود غلط لوگوں اور کاہنوں کو مبتلائے فریب کرتے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو آسمانوں تک ان کی رسائی ختم کر دی گئی۔ شیاطین نے اس کی وجہ معلوم کرنے کیلئے ہر طرف بھاگ دوڑ شروع کر دی حتی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو تلاوت قرآن پاک کرتے پالیا اور انہوں نے

آپس میں کہا کہ بے شک آسمانوں پر ہماری بندش کی یہی وجہ ہے۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنات کے ہر کنبے اور قبیلے کیلئے آسمان میں خاص جگہ تھی جہاں سے وہ آسمانی باتوں کو سن لیا کرتے تھے اور اس کی خبریں کاہنوں کو دیا کرتے تھے پھر جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو انہیں روک دیا گیا اور جب ان کو جنات نے خبریں لاکر نہ دیں تو عرب کے کج فہموں نے کہا کہ آسمان کے لوگ ہلاک ہو گئے ہیں تو اونٹوں والے ایک اونٹ کی اور گایوں والے ایک گائے کی، بکری کے ریوڑ والے ایک بکری کی اس سے متاثر ہو کر قربانی دینے لگے۔ ابلیس نے بھی کہا: زمین پر کوئی خاص نئی بات ہوئی ہے، اس نے اپنے شاگردوں اور ساتھیوں سے کہا: زمین کے ہر خطہ سے ایک مشت خاک لاؤ، وہ اس کے پاس مٹی لے کر آ موجود ہوئے، اس نے ہر جگہ کی خاک کو سونگھا، پھر اسنے خاکِ حرم کو سونگھ کر کہا اس جگہ وہ نئی بات ظاہر ہوئی ہے۔

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن نبی کریم ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو شیاطین کو روک دیا گیا اور آتشیں شعلوں سے ان کی خبر لی گئی۔ ابلیس نے کہا کسی خطہ زمین پر نبی مبعوث ہوا ہے جا کر جستجو کرو۔ پھر ساتھی شیاطین لوٹ کر آ گئے اور کہیں نشانِ نبوت نہ پا سکے۔ اس کے بعد ابلیس مکہ مکرمہ آیا اور اس نے نبی کریم ﷺ کو اولین مقام نزول وحی (غارِ حرا) سے نکلتے دیکھا پھر وہ اپنی ذریات میں لوٹ گیا اور ان کو مطلع کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

جنوں پر شہاب ثاقب:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد ستاروں کا ٹوٹنا بند ہو گیا، اس کے بعد یہ سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب نبی کریم ﷺ مکہ میں مبعوث ہوئے، آپ کی بعثت کے بعد چند ستارے ٹوٹے۔ قریش کا خیال یہ تھا کہ اب ستارے اسی وقت ٹوٹیں گے جب قیامت کا وقت قریب ہوگا، وہ اس خیال سے اپنی پریشانی دور کرنے کیلئے بتوں پر نذرانے اور قربانی کے جانور چڑھانے لگے اور غلاموں کو آزاد کرنے لگے اور کہنے لگے کہ دنیا کی فنا کا وقت قریب ہے۔

طائف کا سردار عبدیالیل کو جب یہ معلوم ہوا کہ ستارہ ٹوٹا ہے تو اس نے کہا کہ پریشان مت ہو، گھبرانے اور پریشان ہونے سے پہلے یہ معلوم کرو کہ ٹوٹنے والا ستارہ کون سا ہے؟ اگر وہ جانا پہچانا ستارہ ہے تو سمجھ لو کہ سب کی فنا کا وقت قریب آ گیا ہے اور اگر وہ جانا پہچانا ستارہ نہیں ہے تو فنا کا وقت تو نہیں آیا ہاں! کوئی نئی بات ضرور ہوئی ہے یا ہونے والی ہے اور یہ اس کا پیش خیمہ ہے۔ انہوں نے ستارہ نہیں پہچانا اور عبدیالیل کو اس بات سے آگاہ کیا تو اس نے کہا: یہ نبی کے ظہور کا وقت ہے، کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ طائف میں ابوسفیان بن حرب آیا اور اس نے کہا کہ محمد ﷺ نے نبی مرسل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ عبدیالیل

نے جواب دیا انہی کی دعوت و مشن کی کامیابی کیلئے جنوں پر شہاب پھینکے گئے ہیں۔

﴿واقدی، ابونعیم حلیۃ الاولیاء﴾

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ستاروں کو فضا میں نہ پھینکا جاتا تھا، جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو ستارے پھینکے گئے۔ اس کی وجہ سے اہل عرب نے چوپایوں کو بھینٹ چڑھانا اور غلاموں کو آزاد کرنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر سردار عبد یالیل نے کہا دیکھو! جلدی نہ کرو، یہ دیکھو وہ ٹوٹنے والا ستارہ کون سا ہے اگر ایسا ہے جسے تم جانتے ہو تو سمجھ لو کہ لوگ فنا ہو گئے، ورنہ خطرے کی کوئی بات نہیں، بلکہ کوئی نئی بات رونما ہو گی۔

﴿سعید بن منصور فی السنن، بیہقی﴾

یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرب میں سب سے پہلے ستاروں کے ٹوٹنے کے سبب ثقیف خوف زدہ ہوئے اور وہ عمرو بن امیہ کے پاس آئے۔ انہوں نے پوچھا کیا تم نے وہ نئی بات دیکھی جو منصۂ شہود پر آ رہی ہے؟ اس نے ثقفیوں سے جواب میں کہا: ”ہاں! دیکھی تو ہے۔“ ثقفیوں نے پھر عمرو سے کہا: تم توجہ اور غور سے دیکھو کہ وہ بڑے بڑے ستارے آئے دن ٹوٹ رہے ہیں کہ جن کے ذریعہ ہم بہت سی رہنمائی لیتے تھے۔ یہ تو دنیا کے خاتمہ اور فنا کی علامت معلوم ہوتی ہے لیکن یہ ہمارے آسمان کے وہ مستقل ستارے نہیں ہیں کوئی دوسرے روشن شعلے ہیں تو پھر شاید عرب میں کوئی پیغام لانے والا آیا ہو گا۔“

﴿ابن سعد﴾

کاہنوں کی خبریں منقطع:

حضرت مرداس بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے نبی کریم ﷺ سے کہانت اور آپ کے ظہور سے کاہنوں کے جو سلسلہ اخبار منقطع ہوا، اس کا ذکر کیا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہماری قوم میں ایک خلصہ نامی عورت تھی ہم اسے برگزیدہ سمجھتے تھے، ایک روز وہ ہمارے پاس آئی اور اس نے کہا: ”اے دوس کے لوگو! تم نے مجھ سے بھلائی کے سوا اور کوئی چیز نہیں معلوم کی۔“ ہم نے جواب دیا: وہ کون سی بات ہے جس کی وجہ سے تم یہ کہتی ہو؟ اس نے کہا: ”میں اپنی بکریوں کے ریوڑ میں تھی کہ دفعۃً مجھ پر تاریکی مسلط ہو گئی اور میں نے اس طرح محسوس کیا کہ جس طرح عورت مرد کے ساتھ (جماع کے موقعہ پر) حظ محسوس کرتی ہے اس کے بعد مجھے اندیشہ ہو گیا کہ میں حاملہ ہو گئی حتیٰ کہ بچے کی پیدائش کا وقت آ گیا اور میرے بطن سے لٹکے ہوئے کانوں والا بچہ پیدا ہو گیا، اس کے دونوں کان کتے کے کانوں کے مشابہ تھے۔ وہ بچہ اس قابل ہو گیا کہ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلنے لگا۔ پھر ایک دن وہ خوب اچھلا کودا اور اپنا تہبند کھول کر پھینک دیا اور اونچی آواز سے چیخا اور کہا:

”ہائے ویلا ہائے ویلا! اس پہاڑ کے پیچھے گھوڑے ہیں اور ان پر حسین و خوبصورت جوان ہیں۔“ پھر لوگ سوار ہو کر پہاڑی کے عقب میں گئے اور اس میں سواروں کو موجود پایا اور ان کو مار بھگایا اور ان کا سامان چھین لیا۔ وہ بچہ جو کچھ کہتا ویسا ہی ہوتا اور اے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ!

جب آپ ﷺ کی بعثت کا زمانہ آیا تو وہ جھوٹی خبریں دینے لگا، ہم نے اس سے کہا تیری خرابی ہو تو ہر خبر لغو اور جھوٹی دینے لگا ہے۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا مجھے وہی جھوٹا کر رہا ہے جو پہلے سچا کرتا تھا۔ مجھے تین دن کسی گھر میں قید کر کے رکھو، پھر میرے پاس آؤ تو ہم نے ایسا ہی کیا تین دن کے بعد ہم گئے اور اس کو کھولا دیکھا تو وہ آگ کا انگارہ تھا۔

اس نے کہا: ''اے دوس کے لوگو! آسمان کی حفاظت کی جاتی ہے اور خیر الانبیاء علیہم السلام نے ظہور فرمایا ہے۔'' ہم نے پوچھا: ''کس مقام پر؟'' اس نے جواب دیا: ''مکہ میں۔'' پھر اس نے کہا: میں مردہ تو ہو چکا ہوں، مجھے پہاڑ کی چوٹی پر دفن کر دو کیونکہ میں آگ بھڑکاؤں گا، جب تم مجھے آگ بھڑکاتا دیکھو تو مجھے تین پتھر مارنا اور ہر پتھر کے مارے وقت ''بِاسْمِکَ اَللّٰھُمَّ'' (یعنی اللہ کے نام سے آغاز ہے) کہنا۔ اس کے بعد میں بھڑکنے سے رک جاؤں گا اور میری آگ سرد ہو جائے گی۔ پھر ہم نے ایسا ہی کیا اور کچھ ماہ بعد حاجیوں نے مکہ سے واپس آ کر ہم کو آپ کی نبوت اور آپ ﷺ کی طرف سے دعوتِ اسلام کی خبر دی۔

﴿خرائطی الہواتف، ابن عساکر﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ پہلے آسمانی خبریں سنی جاتی تھیں۔ اسلام کے آنے کے بعد مسدود ہو گئیں۔ بنی اسد کی ایک عورت سعیدہ نامی کے ایک جن تابع تھا جب اس کو آسمانی خبریں لانے پر قدرت نہ رہی تو ایک دن وہ اس عورت کے سینہ میں داخل ہو کر چیخنے لگا:

''رسم اتحاد ختم ہو گئی، گردنیں اڑ گئیں اور ایسا حکم آیا جس (کے مقابلہ) کی طاقت نہیں،
اور احمد ﷺ نے زنا کو حرام کر دیا۔''

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی وجہ سے شیاطین کو آسمانی خبریں سننے سے روک دیا۔ کہانت منقطع ہو گئی، اب کہانت کا وجود نہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ شیاطین جاہلیت کے دور میں آسمانی خبریں سن لیا کرتے تھے اور انہیں مارا نہ جاتا تھا، مگر جب سے نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے، آگ کے گولوں سے ان کو مارا جاتا ہے۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

ابلیس کو جبرئیل علیہ السلام کی مار:

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ شیاطین آسمانی خبریں اچک لیا کرتے تھے جب سے نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے ان کو روک دیا گیا جس کی اطلاع انہوں نے

ابلیس کو دی۔ اس نے کہا کوئی نئی بات واقع ہوئی ہے پھر وہ جبل ابوقبیس پر چڑھا اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو مقامِ ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتے دیکھا۔

اس نے کہا میں جاتا ہوں اور ان کی گردنیں توڑے دیتا ہوں تو وہ آیا اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس تھے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کے ٹھوکر ماری اور وہ فلاں مقام پر گرا۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو ابلیس نبی کریم ﷺ کے قریب آ کر اپنا فریب چلانا چاہتا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کو شانہ کے اشارے سے وادیِ اردن میں پھینک دیا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بہ حالت نماز سجدہ میں تھے تو ابلیس آیا اور اس نے چاہا کہ آپ ﷺ کی گردن پر حملہ کرے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پھونک ماری اور وہ اردن جا گرا۔

﴿ابوالشیخ، ابونعیم، طبرانی﴾

مشرکین شعراء فصحاء کا اعجازِ قرآن تسلیم کرنا:

مشرکین عرب میں نزول قرآن کے وقت بڑے بڑے خطیب اور ماہرین زبان اور زبردست بلیغ و فصیح کاہن موجود تھے۔ ان اہل کمال کو اعتراف تھا کہ قرآن کے اسلوب بیان کو اعجاز حاصل ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا

﴿سورہ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ”تم فرماؤ اگر شخص اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگر چہ وہ ایک دوسرے کی آپس میں مدد کریں۔“

۞ اور مزید اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ.

﴿سورہ البقرہ﴾

ترجمہ: ”اور اگر تمہیں شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (اس خاص) بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے۔“

۞ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ

﴿سورہ الطور﴾

ترجمہ: ''تو قرآن کی مانند ایک بات ہی لے آؤ اگر سچے ہو۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام میں سے ہر نبی کو جو چیز (کتاب وشریعت) دی گئی، وہ اس دور کے انسانوں کیلئے اور ان کے حال کے مطابق تھی۔ بلاشک وشبہ مجھے جو چیز دی گئی وہ وحی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجا ہے، میں امید رکھتا ہوں کہ میرا اتباع کرنے والے ان سے زیادہ ہوں گے۔

علماء نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو جتنے معجزات دیئے گئے تھے، وہ ان کے زمانے کے ختم ہونے کے بعد خود بخود ختم ہو گئے۔ ہر نبی کو عطا کردہ معجزات کا مشاہدہ اسی نبی کی امت نے کیا (جو اس کے زمانہ میں موجود تھی) لیکن قرآن کا معجزہ قیامت تک باقی رہنے والا ہے۔ قرآن کریم اپنے اسلوب بیان، اپنی بلاغت اور اپنے غیبی اخبار میں ایک فرق عادۃ اور معجزہ ہے اور کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرتا کہ جس کی بابت قرآن نے خبر دی ہے کہ آئندہ ایسا ہوگا وہ خبر ویسی ہی واقع نہ ہوئی ہو، (قرآن خبر کے مطابق واقعہ ظہور میں آیا) چنانچہ اس خبر کی صداقت قرآن مجید کے دعویٰ صحت پر دلالت کرتی ہے۔

﴿بخاری﴾

بعض علماء نے سرور کائنات ﷺ کے ارشاد مبارک کے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ انبیاء سابقہ کے معجزات حسی تھے وہ نگاہوں سے مشاہدہ کیے جاسکتے تھے جیسے حضرت صالح علیہ السلام کا ناقہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہے اور قرآن شریف کے معجزات بصیرت سے مشاہدہ ہوتے ہیں تو جو لوگ قرآن شریف کا اتباع بصیرت سے کرتے ہیں، بوجہ بصیرت دوسروں سے زیادہ ہوں گے۔ قرآن کریم ایسی ظاہری و باطنی جامعیت، ایجاز، معنوی خصوصیات کا حامل ہے اور بہ لحاظ اسلوب بیان، لطافت زبان محاورۂ عرب، فصاحت و بلاغت اور تاثیر میں اس درجہ پر ہے کہ بلا استثناء کوئی کتاب اس کے مقابل میں نہیں لائی جاسکتی۔

قرآن کریم کی تاثیر:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کو قرآن پاک پڑھ کر سنایا۔ ولید بن مغیرہ پر رقت طاری ہو گئی۔ یہ بات ابوجہل کو معلوم ہوئی تو وہ اس کے پاس آیا اور کہا: اے چچا! قوم کا ارادہ ہے کہ تمہارے لیے مال جمع کرے۔ ولید نے پوچھا کس لیے؟ اس نے جواب دیا: اس لیے کہ وہ تمہیں دیا جائے کیونکہ تم محمد ﷺ کے پاس اس لیے گئے کہ جو شے ان کے پاس ہے تم اس کی تمنا رکھتے ہو۔ ولید نے کہا: تم یہ تو جانتے ہو کہ قریش میں سرمایہ اور دولت کے لحاظ میں کافی سرمایہ دار ہوں۔

ابوجہل نے کہا: ''محمد (ﷺ) کے بارے میں تم کچھ بتاؤ تا کہ وہ قریش کو معلوم ہو اور وہ سب

جان لیں کہ تم ان کے منکر ہو اور نفرت کرتے ہو۔''

ولید نے جواب دیا: ''میں عرض کرو؟ یہ حقیقت ہے کہ زبان و ادب اور اس کی لطافتوں اور نزاکتوں کو سمجھنے والا کوئی مجھ سے بہتر نہیں ہے اور میں اس کا اعتراف نہ کرنا ناانصافی سمجھتا ہوں کہ محمد (ﷺ) جو کلام پڑھتے ہیں، اس کے مقابلہ میں کوئی دوسرا کلام نہیں کہا جا سکتا، بلاشبہ وہ ایک عجیب نادر اور تیکھا کلام ہے اور تاثیر کے اعتبار سے سحر آفریں ہے۔''

ابو جہل نے پھر کہا: ''قوم اس بارے میں آپ کے خیالات سے واقف ہونا چاہتی ہے۔'' ولید نے کہا: ''مجھے مہلت دو کہ میں سوچ سکوں۔'' چنانچہ ولید نے بعد میں کہا: ''محمد ﷺ کے پاس جو کلام ہے وہ ان کا ذاتی نہیں بلکہ القا والہام کے ذریعہ سیکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔'' اس موقع پر اس آیت کا نزول ہوا۔ ﴿حاکم، بیہقی﴾

حج کے موقع پر مشرکین کی شرارت اور نبوت کا چرچا:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ولید بن مغیرہ اور قریش کے چند افراد جمع ہوئے، ولید ان میں عمر رسیدہ تھا اسی نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''زمانہ حج نزدیک ہے میرا خیال ہے مختلف علاقوں کے وفود تمہارے پاس آ کر محمد ﷺ کے بارے میں دریافت کریں گے کیونکہ انہوں نے اس بارے میں کچھ نہ کچھ سن رکھا ہوگا، لہٰذا تم سب کسی رائے پر اتفاق کرلو تاکہ ہماری باتوں میں تناقض اور تضاد نہ ہو۔''

لوگوں نے جواب میں کہا: ''اے عبد شمس! آپ ہی مشورہ دیجئے کہ کیا کہا جائے؟'' ولید سوچتا رہا اور پھر اس نے کہا: ''نہیں! میں تمہارے خیالات سننا ہی بہتر سمجھتا ہوں۔'' قریش نے کہا: ''ہم کاہن بتائیں گے۔'' ولید نے کہا: ''وہ کاہن تو نہیں ہیں، تم نے کاہنوں کو دیکھا ہے اور کلام بھی سنا ہے مگر ان کا کلام تو کاہنوں کا سا بے معنی زمزمہ نہیں ہے۔'' اس کے بعد لوگ کہنے لگے: ''مجنون بتا دیں گے۔'' ولید نے پھر مخالفت کی اور کہا: ''وہ حواس باختہ، پریشان خیال اور جذباتی نہیں، حالانکہ ہر مجنون میں ایسا ہی کچھ ہوتا ہے۔''

لوگوں نے پھر کہا: ''شاعر بتایا جا سکتا ہے۔'' ولید نے کہا وہ شاعر بھی نہیں کہ ہم اصناف شعر ''رَجزُ هَزَجُ قَرِیضَهٗ مَقبُوضَهٗ مَبسُوطه'' وغیرہ سب سے واقف ہیں مگر محمد (ﷺ) کا کلام بے نظیر اور بے مثال ہے۔

اس کے بعد لوگوں نے کہا: ''ساحر کہہ دیں گے۔'' ولید نے کہا: وہ جادوگر بھی نہیں، ہم میں سے ہر ایک نے ساحروں کو دیکھا ہے ان کے اندازِ کلام میں تو جھاڑ پھونک اور گرہ بندی لازمی طور پر ہوتی ہے۔

لوگوں نے کہا: ''اے عبد شمس! تم ہی بتاؤ، لوگوں کو محمد (ﷺ) کے بارے میں کیا جواب دو گے؟'' اب ولید نے کہنا شروع کیا: ''واللہ! ان کے کلام میں تو عجیب حلاوت ہے، تازگی اور لذت ہے تو تم بیان کردہ باتوں میں سے جو بھی کہو گے، جھوٹ سمجھا جائے گا۔

بہر حال قرین عقل یہ ہے کہ ساحر کہو اور بتاؤ کہ یہ ساحر لوگوں کے درمیان جدائی ڈالتا ہے۔ لوگوں

کو باپوں سے، بیویوں سے بھائیوں سے اور خاندان سے کاٹ دیتا ہے۔" پس لوگ اس کی رائے سے اتفاق کر کے اس اجتماع سے رخصت ہوگئے اور جب حج کا زمانہ آیا تو ہر طرف سے لوگ آ آ کر بیت اللہ کے طواف کیلئے جمع ہونے لگے اور مشرکین قریش ان کو نبی کریم ﷺ سے برگشتہ کرنے کیلئے ان کے اجتماعات اور دار الاقامتوں میں جانے آنے لگے۔ جو بھی ان کے پاس آتا وہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں اسے ڈراتے اور بچنے کی ترغیب دیتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ کے بارے میں "ذَرْنِیْ وَ مَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا○ (الیٰ قولہٖ) سَأُصْلِیْهِ سَقَرَ○ آیتیں نازل فرمائیں اور نیز ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے اس جھوٹے پیرو پیگنڈے میں ولید کو اپنا قائد اور پیشوا بنا لیا تھا۔ آیت کریمہ "اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِیْنَ فَوَرَبِّکَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ" نازل ہوئی، یہ وہ لوگ تھے جو لوگوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر پاس بٹھاتے اور نبی کریم ﷺ کی برائی اور بدگوئی ان سے کرتے۔

راوی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ حج سے فراغت کے بعد جب لوگ اپنے اپنے علاقوں اور قبائل میں واپس ہوئے تو چپہ چپہ پر رسول مکی ﷺ اور آپ کی نبوت کا چرچہ ہوگیا اور اس طرح تمام بلادِ عرب ذات نبی ﷺ سے واقف ہوگیا۔

﴿ابن عباس، بیہقی﴾

عوفی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ قرآن حکیم کے بارے میں پوچھ رہا تھا: جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو بتایا کہ وہ اٹھ کر قریش کے پاس آیا اور کہا: "جو کلام ابن ابی کبشہ سناتا ہے وہ بہت ہی عجیب ہے۔ وہ شعر ہے نہ سحر، نہ بے معنی گفتگو ہے، یقیناً ان کا کلام خدا کا کلام ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ نضر بن حارث نے کھڑے ہو کر کہا: "اے قریش بھائیو! تم ایک ایسی الجھن میں مبتلا ہوئے ہو کہ اس سے پہلے نہ ہوئے تھے جب حضرت محمد ﷺ نوجوان تھے تو وہ تمہارے اندر سب سے زیادہ پسند کیے جاتے اور وہ سب سے زیادہ صادق القول اور امانتدار سمجھے جاتے تھے اور جب وہ جوان ہوئے اور ان کی نہاد میں مزید پختگی اور خوبو میں متانت کا نکھار آ کر ان کی خوبیوں میں اور جلاء ہوگئی اور وہ خدا کا کلام لے کر آئے تو پھر تم اسی جامع صفات کو ساحر کہنے لگے، حالانکہ سحر سے ان کو کیا نسبت۔ کاہن کہنے لگے دراں حالیکہ کہانت سے ان کو کیا سروکار، مجنون کہنے لگے باوجود یہ کہ جنون سے ان کو کیا علاقہ۔ پس اے برادرانِ قریش! انصاف کر کے اپنے رویہ پر نظر ثانی کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان عظیم فرمایا ہے کہ تمام عالم آباد کو چھوڑ کر تمہارے اندر سے ایک نبی کو اٹھایا ہے۔

﴿ابو نعیم، بیہقی، ابن اسحاق﴾

قرآن کی صداقت:

حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے کہ جماعت قریش نے ابوجہل بن حکم سے کہا محمد ﷺ کی دعوت دین عوامی تحریک کی صورتحال اختیار کرتی جارہی ہے، تم ایسے کسی شخص کو منتخب کرو جو سحر، کہانت اور شعر سے بخوبی واقف ہو۔ وہ محمد (ﷺ) کے پاس جائے اور ان کے عزائم واغراض کے بارے میں ان سے گفتگو کر کے ہمیں اطلاع دے۔ عتبہ نے کہا: میں سحر کہانت اور شعر کی حقیقتوں سے بخوبی واقف ہوں لہٰذا وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: ''اے محمد (ﷺ)! آپ بہتر ہیں، یا ہاشم؟ آپ بہتر ہیں، یا عبدالمطلب؟ آپ بہتر ہیں یا عبداللہ؟ مگر نبی کریم ﷺ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔

عتبہ نے پھر کہا: ''آپ کس لیے ہمارے معبودوں کو برا اور ہمارے اسلام کو گمراہ بتاتے ہیں؟ اگر آپ کو حکومت وریاست کی خواہش ہے تو ہم جھنڈا آپ کیلئے بلند کیے دیتے ہیں اور آپ کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں اگر جنسی میلان ہے تو دس ایسی عورتوں سے شادی کرا دیتے ہیں جو آپ کو محبوب ہیں۔ اگر دولت وسرمایہ کی ضرورت ہے تو ہم لاکر آپ کی خدمت میں ڈھیر کر دیں گے۔ یہ آپ کی ضرورت سے زیادہ اور آپ کی آئندہ نسلوں تک کو کافی ہوگا۔'' آپ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا اور جب آپ ﷺ نے سمجھ لیا کہ عتبہ اپنا سلسلہ کلام ختم کر چکا تو پھر آپ نے یہ آیات پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

حٰمٓ ○ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ج فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ○ وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَ فِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّ مِنْۢ بَيْنِنَا وَ بَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ○ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَ اسْتَغْفِرُوْهُ ط وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ○ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ○ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ط ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَ جَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِيْهَا وَ قَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ط سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ○ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَ هِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ط قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ○ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ اَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ط وَ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ق وَ حِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ○ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ○

(سورہ حم السجدہ)

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے

ترجمہ: ''یہ اتارا ہے بڑے رحم والے مہرباں کا ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مفصل فرمائی گئیں عربی قرآن عقل والوں کیلئے خوشخبری دیتا اور ڈرسناتا تو ان میں اکثر نے منہ پھیرا تو وہ سنتے ہی نہیں اور بولے ہمارے دل غلاف میں ہیں۔ اس بات سے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اور ہمارے کانوں میں ٹینٹ (روئی) ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان روک ہے تو تم اپنا کام کرو اور ہم اپنا کام کرتے ہیں، تم فرما دو آدمی ہونے میں تو میں تمہیں جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو اس کے حضور سیدھے رہو اور اس سے معافی مانگو اور خرابی ہے شرک والوں کو جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں، بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کیلئے بے انتہا ثواب ہے، تم فرماؤ کیا تم اس کا انکار رکھتے ہو جس نے دو دن میں زمین بنائی اور اس کے ہمسر ٹھہراتے ہو وہ سارے جہاں کا رب ہے اور اس میں اس کے اوپر سے لنگر ڈالے (بھاری بوجھ رکھے) اور اس میں برکت رکھی اور اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں۔ یہ سب ملا کر چار دن میں ٹھیک جواب پوچھنے والوں کو پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں اٹھا تو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو، خوشی سے یا نہ خوشی سے۔ دونوں نے عرض کیا ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے تو انہیں پورے سات آسمان کر دیا وہ دن میں اور ہر آسمان میں اسی کے کام کے کہ احکام بھیجے اور ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا اور نگہبانی کیلئے یہ اس عزت والے علم والے کا ٹھہرایا ہوا ہے پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرماؤ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد اور ثمود پر آئی تھی۔''

جب نبی کریم ﷺ یہاں تک پہنچے تو عتبہ میں مجال سماعت نہ رہی، اس نے قسم دے کر آپ کو آگے بڑھنے سے روک دیا اور رحم کی بھیک مانگ کر کہنے لگا کہ اس کو ایسے عذاب سے دور رکھیں۔ عتبہ یہاں سے نہ اپنے گھر گیا نہ ان لوگوں کے پاس پہنچا تو ابو جہل نے کہا:

''اے گروہ قریش! ہم کو کہیں پر عتبہ نظر نہیں آتا، شاید وہ محمد (ﷺ) کی طرف مائل ہو گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسے کوئی حاجت درپیش ہے پھر وہ عتبہ کے پاس آئے۔ ابو جہل نے کہا: ''عتبہ! ہمارا خیال ہے کہ تو کسی طمع کا شکار ہو کر محمد (ﷺ) کی طرف مائل ہو گیا ہے اگر تجھے مالی اعانت کی ضرورت ہے تو ہم اس کو پورا کرنے کیلئے تیار ہیں، تا کہ پھر تو محمد (ﷺ) سے بے نیاز ہو جائے۔'' یہ سن کر عتبہ غضبناک ہو گیا اور قسم کھا کر بولا کہ ''میں محمد (ﷺ) سے کبھی بات نہ کروں گا۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں تم میں سب سے زیادہ مالدار ہوں اس وجہ سے میں کسی سے اعانت کا طالب نہیں۔''

سنو! جب میں محمد (ﷺ) کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے ایسے کلام کے ساتھ جواب دیا کہ خدا کی قسم! نہ تو وہ سحر ہے اور نہ وہ شعر و کہانت ہے انہوں نے میرے جواب میں پڑھا: حٰمٓ ٥ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ تا صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ٥ پھر میں نے ان سے التجا کی اور ان کو آگے پڑھنے سے روک دیا اور ان سے رحم کی بھیک مانگی تا کہ وہ اس عذاب میں مجھے مبتلا نہ کریں اور یہ تو تم

جانتے ہو کہ محمد (ﷺ) جو کچھ فرماتے ہیں وہ جھوٹ نہیں ہوتا لہٰذا ڈرتا ہوں کہ کہیں تم پر عذاب نہ نازل نہ ہو جائے۔ میرا کہا مانو تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور تعرض نہ کرو، اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے تو ان کا ملک اور ان کی عزت تمہارا ملک اور تمہاری عزت ہوگی۔

(بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت نقل کرتے ہیں جس میں تفصیل کے بجائے اجمال اور اختصار ہے۔)

﴿ابن ابی شیبہ، بیہقی، ابو نعیم﴾

ابوجہل اور دیگر مشرکین کا راتوں کو چھپ کر قرآن سننا:

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابوجہل، ابوسفیان اور اخنس بن شریق ایک شب میں نبی کریم ﷺ سے کلام اللہ سننے کی نیت سے روانہ ہوئے۔ نبی کریم ﷺ اس وقت مصروف نماز تھے یہ تینوں اشخاص اندھیرے میں اپنے اپنے زاویوں پر بیٹھ کر نبی کریم ﷺ کی تلاوت سے کچھ اس طرح لذت اندوز اور متاثر ہوئے کہ خبر نہ ہوئی اور پوری رات گزر گئی۔ طلوع فجر پر جب جانے لگے تو تینوں نے باہم ایک دوسرے کو دیکھا اور سب پر انفعال طاری ہو گیا۔ تین راتیں اسی طرح عمل ہوتا رہا اس کے بعد اخنس، ابوسفیان کے گھر پر آیا اور کہا اس کلام کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے جس کو محمد (ﷺ) سے سنا ہے؟ ابوسفیان نے جواب دیا: ”میں اس کلام کو اور اس کے تاثر کو محسوس کرتا ہوں۔“

اس کے بعد اخنس ابوجہل کے پاس پہنچا اور اس سے کہا: اے ابوالحکم! اس کلام کے بارے میں جو ہم نے محمد (ﷺ) سے سنا ہے تمہاری کیا رائے ہے۔ ابوجہل نے کہا کہ میں نے کیا سنا ہے اسے سنو!

ہم اور بنی عبد مناف شرف میں ہمیشہ جھگڑا کرتے تھے اگر انہوں نے کھانا کھلایا تو ہم نے بھی کھانا کھلایا۔ انہوں نے لوگوں کو سواریاں دیں تو ہم نے بھی لوگوں کیلئے سواریاں فراہم کیں، انہوں نے لوگوں کو مال دیا تو ہم نے بھی دیا۔ یہاں تک کہ ہمارے اور ان کے درمیان یہ مسابقت جاری رہی اور اس دوڑ میں ہم اور وہ برابر رہے تو بنی عبد مناف نے از روئے فخر و شرف کہا کہ ہم میں ایک نبی ہوگا جس پر آسمان سے وحی نازل ہوگی تو اگر ہم نے اس نبی کو پایا تو خدا کی قسم! ہم اس پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے اور ہم اس کی تصدیق نہیں کریں گے، اخنس ابوجہل کی یہ باتیں سن کر اٹھ کھڑا ہوا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلا دن جب ہم نے نبی کریم ﷺ کی شان رسالت کو پہچانا وہ دن تھا کہ میں اور ابوجہل شہر مکہ کی ایک گلی میں جا رہے تھے، ہماری ملاقات نبی کریم ﷺ سے ہوگئی۔ آپ نے ابوجہل سے فرمایا: ”ابوالحکم! اللہ تعالیٰ و رسول اللہ کی طرف آؤ۔“ ابوجہل نے جواب دیا: ”محمد (ﷺ) کیا تم ہمارے معبودوں کو برا کہنے سے باز نہ آؤ گے؟ جو کچھ تم کہتے ہو اگر میں اسے حق جانتا تو ضرور اتباع کر لیتا۔“

اس کے بعد آپ ﷺ تشریف لے گئے اور ابوجہل نے مجھ سے کہا: ”میں جانتا ہوں کہ وہ سچے

ہیں لیکن قصی کی اولاد سے ہیں۔ قصی کے لوگوں نے کہا ہم غلاف کعبہ چڑھاتے ہیں، ہم مشاورت کیلئے ندوہ کو منظم رکھتے ہیں، ہمارا الواء ہے ہم میں سقایہ ہے پھر انہوں نے کہا: ہم میں اس کا نبی ہے، میں نے کہا ہم چاروں باتوں کو تسلیم کرتے ہیں مگر خدا کی قسم پانچویں دعوے کو ہرگز نہ مانیں گے۔

﴿بیہقی﴾

زمزم کی برکت:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا بھائی انیس جو مکہ گیا تھا اس نے آکر بتایا کہ میں نے حرم میں ایک شخص سے ملاقات کی جو کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ میں نے پوچھا لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انیس نے جواب دیا: لوگ اسے شاعر، ساحر اور کاہن کہتے ہیں اور انیس شعر وادب میں پاکیزہ ذوق رکھتا تھا۔ دنیائے عرب اس کی اس حیثیت کو تسلیم کرتی تھی اور وہ بڑا سمجھدار اور فہم و ادراک والا شخص تھا لہٰذا میں نے خود اس کا تاثر لیا تو اس نے کہا میں نے کاہنوں کو بہت قریب سے دیکھا ہے، وہ کاہن نہیں ہے۔ ادب و شعر کی اصناف میں سے کسی صنف سے ان پر جو کلام نازل ہوا ہے تعلق نہیں رکھتا۔ اس وجہ سے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ وہ سچے ہیں اور بدگو لوگ متعصب اور جھوٹے ہیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس کے بعد میں خود مکہ آیا اور پورے تیس دن مقیم رہا مجھے خورد و نوش کے سلسلے میں آبِ زمزم کے سوا کچھ دستیاب نہ تھا مگر مجھے گرسنگی تھی نہ نقاہت بلکہ میں اور بھی فربہ اور چست ہو گیا۔

﴿مسلم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اسعد بن زراہ نے بیعت عقبہ کے دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم نے قریب و بعید اور ذی رحم رشتہ کو چھوڑ دیا اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں وہ دروغ گو نہیں اور یہ کہ جو کلام آپ لائے ہیں، اس کے مشابہہ کسی بشر کا کلام نہیں ہو سکتا۔

﴿ابونعیم﴾

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی سلمہ کے ایک شخص نے بیان کیا کہ جب میرے قبیلے کے لوگ اسلام لائے تو عمرو بن الجموح نے اپنے بیٹے سے کہا: تو نے جو کلام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی سنا تو بیٹے نے عمرو کو "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْم" تک پڑھ کر سنایا۔ اس پر عمرو نے کہا یہ کلام کس قدر حسین و جمیل ہے۔ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا کلام ایسا ہی ہے؟ بیٹے نے کہا: ابا جان! سب ایسا ہی ہے۔

﴿ابونعیم﴾

قرآن سن کر ایک ہزار مسلمان ہو گئے:

شعبی و زہری رحمہم اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قیس سلیمی رضی اللہ عنہ آیا۔ اس

نے نبی کریم ﷺ سے کلام اللہ کی تلاوت سن کر کچھ سوالات کیے اور نبی کریم ﷺ نے جوابات دیئے۔ اس کے بعد وہ اسلام لے آیا اور بنو سلیم میں واپس جا کر کہا:

''میں نے روم وایران کا ادب لطیف، عرب شعراء کی تخلیقات، کاہنوں کی کہانت اور حمیر کے مقالات اور کلام سنا ہے لیکن ان سب کا کلام محمد ﷺ کے کلام کی حکمت وحسن سے قطعاً مناسبت نہیں رکھتا لہٰذا میرا مشورہ قبول کرو تو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں خود کو دے دو اور ان پر نازل شدہ کلام سے استفادہ کرو۔''

پھر بنی سلیم کے لوگ فتح مکہ کے سال حاضر ہو کر داخل ملت اسلام ہوئے۔ وہ سات سو اور ایک قول کے مطابق ایک ہزار تھے۔

﴿ابن سعد﴾

وجوہِ اعجازِ قرآن:

تمام دنیا کے دانشمندوں اور مفکرین نے ہر ہر رخ سے غور کیا، درایت کی کسوٹی پر پرکھا تو ہر ایک کو جو عصبیت کے مرض کا مارا نہیں تھا یہی کہنا پڑا کہ قرآن حکیم انسانی کلام نہیں ہے بلکہ ایسا کلام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا اور نبی کریم ﷺ کا یہ سب سے عظیم معجزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فصیحانِ عرب کو للکارا اور فرمایا: ''فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهٖ'' لیکن وہ اس کلام الٰہی کے مقابل میں ایک سورۃ بھی پیش نہ کر سکے۔ پھر یہ قرآن شریف کو ڈھکا چھپا نہیں رکھا گیا، اس کی صداقت اس کے اعجاز کو عام کرنے کیلئے اس کے سنانے کا اہتمام کیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ

﴿سورہ التوبہ﴾

ترجمہ: ''اور اے محبوب! اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دو کہ وہ اللہ کا کلام سنے۔''

اور اگر کلام ربانی سننے کے باوجود ان کے قلوب غیر متاثر رہیں تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ کلام بے اثر ہے بلکہ ان کے دل مریض ہیں۔ کلام تو یقیناً معجزہ ہے۔

وَقَالُوْا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اِنَّمَا اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ○

﴿سورہ العنکبوت﴾

ترجمہ: ''اور بولے کیوں نہ اتریں کچھ نشانیاں ان پر ان کے رب کی طرف سے تم فرماؤ نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں اور کیا یہ انہیں بس نہیں کہ ہم نے کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم منجملہ اس کی نشانیوں کے ایک نشانی ہے۔ اہل عرب فصیح و بلیغ انشاء پرداز، خطیب اور شاعر تھے اور ان کو اس صنعت پر بڑا غرور، گھمنڈ اور پندار بھی تھا۔ لہٰذا ان کو

تحدی کی گئی اور سال ہا سال کی ان کو مہلت دی گئی مگر وہ ایک چھوٹی سورۃ بنانے پر بھی قادر نہ ہو سکے، ہر چند کہ وہ اللہ کے نور کو بجھانے اور چھپانے پر تلے بیٹھے تھے تو اگر اس سے معارضہ کرنا ان کی قدرت میں ہوتا تو یقیناً قطع حجت کیلئے کام میں لاتے مگر سارے زبان آور عاجز رہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اس حال میں مبعوث فرمایا کہ عربوں کے اندر اس زمانے میں بڑے بلند پایہ خطیب اور شعراء موجود تھے اور زبان کی لطافت کو پورے طور پر سمجھتے تھے، ان کے ذہنوں میں الفاظ کا بڑا ذخیرہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے تمام اہل عرب کو معارضہ قرآن کی دعوت دی، مگر وہ سب عاجز رہے۔ جن وجوہ کے ساتھ قرآن کے اعجاز کا وقوع ہوا، ان میں لوگوں کا اختلاف ہے اور ان میں کئی قول ہیں جن کو میں نے کتاب تفسیر اتقان میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے ان میں سے چند وجوہ کا خلاصہ یہ ہے:

- ...... پہلی وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم اپنے نظم و اسلوب کی صورت میں عجیب و غریب ہے جو اسالیب عرب کے مطابق نہیں۔ قرآن کریم کی وہ ترتیب و نظم جس کا وہ حامل ہے اور اس پر آیات کے مقاطع، کلمات کے فواصل اور عبارت میں اوقاف کا جو نظام ہے، وہ اپنی نظیر آپ ہے۔
- ...... دوسری وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم ایسی غیبی خبروں پر مشتمل ہے جو اس وقت واقع نہیں ہوئی تھیں اور جب وہ واقع ہوئیں تو ویسی ہی واقع ہوئیں جیسی کہ خبر دی گئی تھی۔
- ...... تیسری وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرونِ ماضیہ اور شرائع سابقہ کی خبریں اس قبیل سے تھیں جن کو اہل کتاب میں کوئی شخص اس وقت تک نہیں مان سکتا تھا جب تک کہ وہ اپنی عمر کا بیشتر حصہ اس کی تحصیل میں صرف نہ کر دے، نبی کریم ﷺ ان وجوہ کے ساتھ جن پر منصوص تھیں قرآن کریم میں لے کر آئے حالانکہ آپ امی تھے پڑھنا لکھنا کسی سے نہیں سیکھا تھا۔
- ...... چوتھی وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم ضمیر کی کیفیات اور قلب کے احساسات کو بیان کرتا ہے۔ مثال کے طور پر قرآن حکیم نے بیان کیا:

  اِذْهَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ﴿سورہ آل عمران﴾

  ترجمہ: ”جب تم میں سے دو گروہوں کا ارادہ ہو کہ نامردی کر جائیں۔“
- ...... اور فرمایا: وَ یَقُوْلُوْنَ فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا یُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ﴿سورہ المجادلہ﴾

  ترجمہ: ”اپنے دلوں میں کہتے اور اللہ ہمیں عذاب کیوں نہیں کرتا ہمارے اس کہنے پر۔“
- ...... پانچویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قوم کو عاجز اور ناچار بتانے کے سلسلے میں بعض قضایا اور اخبار وارد ہوئے مثلاً قرآن نے بتایا کہ فلاں لوگ ایسا نہ کر سکیں گے اور پھر واقعات کی دنیا میں وہ ایسا نہ کر سکے جیسا کہ یہود کے بارے میں بتایا گیا: ”وَلَنْ یَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا“ یعنی یہود کبھی بھی اس کی آرزو نہ کریں گے۔
- ...... چھٹی وجہ اعجاز یہ ہے کہ عرب فصحاء شعراء اور ماہرین زبان ایڑی چوٹی کا زور اور احتجاجی و متفقہ کوششوں کے باوجود معارضت میں ناکام رہے۔

۞......ساتویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ سماعت قرآن کے موقع پر مخالفوں اور منکروں پر خوف و دہشت پیدا ہو جاتی اور تلاوت کی سماعت کے وقت عجیب ہیبت و رعب طاری ہوتا جاتا جیسا کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے دل پر رعب و دہشت طاری ہوا۔

نبی کریم ﷺ مغرب کی نماز جہری میں سورۂ طور کی تلاوت کر رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے:

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْئٍ اَمْ ھُمُ الْخَالِقُوْنَo اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بَلْ لَّا یُوْقِنُوْنَo اَمْ عِنْدَھُمْ خَزَآئِنُ رَبِّکَ اَمْ ھُمُ الْمُصَیْطِرُوْنَo

﴿سورہ الطور﴾

ترجمہ: ''کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے یا وہی بنانے والے ہیں یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کیے بلکہ انہیں یقین نہیں یا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا وہ کڑوڑے (حاکم اعلیٰ) ہیں۔''

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کلام الٰہی کو سن کر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ شاید میرا دل پارہ پارہ ہو جائے گا اور یہ پہلا موقعہ تھا کہ اسلام کی صداقت میرے دل میں جاگزیں ہوئی۔

۞......آٹھویں وجہ اعجاز یہ کہ نہ تو اس کے پڑھنے والے کا دل بھرتا ہے اور نہ سننے والے کا بلکہ بار بار اس کی تلاوت کیلئے وہ بے قرار ہوتا ہے اور ہر بار اسکی لذت بڑھتی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے قرآن پاک کی ایک صفت یہ بھی بیان کی کہ بار بار پڑھنے سے قرآن پاک پرانا نہیں ہوتا۔

۞......نویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم رہتی دنیا تک باقی رہنے والی خدا کی کتاب ہے۔ اس میں کبھی کوئی تحریف نہیں کر سکے گا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے۔

۞......دسویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم میں تمام علوم و معارف کو جمع فرمایا ہے جو کسی کتاب میں یکجا نہیں ہوئے اور نہ آئندہ ہوں گے اور نہ کسی فرد کا علم اس کے چند کلمات اور گنتی کے حروف کا احاطہ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس آخری کتاب میں زندگی کے ہر شعبہ کیلئے اصول عطا فرمائے ہیں۔

۞ گیارہوں وجہ اعجاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی مزاجی خصوصیت کو ثواب و عذاب، انعام و عتاب اور رحمت و عقاب کے بین بین رکھا ہے، اس لیے یہ مایوس ہونے دیتا ہے نہ امید کا دامن چھڑواتا ہے اگر ایک وقت خوف کے سائے پڑنے لگتے ہیں تو معاً دوسرے وقت رجاء اور امید سے دل کو سہارا ملنے لگتا ہے۔

۞......بارہویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو دوسری سابقہ کتابوں کیلئے ناسخ قرار دیا اور کتب سابقہ کے اساطیری بیانات کی صحت و عدم کا معیار قرار دیا، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اَکْثَرَ الَّذِیْ ھُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَo

﴿سورہ النمل﴾

ترجمہ: ”بے شک یہ قرآن ذکر فرماتا ہے بنی اسرائیل سے اکثر وہ باتیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔“

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلی چار وجوہ اعجاز قرآن میں ایسی ہیں جن پر اعتماد کیا گیا ہے اور باقی وجوہ قرآن کی خصوصیات میں بیش بیش ہیں، بقیہ خصائص قرآن سے یہ ہے کہ اس کا نزول سات حروف (لغت) پر ہوا ہے اور یہ کہ اس کا نزول ٹکڑے ٹکڑے اور تھوڑا تھوڑا ہوا ہے اور یہ کہ قرآن حفظ کیلئے بہت آسان کیا گیا ہے۔ (بہت آسانی سے حفظ ہو جاتا ہے۔)

دیگر تمام کتابیں ان تین خصوصیتوں سے عاری ہیں، میں نے پہلی دو خصوصیتوں کو تفصیل کے ساتھ الاتقان میں بیان کیا ہے، ان میں سے کچھ حصہ ان خصائص کے بیان میں پیش کرتا ہوں جن کی وجہ سے نبی کریم ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے ممتاز ہیں۔

قرآن پاک کے اعجاز کی وجوہات ذکر کی گئیں ان میں تیسری، چوتھی، پانچویں، چھٹی وجوہات مخصوص آیات سے تعلق رکھتی ہیں جبکہ باقی وجوہات عام میں اور ان کا تعلق ہر آیت سے ہے اور تقریباً ان ستتر ہزار کو آٹھ وجوہ میں ضرب دی جائے یا ان آٹھ وجوہ میں اول کی دو وجوہ پر ضرب دو یا ساتویں آٹھویں اور نویں وجوہ اور معرفت سے اگر ضرب دیا جائے تو معجزات کی یہ تعداد لاکھوں پر پہنچے گی اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ پہلی دو وجوہ کے اعتبار سے قرآن پاک کے معجزات سے واقف ہو تو وہ ہماری کتاب الاتقان ملاحظہ کرے پھر ہماری کتاب اسرار التزیل کا بغور مطالعہ کرے، ان دونوں کتابوں میں قاری اس سلسلہ میں سنتا جائے گا کہ اس کی تشنگی دور ہو جائے گی۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قرآن پاک کے اس انداز کو جان لینے کے بعد کہا جا سکتا ہے کہ بے شک ہزار یا دو ہزار پر ان کا حصر نہیں بلکہ وہ اتنے زیادہ ہیں کہ ان کو احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے قرآن پاک کی ایک سورہ کے ساتھ تحدی فرمائی تو وہ ایک سورہ کے لانے میں عاجز رہ گئے۔ قرآن مجید کی سب سے چھوٹی سورۃ الکوثر ہے۔

مصنف کتاب، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے دس کلمات میں ہر کلمہ اپنی جگہ ایک مستقل معجزہ ہے اور پوری کتاب اللہ نو سو چونتیس (۹۳۴) میں ستتر (۷۷) کلمات ہیں تو صرف انشاء وعبارت کے لحاظ سے کلماتِ مذکور کے مطابق اتنے ہی تعداد میں معجزات ہوئے۔

مجھے یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ میں نے قرآن پاک کی ایک آیت مبارکہ سے ایک سو بیس انواع بلاغت نکالی ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر قرآن پاک چمڑے میں ہو تو اسے آگ نہیں کھائے گی۔

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ بعض علماء کا قول ہے کہ قرآن کریم کا یہ معجزہ صرف زمانہ رسالت میں تھا۔

نزول وحی کی کیفیت

ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی مناجات جو نبی کریم ﷺ کے لئے ہوتی، سنا کرتے تھے اور وہ انکو نظر نہ آتے تھے۔

﴿بن ابی داؤد کتاب المصاحف﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو ہم شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند آواز سنا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے چہرے کے قریب سے یہ آواز سنی جاتی۔

﴿ابو نعیم، احمد، ترمذی، حاکم، بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ ﷺ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے؟

فرمایا: میرے پاس کبھی گھنٹی کی سی آواز آتی ہے اور یہ کیفیت مجھ پر بہت سخت گزرتی ہے۔ پھر وہ زائل ہو جاتی ہے اور فرشتہ جو کہتا ہے میں یاد کر لیتا ہوں، کبھی فرشتہ انسانی صورت میں آکر مجھ سے کلام کرتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے سخت سردی کے دن نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتے دیکھی تو آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ میرے پاس وحی دو طرح پر آتی ہے۔ ایک فرشتے کے ذریعہ دوسرے آواز کے ذریعہ جو مثل گھنٹے کی آواز کے ہوتی ہے مگر یہ صورت مجھ پر گراں گزرتی ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نزول وحی کے وقت بوجھ محسوس کرتے تھے۔ اسی لیے ارشاد خداوندی ہے:

"اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا" (سورۂ مزمل)

ترجمہ: "بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے۔"

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ اس کا بوجھ محسوس فرماتے اور پیشانی پر پسینہ نمودار ہو جاتا خواہ سردی کا موسم ہو۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ کی وحی لکھا کرتا تھا جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ کو شدید لرزہ لاحق ہو جاتا اور آبدار موتی کی مانند پسینہ

آجاتا، پھر جب یہ کیفیت رفع ہو جاتی تو نبی کریم ﷺ وحی لکھواتے اور میں اس کو تحریر کرتا۔ جب میں وحی کی کتابت سے فارغ ہو جاتا تو قرآن کریم کے بوجھ سے مجھے اپنے پاؤں ٹوٹتے معلوم ہوئے حتی کہ میں خیال کرتا کہ اب میں کبھی چلنے کے قابل نہ رہوں گا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ کے رنگ سے لوگ پہچان لیتے۔

﴿احمد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ کے چہرۂ انور اور جسم مقدس کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام گفتگو سے رک جاتے اور آپ ﷺ خود بھی کسی سے گفتگو نہ فرماتے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نزول وحی کے وقت اگر رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوتے تو بارِ وحی سے اونٹنی گردن ڈال دیتی تھی۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑی ہوئی تھی، آپ ﷺ اس پر سوار تھے کہ سورۂ مائدہ نازل ہوئی تو قریب تھا کہ اونٹنی کے بازو بارِ وحی سے ٹوٹ جائیں۔

﴿احمد، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب نزول وحی ہوتا تو ہم میں سے کسی میں مجال نہ ہوتی تو حضور نبی کریم ﷺ پر نظر ڈال سکیں۔

﴿مسلم﴾

نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اصل صورت میں دیکھا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دو مرتبہ ان کی اصل صورت میں دیکھا۔ پہلی مرتبہ خود نبی کریم ﷺ کے کہنے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خود کو دکھایا اور وہ عظیم جسامت سے افق کو گھیرے ہوئے تھے اور دوسری مرتبہ شب معراج میں آپ ﷺ نے ان کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا۔

﴿احمد ابن ابی حاتم، ابوالشیخ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اپنی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا۔ آپ نے ان کو دیکھا کہ وہ آسمان سے زمین کی طرف اتر رہے ہیں، اور ان کی خلقت عظیم نے زمین و آسمان کو گھیر لیا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جو روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کی ہے۔ اس میں اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سندسی (ریشمی) لباس میں ملبوس تھے، جس پر موتی اور یاقوت جڑے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا ان کے چھ سو بازو موتیوں کے تھے اور انہوں نے مور کی مانند اپنے بازوؤں کو پھیلایا ہوا تھا۔

﴿ابوالشیخ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سبز حلے میں دیکھا، اس وقت انہوں نے زمین و آسمان کو گھیر لیا تھا۔

﴿ابوالشیخ﴾

حضرت ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی ہے اس میں ہے کہ ان کے دونوں پاؤں سدرہ پر معلق تھے۔

حضرت شرح بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب آسمان پر صعود فرمایا تو آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی تخلیقی صورت میں دیکھا۔

﴿ابوالشیخ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا کرتے تھے اور طبرانی رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی اس مین من مزید یہ بھی ہے کہ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ بہت حسین و جمیل شخص تھے۔

﴿ابن سعد، نسائی﴾

نبوت کے مکی دور سے متعلق معجزات

درخت کا چلنا:

حضرت اعمش رضی اللہ عنہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے بعثت کے بعد نبی کریم ﷺ پر بہت ظلم کیے۔

ایک بار آپ ﷺ ان کے گستاخانہ رویے اور نازیبا حرکات سے خون میں تر مکہ سے باہر تشریف فرما تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور پرسش احوال کے بعد کہا: یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسی وقت آپ کے ایک معجزے کا ظہور ہو تو آپ فلاں درخت کو حکم دیجئے کہ وہ آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے اس کو اپنے پاس بلایا اور درخت حکم ملتے ہی آپ کے قریب آ گیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اب حکم دیجئے کہ وہ اپنی جگہ لوٹ جائے، آپ نے اس درخت کو حکم دیا وہ فوراً اپنی جگہ واپس چلا گیا۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ، دارمی، بیہقی، ابونعیم﴾

درخت کی ٹہنی کا ٹوٹ کر آنا:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مشرکین مکہ کے معاندانہ رویہ اور تکذیب سے رنجیدہ ہو کر ایک روز پہاڑ کی گھاٹی کی جانب چلے گئے اور اللہ تعالیٰ سے سکونِ قلب کیلئے دعا کرنے لگے۔ اللہ رب العزت نے وحی کی کہ سامنے والے درخت کی کسی بھی ٹہنی کو آپ اپنی طرف بلائیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے ایک ٹہنی کو طلب کیا اور وہ درخت سے منقطع ہو کر سامنے آگئی، اس کے بعد فرمایا: ویسے ہی اپنے مقام پر درست ہو جا، تو اس نے تعمیل کی اور لوٹ کر اپنے مقام پر پیوست ہو گئی۔ اس کے بعد آپ کی طبیعت میں انبساط پیدا ہو گیا اور آپ نے فرمایا: اب مجھے ان کے جھٹلانے کی پرواہ نہیں۔
﴿بیہقی﴾

کم عمر بکری سے دودھ کا نکلنا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا ابھی بچپن ہی تھا اور ابن ابی معیط کی گھاٹی میں بکریاں چرا رہا تھا تو حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں مشرکوں کی اذیت سے بچ کر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تمہارے پاس پلانے کیلئے کچھ دودھ ہے؟ میں نے کہا میں امانت دار ہوں۔ فرمایا: تمہارے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس کی عمر کم اور زمانہ دودھ دینے کا نہ ہو؟ میں نے اقرار میں جواب دیا اور پھر ایک ماہ کا بچہ جو قدرے بڑا تھا لا کر دیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے پیر باندھے پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی تو اس کے تھن دودھ سے بھر گئے پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کاسہ لے کر آئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس بچے سے دودھ نکالا اور دونوں حضرات نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خود بھی دودھ پیا مجھے بھی پلایا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے دودھ! اتر جا، تو وہ اتر گیا۔

حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کا خواب:

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ مقدمین اسلام سے تھے۔ ان میں قبول اسلام کا جذبہ پیدا ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ جہنم کے کنارے کھڑے ہیں پھر انہوں نے جہنم کی وسعت بیان کی جس کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان والد انہیں جہنم میں دھکیل رہے ہیں اور نبی کریم ﷺ دخول جہنم سے روک رہے ہیں۔ وہ خوف زدہ ہو کر بیدار ہوئے اور کہا کہ یہ خواب برحق ہے۔ پھر وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا کہ میں نے اس طرح کا خواب دیکھا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ تمہاری بھلائی کے خواستگار ہیں، تم ان سے رجوع کرو۔" پس وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: "آپ کس امر کی دعوت دیتے ہیں۔" نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں کہ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اسکے رسول ہیں تم جن پتھروں کی پرستش میں مبتلا ہو، اس سے باز آجاؤ کیونکہ وہ پتھر نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ وہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع دے سکتے ہیں، وہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ کون ان کی پوجا کرتا ہے اور کون نہیں۔

یہ سن کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے، جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے والد کو معلوم ہوا کہ ان کے بیٹے نے آبائی دین کو چھوڑ دیا ہے تو اس نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر طرح طرح کی سختیاں کیں اور ان کو ڈرایا، دھمکایا اور کہا آج سے میں تم کو کھانے پینے کو کچھ نہیں دوں گا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے تمہارے رزق کی کچھ پرواہ نہیں، اللہ تعالیٰ مجھے اتنا رزق دے گا کہ میں اس سے زندگی گزار لوں گا اور تم سے سوال نہ کروں گا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

صالح بن کیسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ظہور نبوت واسلام سے پہلے خواب میں دیکھا کہ مکہ اور اس کے اطراف کو گہری تاریکی نے ڈھانپ لیا ہے۔ صرف اطراف ہی نہیں بلکہ اس کی تاریکی میں زمین و آسمان تک پوشیدہ ہو گئے ہیں، اچانک زمزم سے نور افشاں قندیل بلند ہونی شروع ہوئی، جتنا وہ نور قندیل بلند ہوتا جاتا اتنی ہی اس کی چمک بڑھتی جاتی تھی یہاں تک کہ مجھے سب سے پہلے اس کی روشنی میں بیت اللہ نظر آیا پھر اس علاقے کی ساری اشیاء پہاڑ عمارات اور نباتات، پھر وہ منظر اور وسیع ہوا اور مجھے مدینہ کے نخلستان ایسے روشن نظر آئے کہ میں ان پر نیم پختہ کھجوریں دیکھ رہا تھا، پھر کسی کہنے والے نے اس روشنی کے درمیان سے کہا:

سبحانه سبحانه تمت الكمة و هلك ابن مارد بهضية الحصاء بين ادرج والاكمه

ترجمہ: ''پاک ہے وہ ذات، پاک ہے وہ ذات، کلمہ پورا ہوا اور ابن مادر، ادرج واکمہ کے درمیان ھفبۃ الحصاء میں ہلاک ہوا۔''

یہ امت سعید ہوگئی امیوں کا نبی آیا اور کتاب اپنی معیاد کو پہنچ گئی اور اس بستی والوں نے اس نبی کی تکذیب کی۔ اس بستی کو دو مرتبہ عذاب دیا جائے گا اور تیسری مرتبہ میں یہ توبہ کرلیں گے۔ تین عذاب باقی رہ گئے، دو مشرق میں اور ایک مغرب میں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عمرو بن سعید سے اپنا یہ خواب بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ تم نے یہ عجیب وغریب خواب دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ روشن قندیل حضرت عبدالمطلب کے گھرانے سے نمایاں ہوگی کیونکہ چاہِ زمزم انہی کی تحویل میں ہے اور تم نے اس نور کو چاہِ زمزم سے نکلتے دیکھا ہے۔ (اس روایت کو دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے الامزاد میں بیان کیا ہے اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق واقدی رحمۃ اللہ علیہ چند الفاظ کے تغیر کے ساتھ بیان کیا ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا خواب:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا: میں نے قبول اسلام سے تین روز قبل خواب دیکھا کہ ”میں ایک تاریک اور اندھیرے ماحول میں ہوں کہ دفعتہً مجھے چاند کی روشنی نظر آئی۔ میں اس روشنی کے پیچھے چلا میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ اس تک پہنچنے میں مجھ سے سبقت حاصل کر چکے ہیں۔

پھر میں ان لوگوں سے نزدیک ہوا تو میں نے پہچانا ان میں حضرت زید بن حارثہ حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نظر آئے۔ میں نے ان حضرات سے دیافت کیا تم اس جگہ کب آئے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ چاند کے روشن ہوتے ہی ہم اس تک پہنچ گئے۔ پھر کچھ ہی دن ہوئے تھے اطلاع پا کر ایک روز اجیاد کی وادی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور پوچھا کہ آپ کی دعوت کیا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کی دعوت۔ میں نے اس کو قبول کیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر داخل اسلام ہو گیا۔

﴿ابن ابی الدنیا، ابن عساکر﴾

ایک صاع مقدارِ طعام سے چالیس افراد کا شکم سیر ہو کر کھانا:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت کریمہ ”وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَ تَکَ الْاَ قْرَبِیْنَ“ ﴿سورۃ الشعراء﴾ (ترجمہ: ”اور محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ۔“) نازل ہوئی تو اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک بکری کے پائے اور ایک صاع غلہ کا طعام تیار کرو اور ایک قدح دودھ بھی رکھو، پھر اقرباء یعنی اولاد حضرت عبدالمطلب کو بلالو۔“ تو میں نے تعمیل کی اور وہ سب آگئے، جن کی تعداد انتیس، چالیس یا اکتالیس تھی۔ ان لوگوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ابولہب بھی موجود تھے، میں نے اِن کے سامنے گوشت کا بڑا پیالہ رکھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے ایک بوٹی لی اور دانتوں سے توڑ کر پیالے میں بکھیر دی اور فرمایا: ”بسم اللہ“ کر کے شروع کیجئے تو سب مہمانوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا مگر کھانا تقریباً ویسا ہی موجود اور باقی تھا۔ اس کے بعد فرمایا: علی! سب کو دودھ پلاؤ، تو میں نے پیالہ لیا جس میں سے سب نے سیر ہو کر پیا حالانکہ وہ دودھ مقدار میں صرف ایک شخص کیلئے کافی تھا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام پیش کی۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

پانی کا زمین سے نکلنا:

حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب نے کہا: میں ذی الحجاز میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ تھا کہ مجھے پیاس لگی۔ میں نے کہا مجھے پیاس لگی ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو بٹھایا، اس پر سے اترے اور پیچھے کی طرف چند قدم چل کر جھکے، وہاں پانی تھا۔ مجھ سے کہا: چچا! پانی پیجئے اور میں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ کی دعا سے ابوطالب شفایاب:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب کی بیماری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کی عیادت فرمائی اور ابوطالب کی خواہش پر دعا بھی کی: ”اے اللہ! میرے چچا کو صحت اور شفاء عطا فرما۔“ تو ابوطالب اٹھ کھڑے ہوئے اور بیماری کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔ ابوطالب نے کہا: اے بھتیجے! تمہارا خدا تم پر بہت مہربان ہے۔ آپ نے جواب دیا: اے چچا! اگر تم بھی اس خدا کی بندگی اختیار کرلو تو یقیناً تم بھی مہربانی فرمائے گا۔

(اس حدیث کی روایت میں ہثیم منفرد ہیں اور وہ ضعیف مانے جاتے ہیں۔)

﴿ابن عدی، بیہقی، ابونعیم﴾

ابوطالب کا نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے دعائے استسقاء کرنا:

جلہمہ بن عرفطہ سے روایت ہے کہ میں مسجد حرام پہنچا تو وہاں قریش کو شور مچاتے سنا وہ بارش کی دعا مانگ رہے تھے۔ ان میں سے کسی نے کہا: لات و عزیٰ سے مدد مانگو اور کسی نے کہا: منات سے یہ سن کر ایک پیر سال، خوبرو اور تجربہ کار شخص نے کہا: ابوطالب نہیں ہے۔ اس کے پاس چلو چنانچہ وہ سب اور میں بھی ان کے ہمراہ ابوطالب کے گھر پہنچے آواز دی۔ تو ابوطالب زرد چادر گردن میں لپیٹے باہر نکلے لوگوں نے کہا: ”اے ابوطالب! وادیاں خشک ہوگئیں، جانور دبلے ہوگئے، چلو بارش کی دعا مانگیں۔“

ابوطالب نے کہا زوالِ آفتاب اور ہوا کے ٹھہرنے تک رکو، پھر ابوطالب ایک بچہ کو ہمراہ لے کر نکلے انگلی پکڑی اور بچہ کی پشت کو خانہ کعبہ سے ملا کر کھڑا کیا اور طلب بارش کی دعا کرنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں صاف مطلع اَبر آلود ہوگیا اور موسلا دھار بارش سے وادیاں، تالاب اور آبی ذخیرے بھر گئے۔“ باغات اور کھیت سرسبز ہوگئے۔ اس موقع پر ابوطالب نے کہا:

وابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتامی عصمة للا رامل
تطیف به الهلاک من آل هاشم فهم عنده فی نعمة و فضائل
و میزان عدل الا یحس شعیرة ووزان صدق وزنه غیرهائل

ترجمہ: ”آپ کی ذات ایسی برکت والی ہے کہ آپ کے چہرے سے بادل پانی کا خواستگار ہوتا ہے، آپ یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کی عصمت (کے محافظ) ہیں۔ ہاشم کی بھوکی پیاسی اولاد آپ کو گھیرے رہتی ہے، وہ لوگ آپ کے دامن میں نعمت وفضائل (دیکھتے) ہیں۔ اور آپ میزان عدل ہیں کہ ایک جو برابر کم وبیش نہیں تولتے اور آپ سچائی کا وزن کرنے والے ہیں، آپ کی تول کسی طرف جھکتی نہیں۔“

﴿تاریخ ابن عساکر﴾

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا:

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصل

صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: ”چچا! آپ میں ان کو دیکھنے کی تاب نہیں۔“

انہوں نے عرض کیا: ”درست ہے لیکن مجھے ضرور دکھائیے۔“ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیٹھ جائیے۔“ لہٰذا وہ بیٹھ گئے، کچھ دیر گزری تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس لکڑی پر اترے جو کعبہ میں نصب تھی اور مشرکین طواف کے وقت اس پر کپڑے ڈالا کرتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چچا جان! اپنی نگاہیں اوپر اٹھائیے تو انہوں نے نگاہ اٹھائی اور دیکھا کہ ان کے دونوں پاؤں سبز زبرجد کی مانند ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو کر گر گئے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

معجزہ شق القمر:

✿ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ○ ﴿سورہ القمر﴾

ترجمہ: ”پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند۔“

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے چاند دو ٹکڑے ہوا، ہم اس وقت نبی کریم ﷺ کے پاس تھے۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے اور دوسرا ٹکڑا آگے تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم گواہ رہو۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مکہ میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو مشرکین مکہ نے کہا: یہ جادو ہے جو تم پر کیا گیا ہے پھر انہوں نے اطراف و جوانب کے مسافروں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا قمر کو شق ہوتے تو ہم نے بھی دیکھا ہے۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں شق القمر ہوا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو ہم بہ عہد رسالت مکہ میں تھے۔ کافروں نے کہا ہم پر محمد (ﷺ) نے جادو کر دیا ہے۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ اور حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس مشرکین مکہ مجتمع ہو کر آئے اور کہا:

”اگر آپ سچے ہیں تو ہمیں چاند کے اس طرح دو ٹکڑے کر کے دکھائیں کہ ایک ٹکڑا جبل ابو قبیس پر ہو، اور دوسرا ٹکڑا جبل قعیقعان پر ہو اور وہ رات چودھویں کی تھی تو نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے دعا کی کہ کفار جس چیز کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اے میرے رب! اس کو پورا کر دے، حکم ایزدی پھر چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ آدھا جبل ابو قبیس پر اور آدھا جبل قعیقعان پر تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم گواہ ہو۔

﴿ابو نعیم﴾

فائدہ:

علماء کرام نے شق القمر کو معجزۂ عظیم قرار دیا ہے اور اس کو برہان نبوت کی اعلیٰ ترین نشانی قرار دیا ہے اور کہا کہ انبیاء علیہم السلام کے تمام معجزات میں کوئی معجزہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کا ظہور ملکوت سماء میں ہوا ہے۔ اس عالم مرکب میں جتنی طبیعتیں ہیں ان تمام طبائع سے عالم ملکوت خارج ہے کیونکہ وہاں تک کسی حیلہ و تدبیر سے رسائی کا ارادہ نہیں کیا جا سکتا، اس وجہ سے اظہر ترین حجت و دلیل کا اثبات ہو گیا۔

اللہ نے آپکو دشمنانِ اسلام کے شر سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی حفاظت کیلئے دربانوں کو مقرر فرمایا کرتے تھے اور آیہ کریمہ "وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ" ﴿سورۃ المائدہ﴾ (ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ تمہاری نگہبانی کرے گا، لوگوں سے۔") نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے اپنے قبہ سے سر مبارک نکال کر پاسبانوں سے فرمایا: اے صاحبو! اب تکلف نہ کرو کیونکہ میرے رب نے حفاظت کا وعدہ فرمالیا ہے۔

﴿ترمذی، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

ابوجہل کے شر سے معجزانہ طور پر حفاظت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوجہل نے لوگوں سے پوچھا کیا محمد (ﷺ) تمہارے سامنے اپنے چہرے کو گرد آلود کرتے ہیں؟ لوگوں نے بتایا: ہاں! اس نے کہا قسم ہے لات و عزیٰ کی اگر میں نے ان کو نماز پڑھتے دیکھا تو ضرور ان کی گردن مروڑ دوں گا یا ان کے چہرے کو خاک آلود کر دوں گا۔ تو ایک روز ابوجہل نبی کریم ﷺ کو مصروف نماز دیکھ کر آیا اور آپ ﷺ کی گردن مبارک کی طرف بڑھا۔

ابھی وہ نبی کریم ﷺ کے قریب بھی نہ پہنچا تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے خود کو بچاتا ہوا الٹے قدم لوٹا لوگوں نے پوچھا: کیوں کیا حال ہے؟ اس نے بتایا میں نے اپنے اور محمد (ﷺ) کے درمیان آگ سے پر خندق حائل دیکھی۔ اس بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا اگر ابوجہل میرے قریب آ جاتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو الگ کر ڈالتے، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورۂ مبارکہ نازل فرمائی:

کَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی ﴿سورۃ العلق﴾

ترجمہ: "ہاں ہاں! بے شک آدمی سرکشی کرتا ہے۔"

حضرت جعدہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھی کہ ایک شخص کو پکڑ کر لایا گیا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ آپ کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ہرگز مت ڈر، خوف مت کر، اگر واقعی تمہارا ارادہ یہی ہے تو جان لے کہ اللہ تعالیٰ تم کو مجھ پر غلبہ نہ دیتا۔

﴿احمد، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوجہل نے کہا: اے گروہِ قریش! محمد (ﷺ) جس دین کی دعوت دے رہے ہیں، اسے تم دیکھ ہی رہے ہو، وہ ہمارے دین کو باطل، آباؤاجداد کو گمراہ اور ہم سب کو عقل سے کورا کہتے ہیں۔ میں اپنے معبودوں سے عہد کرتا ہوں کہ کل دوران نماز ایک بڑا پتھر ان کے سر پر ماروں گا تو وہ دوسرے روز پتھر لے کر بیٹھ گیا جب آپ سجدہ کیلئے جبین مبارک رکھ رہے تھے کہ ابوجہل بڑھا اور قریب تھا کہ وہ سر پر پتھر مار دے کہ دفعتہً وہ چیختا چلاتا ہوا، دہشت زدہ ہو کر بھاگا۔ قریش نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ ایک نر اونٹ کے مشابہ جانور جو انتہائی خوفناک تھا مجھے نگلنے کیلئے میری جانب بڑھا۔ یہ بات نبی کریم ﷺ سے بیان کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابوجہل کو ڈرانے والے حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے اگر وہ کچھ اور میرے قریب ہو جاتا تو اس کو ختم کر دیا جاتا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس میں قدرے تفصیل اور جملہ مختلف ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز میں "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ" کی قرأت کی اور جب حضور نبی کریم ﷺ ابوجہل کی مذمت والی آیت: "کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی" پر پہنچے تو کسی شخص نے ابوجہل سے کہا کہ یہی محمد ﷺ ہیں۔ ابوجہل نے کہا کہ اے شخص! جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اس کو تم نہیں دیکھ رہے ہو، بخدا! آسمان کے کنارہ نے مجھے گھیر لیا ہے۔

﴿بزار، طبرانی، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

عبدالملک بن ابوسفیان ثقفی سے روایت ہے کہ ایک نووارد بدوی پہلی بار شہر مکہ میں آیا۔ ابوجہل نے غریب کا اونٹ ہتھیا لیا اور کوئی قیمت بھی ادا نہ کی۔ وہ قریش کی مجلس مشاورت میں کسی طرح پہنچ گیا اور کہا: اے سردارو! مجھ غریب مسافر کو اونٹ کی قیمت دلا دو۔ قریشی ندوہ کے سامنے ہی حرم کے ایک گوشے میں نبی کریم ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے فتنہ پردازی کے جذبہ کی تسکین کی خاطر آپ ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس مظلوم صحرائی سے جواب میں کہا: "مظلوموں کی مددگار، وہ بیٹھے ہیں، جا اور ان سے مدد مانگ۔"

بے چارہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور ماجرا بیان کرنے لگا تو نبی کریم ﷺ مدد کیلئے کھڑے ہوئے اور بدوی کو ساتھ لے کر ابوجہل کے گھر پر پہنچے۔ آواز دی وہ باہر آیا۔ آپ نے اس کا حق ادا کرنے کو کہا اور ابوجہل نے غیر معمولی عجلت کے ساتھ اس کو قیمت ادا کر دی۔ قریشیوں نے جو اپنے خیال میں تماشا دیکھنے ندوہ سے یہاں آ گئے تھے، ابوجہل کے اس رویہ پر ملامت کی۔ اس نے کہا تمہارا برا ہو، بڑی حیرت ہوئی، میں بچ گیا کیونکہ ایک عظیم الجثہ، خوفناک اور بڑے زبردست جبڑوں والا جانور مجھ نگل جاتا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی، ابونعیم﴾

نبی کریم ﷺ کا عورا بنت حرب کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو جانا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِا لْاٰخِرَةِ حِجَاباً مَّسْتُوْراًo

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ''اور اے محبوب! تم نے قرآن پڑھا اور ہم نے تم پر اور ان میں کہ آخرت پر ایمان نہیں لاتے، ایک چھپا ہوا پردہ کر دیا۔''

دوسری مقام پر ارشاد خداوندی:

وَ جَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَo

ترجمہ: ''اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔''

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورۂ ''تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ'' نازل ہوئی تو عوراء بنت حرب آئی، وہ شدید غضبناک تھی اس کے ہاتھ میں پتھر تھا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسجد حرام میں تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نظر اس پر پڑی تو آپ نے نبی کریم ﷺ کو بتایا آپ نے جواب دیا وہ مجھ کو نہ دیکھ سکے گی چنانچہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کھڑی ہوئی اور کہا: اے عبدالکعبہ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے آقا میری مذمت کرتے ہیں؟''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ''میرے آقا نہ شعر کہتے ہیں اور نہ شعر پڑھتے ہیں۔'' یہ سن کر وہ لوٹ گئی اور نبی کریم ﷺ کو نہ دیکھ سکی باوجود یہ کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے۔

(اسی روایت کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے۔ اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جواب کے سلسلے میں ہے۔ ''آپ نے جواب دیا: میرا آقا پیشوا شاعر ہے نہ شعر کہتا ہے۔'')

﴿ابویعلیٰ، ابن ابی حاتم، بیہقی، ابونعیم﴾

اللہ نے نبی کریم ﷺ کو بنی مخزوم کے شر سے محفوظ فرمایا:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول باری تعالیٰ: ''وَ جَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا'' کی تفسیر میں فرمایا کہ جن لوگوں کے آگے اللہ نے پردہ ڈالا وہ قریش مکہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے ان کی آنکھوں کو ڈھانپ لیا، اس وجہ سے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھ سکے۔

اس سے متعلق یہ ہے کہ بنی مخزوم کے کچھ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے خلاف مشورہ کیا کہ آپ کو قتل کرنے کی ذمہ داری کون شخص قبول کرتا ہے۔ ان مشورہ کرنے والوں میں ابوجہل اور ولید بن مغیرہ بھی تھا۔ اسی دوران نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ کفار نے آپ کی قرأت سنی تو ولید کو بھیجا کہ وہ نبی کریم ﷺ کو قتل کرے۔ وہ آیا مگر نبی کریم ﷺ کی آواز تو برابر سنتا رہا مگر دیکھ نہ سکا۔ لہٰذا وہ واپس ہو گیا اور

دوسرے ساتھیوں کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد وہ سب مل کر آئے اور اس جگہ پہنچے جہاں پر نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، وہ آواز اپنے صوتی مقامات بدلتی رہی اور کافر مرکز آواز پر آگے پیچھے، دائیں بائیں پھرتے رہے مگر نبی کریم ﷺ نظر نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مطلب: "وَ جَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ٥" ﴿سورہ یٰسین﴾ یہی ہے۔
﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ نضر بن حارث کے شر سے محفوظ رہے:

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نضر بن حارث نبی کریم ﷺ کو اذیت دیتا اور آپ سے تعرض کرتا تھا۔ ایک دن نبی کریم ﷺ شدید گرمی میں دوپہر کے وقت قضائے حاجت کے ارادہ سے تشریف لے گئے اور آپ حسب عادت بہت دور نکل گئے تو نضر بن حارث نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا اور تنہا سمجھ کر برے ارادے سے نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ پھر سراسیمہ ہو کر لوٹا راہ میں ابوجہل مل گیا۔ پوچھا: نضر کہاں سے آرہے ہو؟ نضر نے جواب دیا: "میں نے محمد ﷺ کا تعاقب کیا تھا اور ارادہ تھا کہ قتل کر دوں گا کہ اچانک چند شیر منہ کھول کر میری طرف تیزی سے بڑھے اور میں خوف زدہ ہو کر پلٹ آیا۔"

ابوجہل سنتا رہا اور پھر بولا: یہ ان کا جادو ہے۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

نبی کریم ﷺ حَکم کے شر سے محفوظ رہے:

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنت حکم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے والد نے بتایا: اے بیٹی! میں تم کو وہ بات بتاتا ہوں جس کو میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک دن ہم نے نبی کریم ﷺ کو پکڑ لینے کا ارادہ کیا تو ہم اس ارادہ سے آپ کی طرف گئے لیکن ہم نے ایک بڑی خوفناک آواز سنی جس سے ہم نے گمان کیا کہ تہامہ کا کوئی پہاڑ پھٹے بغیر نہ رہا ہوگا۔ ہم پر غشی طاری ہوگئی جب ہماری حالت درست ہوئی تو نبی کریم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس تشریف لے جا چکے تھے۔

دوسری شب ہم نے پھر ارادہ کیا جب ہم نے نبی کریم ﷺ کو آتے دیکھا تو ہم بھی نبی کریم ﷺ کی طرف بڑھے لیکن ہم نے دیکھا کہ صفا اور مروہ بھی اپنی جگہ سے چلنے لگے اور دونوں ایک دوسرے سے مل گئے اور ہمارے درمیان حائل ہوگئے اور خدا کی قسم! ہمارے اذیت رسانی کے ارادے کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی توفیق عطا فرمائی اور اسلام میں داخل ہونے کی سعادت عطا فرمائی۔

﴿طبرانی، ابونعیم، ابن مندہ، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کا رکانہ پہلوان سے کشتی کرنا:

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رکانہ بن عبد یزید کو دعوت اسلام دی، تو اس نے کہا: اے محمد (ﷺ)! مجھے اسلام کی صداقت میں شبہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے رکانہ!

اگر میں تجھے پچھاڑ دوں تو کیا اسلام کو حق سمجھ کر قبول کرلے گا؟ رکانہ نے جواب دیا: بے شک۔ رکانہ نے جواب سن کر نبی کریم ﷺ عرب کے اس نامور پہلوان سے جس کو آج تک کسی نے نہیں پچھاڑا تھا، کشتی لڑنے پر آمادہ ہوگئے اور بہت جلد رکانہ کو کشتی میں پچھاڑ دیا۔ رکانہ نے کہا: اے محمد ﷺ! یہ تو اتفاقیہ طور پر جیت گئے، لہٰذا دوبارہ مقابلہ ہونا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے دوبارہ کشتی کی اور پھر رکانہ کو پچھاڑ دیا۔ اس کے بعد وہ یہ کہتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا کہ ''یہ جادوگر ہیں اور ان کا جادو بڑا پرزور ہے۔''

﴿بیہقی﴾

رکانہ بن عبدیزید سے روایت ہے اور رکانہ کا اس زمانے کے بڑے پہلوانوں میں شمار ہوتا تھا اس نے کہا: میں اور نبی کریم ﷺ ابوطالب کے ریوڑ کے ساتھ موجود تھے، سب سے پہلے جو بات میں نے دیکھی، یہ تھی کہ ''ایک دن نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم میرے ساتھ کشتی کرو گے؟'' میں نے جواب دیا: ''کیا آپ میرے ساتھ کشتی کرنے پر تیار ہیں؟''

آپ نے فرمایا: ''ہاں تیار ہوں۔'' میں نے کہا: ''کس شرط پر؟'' جواب میں فرمایا: ''ایک بکری پر۔'' پس میں نے کشتی کی اور آپ نے مجھے پچھاڑ دیا اور ایک بکری مجھ سے وصول کی، اس کے بعد تبسم آمیز لہجے میں فرمایا: ''رکانہ! کیا دوبارہ کشتی کرنے کی ہمت ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں۔'' پھر کشتی ہوئی اور آپ نے پھر پچھاڑ دیا اور مجھ سے ایک اور بکری لے لی۔ میں نے پاس نظریں دوڑائیں تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے جواب دیا: دیکھ رہا ہوں کہ کوئی چرواہا ہماری کشتی کو دیکھ کر حیرت تو نہیں کر رہا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ''کیا تیسری بار پھر کشتی لڑو گے؟'' میں نے کہا تیار ہوں پھر ہم دونوں نے کشتی کی اور مجھے پھر ہار ہوگئی اور مجھ کو تیسری بکری اور دینی پڑی۔ اب میں اپنی کمتری کے احساس اور بکریوں کے مزید نقصان کی بنا پر فکرمند ہو کر بیٹھ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ''رکانہ! کیا بات ہے؟'' میں نے جواب دیا: ''مجھے اس بات کی فکر ہے کہ عبدیزید اپنے باپ سے کیا کہوں گا کیونکہ تین بکریاں آپ کو دے چکا ہوں اور مزید فکر یہ ہے کہ میرا گمان تھا کہ میں قریش میں سب سے زیادہ قوی ہوں۔'' میرے جواب میں آپ نے فرمایا: ''کیا تم چوتھی بار مقابلہ ہمت کرو گے؟'' میں نے عرض کیا: ''نہیں! اب بے سود ہے۔'' اس پر آپ ﷺ نے کہا: ''میں تیری تینوں بکریاں لوٹا دیتا ہوں۔'' پھر آپ نے میری بکریاں واپس کر دیں۔ اس کے بعد آپ نے بحکم خداوندی نبوت کا اعلان فرمایا جس کو سن کر میں حاضر ہوا اور حلقہ اسلام میں داخل ہوگیا اور میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اس دن مسلسل میری ہار ایسی عظیم اور برگزیدہ ہستی کے مقابلے پر یقینی اور ناگزیر تھی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عورتوں کی طرف رغبت اور جنسی میلان رکھنے والا شخص تھا۔ اتفاقاً ایک رات میں قریش مکہ کے ساتھ صحن کعبہ میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے آکر خبر

دی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی رقیہ کا عقد ابولہب کے بیٹے عتبہ سے کر دیا ہے چونکہ حضرت رقیہ بہت حسین و جمیل تھیں۔اس بناء پر میرے دل میں حسرت ہوئی کہ میں نے کیوں نہ ان کی طرف سبقت کی، کچھ دیر بعد میں گھر چلا گیا، وہاں میری خالہ بیٹھی ہوئی تھیں، وہ ایک کاہنہ خاتون تھیں، جب ان کی نظر مجھ پر پڑی تو انہوں نے کہا:

ابشر و احییت ثلا ثا تترا ثم ثلا ثا و ثلا ثا اخری

ترجمہ: ''اے عثمان! تمہیں بشارت ہو کہ تم نے پے در پے تین بار عزت و توقیر سے نوازے جاؤ گے۔

⚙......پھر تین بار اور دوسری مرتبہ تین بار:

ثم باخری کی تتم عشرا اتاک خیر و وقیت شرا

انکحت واللہ حصانا زھرا و انت بکر و لقیت بکرا

و افیتھا بنت عظیم قدرا

ترجمہ: ''اس کے بعد مزید ایک بار اور عزت سے نوازے جاؤ گے تاکہ دس باریاں پوری ہو جائیں، تمہارے پاس خیر اور بھلائی آئی اور تم شر سے مامون و محفوظ رہے۔اللہ جانتا ہے تمہارا نکاح ایک حسین و جمیل دوشیزہ ہوگا کیونکہ تم خود نا کتخدا ہو، تو تمہیں دوشیزہ ہی ملے گی۔وہ عورت جو عظیم المرتبت کی بیٹی ہیں، انہیں تم نے پالیا ہے۔''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ان کی پیشین گوئی اور اظہار خیال پر تعجب کیا اور کہا اے خالہ! کیا کہہ رہی ہو؟ تو انہوں نے کہا: اے عثمان! تم بے شک صاحب جمال ہو اور اہل زبان بھی۔وہ نبی جو صاحب برہان اور اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہے اور تنزیل و فرقان کا حامل ہے، تم خود کو اس کے حوالے کر دو، اس کی سپردگی میں دے دو، ایسا نہ ہو کہ بت تمہیں دھوکے میں ڈال دیں۔میں نے کہا کہ اے خالہ! تم ایسی بات کہہ رہی ہو، جس کا چرچا ہمارے اس شہر میں نہیں ہے، مجھے صاف صاف بتاؤ کیا بات ہے؟ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ محمد بن عبداللہ ﷺ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان پر کتاب نازل فرمائی ہے۔وہ اس کتاب کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں، ان کی شمع ہدایت حقیقت میں شمع ہے۔ان کا دین فلاح ہے۔ان کا حکم ماننے میں نجات ہے۔ان کا زمانہ جنگ و جدال کا زمانہ ہے۔یہ تمام سرزمین ان کے زیر فرمان ہے اگرچہ جہاد میں کفار قتل ہوں، تلواریں کھینچی جائیں اور نیزے بلند کیے جائیں لیکن چیخنا چلانا کچھ نفع نہ دے گا، پس یہی بہتر ہوگا کہ تم خود کو ان کی سپردگی میں دے دو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں پلٹ آیا اور خالہ کی باتیں میری لوحِ دل پر کندہ ہو گئیں۔میں اپنے اچھے دوست حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور خالہ کی باتوں کا تذکرہ کیا تو انہوں نے نہایت مخلصانہ انداز میں فرمایا:

''اے عثمان! تم ایک سمجھدار اور سلیم الطبع شخص ہو، بے شک وہ تمہیں حق کی طرف

متوجہ کرنے والی ایک حق شناس خاتون ہیں، نبی کریم ﷺ کے بارے میں ان کی اطلاع درست ہے اگر ان کی خدمت میں پہنچ کر ان کی دعوت و ہدایت کے بارے میں کچھ سننا چاہتے ہو تو چلو۔''

میں نے کہا: ''ضرور'' پھر میں نبی کریم ﷺ کے دربار میں آیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے کہا: ''اے عثمان! اللہ تعالیٰ تمہیں جنت کی طرف بلاتا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! جب میں نے نبی کریم ﷺ کا کلام سنا تو میں بے اختیار ہو گیا اور اسی وقت اسلام قبول کیا اور کچھ عرصہ بعد نورِ چشم نبی کریم ﷺ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے میرا نکاح ہو گیا۔ اس وقت لوگ کہا کرتے تھے کہ حضرت رقیہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جوڑا کتنا اچھا ہے اور اس طرح میری خالہ کی پیشین گوئی پوری ہو گئی۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا اور معجزانہ واقعات:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شمشیر بکف جا رہے تھے، بنی زہرہ کا ایک شخص ان کو راہ میں ملا تو اس نے پوچھا: ''اے عمر (رضی اللہ عنہ)! اس اندازِ جلال سے کہاں جا رہے ہو؟''

انہوں نے کہا: ''محمد (ﷺ) کو قتل کر کے آج فتنہ کو دفن کر دینے کا ارادہ ہے۔'' زہری شخص نے کہا: ''اس کے بعد تم خود کو، بنی ہاشم اور اولادِ زہرہ سے کس طرح بچا سکو گے؟'' اس کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برانگیختہ ہو کر کہا کہ ''تم شاید صابی یعنی بے دین ہو گئے ہو اپنا دین چھوڑ دیا ہے؟''

زہری نے کہا: ''میں تم کو اس سے زیادہ تعجب کی بات نہ بتاؤں، تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں صابی ہو چکے ہیں۔'' یہ اطلاع پا کر حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) غضبناک ہو کر بہن کی طرف چلے، جب جب وہ ان کے مکان پر پہنچے تو وہاں حضرت خباب رضی اللہ عنہ گھر میں موجود تھے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آہٹ محسوس کی تو وہ گھر کے ایک گوشے میں چھپ گئے، چونکہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سورہ طٰہٰ پڑھ رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنتے ہی حضرت خباب رضی اللہ عنہ تو پردے کے پیچھے چھپ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر کے اندر آئے اور بہن اور بہنوئی سے کہا: ''تم لوگ آہستہ اور پراسرار انداز میں کیا اور کس سے باتیں کر رہے تھے؟'' دونوں نے بالاتفاق اور یک زبان ہو کر کہا: ''کوئی خاص بات نہ تھی، بس ایسے ہی باتیں کر رہے تھے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''شاید تم دونوں صابی ہو گئے ہو؟'' اس پر ان کے بہنوئی نے کہا: ''اے عمر! اگر حق تمہارے اور ہمارے آبائی دین سے باہر ملے تو؟'' یہ جواب سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہنوئی کو مارنے لگے اور جب ان کی بہن اپنے شوہر کو بچانے آئیں تو ان کو بھی بے حد مارا۔ (جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ کچھ ٹھنڈا ہوا تو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم جس کلام کو پڑھ رہے تھے وہ میرے پاس لاؤ تاکہ میں بھی اسے دیکھوں کہ کیا خوبیاں تم کو مل گئی ہیں کہ اس بے دینی کی بدنامی اور رسوائی کی بھی تم کو پروا نہیں۔ باوجود تم

اس کی عظمت اور حقانیت کے پرستار ہو؟ بہن نے جواب دیا: تم نجس ہو، پہلے غسل کرو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور وضو کیا اور سورۂ طٰہٰ پڑھی۔ یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے:

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ○

﴿سورۂ طٰہٰ﴾

ترجمہ: ''بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میری ہی بندگی کرو اور میری یاد کیلئے نماز پڑھو۔''

تو بے قابو ہو گئے اور فرمانے لگے کہ مجھے محمد (ﷺ) کے پاس ابھی لے چلو، یہ حال دیکھ کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ گوشہ مکان سے سامنے آئے اور کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! تمہیں بشارت ہو، مجھے امید ہے کہ تم ہی رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کے مقصود ہو جو نبی کریم ﷺ نے جمعرات کی شب میں اس طرح فرمائی تھی:

اَللّٰھُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِعُمَرِ وبْنِ ھِشَامٍ

ترجمہ: ''اے اللہ! اسلام کو عمر بن الخطاب، یا عمرو بن ہشام کے ذریعے عزت دے۔''

پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ ''دارارقم'' میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

﴿ابن سعد، ابویعلیٰ، حاکم، بیہقی﴾

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایک روز قبول اسلام سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے لڑنے اور جھگڑنے کے ارادے سے اپنے گھر سے نکلا اور حرم کی طرف چلا۔ حضور نبی کریم ﷺ مجھ سے پہلے ہی مسجد حرام میں پہنچ چکے تھے۔ میں چپکے سے آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ سورۂ الحاقہ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ میں نے کچھ سنا تو دل میں سوچا۔ قریش ٹھیک ہی کہتے ہیں: یہ شاعر ہیں کہ اتنے میں نبی کریم ﷺ اس آیت پر پہنچے:

اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ○ وَّمَا ھُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ○

﴿سورۂ الحاقہ﴾

ترجمہ: ''بیشک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں کتنا کم یقین رکھتے ہو۔''

✿ اس کے بعد میں نے خیال کیا، کاہن ہوں گے تو حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

وَلَا بِقَوْلِ کَاھِنٍ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ○

﴿سورۂ الحاقہ﴾

ترجمہ: ''اور نہ یہ کسی کاہن کی بات کتنا کم دھیان کرتے ہو۔''

اس کے بعد آخر سورۃ تک آپ نے پڑھا اور میں نے پوری سورۃ کو سنا، جس سے میرا دل بے حد متاثر ہوا اور اس کے بعد اسلام نے میرے دل میں گھر کر لیا جیسا کہ اس کا حق تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین قریش جمع تھے اور میں ابوجہل اور شیبہ کے ساتھ بیٹھا

ہوا تھا۔ ابوجہل نے کہا: اے گروہِ قریش! محمد (ﷺ) نے تمہارے معبودوں کو باطل اور ہیچ کہا، تمہارے اسلام کو بے وقوف بتایا اور ان کا خیال ہے کہ وہ سب داخل جہنم ہوں گے لہٰذا تم میں کوئی ہے جو محمد (ﷺ) کو قتل کرے اور اس کے عوض سو سرخ وسیاہ اونٹ اور ایک ہزار اوقیہ چاندی حاصل کرے۔ تو میں نے تلوار اور تیر کمان سے مسلح ہو کر سرکار دو عالم ﷺ کو قتل کرنے کے ارادہ سے نکلا اور میں ایک بچھڑے کے پاس سے گزرا جس کو لوگ ذبح کرنے والے تھے کہ دفعتہً بچھڑے سے زوردار آواز نکلی:

يَا اٰلَ ذَرِيْحَ اَمْرٌ نَجِيْحٌ رَجُلٌ يَصِيْحُ بِلِسَانٍ فَصِيْحٍ يَدْعُوْا اِلَى الشَّهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ

میں نے ذبح کیے جانے والے بچھڑے کے پیٹ سے یہ کلمات سننے کے بعد خیال کیا کہ "یہ میرے سنانے کیلئے ہے۔" اس کے بعد میں کچھ سوچتا ہوا آگے بڑھا تو اچانک ایک ہاتف نے کہا:

یا یھا الناس ذووا الا جسام — مآ انتم و طائش الاحلام
و مسند وا الحکم الی الاصنام — فکلکم اوره کالانعام
اما ترون ما اری اعامی — من ساطع یجلو دجی الظلام
قد لاح للناظر من تهام — اکرم .... من امام
قد جاء بعد الکفر بالاسلام — والبر والصلوة للارحام

ترجمہ: "اے صاحبانِ اجسام! تم میں اور بیوقوفوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ تم لوگ بتوں سے فیصلہ لیتے اور پھر اس پر یقین کرتے ہو (اس بنا پر) تم سب لوگ چوپاؤں کی مانند (بیوقوف اور بے عقل) ہو۔ کیا تم لوگ وہ نہیں دیکھتے جس کو میں اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں، وہ ایک نور تاباں ہے جو ظلمت کو چھانٹ دیتا ہے۔ صاحبانِ بصیرت کیلئے وہ نور تہامہ سے طلوع ہوا ہے، وہ کس قدر برگزیدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کیلئے اس کی پیشوائی ہے۔ وہ کفر کے بعد اسلام، نیکی، صلوٰۃ اور صلہ رحمی کو (تحفۃً) لایا ہے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے خیال کیا کہ یہ میری ہی ہدایت کیلئے کہا گیا ہے پھر میرا گزر بت ضمار پر ہوا تو اس کے پیٹ سے میں نے یہ آواز سنی:

ترک الضمار و کان یعبد و حده — بعد الصلوة مع النبی محمد
ان الذی ورث النبوة والهدی — بعد ابن مریم من قریش مهتدی
سیقول من عبد الضمار و مثلة — لیت الضمار و مثله لم یعبد
فاصبرا با حفص فانک آمن — یا تیک عز غیر عزبنی عدی
لا تعجلن فانت ناصر دینه — حقا یقینا با للسان و بالید

ترجمہ: "نبی ﷺ پر درود ہو اور سنو ضمار کی پوجا اب بند ہو گی جبکہ اس سے پہلے وہ پوجا جاتا تھا۔ وہ شخص سیدنا ابن مریم کے بعد نبوت و ہدایت کا وارث ہوا ہے، وہ ہدایت کرنے والا اولاد قریش سے ہے۔ عنقریب ضمار کے پرستار کہیں گے، کاش ضمار جیسے بتوں کی پرستش نہ کی جاتی۔ اے ابوحفص! باز آجاؤ، اس

لیے کہ تم ایمان لانے والے ہو، تم کو وہ عزت نصیب ہوگی جو بنی عدی کے اعزاز کے سوا ہے۔ تم عجلت نہ کرو، تم بلاشبہ ان کے دین کے مددگار رہو، تم یقیناً قول وعمل سے بھرپور تعاون کر کے ان کا حق ادا کرو گے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد میں بخوبی سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ میری فہمائش کیلئے ہو رہا ہے، اسکے بعد میں اپنی بہن کے پاس آیا تو ان کے پاس خباب بن الارت کو اور انکے شوہر کو بیٹھے دیکھا۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ! خدا تمہارا بھلا کرے اسلام قبول کر لو پھر میں نے پانی منگایا اور وضو کیا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عمر! میری دعا تمہارے حق میں قبول کر لی گئی، اسلام قبول کرلو، میں نے فوراً اسلام قبول کر لیا اور مسلمانوں کی تعداد پوری چالیس ہوگئی۔ میرے قبول اسلام کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

﴿سورۃ الانفعال﴾

ترجمہ: ''اے غیب کی خبریں بتانے والے! (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔''

﴿ابونعیم﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے پر اسلام کو قوت ملی:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا: جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلامی جماعت میں شامل ہوئے تو ہم کو اللہ تعالیٰ نے ان کے وسیلے سے عزت اور غلبہ دیا اور ہم نے اپنے اندر قوت محسوس کی۔

﴿صحیح بخاری﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا خدا علیم ہے ہم مسلمان اتنی جرأت اور قوت نہ رکھتے تھے کہ کعبۃ اللہ میں اعلانیہ طور پر نماز پڑھ سکیں پھر حضور نبی کریم ﷺ کی دعا قبول ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کمزور مسلمانوں میں شامل ہو گئے اور وہ کمزور پھر طاقتور ہو کر اعلانیہ اور بے دھڑک کعبہ میں نمازیں پڑھنے لگے۔

﴿ابن سعد، حاکم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسلام کی حالت اس مرد کی مانند تھی جس کے خدوخال ہمارے سامنے ہوں اور وہ پیش رو آگے بڑھتا آ رہا ہو اور وہ برابر لوگوں سے قریب ہو رہا ہو اور نزدیکی بڑھنے کے باعث اس کی خوبیاں زیادہ واضح اور حجاب دوری رفع ہو رہا ہو، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو اسلام اس مرد کے مانند ہو گیا جو واپس جا رہا ہو اور اس سے دوری بڑھتی جا رہی ہو۔

﴿حاکم﴾

حضرت عثمان بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی کہ الٰہی! اسلام کو ان دو شخصوں میں سے کسی ایک سے جو تجھے پیارا ہو، عزت دے خواہ عمر بن خطاب ہو یا عمرو بن ہشام، اسی دن صبح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اسلام قبول کر لیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ خَاصَّۃً

ترجمہ: "الٰہی خاص عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اسلام کو عزت دے۔"

﴿ابن ماجہ، حاکم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جمعرات کو رات میں دعا کی کہ "اے بارالٰہا! عمر بن الخطاب یا عمرو بن الھشام کے ذریعہ تو اسلام کو توقیر بخش۔" پھر جمعہ کے دن صبح کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور حلقہ اسلام میں شامل ہوئے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جماعت اسلام میں شامل ہوئے تو اسلام نے نصرت پکڑی، اس کی اعلانیہ دعوت دی جانے لگی اور مسلمان خانہ کعبہ میں حلقہ بنا کر بیٹھنے لگے اور ہم انفرادی اور اجتماعی طور پر طواف اور نشستیں کرنے لگے جس نے بھی اشاعت دین میں مزاحمت کی، ہم نے اس سے بدلہ لے لیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چالیس مردوں اور دس عورتوں کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور اسلام کی ایک "خفیہ تحریک کی حیثیت اعلانیہ تحریک کی حیثیت سے بدل گئی۔"

﴿ابن سعد﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر فرشتوں کی مبارکباد:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آسمان والے (فرشتے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر آپ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور عالم بالا میں خوشی منا رہے ہیں۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

ضماد کا بغرض علاج نبوی کیلئے آنا اور متاثر ہو کر اسلام قبول کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ضماد اپنی کسی ضرورت سے مکہ میں آئے اور جنتر و منتر میں مشہور تھے۔ ایک روز مشرکین مکہ سے انہوں نے سنا کہ محمد (ﷺ) (نعوذ باللہ) مجنون ہو گئے ہیں لہٰذا انہوں نے خیال کیا کہ کیا بعید ہے کہ میں جھاڑ پھونک سے محمد (ﷺ) کو تندرست اور صحتمند کر دوں۔ پس وہ آ کر حضور نبی کریم ﷺ سے ملے اور کہا: "میں منتر پڑھتا ہوں، مالک جس

قدر چاہے گا تم کو صحت اور شفا دے دے گا۔'' ضماد کا قول ہے: نبی کریم ﷺ میری باتیں سننے کے بعد مجھ سے نزدیک ہوئے اور پھر کہا:

"الحمد لله نحمده و نستعينه و نومن به و نتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئآت اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادى له و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده و رسوله ٥"

حضرت ضماد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''ان ہی کلمات کو براہ مہربانی دوبارہ پڑھئے۔'' لہٰذا نبی کریم ﷺ نے یہ مقدس کلمات دوبارہ پڑھے پھر ضماد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''واللہ! میں نے ایسا کلام کبھی نہ سنا نہ پڑھا۔ یہ سحر ہے نہ شاعری ہے اور نہ کہانت، واقعی یہ الہام و وحی ہے، بے شک یہ خدائی کلام ہے۔ اس میں تلوار سے زیادہ کاٹ، کائنات سے زیادہ حسن، آفتاب سے زیادہ نور اور اسحار سے زیادہ تاثیر ہے۔ اس کے بعد دوزانو ہوئے اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمانوں کے زمرہ میں مصائب سہنے اور قربانیاں دینے کیلئے شامل ہوئے۔

﴿مسلم، احمد، بیہقی﴾

حضرت عمرو بن عبدالقیس رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

مزید ابن مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اشج عبدالقیس کا ایک دوست تھا جو راہب تھا۔ وہ ایک سال دارین آیا اور اشج سے ملا اور اس کو بتایا کہ عنقریب مکہ میں نبی کا ظہور ہونے والا ہے جس کی علامات یہ ہوں گی کہ وہ صدقہ نہیں کھائے گا، ہدیہ کھائے گا، دونوں شانوں کے درمیان نشانِ نبوت ہوگا اور اس کا دین حق تمام باطل ادیان پر غالب اور مستولی ہو جائے گی۔ کچھ عرصہ بعد راہب مر گیا تو اشج نے اپنے بھانجے عمرو عبدالقیس کو مکہ بھیجا جو ہجرت کے سال مکہ آیا اور رسول اللہ ﷺ سے ملا اور شانوں کے درمیان علامت کو دیکھ کر دین اسلام کو قبول کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو سورۂ فاتحہ اور سورۂ اقراء سکھائیں اور ارشاد فرمایا کہ اپنے ماموں کو دعوت اسلام دو۔ پھر عمرو رضی اللہ عنہ لوٹ کر آیا اور اشج کو حالات سنائے جس کے نتیجے میں اشج رضی اللہ عنہ نے بھی اسلام قبول کیا مگر اس نے عرصہ تک اپنے اسلام کو چھپایا۔

پھر وہ سولہ آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچا۔ ان لوگوں کے مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے ایک روز صبح کو نبی کریم ﷺ اپنی آرام گاہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا مشرق کی طرف سے چند سوار آ رہے ہیں، وہ ہماری دعوت اسلام سے بدگمان اور بیزار نہیں ہیں اور ان کے قائد کی ایک پہچان ہے چنانچہ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے بموجب یہ لوگ مدینہ پہنچ گئے۔

﴿ابن شاہین﴾

طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر

ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! دوس کے لوگوں نے نافرمانی کی ہے اور انکار کیا ہے۔ آپ ان کے حق میں بددعا کیجئے۔ پس نبی کریم ﷺ نے روقبلہ ہو کر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور التجا کی: ”اے پروردگار! دوسیوں کو ہدایت فرما اور ان کو یہاں پہنچا۔“

﴿بخاری﴾

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمر دوسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ وہ مکہ گئے، اس زمانہ تک نبی کریم ﷺ نے ہجرت نہیں کی تھی۔ طفیل رضی اللہ عنہ ایک شریف، دانشور اور معروف شخص تھے۔ صاحب علم اور شاعر بھی تھے۔ مشرکین مکہ میں سے چند لوگ ان سے ملے اور بتایا کہ محمد (ﷺ) نے ہمارے درمیان تفریق پیدا کر دی اور جمعیت کو پراگندہ کر دیا ہے اور ان کے اقوال ساحروں کی مانند ہیں اور جو باپ کی بیٹے سے اور بھائی کی بھائی سے اور شوہر کی بیوی سے جدائی کرا دیتے ہیں لہٰذا تم ان سے بات کرنا نہ ان کی سننا۔

قریش بہ زعم خود برابر مجھے اس خیر خواہانہ مشورہ کیلئے یاددہانی اور تاکید کرتے رہے، اس لیے میں نے بھی اسی کے مطابق عمل کرنے میں خیریت سمجھی اور اپنے کانوں کو ان کے کلام سے بچانے کی خاطر میں نے اس درجہ اہتمام برتا کہ اپنے کانوں میں روئی رکھ کر سماعت سے محروم کر لیا۔ ایک دن صبح کے وقت میں اسی حالت میں مسجد حرام میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں ان کے قریب کھڑا ہو گیا اور باوجود اس کوشش کے میں ان کا کلام نہ سنوں، اللہ تعالیٰ نے ایک بہترین سنوا دیا۔ سوچا کہ قریش نے مجھے ایک ایسے نشاط انگیز کلام کو سننے سے کیوں منع کیا۔ قریش کی اطلاع تو غلط نکلی، کیوں نہ میں ان سے ملاقات کر کے دیکھوں اور ان کے خیالات سنوں۔ میں ایک سمجھدار اور نیک و بد اور صحیح اور غلط میں تمیز کرنے والا شخص ہوں۔ میں ٹھہرا رہا، پھر حضور نبی کریم ﷺ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا اور آپ ﷺ کے قریب ہو کر کہا:

”آپ ﷺ کے بارے میں لوگوں نے اس طرح بیان کیا ہے، لہٰذا ذرا بتائیے کہ آپ کن باتوں کی دعوت دیتے ہیں؟“

پس سرکار دو عالم ﷺ نے میرے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی اور قرآن حکیم کے ایک جزو کی تلاوت فرمائی تو بس ایک عجیب اثر، اہتزاز اور خشیت سے ملے جلے جذبات نے مجھے بے قابو کر دیا اور اسلام کی فطری اور معقول دعوت پر روح و وجدان نے لبیک کہا، میں نے اس کے ساتھ ہی زبان سے بھی توحید و رسالت کا اقرار کیا۔

اس کے بعد میں نے عرض کیا: ”اے اللہ کے صاحب عزت رسول ﷺ! میں اپنی قوم کا قائد اور رہنما ہوں۔ اب میں واپس جا کر ان سب کو دعوت اسلام دوں گا، مگر زندگیوں کے ساتھ پرانے ہر چکنے والے خیالات میں بہت پختگی ہوتی ہے، اس لیے اس کام میں آسانی پیدا کرنے کیلئے دعا فرمائیے اور خداوند تعالیٰ اس مہم میں میرے لیے آسانیاں پیدا فرما دے اور مجھے کوئی نشانی عطا فرما دے۔

نبی کریم ﷺ نے ازراہِ نوازش دعا فرمادی اور میں وطن واپس ہونے کیلئے سفر پر روانہ ہوگیا۔ دورانِ راہ میں کداء کے مقام میں تھا کہ میری دونوں ابرو کے درمیان نور طلوع ہوگیا۔ میں اپنے خدا سے نور کی منتقلی کیلئے دعا کی تو وہ باذن اللہ میرے کوڑے کے تسمے میں آگیا۔

اس کے بعد میں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی مگر اس نے تامل کیا اور اسلام قبول نہ کیا۔ لہٰذا میں مکہ جا کر نبی کریم ﷺ سے ملا، صورتحال سے آگاہ فرمایا چنانچہ نبی کریم ﷺ نے دعا کی: ”اے بارالہا! دوسیوں کو ہدایت دے۔“ اور مجھ سے فرمایا: ”طفیل! اب تم اپنی قوم میں واپس جاؤ اور ان کو نرمی اور حکمت عملی کے ساتھ عوت اسلام دو۔“ لہٰذا میں واپس آگیا اور دوسیوں میں نرمی اور حکمت وتحمل کے ساتھ تبلیغ کرتا رہا۔ اس دوران میں نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی اور میں ستر یا اسی مسلمان گھرانوں کو ہمراہ لے کر بمقام خیبر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے مکان میں تھے کہ سامنے سے حضرت ابن مظعون رضی اللہ عنہ گزرے۔ نبی کریم ﷺ نے آواز دی اور بیٹھ جانے کو کہا: وہ بیٹھ گئے کہ اتنے میں نبی کریم ﷺ پر نزول وحی ہونے لگا اور ابن مظعون رضی اللہ عنہ حیرت استعجاب سے بہ غور دیکھتے رہے جب نبی کریم ﷺ کی حالت درست ہوئی تو ابن مظعون نے پوچھا: آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر تھا اور نگاہ ایک خاص زاویہ پر جمی رہی، پھر اوپر کو اٹھی جیسے وہ کسی جانے والے کا تعاقب کر رہی ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابھی حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تھے۔ ابن مظعون رضی اللہ عنہ نے پوچھا: انہوں نے آپ ﷺ سے کیا کہا؟ نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: انہوں نے یہ پیغام خداوندی پہنچایا:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ٥

﴿سورہ النحل﴾

ترجمہ: ”بے شک اللہ تعالیٰ حکم فرماتا انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے رہنے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔“

حضرت ابن مظعون رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اسی وقت سے اسلام کی محبت اور قدر میرے میں پیدا ہوگئی۔

﴿احمد، ابن سعد﴾

جنات کا اسلام قبول کرنا اور اس سلسلہ میں معجزات:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: واذ صرفنا الیک ترجمہ: ”جب ہم نے آپ ﷺ کی طرف کچھ جنوں کو بھیجا کہ وہ قرآن سنیں۔“

اور دوسری جگہ ارشاد ہوا:

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْآ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًاo یَّهْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَ لَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا.

﴿سورۃ الجن﴾

ترجمہ: ''تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا تو بولے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے ان صحابہ کے ساتھ جو ''سوقِ عکاظ'' جانے کا ارادہ کر رہے تھے، طائف تشریف لے گئے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب شیاطین کی پہنچ خبریں لانے کیلئے آسمانوں پر بند ہو چکی تھی اور ان کو آگ کے شعلوں سے مارا جانے لگا تھا۔ شیاطین نے مشاورت کر کے زمین پر مشرق سے مغرب تک جائزہ لیا کہ ان وجوہ کے دوران تہامہ پہنچے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کو مقام نخلہ میں نمازِ فجر پڑھتے دیکھا جب انہوں نے نبی کریم ﷺ سے قیام صلوٰۃ میں تلاوت کو غور سے سنا تو کہنے لگے کہ خدا کی قسم یہی وہ چیز ہے جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہوتی ہے پھر وہ پلٹ کر اپنی قوم میں پہنچے اور کہا کہ اے قوم!

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًاo یَّهْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَ لَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحَدًاo

﴿سورہ الجن﴾

ترجمہ: ''تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا تو بولے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے۔''

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں نبی کریم ﷺ کے فرمانے کے مطابق ٹھہر گیا۔ پس نبی کریم ﷺ رات کو گھر سے روانہ ہوئے اور مجھے ساتھ رکھا، ہم مکہ کے بالائی حصے میں پہنچ گئے، وہاں پہنچ کر آپ نے فرشِ زمین پر خط کھینچ کر ایک دائرہ بنایا اور مجھ سے فرمایا: اس دائرے کے اندر بیٹھ جاؤ۔ نبی کریم ﷺ تھوڑی دور گئے اور کھڑے ہو کر تلاوت قرآن شروع کر دی۔ میں دیکھ رہا تھا کہ آپ کو لوگوں نے آکر گھیر لیا حتیٰ کہ وہ لوگ میرے اور نبی کریم ﷺ کے درمیان حائل ہو گئے۔ اب نہ میں آپ ﷺ کو دیکھ سکتا تھا نہ تلاوت کی آواز سن سکتا تھا پھر وہ اڑتے بادلوں کی طرح جدا جدا صورت میں روانہ ہو گئے۔ صرف ایک جماعت رہ گئی اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی امامت میں نماز فجر پڑھی، پھر وہ بھی رخصت ہو گئی پھر نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا وہ لوگ کہاں گئے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ لوگ وہاں ہیں، اس کے بعد کچھ ہڈیاں اور گوبر ان لوگوں کو آپ نے دیا۔

اس واقعہ کے بعد ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنے کی آپ نے ممانعت فرمادی۔
﴿ابن جریر، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابورجاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں تھے چنانچہ ایک چشمہ پر اترے اور خیمے نصب کیے اور میں دوپہر میں قیلولہ کرنے لیٹ گیا کہ ایک سانپ برآمد ہوا اور خیمہ کے اندر تڑپنے لگا۔ میں نے یہ دیکھ کر چھاگل سے پانی لیا اور اس پر چھینٹا مارا تو وہ ساکن ہو گیا مگر پھر لوٹنے اور تڑپنے لگا۔ میں نے نماز عصر پڑھی تو اتنی دیر میں وہ سانپ مر گیا۔ میں ایک سفید کپڑے کا ٹکڑا لیا اور اس سانپ کو اس میں لپیٹ کر کفن دیا اور زمین میں گڑھا کھود کر اس کو دفن کر دیا۔

اس کے بعد ہم پھر سفر پر روانہ ہو گئے اور دن کا بقیہ حصہ اور پوری رات سفر جاری رکھا جب صبح ہوئی تو ہم نے ایک چشمہ کے کنارے پر پڑاؤ کیا اور میں استراحت کیلئے لیٹ گیا کہ اچانک میں نے چند آوازیں سنیں۔ جس میں کہا جا رہا تھا: "تم کو سلام ہے، ایک مرتبہ، دومرتبہ بلکہ دس مرتبہ، دس مرتبہ نہیں بلکہ سو مرتبہ، نہیں ہزار مرتبہ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔"

میں نے پوچھا: "تم کون لوگ ہو؟" انہوں نے کہا ہم جن ہیں، اللہ تعالیٰ تم پر برکتیں نازل کرے، تم نے ہم پر وہ احسان کیا ہے جس کا بدل کرنے کی ہم استطاعت نہیں رکھتے۔ میں نے پوچھا کہ تم پر کون سا احسان کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ سانپ جو تمہارے پاس مرا تھا وہ ان جنات میں آخری تھا جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی۔

﴿ابونعیم﴾

بعثت نبوی سے چار سو سال قبل ایمان لانے والا جن:

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کی ایک جماعت حج کے ارادہ سے چلی۔ راہ میں انہیں ایک سفید سانپ زمین پر تڑپتا ہوا ملا اور اس کے پاس سے خوشبو آ رہی تھی۔ میں نے اپنے ہم سفر ساتھیوں سے کہا: آپ لوگ اپنا سفر جاری رکھیں اور میں تو اس سانپ کا انجام دیکھ کر یہاں سے آگے بڑھوں گا۔

زیادہ دیر نہ گزری کہ سانپ مر گیا، میں نے اسے ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر گزرگاہ سے الگ ایک طرف کو دفن کر دیا اور پھر تیزی سے چل کر اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔ انہیں دنوں ہم بیٹھے تھے کہ مغرب کی طرف سے چار عورتیں آئیں، ان میں سے ایک نے کہا تم میں کس شخص نے عمر کو دفن کیا ہے؟ ہم نے پوچھا عمر کون؟ اس نے کہا وہ سفید سانپ جو دفن کیا گیا ہے۔ میں نے کہا اس کو میں نے دفن کیا تھا۔ میرے جواب کو سن کر اس خاتون نے کہا: تم نے ایک ایسی جان کو دفن کیا ہے جو روزے دار اور نماز کی پابند، احکام خداوندی کی تبلیغ کرتا اور ذات ختم رسل پر ایمان لائے ہوئے تھا اور حضرت رسول قرشی وعربی ﷺ کی بعثت سے چار سو سال پہلے آسمانوں میں اس نے آپ ﷺ کی حمد وثناء اور توصیف سنی تھی۔

یہ واقعہ سننے کے بعد ہم سب نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر ہم حج کر کے واپس ہوئے تو مدینہ میں

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملے اور سانپ کا واقعہ بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو۔
﴿ابو نعیم﴾

مسلمانوں کی جن نے خدمت کی:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ سفر حج پر روانہ ہوئے اور اثنائے سفر میں راستہ بھول گئے اور جب نامعلوم راہوں پر بھٹکتے رہے، غذا نہ ہونے کی وجہ سے بھوک اور خشک و گرم جنگل کی پیاس سے نڈھال ہو کر مرنے کے بالکل قریب تھے تو انہوں نے اپنے کفن پہن لیے اور موت کا انتظار کرنے لگے۔ اس حالت میں ایک جن ان کے پاس آیا اور بتایا کہ میں مسلمان ہوں اور رسول اللہ ﷺ سے میں نے قرآن بھی سنا ہے اور نبی کریم کا قول مجھے پہنچا ہے کہ: ''مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں، وہ ایک دوسرے کے مددگار اور بہی خواہ ہوں اور مصائب میں اپنے بھائی کو تنہا نہ چھوڑیں گے۔'' یہ کہہ کر اس نے ہم سب کو پانی پلایا اور مناسب طریقے پر ہماری رہنمائی کی اور ہم کو سیدھے راستے پر ڈال دیا۔
﴿ابو نعیم﴾

ہامہ شیطان کے پوتے کا اسلام قبول کرنا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم تہامہ کی ایک پہاڑی پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ضعیف شخص ہاتھ میں عصا لیے ہوئے ظاہر ہوا اور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا اور آپ نے جواب دیا: اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ تمہاری تعریف؟

بوڑھے نے مؤدبانہ انداز میں عرض کیا: میں ہامہ بن ہیم بن الاقیس بن ابلیس ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اور ابلیس کے درمیان صرف دو پشتوں کا فرق ہے۔ اے ہامہ! تم کتنے عرصہ سے اس عالم فانی میں بسر کر رہے ہو؟ ہامہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! پوری عمر بسر کر چکا ہوں، بس اب کوچ کا وقت نزدیک ہے، جب حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا میں بچہ تھا۔ میں اس زمانے میں فساد برپا کراتا اور قطع رحمی کی ترغیب دیتا تھا، ٹیلوں پر چڑھ جاتا تھا لوگوں کا کھانا خراب کرتا تھا۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو بوڑھا ایسی باتیں کر چکا ہے وہ کتنا برا ہے اور جو جوان ایسی باتوں پر عمل کرتا ہے وہ کتنا برا ہے۔ بوڑھے نے کہا: ''اے معصیت پوش و خطا بخش خدا کے رسول ﷺ! درگزر کا رویہ اختیار فرمائیے اور ملامت نہ کیجئے۔ میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور ندامت کے ساتھ توبہ کر چکا ہوں۔ حضرت نوح علیہ السلام پر جو لوگ ایمان لائے تھے میں ان کے ساتھ مسجد نوح میں حاضر ہوتا تھا اور میں نے نافرمان اور سرکش کافروں پر بددعا کرنے سے ان کو روکنا چاہا تھا۔ میں ہمیشہ اپنی قوم کے حق میں ان کو بددعا کرنے پر ملامت کرتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ خود بھی روتے اور مجھے بھی رلاتے اور فرماتے یقیناً میں اس پر ندامت کرنے والوں میں سے ہوں اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ مجھے نادانوں میں سے کرے۔ میں نے عرض کیا:

"اے نوح علیہ السلام! میں نیک بخت ہابیل ابن آدم علیہ السلام شہید کے خون میں شریک تھا، تو کیا آپ علیہ السلام اپنے رب کے حضور میری مغفرت میں کوشش فرمائیں گے؟" انہوں نے جواب دیا: "اے ہامہ! تم نیکی کا ارادہ رکھو اور نیکی کرتے رہو اور یہ حسرت و ندامت دل سے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو علم مجھے ودیعت فرمایا ہے میں اس کے ذریعہ یہ جانتا ہوں کہ جس بندے نے ارتکاب گناہ کے بعد صدق دل سے توبہ کر لی ہے یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے تو اب اٹھ اور وضو کر کے دوگانہ پڑھ۔" میں نے اسی وقت اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھی۔

پھر سیدنا حضرت نوح علیہ السلام نے مجھے آواز دی: "اے خوش قسمت ہامہ! سجدے سے سر اٹھا، آسمان سے تیری توبہ کی قبولیت آ گئی ہے۔" پھر میں مسلسل ایک سال تک اللہ تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر میں پڑا رہا۔ میں سیدنا حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ ان کی مسجد میں ان کی امت کے ایمان داروں کے ساتھ رہا اور میں ان کو اکثر منکروں اور کافروں پر بددعا نہ کرنے کا مشورہ دیتا رہا اور پھر بھی ایسا ہوتا رہا کہ اس زمانہ کے سرکشوں کی زیادتیوں پر وہ بھی غم زدہ ہوتے اور مجھے بھی کرتے۔ میں سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کی زیارت کو بہ کثرت جایا کرتا اور میں سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ مکان امین میں تھا اور میں نے حضرت الیاس علیہ السلام سے جنگلوں میں ملاقات کی اور اب بھی میں ان سے ملا کرتا ہوں۔

میں نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے ملاقات کی اور آپ نے مجھے توریت مقدس سکھائی ہے اور فرمایا: اگر میرے بعد آنے والے رسول سیدنا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے ملو تو ان کو میرا اسلام پہنچانا اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر سیدنا حضرت محمد ﷺ سے شرف نیاز حاصل ہو تو میری طرف سے سلام اخلاص پہنچانا۔

راوی کا بیان ہے کہ تہنیت و سلام کے پیغام کو سنتے وقت نبی کریم ﷺ کی آنکھیں بھیگنی شروع ہوئیں اور پیغام کے آخری الفاظ سنتے وقت آنکھیں اشک ریز ہو گئیں اور آواز گریہ میں آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا: جواب کے الفاظ یہ تھے: "جب تک دنیا کا قیام و بقا ہے برادرم سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سلام ہو۔ اے ہامہ! پھر فرمایا: حق امانت ادا کرنے پر تم پر بھی سلام ہو۔ اس کے بعد ہامہ نے عرض کیا:

"اے اللہ کے آخری رسول ﷺ! میں اب تک شریعت موسوی پر عمل کرتا ہوں جس کی تعلیم بذریعہ توریت مجھ کو صاحب توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے جواب میں ہامہ کو سورۂ واقعہ: "وَالْمُرسلَات، عمّ يتسالون' اور اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَت، مُعَوَّذَتَين" اور سورۂ اخلاص کی تعلیم دی اور فرمایا تم کو جب کوئی حاجت پیش آئے بلا تکلیف میرے پاس آ جانا اور مجھ سے ملاقات اور رابطہ قائم رکھنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ہامہ کی کوئی خبر معلوم نہ ہوئی، اس لیے میں نہیں جانتا کہ وہ ہنوز زندہ ہیں یا وفات پا چکے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

امت میں سب سے بہترین شخص حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں:

اسید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سفر مکہ کے دوران ایک بیابان سے گزر رہے تھے کہ ان کی نظر ایک مردہ سانپ پر پڑی۔ انہوں نے ایک ساتھی سے فرمایا: زمین کھودنے کا اوزار لاؤ۔ تو انہوں نے زمین کھودی اور مردہ سانپ کو کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا۔ اس کے بعد ایک آواز سنی گئی:

''اے سرق! تم پر اللہ مہربان ہوں، میں شہادت دیتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کی وہ پیشین گوئی آج پوری ہوئی جس میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اے سرق! تم ایک غیر آباد جنگل میں مرو گے اور میری امت میں اس وقت جو سب سے بہتر شخص ہوگا وہ آ کر تم کو دفن کرے گا۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتف سے سوال کیا: ''اے شاہد! تم کون ہو؟ اللہ تم پر رحمت کرے۔'' جواب آیا: ''اے ملت مسلمہ کے صالح سردار! میں ایک جن ہوں اور مرحوم ومدفون سرق ہے، اب صرف میں اور سرق دو ایسے جن زندہ تھے جنہوں نے براہِ راست دست نبوت ﷺ پر بیعت کی تھی۔'' اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً میں نے نبی کریم ﷺ یہ فرماتے ہوئے سنا: اے سرق! تم ایک بیاباں میں مرو گے اور میری امت کا بہترین شخص تم کو دفن کرے گا۔

﴿بیہقی﴾

غلبہ روم کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی پیشنگوئی

✿ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَ ھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۝ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ط لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ ط وَ یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ بِنَصْرِ اللّٰہِ ط یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ وَ ھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝ وَعْدَ اللّٰہِ لَا یُخْلِفُ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

﴿سورۃ الروم﴾

ترجمہ: ''رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برس میں قلم اللہ ہی کا ہے آگے اور پیچھے اور اس دن ایمان والے خوش ہوں۔ اللہ کی مدد سے مدد کرتا ہے جس کی چاہے اور وہی ہے عزت والا مہربان اللہ کا وعدہ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمان چاہتے تھے کہ اہل روم، اہل فارس پر غالب رہیں، اس لیے کہ رومی اہل کتاب اور فارسی اصنام پرست یا آتش پرست تھے۔ لوگوں نے اس کا ذکر

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیا اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب رومی، ایرانیوں پر غالب آجائیں گے۔ یہ بات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مشرکین سے کہہ دی۔ مشرکین نے کہا اس بارے میں کوئی مدت معین کرو، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پانچ سال کی معیاد مقرر کردی، جب اس بات کی خبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہوئی تو فرمایا کہ دس سال کی مدت کرنا بہتر ہوتا۔ اس ے بعد رومی، ایرانیوں پر بدر کے دن غالب ہوئے۔

﴿احمد، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں کو نازل فرمایا تو مسلمانوں نے اپنے رب کو سچا جانا اور یقین کرلیا کہ عنقریب رومی اہل فارس پر غلبہ پالیں گے چنانچہ مسلمانوں نے مشرکوں سے شرط لگائی اور پانچ اونٹ شرط کے مقرر کر کے پانچ سال کی مدت متعین کرلی۔ مسلمانوں کی شرط کے ضامن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مشرکوں کی شرط کا ضامن ابی بن خلف ہوا۔ یہ شرط بازی جوئے کے حرام ہونے سے پہلے ہوئے۔

جب معینہ وقت آیا اور رومی فارسیوں پر غالب نہ ہوئے تو مشرکوں نے شرط کے اونٹ مانگے۔ اس کا ذکر صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے کیا کہ یہ لوگ اس کا حق نہیں رکھتے تھے کہ دس سال سے کم کی مدت متعین کرتے کیونکہ لفظ بضع تین سے دس سال کے عدد کیلئے ہے لہٰذا اس شرط کو بڑھا دو اور مدت میں اضافہ کردو تو مسلمانوں نے ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے نویں برس کے شروع میں رومیوں کو اہل فارس پر غلبہ عطا فرمادیا۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ سے مشرکین کا سوالات کے ذریعہ امتحان لینا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین قریش نے نضر بن حارث، عقبہ بن ابی معیط کو مدینہ کے یہودی احبار کے پاس بھیجا۔ انہوں نے ان دونوں کو ہدایت کی کہ ان یہودی عالموں سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں دریافت کرو اور جو خوبیاں مشہور ہیں ان کی تحقیق ان سے کرو اور ان کا نقطہ نظر دریافت کرو کیونکہ وہ آسمانی کتاب کے وارث اور علم و فہم میں برتری کے مدعی ہیں چنانچہ نضر اور عقبہ دونوں مدینہ پہنچ کر احبار سے ملے۔ اس نے پورے حالات سن کر مشورہ دیا کہ: ''اے معزز نمائندگان قریش! میرا مشورہ یہ ہے کہ تم محمد (ﷺ) سے تین سوالات کرو اگر وہ ان کا جواب صحیح دیں تو سمجھ لو کہ وہ دعوے میں سچے ہیں اور اگر اس کے برعکس معاملہ ہو تو جان لو کہ ان کا دعویٰ فریب اور جھوٹ ہے۔

وہ تین سوالات یہ ہیں:

(۱) ان سے پوچھو کہ ''پچھلے زمانے میں جو جوان گزرے ہیں ان کا واقعہ کیا ہے؟''

(۲) ان سے دریافت کرو کہ ''وہ شخص جو زمین کے مشارق و مغارب کی بہت زیادہ سر کرتا تھا، اس کی خبر کیا ہے؟''

(۳) ان سے سوال کرو کہ ''روح کیا ہے؟''

نضر اور عقبہ دونوں نے مکہ آ کر مشرکوں سے کہا کہ ”ہم چند ایسے سوالات محمد (ﷺ) سے کریں گے کہ جن کے صحیح جوابات دینا کسی بھی انسان کیلئے ناممکن ہے اگر خدا کی طرف سے کسی کو واقعہ الہام وہدایت ملتی ہے تو بس ایسے بندۂ برگزیدہ کیلئے ممکن ہے۔ پھر انہوں نے اپنی دوراندیشی اور مصلحت کی بناء پر عوامی اجتماع میں پوچھنے کی بجائے صرف دانشوروں کے اجتماع میں نبی کریم ﷺ سے یکے بعد دیگرے تینوں سوالات اسی ترتیب سے کیے اور بلاتاخیر جوابات مانگے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس مرحلہ پر سورۂ کہف لے کر حاضر ہوئے اور نبی کریم ﷺ نے اس علم کی روشنی میں بڑے پروثوق لہجے میں کافروں کو جواب دیئے:

(۱) فرمایا: عہد قدیم کے وہ جوان ”اصحاب کہف“ ہیں اور ان کا یہ واقعہ ہے۔

(۲) فرمایا: مشارق ومغارب کے سیر کرنے کیلئے ”ذوالقرنین“ ہیں۔

(۳) فرمایا: ”قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ“ روح کی حقیقت یہ ہے کہ ”وہ امر رب ہے۔“

﴿ابن اسحاق، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: قریش نے یہودیوں سے پوچھا ہمیں ایسے سوالات بتاؤ کہ جو محمد (ﷺ) سے دریافت کریں تو انہوں نے کہا کہ تم روح کے بارے میں ان سے پوچھا، چنانچہ جب انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

وَ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ”اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے۔“

﴿ابونعیم﴾

حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ میں نے احبار یہود سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کردہ مسجد میں جا کر اپنے رب سے نیکوکاری پر قائم رہنے کیلئے عہد ومیثاق کروں، وہ مکہ آئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس منیٰ میں ملنے کیلئے گئے۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بہت سے لوگ کھڑے ہوئے تھے، یہ بھی لوگوں کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا: ”تم عبداللہ بن سلام ہو؟“ انہوں نے کہا: ”جی ہاں۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میرے قریب آجاؤ۔“ تو وہ نزدیک ہو گئے پھر آپ نے فرمایا: اے عبداللہ! کیا تم توریت آسمانی میں اللہ کے رسول کا ذکر نہیں پاتے؟ حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: ”میرے جواب سے پہلے آپ اپنے رب کی صفت بیان کیجئے جس کی طرف آپ بلاتے ہیں۔ اس وقت نبی کریم ﷺ پر سورۂ اخلاص وحی کی گئی چنانچہ آپ نے کہا:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ. اَللّٰهُ الصَّمَدُ. لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ. وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ.

﴿سورۂ اخلاص﴾

ترجمہ: ”تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ

کسی سے پیدا ہوا، اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔“

یہ کلام سننے کے بعد حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: ”اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ“ اس کے بعد نبی کریم سے رخصت لے کر وہ مدینہ آگئے لیکن اپنے اسلام کو چھپایا۔ پھر جب نبی کریم ﷺ نے ہجرت فرمائی اور مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس وقت کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کی خبر سے مجھے وجد آگیا اور میں درخت سے گر پڑا۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

مشرکین کی ایذارسانی کے سلسلہ میں معجزات

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا نبی کریم ﷺ کو قریش نے جو تکالیف پہنچائیں ان میں تم نے سب سے اہم چیز کون سی دیکھی؟

انہوں نے کہا: کہ میں نے دیکھا قریش کے کچھ سردار حجر اسود کے قریب جمع تھے اور نبی کریم ﷺ نے جو اسلام کی تبلیغ و تحریک شروع فرمائی تھی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم لوگوں نے اس بارے میں جس صبر و برداشت کا مظاہرہ کیا ہے، اس کی مثال نہیں ملے گی۔ محمد (ﷺ) نے ہمارے معزز سرداروں کو بے وقوف، ہمارے اسلاف کو گم کردہ راہ اور ہمارے مذہب کو باطل ٹھہرایا، ہماری جمعیت اور قومی اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا اور ہمارے معبودوں کو باطل قرار دیا مگر ہم ایسی دیوانگی کی باتوں پر صبر کرتے رہے۔

اتفاقاً اسی وقت نبی کریم ﷺ اس طرف سے گزرے اور حجر اسود کے پاس ٹھہر کر اسکو بوسہ دیا، پھر ان لوگوں کے پاس سے گزر کر خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ قریش کے سردار یہ ناگوار باتیں آپ ﷺ کو آزار اور تکلیف پہنچانے کیلئے جاری رکھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ چشم پوشی فرما رہے تھے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ راوی حدیث کا کہنا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے چہرۂ انور سے ناگواری کا اندازہ کر لیا جب آپ ﷺ طواف کے دوسرے چکر میں ان کے قریب سے گزرے تو پھر آپ نے کوئی ناگوار بات سنی مگر درگزر فرمایا اور طواف جاری رکھا۔ میں نے چہرۂ انور پر نظر ڈالی اور ناگواری کو محسوس کیا۔ تیسرے چکر پر کفار نے جب آوازے کسیں تو پھر آپ نے ٹھہر کر فرمایا: اے گروہ قریش! قسم اس ذات کی جو خالق کل ہے یقیناً میں تمہارے پاس خاتمہ کیلئے آیا ہوں اور ہر برائی کو ختم کروں گا۔ قریش یہ سن کر دم بخود ہو گئے اور کہنے لگے: اے ابوالقاسم! آپ تمسخر کو سنجیدگی میں نہ لیں اور اس بے وقوف کو معاف کریں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو قریش بہت زیادہ ایذا پہنچاتے تھے پھر روایت مذکورہ بالا کے مانند قریش کے حجر اسود کے قریب بیٹھنے اور نبی کریم ﷺ کے تیسرے طواف پر ٹھہرنے کے بعد یہ فرمانا روایت کیا ہے کہ ”اے سرکشانِ قریش! تم باز نہ آؤ گے جب تک تم لوگوں کو عذاب الٰہی اپنی گرفت میں نہ لے لے۔“ یہ سن کر مشرکین لرز گئے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم گھر کی طرف روانہ ہوئے تو میں آپ ﷺ کے ساتھ رہا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”عثمان! اللہ اپنے دین کو تمام باطل دینوں پر جلد غالب کرنے والا ہے اور وہ وقت آنے والا ہے کہ خدائے واحد کا کلمہ ان سب لوگوں کے قلب وجگر میں خون زندگی بن کر دوڑے گا۔“

﴿ابونعیم﴾

حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا آپ اس خانہ کعبہ کے سائے میں چادر اوڑھے کھڑے تھے۔ میں نے اس وقت دشمنانِ اسلام کی اذیت کے پیش نظر عرض کیا: ”اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں فرماتے؟“ میری یہ بات سن کر نبی کریم ﷺ بیٹھ گئے اور آپ کا چہرۂ انور سرخ ہو گیا اور فرمایا: تم سے پہلے لوگ ایسے بھی تھے جن کے جسموں سے لوہے کی کنگھیوں کے ذریعہ ہڈیوں پر سے گوشت سونتا یا چھیلا جاتا تھا مگر یہ تکلیف بھی ان کو اپنے دین اور عقیدوں سے برگشتہ نہ کر سکی اور بعض کے سروں پر آرا چلایا جاتا اور اس کو دو حصوں میں بانٹ دیا جاتا مگر یہ اذیت بھی ان کو ان کے مذہب اور مسلک سے نہ پھیر سکی، مجھے اپنے رب سے امید ہے کہ وہ اس دین کو اس طرح نافذ اور کلی طور پر نافذ فرما دے گا کہ ایک شخص صنعا سے حضر موت تک سوار ہو کر چلے گا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہو گا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ابو جہل اور ابوسفیان کے سامنے سے گزرے۔ ابو جہل نے کہا: اے بنی عبد شمس یہ تمہارا نبی ہے اس پر ابوسفیان نے کہا: تعجب ہوتا اگر ہم میں سے کوئی نبی ہوتا۔ ابو جہل نے کہا تعجب تو اس پر ہے کہ بوڑھے داناؤں کے درمیان ایک بچہ نے نبوت کا اعلان کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کی باتیں سن لیں اور فرمایا: اے ابوسفیان! سن لو تم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر غصہ اور غضب کا اظہار نہیں کیا لیکن تم نے اپنے اصل کی حمایت کی ہے اور اے ابوالحکم سن لے، خدا کی قسم! تو ہنسے گا، بہت کم لیکن روئے گا بہت زیادہ۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا اور مکہ میں نبوت کا اعلان کیا، اسی زمانہ میں میرا شام جانا ہوا جب میں بصریٰ پہنچا تو میرے پاس نصاریٰ کی ایک جماعت آئی اور مجھ سے پوچھا کیا تم حرم سے آئے ہو؟ میں نے کہا: ہاں! پھر انہوں

نے پوچھا تم اس مدعی نبوت کو جانتے ہو جو تمہارے علاقہ میں ظاہر ہوا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں اچھی طرح، اس کے بعد وہ مجھ کو اپنے معبد میں لے گئے، اس میں شبیہیں اور تصویریں تھیں، تھوڑا توقف کرنے کے بعد انہوں نے پوچھا:

آپ نے ان تصاویر کو بہت دلچسپی سے دیکھا کیا ان میں اس مدعی نبوت کی تصویر ہے؟ میں نے کہا: نہیں، پھر وہ مجھے ایک دوسرے بڑے دیر میں لے گئے، یہاں کثیر تعداد میں تصویریں تھیں۔ میں نے ان تصویروں سے بھی تفریح اور دلچسپی لی، میری نگاہ ایک طرف سے سامنے کی تصویروں پر پڑتی ہوئی آگے کی تصویروں کیلئے بڑھ رہی تھی کہ میری نظر یکبارگی ایک چبوترہ کی شبیہہ پر پڑی، اس پر رسول اللہ ﷺ کی شبیہہ تھی، اس سے نظر ہٹی ہی تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شبیہہ پر پھر ٹھہری۔ معبد کے عابدوں نے پوچھا کیا صاحب شبیہہ کو پہچانتے ہو؟

میں نے کہا ہاں انہوں نے پوچھا: کیا وہ نبی یہ ہیں؟ (انہوں نے نبی کریم ﷺ کی تشبیہہ کی طرف اشارہ کیا۔) میں نے جواب دیا: ”جی ہاں یہی ہیں۔“ انہوں نے کہا: ”کیا تم ان کو پہچانتے ہو؟“ (دوسرے چبوترے والی تصویر کی طرف اشارہ کر کے کہا) میں نے جواب دیا: ”پہچانتا ہوں۔“ انہوں نے کہا: ”تم میں سے ہیں اور ان کے صحابی ہیں اور یہی نبی ﷺ کے خلیفہ اول ہوں گے۔“

﴿بخاری، ابونعیم، بیہقی﴾

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں قریش کی سنگ دلی اور ایذا رسانی کو نہایت ہی برا سمجھتا تھا، جب ان مشرکین کے بارے میں یہ یقین کر لیا گیا کہ وہ کسی صورت بھی آپ کے مقصد (اقامت دین) اور آپ کی ذات کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کے منصوبے بار بار بنا رہے ہیں تو میں اس دیر کے راہب کے پاس گیا جس کو میں نیک، خدا رسیدہ اور ایک واقف علم و اسرار ذات سمجھتا تھا۔

وہ مجھے اپنے سردار کے پاس لے گیا، اس کے بعد تصویروں کا سارا واقعہ بیان کیا۔ کہتے ہیں کہ جب میں نے نبی کریم ﷺ کی تشبیہہ دیکھی تو میں نے کہا کہ اس تشبیہہ سے زیادہ مشابہہ کی اور تصویر کو میں نے نہیں دیکھا۔ اس راہب نے مجھ سے کہا کہ کیا تم ڈرتے ہو کہ کفار قریش انہیں قتل کر دیں گے؟ میں نے کہا: ہاں! میرا خیال یہی ہے۔ ممکن ہے کہ انہوں نے قتل بھی کر دیا ہو۔ راہب نے کہا: خدا کی قسم! وہ لوگ ان کو قتل نہیں کر سکیں گے البتہ وہی لوگ قتل ہوں گے جن کے قتل کا ارادہ وہ نبی فرمائیں گے۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

قریش کی سب و شتم اور مذمت خود ان پر پلٹی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم تعجب کرو گے کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کی گالیوں اور انکی لعنت کو میری مدافعت اور ان کی تادیب کیلئے خود ان کی ذات کی طرف لوٹا دیا ہے۔ وہ نا سمجھ لوگ ”مذمم“ کہہ کر گالیاں دیتے ہیں۔

دراں حالیکہ میں تو اللہ کی رحمت سے "محمد (ﷺ)" ہوں۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا:
"اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ"

﴿سورۃ النمل﴾

ترجمہ: "بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں۔"

کی تفسیر میں بیان کیا کہ ولید بن مغیر، اسود ابن عبد یغوث، اسود بن مطلب، حارث بن عیطل سہمی، عاص بن وائل وغیرہ کفار قریش استہزاء کرتے تھے۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کافروں کے استہزاء کا تذکرہ ان سے کہا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ولید کو سامنے کر کے اس کی شہ رگ کی طرف اشارہ کر کے دکھایا۔ نبی کریم ﷺ نے کہا: آپ نے یہ کیا کیا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: میں نے تدارک کر دیا۔ پھر اسود ابن مطلب کی آنکھ کی طرف اشارہ کر کے دکھایا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے اس کا تدارک کر دیا۔ اس کے بعد اسود بن یغوث کے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دکھایا۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: میں نے اس کا تدارک کر دیا۔

بعد ازاں حارث کو اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دکھایا۔ نبی کریم ﷺ کے پوچھنے پر جواب دیا: میں نے اس کا تدارک کر دیا۔ پھر عاص کو گزارا اور اس کے پیر کے تلوے کی اشارہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا آپ نے کیا کیا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: میں نے تدارک کر دیا۔

کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ولید اتفاقاً ایک خزاعی شخص کا تیر گردن پر لگنے سے مر گیا اور اسود سمرہ کے درخت سے اترا اور "ببول کا درخت کا کانٹا گھسا" کہتے کہتے اپنی آنکھ اور اس کی بینائی کھو بیٹھا۔ اسود بن یغوث دماغ کے اندر پھوڑا نکلنے سے مر گیا۔ حارث پیٹ میں پانی اتر آنے سے مرا اور عاص کا انجام یہ ہوا کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر طائف گیا۔ اثنائے راہ میں اترا شبرقہ کا کانٹا پیر کے تلوے میں گھسا جس کی وجہ سے بیمار ہو کر مر گیا۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بہ کثرت اسناد بیان ہوئی ہیں اور جن کو میں نے "تفسیر مسند" میں ذکر کیا ہے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

ابولہب کا لہب بیٹا واصل جہنم:

ابو عقرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لہب بن ابولہب نبی کریم ﷺ کے ساتھ بدگوئی کرتا تھا۔ ایک روز آپ کے سامنے استہزاء کرتا ہوا آیا تو نبی کریم ﷺ نے بددعا کی کہ "اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبَكَ" اے اللہ! اس پر اپنے کسی کتے کو مسلط کر دے۔

راوی نے کہا: ابولہب ملک شام سے کپڑوں کی تجارت کرتا تھا اور اپنے بیٹے لہب کو معاونوں اور وکیلوں کے ساتھ بھیجا کرتا۔ وہ کہتا: میں اپنے بیٹے کے بارے میں محمد (ﷺ) کی بددعا سے ڈرتا ہوں۔ وہ انہیں خوب تاکید کرتا کہ جب تم کسی منزل پر پڑاؤ کرو تو منزل کی دیواروں سے چھپا کر کپڑے کے تھانوں اور اپنے سامان سے اسے چھپا دیا کرنا، مگر ایک روز کوئی درندہ آیا اور اس نے اسے بچھاڑ کر پھاڑ ڈالا۔ ابولہب کو جب اس کی خبر ملی تو اس نے کہا: میں تم سے نہیں کہا کرتا تھا کہ میں اس کے بارے میں محمد (ﷺ) کی بددعا سے ڈرا کرتا ہوں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عتبہ بن ابولہب نے نبی کریم ﷺ پر زیادتی کی، اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس پر کوئی کتا مسلط کر دے تو وہ قریش کی ایک جماعت کے ساتھ گیا۔ یہاں تک کہ شام کے ایک مکان میں رات کو ٹھہرے جس کا نام زرقاء تھا تو ایک شیر نے چکر لگایا اور عتبہ کو پکڑ لیا وہ چیختا رہا کہ ہائے ستیاناس جائے یہ شیر ہے خدا کی قسم! یہ مجھے کھا جائے گا؟ جیسا کہ محمد (ﷺ) نے میرے لیے بددعا کی تھی اور محمد (ﷺ) نے مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے مجھے قتل کر دیا پھر وہ شیر لوگوں کے سامنے اس پر جھپٹا اور اس کا سر دبوچ لیا اور چبا ڈالا۔

﴿بیہقی﴾

✿ محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں یہ اشعار کہے ہیں:

سائل بنی الاشقر ان جئتهم	ما کان ابناء ابی واسع
لا وسع الله له قبره	بل ضيق الله علی القاطع
رحم بنی جده ثابت	يدعو الی نور له ساطع
اسبل بالحجر لتكذيبه	دون قريش نهزة القادع
فاستوجب الدعوة منه بما	بين الناظر والسامع
ان سلط الله بها كلبه	يمشی الهوينا مشية الخادع
حتی اتاه و سط اصحابه	و قد علتهم سنة الهاجع
فا لتقم الراس بيا فوخه	و النحر منه فغرة الجائع

ترجمہ: "اگر بنی اشقر کے پاس تمہارا جانا ہو تو ان سے پوچھو کہ ابی واسع کے بیٹوں کا کیا قصہ ہے؟ اللہ تعالیٰ ابو واسع کی قبر کو کشادہ نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ ایسے کاٹنے والے پر تنگ کر دے۔ جس نے ایسے نبی کے ساتھ قطع رحمی کی جس کی کوشش ثابت ہے اور وہ ایسے نور کی دعوت دیتا ہے جو چمکنے والا ہے۔ حجر اسود کے پاس ابو واسع نے قریش کی موجودگی میں نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں ان کو جھٹلانے کیلئے زبان درازی کی۔ تو نبی کریم ﷺ کیلئے اس پر ایسی بددعا لازم ہوئی جو کہ دیکھنے والے اور سننے والے کیلئے

خواب واضح ہے۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ ابو واسع پر اپنا ایک کتا مسلط کر دے جو آہستہ آہستہ دھوکہ کی چال چلتا ہو۔ یہاں تک کہ وہ درندہ اس کے ساتھیوں کے بیچ میں آیا اور ان پر گہری نیند مسلط تھی۔ تو اس درندہ نے اس کے سر، تالو اور گردن کو بھوکے شیر کی مانند منہ کھول کر چبا ڈالا۔"

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے سورۂ "وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى" تلاوت کی تو عتبہ بن ابولہب نے کہا: میں نجوم کے رب سے کفر کرتا ہوں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تجھ پر کتا مسلط کرے۔ کچھ عرصہ بعد وہ کچھ ساتھیوں کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوا۔ شام کو شیر کے دہاڑنے کی آوازیں آئیں، سب مسافروں نے حصار میں سامان لگا کر بستر کیے اور سو گئے، شیر آ گیا اور چند افراد کو سونگھ کر بڑھ گیا حتیٰ کہ عتبہ کو سونگھا اور پھر چبا ڈالا اور وہ آخر دم تک یہی کہتا رہا کہ میں نہ کہتا کہ محمد ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ صادق ہیں اور یہی کہتے کہتے مر گیا۔

﴿ابونعیم﴾

نبی کریم ﷺ کی قحط کے زمانہ میں باران رحمت کیلئے دعائیں:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے قریش کو اسلام سے انکار کرتے دیکھا تو دعا کی کہ الٰہی! حضرت یوسف علیہ السلام کے سات سال کی مانند میری سات سے مدد فرما، تو ان کو قحط نے گھیر لیا یہاں تک کہ انہوں نے مردار، کھالوں اور ہڈیوں تک کو کھایا، اس وقت ابوسفیان اور کچھ اہل مکہ آئے انہوں نے کہا: اے محمد (ﷺ)! آپ کہتے ہیں کہ آپ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے حالانکہ آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ان کی کیلئے دعا کیجئے تو نبی کریم ﷺ نے بارش کیلئے دعا مانگی اور بارش ہوئی یہاں تک کہ سات دن تک مسلسل بارش ہوتی رہی۔ اس مسلسل بارش سے تنگ آ کر انہوں نے بارش کی زیادتی کی شکایت نبی کریم ﷺ سے کی تو نبی کریم ﷺ نے یہ دعا مانگی کہ "اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَ مَا عَلَيْنَا" (ترجمہ: الٰہی! ہمارے چاروں طرف بارش ہو اور ہمارے اوپر نہ ہو۔") چنانچہ اسی دم بادل نبی کریم ﷺ کے سر اقدس سے چھٹ گیا اور اطراف میں بارش ہوتی رہی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد (ﷺ)! میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کہ رحم فرمائیے۔ نادار قریش کی زبوں حالی کا تو عالم یہ ہے کہ انہوں نے چمڑا اور چھال شدت بھوک میں کھانا شروع کر دیا ہے۔ اس حالت کو قرآن اس طرح بیان فرماتا ہے:

وَ لَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَ مَا يَتَضَرَّعُوْنَ

ترجمہ: "اور بے شک ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تو نہ وہ اپنے رب کے حضور میں جھکے اور نہ گڑگڑاتے ہیں۔"

بہر حال نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے ان کیلئے درخواست کی تو ان سے یہ عذاب دور ہوا۔

﴿نسائی، حاکم، بیہقی﴾

نابینا عورت کی بینائی لوٹ آنے کا عجیب واقعہ:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسے سات غلاموں کو خرید کر آزاد کیا کہ جن کے مالک ان کے توحید پرست اور مرید رسالت ہونے کی بناء پر سخت ترین عذاب اور وحشت ناک تکلیفیں پہنچاتے رہتے تھے۔ ان میں سے ایک عورت زنیرہ تھی۔

حتی کہ ان بے چاری کی بینائی شدت عذاب سے زائل ہو چکی تھی اور طرفہ ستم یہ تھا کہ مشرکین کہتے کہ اس بدبخت کی بصارت لات وعزیٰ نے چھین لی ہے۔ وہ خاتون اپنے خدائے واحد وکارساز حقیقی سے دعا کرتیں، تو ان کے مہربان خدا نے ان کی دعا سن لی اور ان کی بینائی لوٹ آئی۔

﴿بیہقی﴾

نجاشی کے دربار میں عظمت مصطفی ﷺ کا اظہار:

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت جعفر ابی طالب رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ اپنے دین کی خاطر پناہ لینے حبشہ کی طرف گئے اور قریش نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور عمارہ بن ولید بن مغیرہ کو بھیجا اور وفد کے ساتھ نجاشی کیلئے تحفہ میں ایک عربی گھوڑا اور دیبا کا بنا ہوا شاہی طرز کا جبہ اور دوسرے مقربین شاہ کیلئے بھی تحائف بھیجے تو نجاشی نے تحائف قبول کیے اور عمرو کو شرف باریابی بخشا۔

عمرو نے کہا: اے محترم بادشاہ! ہمارے علاقے سے کچھ لوگ جو نہ آپ کے دین پر ہیں اور نہ ہمارے دین پر، آپ کی سرزمین میں آگئے ہیں، ہماری درخواست ہے کہ ان لوگوں کو ہمارے حوالے فرما دیا جائے۔ یہ لوگ اس شخص کے فرمانبردار ہیں جس نے ہمارے ہی درمیان ــ اٹھ کر دعویٰ نبوت کیا ہے۔ یہ نبی جن بنیادی عقائد کو پھیلا رہا ہے ان میں سے چند یہ ہیں: ''وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ''ابن اللہ'' نہیں مانتے۔ وہ کسی بادشاہ کا احترام اور عظمت نہیں کرتے نہ حکم مانتے ہیں نہ سجدہ کرتے ہیں۔''

نجاشی نے مہاجرین عرب مسلمانوں کو بلوایا۔ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمان دربارِ شاہی میں پہنچے تو وہاں کے روایتی آداب کو نظر انداز کر کے مسلمانوں کی طرح السلام علیکم کہہ کر بیٹھ گئے۔

اس طرز عمل پر توجہ دلاتے ہوئے عمرو اور عمارہ نے یک زبان ہو کر کہا:

''اے محترم اور صاحب عظمت بادشاہ! یہ وہی صورتحال ہے جس کی طرف ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں۔'' نجاشی نے مسلمان وفد سے کہا: ''اے عرب مہمانو! کیا تم لوگ بتاؤ گے کہ ہماری تعظیم کس وجہ سے نہیں کی گئی اور مجھے بتاؤ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تمہارے خیالات کیا ہیں؟ اور تم لوگوں کا دین اور عقیدہ کیا ہے؟ کیا تم نصرانیت سے تعلق رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ''ہم نصاریٰ یا عیسائیوں سے تعلق نہیں رکھتے۔'' نجاشی نے دریافت کیا: ''تو کیا تم یہودیت سے متعلق ہو؟''

مسلمانوں نے جواب دیا: ''ہم تو یہودی نہیں ہیں۔'' نجاشی نے پھر سوال کیا: ''تم عرب قوم کی

طرح بت پرست ہو؟'' حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''ہم بت پرستی کی تو مخالفت کرتے ہیں۔نجاشی نے پوچھا: ''تو پھر تمہارا دین و مذہب کیا ہے؟'' حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''ہمارا دین اسلام ہے۔'' نجاشی نے سوال کیا: ''اسلام کیا ہے؟'' حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''اللہ کی توحید کا اقرار اور دل سے اعتراف اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت و بعثت کو قبول کر کے ان کی فرمانبرداری میں خود کو دے دینا۔'' نجاشی نے پھر پوچھا: ''یہ اسلام تمہیں کیسے ملا؟'' حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

''اس کو ایک نجیب اور شریف خاندان کا ایک عرب لے کر آیا۔وہ مثل انبیاء سابقین کے مبعوث ہوئے، ان پر احکام والہام اور وحی اللہ تعالیٰ کا امین فرشتہ لے کر آیا ہے۔وہ ہم کو والدین کے ساتھ حسن سلوک راست گوئی، وفائے عہد اور ادائے امانت کو حکم دیتے ہیں اور بتوں کی پرستش سے ہمیں منع کرتے ہیں اور اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کا حکم دیتے ہیں، ان کی یہ تعلیم ہم نے اس وجہ سے پسند کی کہ ہمارے قلب نے اس کی تصدیق کی۔قرآن مجید کو ہم نے اس کے اعجاز اور امتیاز کی وجہ سے کلام الٰہی جانا اور اس پر عمل کیا تو ہماری قوم دشمن ہوگئی اور نبی صادق صلی اللہ علیہ وسلم کو انہوں نے ایذا پہنچائی۔ان کے دشمن ہوگئے اور قتل کرنے کے منصوبے بنانے لگے، ہم وطن میں رہ کر مدافعت نہ کر سکتے تھے۔اس لیے جانیں بچا کر دین کی خاطر آپ کے پاس پناہ لینے آئے ہیں۔''

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی یہ مختصر تقریر سننے کے بعد نجاشی نے کہا: ''اگر واقعی یہ حالات ہیں تو ان کا ظہور اس مرکز نور سے ہوا ہے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا ظہور ہوا تھا۔''

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا: ''رہا تعظیم کرنے کا سوال تو اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ اہل جنت کی تحیت یعنی تعظیم ''السلام'' ہے۔اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جناب نے ہمارے خیالات دریافت فرمائے ہیں تو اس بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی طرف القاء کیا گیا اور اس کی روح ہیں، وہ پاک ستھری بتول کے فرزند ہیں۔''

اس قدر سننے کے بعد نجاشی نے اپنے ہاتھ کو اوپر اٹھایا، اس میں ایک تنکا تھا اور کہا تمہارے بیان میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت میں اس تنکے کے برابر بھی فرق نہیں ہے۔اس کے بعد حکم دیا کہ مشرکین عرب کے نمائندہ وفد کو ان کے تحفے واپس کر دو اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے کہا: آپ حضرات یہاں اطمینان سے رہیں اور اراکین مملکت کو ان کے آرام و آسائش کی ہدایت کی اور دربار سے رخصت ہونے کی اجازت دی۔

﴿بیہقی﴾

مسلمانوں کا مقاطعہ اور بنی ہاشم کا شعب ابوطالب میں پناہ لینا:

موسیٰ بن عقبہ زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ مشرکین مکہ مسلمانوں کی ایذارسانی میں پوری شدت برت رہے تھے اور یہ شدت اس وقت اور بھی زیادہ ہوگئی جب قریش کا وفد حبشہ سے ناکام

لوٹا اور نجاشی نے مسلمانوں کو حبشہ میں امن وامان اور پورے احترام کے ساتھ رہنے کی اجازت دیدی۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مشرکین مکہ نے جلسہ عام میں طے کیا کہ بنو ہاشم جب تک محمد ﷺ کو ہمارے سپرد نہ کردیں، اس وقت تک ان سے کوئی تعلق نہ رکھے، نہ کوئی ان سے رشتہ کرے اور نہ میل جول رکھے نہ خرید وفروخت جائز رکھے، اس قرارداد کو عہد نامہ کی شکل دے دی گئی اور کتابت کر کے کبارِ قریش کے دستخط ہونے کے بعد خانہ کعبہ کی دہلیز پر آویزاں کردیا گیا۔ ابولہب کے سوا جو اس مرحلہ پر بنو ہاشم سے کٹ کر مخالفین سے مل گیا تھا۔ باقی تمام بنو ہاشم اور مسلمان ناچار ومجبور ہو کر پہاڑ کے ایک درہ میں جس کا نام ''شعب ابوطالب'' ہے، چلے گئے اور دو برس چار ماہ اس قدر اذیتوں کو جھیلا اور جان سوز تکلیفوں کو برداشت کیا جن کو سن کر پتا پانی ہو جاتا ہے، کھانے کو جب کچھ نہیں ملتا تو درختوں کی پتیاں، چھال اور جانوروں کا خشک چمڑہ ابال کر کھالیتے۔ ان لوگوں میں عورتیں، مرد، بچے اور بوڑھے بیمار سب ہی شامل تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ شدید، صبر آزما اور حوصلہ شکن حالات میں بھی شب وروز دعوت وتبلیغ اسلام میں مصروف رہتے۔

آخر ہشام بن عمرو اور زہیر بن ابوامیہ وغیرہ سردارانِ قریش کو بنو ہاشم کی حالت زار پر ترس آیا۔ وہ خانہ کعبہ پہنچے اور ابوجہل کی مخالفت کے باوجود اس عہد نامہ کو چاک کر ڈالا، بنو ہاشم تین سال تک شعب ابوطالب میں رہنے کے بعد پھر اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایتوں میں تفصیل دیتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ عہد نامہ کی عبارت کرم خوردہ (دیمک والی) ہوگئی تھی اور عہد نامہ کے محرر منصور بن عکرمہ کا ہاتھ شل ہو گیا تھا۔ حضرت عثمان بن ابی سلیمان بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس مقاطعہ کا لکھنے والا منصور بن عکرمہ عبوری تھا، اس کا ہاتھ جب شل ہو گیا تو قریش اس کے ہاتھ کو دیکھ کر آپس میں کہا کرتے تھے کہ ہم نے یقیناً بنی ہاشم کے ساتھ ظلم کیا ہے۔ دیکھو منصور بن عکرمہ کو کیا دکھ پہنچا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابوطالب نے ترکِ موالات کے سلسلے میں جو اشعار کہے ان میں سے ایک یہ ہے:

الم یاتکم ان الصحیفۃ مزقت
و ان کل ما لم یرضہ اللہ یفسد

ترجمہ: ''کیا تم کو خبر نہیں کہ وہ عہد نامہ ضائع ہو گیا، بے شک جس چیز سے اللہ ناراض ہو وہ نیست ونابود ہو جاتی ہے۔''

﴿ابن عساکر﴾

معراج مصطفیٰ ﷺ

✿ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ○

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ''پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، جس کے گردا گرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں، بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا براق لایا گیا جو سفید گدھے سے اونچا اور خچر سے تھوڑا چھوٹا ایک چوپایہ تھا۔ میں اس پر سوار ہوا اور بیت المقدس آیا، دو رکعت نماز پڑھی۔ میں مسجد اقصیٰ سے باہر آیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دو پیالے پیش کیے، ایک شربت کا اور دوسرا دودھ کا۔ میں نے دودھ کو پسند کیا۔ اس کے بعد ہم آسمانِ دنیا کی طرف پہنچے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دستک دی، کہا کون ہے؟ کہا جبرئیل علیہ السلام، پوچھا ساتھ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: حضرت محمد ﷺ۔ پوچھا: کیا ان کی طرف کوئی بھیجا گیا ہے؟ کہا: ہاں ان کی طرف بھیجا گیا ہے تو ہمارے لیے دروازہ کھل گیا، وہاں میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔

اس کے بعد ہم دوسرے آسمان پر پہنچے اور یہاں پر بھی آسمان اول کی طرح حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سوال و جواب ہوئے پھر دروازہ کھل گیا، وہاں میں نے دو خالہ زاد بھائیوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔ اس کے بعد ہم چوتھے آسمان پر پہنچے اور یہاں پر بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھول گیا، میں نے وہاں حضرت ادریس علیہ السلام کو دیکھا۔ انہوں نے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔

اسکے بعد ہم پانچویں آسمان پر پہنچے اور یہاں پر بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھل گیا۔ میں نے وہاں حضرت ہارون علیہ السلام کو دیکھا۔ انہوں نے مرحبا کہا اور مجھ کو دعائے خیر دی۔

اس کے بعد ہم چھٹے آسمان پر پہنچے اور یہاں بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھل گیا۔ میں نے وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مرحبا کہا اور پھر مجھ کو دعائے خیر دی۔ اس کے ہم ساتویں آسمان پر پہنچے اور یہاں بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھل گیا۔ وہاں میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت المعمور سے اپنی پشت لگائے بیٹھا دیکھا۔

پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ لے گئے اور مجھ پر اور میری امت پر ایک رات اور دن میں پچاس نمازیں

فرض کی گئیں، پھر میں چھٹے آسمان پر اترا اور دوبارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملا۔ انہوں نے نمازوں کی فرضیت کے بارے میں پوچھا۔ میں نے کہا پچاس نمازیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اپنے رب کے حضور واپس جائیے اور نماز میں کمی کیلئے عرض کیجئے کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی تو میں حضور خداوندی میں واپس گیا اور تخفیف نماز کیلئے عرض کی اور بارگاہ کریمی سے پانچ نمازیں کم ہوگئیں۔ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جا کر بتایا۔ انہوں نے کہا: لوگوں کی برداشت کم ہے، رب تعالیٰ کے حضور جائیے اور مزید کمی کیلئے درخواست کیجئے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اسی طرح اپنے رب تعالیٰ کے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ رب العالمین نے فرمایا: ''اے محمد (ﷺ)! ہر دن کیلئے پانچ نمازیں ہیں اور ہر نماز دس نمازوں کے قائم مقام ہے۔'' پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا اور ان کو بتایا تو انہوں نے کہا کہ آپ پھر واپس جائیے اور کمی کیلئے درخواست کیجئے۔ میں نے کہا: اب تو کمی کیلئے درخواست کرتے ہوئے مجھے حیاء آتی ہے۔

﴿مسلم﴾

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسری سند کے ساتھ روایت معراج کو بیان کیا ہے جس میں تقریباً متذکرہ بالا روایت کے مطابق بیان کرنے کے بعد آخر میں اس قدر مزید ہے: جب نبی کریم ﷺ نیچے تشریف لائے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: ''آسمانوں پر میری ملاقات جس سے ہوئی اس نے تبسم اور شگفتگی کے ساتھ مرحبا اور خوش آمدید کہا: بجز ایک فرشتہ کے کہ تبسم اور شگفتگی کے آثار اسکے چہرے پر نہ تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ داروغہ جہنم ہے، وہ کبھی شگفتہ نہیں ہوتا۔

نبی کریم ﷺ نے صبح کو معراج کے واقعات کا ذکر کیا۔ ان واقعات کو سن کر مشرکین مکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ازراہِ استہزاء کہنے لگے: ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تمہیں اپنے آقا اور سردار کے بارے میں کچھ خبر ہے؟ وہ کہنے لگے ہیں کہ آج رات کے ایک حصہ میں وہ ایک ماہ کی مسافت تک گئے اور پھر اپنے مقام پر لوٹ آئے۔'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''اگر اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے یہ فرمایا ہے تو پھر اس میں کوئی شک وشبہ نہیں اور یہ آپ ﷺ کی شان سے بعید نہیں۔'' پھر مشرکوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا جو کچھ آپ فرماتے ہیں اس کی نشانی کیا ہے؟

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں قریش کے ایک قافلے پر گزرا جو فلاں مقام پر تھا، ان کے اونٹ ہم سے بدکے اور چکر لگانے لگے، ان میں ایک اونٹ ایسا تھا جس پر دو چادریں تھیں، ایک چادر سیاہ اور ایک چادر سفید وہ گر گیا اور اس کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔'' جب وہ قافلہ آیا تو لوگوں نے اہل قافلہ سے وہی باتیں کیں جو نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی تھیں اور اس طرح نبی کریم ﷺ کے ارشادات کی تصدیق ہوگئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق رکھا۔ لوگوں نے پوچھا جن لوگوں سے آپ نے ملاقاتیں کی ہیں، کیا ان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں، پوچھا کہ ان کی صفت بیان فرمائیے۔ نبی کریم ﷺ نے بتایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گندمی

رنگ تھا جیسے ازدعمان کے یمنی باشندوں کا رنگ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میانہ قد، لمبے بالوں والے اور رنگ سرخی مائل تھے گویا کہ ان کی داڑھی سے موتی جھڑتے تھے۔

بے عمل خطیب کا برا انجام:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کے مشاہدات میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا اور کٹے ہوئے ہونٹوں کی جگہ دوسرے ہونٹ پیدا ہو جاتے۔ میں نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے خطیب ہیں جو دوسروں کو تو تبلیغ کرتے تھے مگر خود عمل نہ کرتے جن کی پرائیویٹ اندرونی زندگی اور اس کے معاملات، ان کی پبلک زندگی عوامی رویہ سے متضاد ہوتی ہے جو بداخلاقیوں کو چھپاتے اور تقویٰ اور خوش اخلاقی کا مصنوعی رنگ چڑھا کر دکھاتے ہیں۔

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب وہ رات آئی جس میں مجھے معراج ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام بیت المقدس کے صخرہ کے پاس آئے اور انہوں نے اپنی رسی صخرہ میں داخل کی جس سے اس میں سوراخ ہو گیا اور اس سوراخ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میرے براق کو باندھ دیا۔

﴿ترمذی، حاکم، ابونعیم، ابن مردویہ، بزاز﴾

قرض دینا صدقہ سے افضل ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے معراج کے مشاہدات میں دروازۂ جنت پر لکھا دیکھا کہ ''صدقہ کی جزا اصل سے دس گنا ہے اور قرض دینے والے کو رقم قرضہ سے اٹھارہ گنا زیادہ ثواب ملے گا۔'' میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے؟ قرض، صدقہ سے افضل ہے۔ انہوں نے فرمایا: اس لیے کہ سائل سوال کرتا ہے اور اس کے پاس موجود ہوتا ہے اور قرض کا طالب اسی وقت قرض مانگتا ہے جب اسے سخت ضرورت لاحق ہوتی ہے۔

﴿ابن ماجہ، حکیم ترمذی نوادر الاصول، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ﴾

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایات معراج:

عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس رات مجھے معراج ہوئی تو میں نے جنت کو درۂ بیضا سے دیکھا۔ میں نے کہا: ''اے جبرئیل علیہ السلام! لوگ مجھ سے جنت کے بارے میں پوچھیں گے؟'' حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ''آپ سوال کرنے والوں کو بتا دیں کہ جنت کی سطح ہموار اور وسیع ہے اور اس کی مٹی مشک ہے۔''

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم

ﷺ نے فرمایا: میں نے شب معراج میں پاکیزہ ترین خوشبو پا کر حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا، مکہ میں ایسی خوشبو ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ ایک کنگھی کرنے والی کی اور اس کے شوہر اور بیٹی کی خوشبو ہے جس کا پس منظر یہ ہے کہ عورت ایک روز فرعون کی بیٹی کے کنگھی کرنے بیٹھی تو اس کے ہاتھ سے کنگھی گر پڑی، اس نے اس کو اٹھاتے ہوئے کہہ دیا کہ فرعون ہلاک ہو جائے۔ بیٹی نے اس کی شکایت اپنے باپ فرعون سے کر دی، جس پر اس نے مشاطہ کو قتل کرا دیا تھا۔

﴿ابن مردویہ﴾

بیت المقدس آنکھوں کے سامنے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے بیت المقدس کی سیر کرائی گئی اور مشرکین کو معلوم ہوا تو وہ اعتراض کرنے اور مضحکہ اڑانے کے خیال سے آئے اور مجھ سے بیت المقدس کی نشانیاں دریافت کرنے لگے۔ میں اس وقت حجر اسود کے پاس کھڑا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا اور میں اس کو دیکھ دیکھ کر مشرکین مکہ کے سوالات کے جوابات جزئیات اور تفصیلات کے ساتھ دیتا رہا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شب معراج جب میں ملاءِ اعلیٰ پہنچا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کی خشیت الٰہی سے ایسی حالت ہو گئی کہ گویا ان میں کوئی حس و حرکت ہی نہیں ہے۔

﴿ابن مردویہ، طبرانی اوسط﴾

جنت و دوزخ کی سیر:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ براق پر ہی سوار رہے کہ آپ ﷺ کیلئے آسمانوں کے دروازے کھلے پھر آپ نے دوزخ اور عالم بالا کے مذکور قرآن تمام حقائق کو دیکھا پھر واپس تشریف لائے۔ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ ہیں:

"آپ کو آسمانوں کی (مابعد الطبیعی) تمام اشیاء اور مقامات اور زمین کی تمام (طبیعی مادی) اشیاء اور مقامات کی سیر کرائی گئی۔"

﴿بیہقی، احمد، ابن ابی شیبہ، ترمذی، حاکم، نسائی، ابن جریر، ابن مردویہ﴾

سود خواروں کا برا انجام:

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: شب معراج آسمانی مشاہدات کے سلسلے میں ایک شخص کو آتش سیال کی نہر میں غوطے لگاتے اور پتھر نگلتے دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے جو اس دردناک عذاب میں مبتلا ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: یہ سودی کاروباری کرنے والا ہے۔

﴿ابن مردویہ﴾

نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی عرش پر تحریر تھا:

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں نے سموات علیٰ میں تسبیح کی آواز سنی تو میرا دل دھڑکنے لگا۔ جبرئیل علیہ السلام نے اس وقت مجھ سے کہا: کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! خوف نہ کھائیے۔ بلاشبہ آپ کا نام عرش پر "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ" لکھا ہوا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

حلیہ براق:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے براق کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیا شے تھی اور کس نوع کی سواری تھی؟ آپ ﷺ نے بتایا کہ وہ مثل چوپائے کے تھا، طویل القامت اور سفید رنگ اور اس کے قدموں کے درمیان حد نظر تک فاصلہ تھا۔

﴿ابن عساکر﴾

شب معراج صخرہ کا شق ہونا:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس رات جب مجھے معراج ہوئی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس صخرہ کے پاس آئے جو بیت المقدس میں ہے اور اپنی انگلی اس صخرہ پر رکھی اور اس کو شق کر دیا اور پھر اس سے براق کو باندھا۔

﴿ترمذی، حاکم، ابونعیم، ابن مردویہ، بزاز﴾

شب معراج نبی کریم ﷺ نے دودھ پسند فرمایا:

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس رات میں نبی کریم ﷺ کو معراج ہوئی تو آپ کے سامنے پانی، شراب اور دودھ کے پیالے پیش کیے گئے تو آپ نے ان میں سے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: آپ ﷺ نے راہِ راست اختیار فرمائی اور طریقہ فطرت کو پسند فرمایا۔ دودھ ہر جاندار کی اعلیٰ اور بہترین غذا ہے، اس میں پانی اور غذا دونوں کا امتزاج ہے، یہ گرسنگی اور تشنگی دونوں کا مداوا ہے اگر آپ ﷺ شراب قبول کر لیتے تو آپ کی امت کے بھٹک جانے کا احتمال تھا، وہ ان میں سے ہوتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس صحرا کی طرف اشارہ کیا جس میں جہنم تھا جب آپ نے اس طرف نظر کی تو وہ بھڑکتی ہوئی آگ تھی۔

﴿طبرانی، ابن مردویہ﴾

شب معراج اذانِ بلال رضی اللہ عنہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس رات میں نبی کریم ﷺ کو معراج ہوئی اور آپ ﷺ جنت میں داخل ہوئے تو ایک گوشے سے آپ نے دھیمی سی آواز سنی دریافت کیا:

"اے محترم جبرئیل علیہ السلام! یہ کیسی آواز ہے؟" حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: "یہ آپ

کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز ہے۔"

نبی کریم ﷺ جب واپس تشریف لائے تو آپ نے ارشاد فرمایا: بے شک بلال (رضی اللہ عنہ) نے فلاح پائی، میں نے ان کی مقام اعلیٰ میں اذان سنی ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے اور انہوں نے آپ کو مرحبا کہا۔ یعنی "مرحبا یا نبی الامیی" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ، طویل القامت اور کانوں تک یا اس سے کچھ اونچے لٹکے ہوئے بالوں والے شخص تھے۔ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر اور آگے بڑھے اور نبی کریم ﷺ سے ایک جلیل القدر صاحب عظمت وسطوت شخص نے ملاقات کی اور مرحبا کہا: نبی کریم ﷺ نے ان سے سلام وکلام فرمایا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا: یہ کون صاحب ہیں؟" حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: یہ آپ ﷺ کے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر میں نے جہنم کا معائنہ کیا اور وہاں لوگوں کو مردار کھاتے دیکھا۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل علیہ السلام! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا شخص ہے اور جب نبی کریم مسجد اقصیٰ پہنچے اور نماز کا ارادہ فرمایا تو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا اجتماع ہوا اور ان سب حضرات نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور جب واپسی کا ارادہ فرمایا تو آپ کے داہنے اور بائیں جانب سے دو پیالے پیش ہوئے، ایک دودھ کا دوسرا شہد کا۔ آپ نے دودھ کا پیالہ لے لیا اور اسے پی لیا تو پیالہ لے کر آنے والے شخص نے کہا: "اے اللہ کے آخری رسول ﷺ! آپ نے فطرت کو پالیا۔

﴿احمد، ابونعیم، ابن مردویہ﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: جس رات میں نبی کریم ﷺ کو بیت المقدس لے جایا گیا اور پھر بہ فضل ورحمت باری اسی وقت رات میں واپس آئے اور لوگوں سے نبی کریم ﷺ نے اپنے سفر اور بیت المقدس کی نشانیاں اور زیر سفر قافلوں کے حالات بیان کیے جس کے بارے میں کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ جو کچھ نبی کریم ﷺ بیان فرما رہے ہیں، ہم اس پر کسی طرح یقین نہیں کر سکتے، وہ لوگ اسی بناء پر مرتد وکافر ہوگئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ایسے تمام لوگوں کی جو اپنے زعم میں مسلمانوں کا قلع قمع کرنے آئے تھے اور بڑا اہتمام کر کے اور بہت انتظام لے کر چلے تھے۔

بے سروسامان، مختصر اور غریب الدیار دین الٰہی کے فوج داروں اور علمبرداروں نے ان سب حقائق معراج کے منکروں کی گردنیں اللہ تعالیٰ کے دین کے دشمن ابوجہل کے ساتھ کاٹ دیں۔ ابوجہل نے کہا تھا کہ "محمد (ﷺ) ہمیں درخت زقوم کی خوراک کا ڈراوا دیتے ہیں۔ لوگو! تم کھجور اور مکھن خون کھاؤ۔" اور دجال کو اس کی اصل صورت میں نبی کریم ﷺ کو دکھایا گیا اور آپ نے رویت عینی سے دیکھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ملاقاتیں کیں۔

شب معراج انبیاء سے ملاقات:

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے دجال کے بارے میں پوچھا: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے اسے عظیم الجثہ اور واضح وظاہری خباثت کے ساتھ دیکھا۔ اس کی ایک آنکھ صحیح حالت میں تھی گویا وہ چمکتا ستارہ ہے اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گورا، گھنگریالے بال والا اور تیز نظر دیکھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گندمی رنگ، سیاہ بال اور قوی خلقت دیکھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام شکل وشمائل میں مجھ سے زیادہ قریب تھے۔ اتنے مماثل کہ گویا میں خود اپنا عکس دیکھ رہا ہوں، جب وہ اور میں نزدیک ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ''اپنے جد اعلیٰ کو سلام کیجئے۔'' تو میں نے ان کی خدمت میں سلام پیش کیا۔

﴿احمد، ابویعلی، ابونعیم، ابن مردویہ﴾

امورِ غیبی کا مشاہدہ:

✿ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِیٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

ترجمہ: ''اور ہم نے کہا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا گیا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو''

کی تفسیر میں روایت ہے کہ معراج کی رات میں امورِ غیبی کا مشاہدہ نبی کریم ﷺ نے چشم ظاہری سے کیا تھا۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیان کیا کہ جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں نے حضرت موسیٰ بن عمران رضی اللہ عنہ کو طویل القامت اور گھنگریالے بالوں والا شخص دیکھا گویا کہ وہ قبیلہ از دشنوءہ کے لوگوں میں سے ہیں اور میں نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو میانہ قد، سرخی مائل سفید رنگ اور سر کے بال لٹکے ہوئے دیکھا اور میں نے داروغہ جہنم اور دجال کو دیکھا اور ان سب کا دیکھنا ان نشانیوں میں سے ہے جن کو رحمت پروردگار نے دکھایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فَلَا تَكُنْ فِیْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ'' ترجمہ: ''تو تم اس کے ملنے میں شک نہ کرنا۔''

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یقیناً دیکھا ہے اور ملاقات کی ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

لطیف خوشبو:

بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں سماوی سفر میں ایک لطیف خوشبو پر سے گزرا۔

میں نے دریافت کیا کہ یہ خوشبو کیسی ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ دختر فرعون کی مشاطہ کی خوشبو ہے

اور واقعہ اس خاتون نیک کا یہ ہے کہ ایک روز دختر فرعون کے بالوں میں کنگھی کرنے کے دوران اس کے ہاتھ سے وہ کنگھی گر گئی اور مشاطہ نے بسم اللہ پڑھ کر اس کو اٹھایا۔ دختر نے پوچھا: کیا میرے باپ کا نام اللہ ہے؟ مشاطہ نے جواب دیا: میرا اللہ سارے جہان کا میرا اور تیرا، اور وہ تیرے باپ کا بھی رب ہے۔ لڑکی نے حیرت سے پوچھا: ''کیا تمہارا رب، میرے باپ کے سوا کوئی اور ہے؟'' مشاطہ نے جواب دیا: ''ہاں! میرے رب کے سوا کوئی رب نہیں۔''

یہ خبر دختر فرعون نے اپنے باپ کو کر دی۔ پس فرعون نے اس کو طلب کیا اور پوچھا: ''اے معمر اور وفادار مشاطہ! کیا تم میرے علاوہ کسی اور کو رب سمجھ بیٹھی ہو؟'' پرستارِ توحید مشاطہ نے جواب دیا: ''میرا رب اور تیرا بھی اور ساری کائنات کا تو وہی ایک رب ہے جو **رب المسوات والارض** ہے۔ مشاطہ کے اس جواب کے بعد فرعون نے ایک کھوکھلے مجسمے کو جو تانبے سے بنایا گیا تھا۔ آگ پر تپانے اور سرخ کر دینے کا حکم دیا جب وہ تپ کر مثل شعلہ کے ہو گیا تو اس نے حکم دیا کہ اس مجسمہ کے اندر مشاطہ کو اسکی اولاد کو ڈال دیا جائے تو انہوں نے ایک ایک کر کے اس کی اولاد کو ڈالا حتی کہ شیر خوار بچے کو بھی اس میں ڈالا تو اس نے کہا:

''اے اماں! تم اس میں آ جاؤ، پیچھے نہ ہٹنا کیونکہ تم حق پر ہو۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چار بچوں نے شیر خوارگی میں کلام کیا، ایک تو یہی بچہ، دوسرا بچہ وہ جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی گواہی دی۔ تیسرا بچہ جریج کا تھا اور چوتھے شیر خوار حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں۔

﴿احمد، نسائی، بزار، طبرانی، بیہقی، ابن مردویہ﴾

قوم کے سامنے بیان معراج:

بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس رات میں مجھے لے جایا گیا اور مکہ مکرمہ میں صبح کو میں ایک گوشے میں بیٹھ کر فکر مند ہو رہا تھا کہ رات کے واقعہ معراج کو سن کر لوگ مجھے جھٹلائیں گے کہ اسی دوران دشمن خدا ابو جہل آیا اور میرے قریب بیٹھ کر اس نے استہزاء کے طور پر کہا کیا کوئی نئی خبر یا تازہ بات ہے؟ میں نے جواب دیا: ہاں۔ اس نے پوچھا: ''ہم سے بھی ارشاد ہو۔ میں نے کہا: ''رات مجھ کو لے جایا گیا۔'' اس نے پوچھا: ''کہاں تک؟'' میں نے بتایا: ''بیت المقدس تک۔'' اس نے کہا: ''کیا سفر کے بعد، صبح کو ہمارے شہر میں آپ موجود ہیں؟'' میں نے کہا: ''ہاں''۔

''محمد (ﷺ) آپ کی کیا رائے ہے، اگر میں قبیلے کے لوگوں کو بلاؤں تو کیا آپ ان کے سامنے وہی باتیں فرمائیں گے جو مجھ سے بیان کی ہیں؟'' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیوں نہیں، حقائق تو ہر ماحول اور ہر صورت جوں کے توں رہتے ہیں اور حق وسچائی کو مصلحتوں کی بناء پر چھپانا درست نہیں۔'' یہ سن کر دشمن رسول ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا کیونکہ اس نے سوچا کہ نعوذ باللہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ان کی سخن سازی اور دروغ گوئی کا بھانڈا پھوٹ جائے گا تو اس نے پکارا: اے بنی کعب! آؤ! آؤ۔

ابو جہل کی یہ آواز سن کر لوگ ادھر ادھر سے دوڑ دوڑ کر جمع ہونے لگے اور پھر سب اکٹھے ہو کر

ابوجہل اور میرے پاس آ کر بیٹھ گئے، اس وقت ابوجہل نے مجھ سے کہا: ''اے ابن عبداللہ! آپ رات کی وہی باتیں جو مجھ سے بیان کر چکے ہیں، اس وقت اپنی قوم کو سنائیے۔'' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: 'مجھے رات بیت المقدس تک لے جایا گیا۔'' لوگوں نے پوچھا: ''دراں حالیکہ صبح کو آپ یہیں تھے؟'' آپ نے فرمایا: ''ہاں! مجھے جلد ہی لوٹا دیا گیا تھا۔''

راوی کا بیان ہے کہ اس پر کچھ لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارے اور کچھ لوگ اپنے سر پر ہاتھ رکھے، تعجب کرنے لگے۔ اجتماع میں سے کوئی بولا: ''کیا آپ مسجد اقصیٰ کی پہچان بتا سکتے ہیں۔'' ان لوگوں میں چند افراد ایسے بھی تھے جنہوں نے بیت المقدس کو دیکھا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں بیت المقدس کے بارے میں سوالات کے جوابات دیتا رہا، یہاں تک کہ بعض جوابات کے سلسلے میں مجھے شبہ ہوا تو فوراً مسجد اقصیٰ کو میرے روبرو کر دیا گیا اور میں دیکھ دیکھ کر سوالات کے جوابات پورے اعتماد کے ساتھ دیتا رہا۔ آخر میں نے لوگوں سے کہا جہاں تک نشانیوں کا معاملہ ہے خدا کی قسم! آپ ﷺ نے بالکل صحیح صحیح بیان فرمایا۔

﴿احمد، ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابونعیم، بزار﴾

جنت کے پھول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ارشاد فرمایا: اے محمد ﷺ! آپ اپنی امت کو بتا دیجئے کہ جنت ہموار اور وسیع جگہ ہے اور پھول بوٹے "سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَ اللهُ اَكْبَرُ" ہیں۔

﴿ابن مردویہ﴾

شب معراج امتوں کا مشاہدہ کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ شب اسراء میں تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس سے گزرے، ان میں سے ہر ایک کے ساتھ گروہ اور جماعتیں تھیں، مگر چند انبیاء علیہم السلام ایسے بھی تھے جن کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا، پھر نبی کریم ﷺ ایک بہت بڑی جماعت کے پاس سے گزرے، پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے۔ اے نبی ﷺ! آپ سر اٹھائیے۔ میں نے سر اٹھایا تو بہت بڑی جماعت دیکھی جس نے افق کے ایک سرے سے دوسرے سرے کو گھیر رکھا تھا، مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ ﷺ کی امت ہے اور ان کے سوا آپ ﷺ کی امت میں ستر ہزار افراد ایسے ہیں جو بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔

﴿ابن مردویہ﴾

شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زرے تو وہ اپنی قبر میں مصروف نماز تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امت محمدیہ ﷺ پر پچاس نمازیں

فرض کی تھیں، پھر آپ ﷺ کی تخفیف کی درخواست پر ان کو صرف پانچ کر دیا گیا۔

﴿احمد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جب مجھے معراج ہوئی تو مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کا پھل یعنی بیر بہت ہی بڑا پہاڑ کی چوٹی کے برابر تھا۔

﴿طبرانی﴾

دیدار خداوندی کی روایات:

بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

﴿احمد﴾

بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے پروردگار کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ چشم ظاہری سے ایک مرتبہ چشم قلب سے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس سلسلہ میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کو اپنی چشم ظاہر سے دیکھا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا نبی کریم ﷺ نے اپنی نظر اپنے رب کی طرف ڈالی؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! نبی کریم ﷺ نے اپنی نظر سے اپنے رب کو دیکھا۔

اللہ تعالیٰ نے ''کلام'' کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے ''خلت'' (اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ کہتے ہیں) کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دید کو حضرت محمد ﷺ کیلئے مخصوص فرمایا۔

﴿طبرانی﴾

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلت کے ساتھ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام کے ساتھ اور حضرت محمد ﷺ کو رؤیت کے ساتھ برگزیدہ فرمایا۔

﴿بیہقی کتاب الرؤیہ﴾

روایت ہے کہ کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے خلت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے کلام اور حضرت محمد ﷺ کیلئے رؤیت ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیہ کریمہ

''مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى''

﴿سورۃ النجم﴾

ترجمہ: ''دل نے نہ جھٹلایا جو آنکھ نے دیکھا۔ انہوں نے اسے دوبارہ دیکھا۔''

کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے اپنے رب کو دل کی آنکھ (قلب

بصیرت) سے دومرتبہ دیکھا۔

﴿مسلم﴾

یاجوج ماجوج کواسلام کی دعوت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرمایا: شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے مجھے یاجوج ماجوج کی طرف بھیجا۔ میں نے ان کو دین اسلام اور اللہ کی بندگی کی دعوت دی، مگر انہوں نے انکار کیا تو وہ سب اور انکے ساتھ نافرمان بنی آدم اور ابلیس اور اس کی ذریات سب جہنم میں جائیں گے۔

﴿ابن مردویہ﴾

تخفیف نماز اور دیگر مسائل:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب معراج میں پچاس نمازیں اور سات مرتبہ رفع جنابت کیلئے پانی بہانا اور کپڑوں سے نجاست وغیرہ کو سات مرتبہ دھونا فرض کیا گیا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برابر کمی کیلئے استدعا کرتے رہے حتی کہ نمازیں پانچ اور غسل جنابت ایک بار اور کپڑے پر سے نجاست کو ایک بار دھونا فرض کر دیا گیا۔

﴿ابوداؤد، بیہقی﴾

احادیث تاریخ معراج:

عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس رات معراج ہوئی وہ ایک سال قبل ہجرت ربیع الاول کی سترھویں شب تھی۔

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہجرت مدینہ سے ایک سال قبل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس تک لے جایا گیا۔

✿ (اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے اسی روایت کی مانند روایت کی ہے۔)

﴿بیہقی﴾

سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت سے سولہ مہینہ پہلے معراج ہوئی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امت محمدیہ کو سلام:

عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے شب معراج حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی تو انہوں نے فرمایا:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اپنی امت کو میری طرف سے سلام پہنچایئے اور ان کو بتایئے کہ جنت کی مٹی خوشبودار ہے اور آب شیریں، وہ وسیع و ہموار ہے اور اسکے بیل بوٹے "سُبْحَانَ اللہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ،

وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" ہیں۔"

﴿ترمذی، ابن مردویہ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے "وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى" کی تفسیر میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا۔ ان کے چھ سو بازو تھے اور ان کے پروں سے مختلف رنگ کے موتی اور یاقوت جھڑتے ہیں۔

﴿مسلم﴾

سبز رفرف:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ "لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى" ﴿سورۃ النجم﴾ ترجمہ: "بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔" کی تفسیر میں بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سبز رفرف کو دیکھا کہ جس سے سارا افق پر ہو گیا۔

﴿بخاری﴾

شب معراج القابات مصطفیٰ ﷺ:

حضرت عبداللہ بن اسد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شب اسراء میں مجھے اس قصرِ اعلیٰ تک پہنچایا گیا جس کی دیواریں گوہر آب دار کی، فرش زر خالص ہے اور وہ نور سے منور ہے اور مجھ کو تین القاب عطا فرمائے گئے۔ سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ، اِمَامُ الْمُتَّقِيْنَ، قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ.

بغوی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے اس کو ان الفاظ میں روایت کیا کہ مجھ کو موتیوں کے ایک قفس کی سیر کرائی گئی اور اس کا فرش سونے کا تھا۔

﴿بزار، ابن قانع، ابن عدی﴾

شب معراج تعلیم اذان:

گزشتہ اوراق میں اذان کے بارے میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی حدیث معراج بیان کی جاچکی ہے۔

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب اسراء میں جب نبی کریم ﷺ آسمان پر پہنچے تو آپ نے توقف فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو بھیجا اور آسمان پر وہ اس جگہ کھڑا ہوا جہاں اس سے پہلے کوئی نہ کھڑا ہوا تھا۔ اس کو حکم ملا اذان دو۔ تو فرشتے نے کہا: "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میرے بندے نے سچ کہا، میں ہی اللہ اکبر ہوں۔"

پھر فرشتے نے کہا: "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میرے بندے نے سچ کہا، میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔" پھر فرشتے نے کہا: "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میرے بندے نے سچ کہا میں نے ہی محمد کو رسول اللہ ﷺ بنایا اور ان کو پسند کیا اور میں ہی ان کی حفاظت کروں گا۔" پھر فرشتے نے کہا: "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے

بندے نے سچ کہا وہ میرے فریضے اور حق کی طرف بلاتا ہے تو جو کوئی اس کی طرف یکسو ہو کر آئے گا، وہ اس کے ہر گناہ کا کفارہ ہوگا۔"

پھر فرشتے نے کہا: "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میرے بندے نے سچ کہا، میں نے ہی اس فریضہ کو قائم کیا اور اس پر وعدہ دیا اور اس کیلئے اوقات مقرر کیے۔"

اس کے بعد نبی کریم ﷺ سے کہا گیا، آپ آگے بڑھئے تو نبی کریم ﷺ آگے بڑھے اور تمام اہل آسمان کھڑے ہوئے، اس طرح آپ کی بزرگی کو ساری مخلوقات پر قائم فرمایا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو معراج کی رات اذان سکھائی گئی اور آپ ﷺ اور آپ کی امت پر نماز کو فرض کیا گیا۔

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شب معراج عالم سموات میں فرشتوں کے جس گروہ پر میں گزرا، اس نے مجھ سے یہی کہا کہ آپ ﷺ اپنی امت کو پچھنے لگوانے کا حکم فرمائیں۔

(امام احمد اور امام حاکم رحمہم اللہ نے صحیح بتا کر اور ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔)

﴿ابن مردویہ﴾

اس جگہ نماز پڑھوں گا جہاں رسول اللہ ﷺ نے پڑھی:

عبید بن آدم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جابیہ میں تھے۔ وہاں بیت المقدس کی فتح کا ذکر ہوا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ وہاں کس جگہ پر نماز پڑھنا پسند کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صخرہ کے پیچھے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اس جگہ نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مگر میں وہاں نماز پڑھوں گا جہاں نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔ پھر (جب وہ وہاں سے بیت المقدس پہنچے تو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو بہ قبلہ ہوئے اور نماز پڑھی۔

﴿احمد﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب اسراء میں نبی کریم ﷺ نے مالک (دوزخ کا داروغہ) کو دیکھا تو وہ ترش رو تھا اور اس کے چہرے سے غیظ و غضب پہچانا جاتا تھا۔

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شب معراج، میں نے مقدم مسجد میں نماز پڑھی۔ اس کے بعد میں صخرہ کے پاس آیا وہاں پر ایک فرشتہ کو کھڑا دیکھا اور اس کے پاس تین پیالے تھے جو اس نے مجھے پیش کیے۔ میں نے ان میں سے شہد کا پیالہ کیا اور اس میں سے کچھ نوش کیا پھر میں نے دوسرے پیالے کو لیا اور میں نے اس میں سے پیا جتنا میں پی سکتا تھا اور یہ دودھ تھا۔

پھر فرشتے نے کہا: اس تیسرے میں سے لیجئے۔ میں نے جواب دیا کہ میں شکم سیر ہوگیا ہوں اور یہ شراب کا پیالہ تھا۔ اس کے بعد فرشتہ نے کہا: ''اگر آپ اس جامِ شراب میں سے پی لیتے تو پھر آپ کی امت دین فطرت پر کبھی مجتمع نہ ہوئی۔'' پھر مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا اور وہاں مجھ پر نمازیں فرض کی گئیں۔ بعدازاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹا دیا گیا اور انہوں نے کروٹ بھی نہ بدلی تھی۔

﴿ابن مردویہ﴾

بیت المعمور کی زیارت:

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں نے بیت المعمور کو دیکھا کہ وہاں روزانہ ستر ہزار ایسے فرشتے آتے ہیں کہ پھر دوبارہ ان کی باری نہیں آتی، پھر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف رجوع کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پھر تین پیالے شراب، دودھ اور شہد کے سامنے آئے تو میں نے دودھ لیا، یہی وجہ فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی امت ہے۔ اس کے بعد ہر روز کیلئے پچاس نمازیں فرض ہوئیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اترے، یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ آپ کے رب تعالیٰ نے آپ پر کیا فرض کیا ہے؟ فرمایا: روزانہ کی پچاس نمازیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ اس کے بعد حدیث شریف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورے سے ان میں تخفیف ہوکر پانچ نمازوں کی تعداد کا تعین مذکور ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معراج کے موقع پر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تو سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کو ترغیب دیں کہ وہ جنت کے وسیع اور زرخیز ہموار میدانوں میں، جہاں کی روئیدگی دوامی اور جہاں کی شادابی پر بہار ہے اور جہاں کی مٹی طیب، لطیف اور پاکیزہ ہے نخلستان، باغستان اور پرکیف بہاریں لگائیں۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ''لوگ جنت میں اس طرح کے گلستان کیسے لگائیں؟'' تو انہوں نے جواب دیا کہ ''وہ کثرت کے ساتھ (اور معانی و مطالب کو ذہن میں رکھتے ہوئے) پڑھیں: ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ''

(ابن ابی حاتم، ابن مردویہ)

حضرت آدم علیہ السلام کا دائیں دیکھ کر تبسم فرمانا اور بائیں دیکھ کر رونا:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مکہ میں تھا کہ میرے گھر کی چھت کھلی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اترے پھر انہوں نے میرا سینہ چاک کیا اور آب زمزم سے

دھویا اور سونے کا ایک طشت جس میں ایمان و حکمت تھا، لائے اور اس سے میرے سینے کو لبریز کر دیا۔ بعد ازاں کچھ سینے کو ملا مسلا اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی جانب لے چلے۔

جب میں آسمان پر پہنچا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آسمان کے محافظ سے کہا: دروازہ کھولو، اس نے کہا: کون ہے؟ جواب دیا: جبرئیل! پوچھا کہ تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ کہاں ہاں میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا: ان کی طرف بھیجا گیا ہے؟ کہا: ہاں، پھر جب دروازہ کھلا تو ہم آسمانِ دنیا پر پہنچے۔

میں نے دیکھا کہ وہاں ایک شخص بیٹھا ہے، اس کی داہنی جانب کثیر جماعتیں ہیں اور بائیں طرف بھی کثیر لوگ ہیں، جب وہ داہنی جانب دیکھتا ہے تو ہنستا ہے اور جب بائیں طرف دیکھتا ہے تو روتا ہے، پھر اس نے کہا: ''ابن الصالح اور نبی صالح کو مرحبا۔''

میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا: یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ان کی دونوں جانب ان کی اولادوں کی روحیں ہیں۔ داہنی جانب سے جماعتیں اہل جماعت کی ہیں اور بائیں جانب کی اہل دوزخ کی، جب وہ داہنی جانب کے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو تبسم فرماتے ہیں اور جب بائیں جانب کے لوگوں کو دکھتے ہیں تو رونے لگتے ہیں۔

پھر وہ مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے اور اس کے محافظ سے کہا: دروازہ کھولو اور یہاں بھی حسب سابق سوال و جواب ہوئے اور اس نے دروازہ کھول دیا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں میں حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پایا اور ان کے مقامات اور درجات کی کیفیت بیان نہیں کی۔ (بخاری، مسلم)

شب معراج میں نے قلموں کی سرسراہٹ سنی:

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ایوب ابوحبہ انصاری رضی اللہ عنہ دونوں فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اتنا اونچا لے جایا گیا کہ مجھ پر مستوی ظاہر ہوا اور اس جگہ میں نے قلموں کے سرسراہٹ کی آواز سنی۔

سدرۃ المنتہیٰ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں، میں ان کو لے کر واپس ہوا، یہاں تک کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا ہے؟

میں نے بتایا: پچاس نمازیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حضور واپس جائیے اور کمی کیلئے درخواست کیجئے کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی، چنانچہ میں بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ پانچ نمازیں ہیں جو پچاس نمازوں کے قائم مقام ہیں اور سمجھ

لو کہ میرے حضور بات میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس کے بعد میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف پہنچا تو انہوں نے کہا: "آپ پھر اپنے رب کے حضور جائیے" میں نے کہا: "اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔"

اس کے بعد مجھے ایک طویل ترین مسافت پر لے چلے یہاں تک کہ میں سدرۃ المنتہیٰ پہنچا، میں نے اسے مختلف رنگوں میں ڈھانپا ہوا دیکھا، میں نہیں جانتا وہ کیا ہیں۔ بعدازاں میں نے جنت کی سیر کی، وہاں موتیوں کے قبے دیکھے اور اس کی مٹی مشک کی تھی۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا: "کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: "میں نے نور دیکھا ہے جس جگہ بھی اسے دیکھا ہے۔"

﴿مسلم﴾

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ ابونضرہ سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج جب مجھے لے جایا گیا تو میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزرا تو وہ قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت ابراہیم مجھ سے بہت مشابہ تھے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج میں نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو وہ تمہارے ہادی وقائد سے بہت زیادہ مشابہ تھے، یعنی مجھ سے (صلی اللہ علیہ وسلم)

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ اور سفارتِ روم اور واقعہ معراج کی تصدیق:

محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو قیصرِ روم کی طرف بھیجا اور ایک مکتوب گرامی انہیں دیا اور وہ حمص میں قیصر سے ملے اور نامہ گرامی اس کو دیا قیصر کے بھائی نے مکتوب گرامی میں لکھا پایا: "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قیصر صاحب روم کے نام" تو وہ مشتعل ہو گیا اور قیصر سے کہنے لگا تم خط میں نہیں دیکھتے کہ اس نے تحریر کا آغاز اپنے نام سے کیا ہے اور تمہارا نام "قیصر صاحب روم" لکھا ہے اور تم کو بادشاہ نہیں لکھا۔

قیصر نے معترض خط یعنی اپنے بھائی سے کہا: "اے بھائی! میں تجھے کم عقل، بے وقوف نہیں سمجھتا تھا، تیرا خیال ہے کہ خط کے مضمون سے آگاہی کے بغیر ہی سے اسے پھاڑ دوں، اپنی زندگی کی قسم! اگر وہ اللہ کے رسول ہیں تو حقیقتاً وہ زیادہ حقدار ہیں کہ اس مکتوب میں وہ اپنا نام مقدم رکھیں، اگر انہوں نے مجھ کو "صاحب روم" کہہ کر خطاب کیا ہے تو یہ حقیقت سے زیادہ قریب ہے کیونکہ میں اہل روم کا "صاحب" ہی تو ہوں اور ان میں ان کا مالک تو نہیں ہوں، صورت حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو میرے لیے مسخر کر دیا ہے اور اگر وہ چاہے تو کسی دوسرے کو بھی رومیوں پر مسلط کر دے۔"

اس کے بعد قیصر نے خط کو سنا اور کہا:

''اے رومیو! میرا خیال ہے کہ یہ وہی شخص ہیں کہ جن کی بشارت (حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے دی ہے، اگر مجھے یقین ہو جائے تو ایسا ہی ہے تو میں ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر خود ان کی خدمت بجالاؤں) اور ان کے وضو کا پانی زمین پر نہ گرنے دوں۔''

روم کے سرداروں نے جواب میں کہا: ''اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ عرب میں نبوت اور رسالت کا منصب رکھے جو ان پڑھ ہیں اور وہ ہمیں چھوڑ دے حالانکہ ہم اہل کتاب ہیں۔ قیصر روم نے کہا؛ میرے نزدیک میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والی ہدایت انجیل ہے، ہم اسے منگاتے ہیں اور اسے کھولتے ہیں اب اگر یہ وہی نبی ہیں جن کی خبر انجیل میں موجود ہے تو ہم ان کی اتباع کریں گے۔ ورنہ اس پر دوبارہ مہریں لگا دیں گے، جیسی کہ پہلے اس پر لگی تھیں، اس میں ایک مہر کی جگہ دوسری مہر لگنے کے سوا اور کچھ فرق نہ ہوگا۔

راوی کا بیان ہے: اس وقت انجیل پر بارہ مہریں سونے کی اپنے اپنے دور میں شاہان روم نے لگائی تھیں، ہر پہلا قیصر اپنے بعد کے قیصر کو یہ وصیت کرتا رہا تھا کہ تمہارے دین میں کسی کو یہ حلال نہیں ہوگا کہ وہ انجیل محترم کو کھولے اور جس دن اسے کھولا جائے گا ان (رومیوں) کے دین میں تغیر آجائے گا۔

قیصر روم (ہرقل) نے کہا: ''اے روم کے دانشورو! میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والی اور راہِ ہدایت دینے والی انجیل ہے لہٰذا ہم اسے منگاتے ہیں اور رہنمائی لیتے ہیں۔ اگر انجیل کی تائید عرب مدعی نبوت کے حق میں ہوتی ہے تو ہم سب اس کا اتباع کریں گے، ورنہ ہم ان پر دوبارہ مہریں لگا دیں گے۔''

پس قیصر روم نے انجیل کو منگایا اور یکے بعد دیگرے گیارہ مہریں جدا کر دیں اور ایک مہر باقی رہ گئی اور تو اس کے اعیانِ مملکت اور تمام اسقف و بطریق کھڑے ہو گئے، گریبان چاک کر دیئے، ضبط و آداب ایوان سے رخصت ہو گیا، ہر فرد اپنے اپنے وفور جذبات سے مغلوب ہو کر نہ معلوم کیا کچھ ادا کرنے لگا۔ سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ قیصر بھی کچھ کہتا تھا اس کی آواز شور و غل میں گم ہو کر رہ جاتی تھی۔

وہ اس ہنگامہ خیز ماحول سے پریشان ہو گیا اور پھر اس نے کھڑے ہو کر پُر وقار انداز میں کہا:

''اے میرے مشیرو اور دانشورو! آج یہ کیا اضطراب ہے؟'' انہوں نے اپنی اپنی بولیاں بند کر لی تھیں، صرف چند نمایاں رہنماؤں نے نمائندگی کرتے ہوئے قیصر سے کچھ اور نزدیک ہو کر جواب دیا: ''تم مہریں توڑ کر ایک بہت بڑا اقدام کر چکے، پس اب موجودہ خانوادۂ قیصریت کا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور تمہاری قوم کا دین بدل جائے گا۔

قیصر نے پھر کہا: ''تم لوگ اس وقت بہت زیادہ جذباتی ہو رہے ہو، میرے خیال میں میرا یہ عمل کتاب مقدس سے رہنمائی کیلئے ہے، جس سے ہمارے عرب مکتوب نگار اور مدعی رسالت کو صحیح جواب دیا جا سکے گا۔''

لوگوں نے کہا: ''مناسب رویہ اور صحیح جواب کی تشخیص کیلئے کچھ لوگوں سے محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں اور مراسلات کے ذریعہ تحقیق کی جا سکتی ہے، مگر انجیل کی مہریں توڑنا

بہت بڑا گناہ اور معصیت ہے۔''

قیصر نے کہا: ''تمہارے خیال میں کن لوگوں سے ہم اس خاص معاملے میں رجوع کر سکتے یا پوچھ گچھ کر سکتے ہیں؟'' انہوں نے قیصر کو جواب دیا کہ ''بہت سے لوگ شام میں موجود ہیں، ان کو تلاش کر کے یہ کام ان کے ذریعہ ہوسکتا ہے۔'' چنانچہ قیصر نے آخری مہر انجیل کی نہیں توڑی اور رومی سرداروں کے کہنے کے بموجب چند امرا کو اطراف مملکت میں ایسے لوگوں کی تلاش میں روانہ کیا جو عرب نژاد ہوں اور مکہ سے جن کا تعلق ہو، چنانچہ لوگ گئے اور ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو بلا لائے، ابوسفیان اس وقت حسن اتفاق سے بغرض تجارت شام کی مملکت میں موجود تھے۔

قیصر نے ابوسفیان سے چند دوسرے عربوں کی موجودگی میں پوچھا: ''اے ابوسفیان! مجھے اس شخص کے حالات بتاؤ جو تم میں مبعوث ہوا ہے۔'' ابوسفیان نے حضور نبی کریم ﷺ کے حالات بیان کرنے میں جہاں تک ممکن تھا محاسن کو چھپایا، ابوسفیان نے کہنا شروع کیا:

''اے شاہِ روم! محمد (ﷺ) کو مقدس اور محترم نہ سمجھو، ہم ان کو ساحر اور شاعر کہتے ہیں اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ کاہن ہیں۔''

قیصر نے کہا: ''یہ تو ان کے رد میں کوئی دلیل نہیں بلکہ انبیاء سابقین علیہم السلام کے حالات کی روشنی میں تو یہ باتیں ظہورِ حق کے ابتدائی مراحل میں ضروری اور ناگزیر ہوتی ہیں، پہلے نبیوں کو بھی ایسا ہی کہا گیا تھا، مجھے پہلے تم ان کی حیثیت کے بارے میں بتاؤ۔'' ابوسفیان نے جواب دیا: ''وہ ہم لوگوں کے درمیان ایک اوسط درجہ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

قیصر نے کہا: ''اللہ تعالیٰ سابقہ دور میں ہر نبی کو اوسط درجے کے خاندان ہی میں پیدا کرتا رہا ہے، ان کے ماننے والے ہم نواؤں کے متعلق بتاؤ۔'' ابوسفیان نے جواب دیا: ''ان کے پیرو وہ لوگ ہیں جو ہمارے اندر کمسن، جوشیلے اور کم فہم لوگ ہیں۔ مگر قوم کے سردار اور روساء میں سے کوئی بھی ان کے کاموں میں شریک ہے نہ حلقہ اثر میں ہے۔''

یہ جواب سن کر قیصر نے علمی واقفیت کی بنا پر زور دے کر کہا: ''خدا شاہد ہے، انبیاء کے متبعین اور معاونین ہمیشہ ایسے ہی لوگ ہوئے ہیں کیونکہ قوم کے سرداروں اور بااثر لوگوں کو اپنی جھوٹی سرداری اور اقتدار کی موت نظر آنے لگتی ہے کیونکہ ان کی سرداری، ظلم اور اثر سازشوں کی وجہ سے قائم ہوتے ہیں۔''

قیصر نے ابوسفیان سے اس کے بعد پوچھا: ''اے محمد (ﷺ) کے حالات سے واقفیت کا دعویٰ کرنے والے شخص! یہ بتاؤ کہ ان کے رفیقوں میں سے کوئی رفیق یا ان کا کوئی پیرو ان کے دین سے پھرا ہے یا نہیں یا کسی نے یہ کہا ہے کہ محمد ﷺ جو دین لے کر آئے ہیں، اس میں یہ خرابیاں ہیں اور ان برائیوں اور خرابیوں کے باعث اس نے محمد (ﷺ) کے دین کو ترک کر دیا ہے۔ قیصر کا یہ سوال تھا کہ ابوسفیان سٹپٹا گئے اور جھوٹ بولتے بن نہ پڑی۔ (صداقت اسی کا نام ہے کہ دشمن بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جائے۔)

چنانچہ ابوسفیان نے کہا: ''ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی واپس نہیں ہوتا۔'' قیصر نے دریافت کیا کہ کیا ان کے دین میں لوگ برابر داخل ہوتے جا رہے ہیں اور کیا اس کو قبول کرنے والے افراد کی تعداد روز افزوں ہو رہی ہے؟''

ابوسفیان نے جواب دیا: ''ہاں! اضافہ ہو رہا ہے۔'' قیصر روم نے کہا: اے عرب کے معزز سردار! تم نے ان کے یہ حالات بیان کر کے میری بصیرت میں اور اضافہ کیا۔ قسم ہے اس ذات کی! جس کے قبضے میں میری جان ہے، عنقریب وہ شخص اس مملکت پر قبضہ کر لے گا جو اس وقت میرے قبضے میں ہے پھر قیصر نے اپنے درباریوں اور سرداروں کو مخاطب کیا اور کہا:

اے روم کے لوگو! اور سردارو! حقیقت پسندی سے کام لو، ہم کو اس شخص کی دعوت کو قبول کر لینا چاہیے، جس کی طرف وہ ہمیں بلاتا ہے اور ہم اس سے اپنی اس مملکت کے بارے میں استدعا کریں کہ ہماری یہ سرزمین کبھی پامال نہ کی جائے۔ اس لیے کہ جب کسی نبی نے کسی بادشاہ کو خط لکھا اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا ہے تو اس سے اس دعوت کو قبول کر لیا ہے اور جیسا اس نبی نے چاہا ہے ویسا ہی ہوا ہے، لہٰذا تم میرا کہا مانو اس کی اطاعت کو قبول کر لو، اس میں میری، تمہاری اور تمام اہلیان ملک کی فلاں و بہبود مضمر ہے۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس موقع پر میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی جس کے غلط ہونے پر میں ان کی نظروں میں گر جاؤں اور ان کے سامنے میرا جھوٹ ظاہر ہو جائے تو وہ اس پر مجھ سے مواخذہ کریں۔ میں اس کو برا سمجھتا تھا یہاں تک کہ میں نے واقعہ معراج بھی اس طرح بیان کر دیا کہ میں نے قیصر روم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے معزز قیصر! کیا میں تمہیں ایسی بات بتاؤں جس کو سن کر تم پر محمد ﷺ کا جھوٹ ظاہر ہو جائے۔ قیصر نے کہا: ضرور سناؤ کہ وہ کیا بات ہے؟

ابوسفیان دل میں بہت خوش تھے کہ اب محمد (ﷺ) کے جھوٹ پر ہرقل قیصر روم ضرور برانگیختہ ہوگا اور کسی طرح واقعہ معراج کو قابل یقین نہیں سمجھے گا اور بازی میرے ہاتھ رہے گی۔

قیصر نے کہا: ''وہ کیا بات ہے؟'' ابوسفیان نے کہنا شروع کیا: ''محمد (ﷺ) اظہار واقعہ کے طور پر بتاتے ہیں کہ تہامہ کی اس سرزمین سے جس کو ''حرم'' کہتے ہیں رات کے کسی حصہ میں وہ روانہ ہوئے اور پھر آپ کی اس مقدس مسجد میں جس کو آپ حضرات ''ایلیا'' کہتے ہیں، پہنچے اور اسی رات کو واپس اپنے شہر مکہ میں آگئے۔ قیصر کی اس مجلس میں ایلیا کا ایک بطریق موجود تھا۔ اس نے کہا: اے قیصر! میں اس رات سے واقف ہوں جس کا ذکر ابھی عرب مہمان نے کیا ہے۔''

ابوسفیان بطریق کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: ''تم اس رات کے بارے میں کیا جانتے ہو؟''

بطریق نے جواب دیا: ''میں رات کو مسجد کے دروازے بند کر کے سوتا تھا، مگر مذکورہ رات تمام دروازے تو بند کر دیئے گئے مگر ایک دروازہ بند نہ ہوا اور اس کا بند کرنا ہمارے لیے ناممکن ہو گیا۔ مجبور ہو کر میں نے مدد کیلئے تمام کارکنوں کو بلایا، جو اس وقت وہاں موجود تھے، انہوں نے آ کر امکان بھر کوشش کی مگر وہ جنبش بھی نہ دے سکے، بڑھیوں کو بلایا، انہوں نے دیکھ بھال کر کہا یا تو اس پر دروازے کی چوکھٹ گر پڑی ہے یا

عمارت میں کوئی نقصان پیدا ہوگیا ہے۔ بہر حال اب رات میں اس کی درستگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، دن میں ٹھیک کر دیا جائے۔ پھر میں لوٹ گیا اور دروازے کو کھلا چھوڑ دیا، صبح کو ہم نے جا کر دیکھا تو وہ پتھر جو دروازہ کے ایک گوشے میں نصب تھا، اس میں سوراخ ہوگیا ہے اور اس میں جانور کے بندھنے کا نشان ہے، یہ سب کچھ ہوتا رہا جس کو میں نے دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا:

''اس مقدس عمارت اور اس کے دروازے میں قطعاً کوئی نقص نہیں، یہ کسی نبی کی آمد کیلئے کھلا رکھا گیا تھا اور یقیناً آج رات میں کسی نبی نے ہماری مسجد میں نماز پڑھی ہے اور ان کی سواری کا جانور سوراخ کر کے اس پتھر میں باندھا گیا ہے۔''

بطریق نے جب اپنا بیان ختم کر لیا تو قیصر ہرقل نے چند لمحے توقف کے بعد دونوں جانب نظر ڈالنے کے بعد کہا: ''اے روم کے ذی علم باشندو! کیا تم اس بات سے واقف نہیں ہو کہ سیدنا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور قیامت کے درمیان ایک نبی کو مبعوث ہونا ہے اور جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے اور بلا خوف تردید میں کہتا ہوں کہ یہ وہی نبی مبشر ہیں، ہم سب کو چاہیے کہ ان کی دعوت کو قبول کر لیں۔''

رومی سرداروں نے ہرقل کی مبلغانہ تقریر سن کر نہ صرف یہ کہ اسے رد کر دیا بلکہ انتہائی برانگیختہ ہوئے اور ایسے کلمات کہہ بیٹھے جن کے سننے کا رومی شہنشاہ کے دربار میں کوئی اندازہ کر سکتا تھا نہ تصور۔ چنانچہ قیصر ہرقل نے جب رومیوں کی نفرت، بیزاری اور برہمی کو دیکھا تو نہایت دانائی اور حکمت سے روئے سخن بدلا اور کہنے لگا:

''اے سلطنت رومیہ کے قابل فخر فرزندو! واقعی میں نے تمہارے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے مگر یہ اس لیے تھا کہ میں یہ دریافت کر سکوں کہ تم اپنے عقیدے اور نظریات میں کتنے مخلص ہو اور مذہبی روایات کی بنیادیں تمہارے اندر کس قدر گہری ہیں، میں خوش ہوں کہ روم کے لوگ امتحان میں کامیاب ہوئے۔''

یہ بیان سنتے ہی سب حاضرین تہنیت و تعظیم کے مقررہ درباری طریقے کے بموجب اس کے سامنے جھک گئے۔

(ابونعیم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی احادیث بہ سلسلہ معراج:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کو راتوں رات بیت المقدس کی سیر کرائی گئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے صبح کو لوگوں سے ذکر فرمایا تو بہت سے ایسے لوگ جو نئے مسلمان ہوئے تھے اور ان کی تعلیم اور عقیدہ کی پختگی نہ ہو سکی تھی، مرتد ہوگئے اور باقی سب مسلمانوں نے تصدیق کی کچھ کافر اور مشرکین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھی پہنچے اور کہا: آپ کے ہادی اور پیشوا محمد (ﷺ) اعلان کر رہے ہیں کہ آج رات کے ایک حصہ میں انہیں بیت المقدس لے جایا گیا اور پھر پہنچا دیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضور نبی کریم ﷺ

ایسا فرماتے ہیں تو درست فرماتے ہیں اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ اسی بناء پر آپ کا لقب ''صدیق'' ہوا۔ یعنی بہت سچا کہ مقامِ ذی طویٰ پر جب حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا تھا کہ آپ کی تصدیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کریں گے کہ وہ ''صدیق'' ہیں۔

﴿ابن مردویہ، حاکم بیہقی﴾

شب معراج فرشتوں کی امامت:

ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب شب اسراء میں سماوات میں پہنچا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اذان دی، میں نے خیال کیا کہ اب حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کو نماز پڑھائیں گے، مگر انہوں نے مجھے آگے کیا اور پھر میں نے فرشتوں کو نماز پڑھائی۔

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جسم سے جنتی خوشبو:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب مجھے آسمانوں پر لے گئے تو میں جنت میں گیا اور درختوں میں سے ایک کے پاس کھڑا ہوا، میں نے جنت میں اس سے زیادہ خوبصورت، سفید، نرم اور خوشبودار پھل کوئی نہ دیکھا۔ پس میں نے اس درخت کا ایک پھل توڑ کر کھایا تو وہ میرے صلب میں نطفہ بن گیا۔ اس کے بعد میں زمین پر آیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے قربت کی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے استقرار حمل ہوا، اب بھی جب مجھے جنت کی خوشبو سونگھنے کی خواہش ہوتی ہے، تو میں فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی خوشبو سونگھتا ہوں۔

﴿طبرانی﴾

فائدہ:

حاکم نے اس حدیث کو غریب کہا ہے کہ اس کی سند میں شہاب بن حرب ہے جو مجہول ہے۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اعتراض کیا اور وہ یہ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا معراج ہی سے پہلے نہیں بلکہ آپ کی بعثت سے قبل پیدا ہو چکی تھیں۔ واقعہ اسریٰ کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف ۱۳ (تیرہ) سال سے کچھ زیادہ تھی۔ (از مترجم)

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث معراج:

کلبی، ابوصالح رحمہما اللہ اور حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس رات رسول اللہ ﷺ کو سیر کرائی گئی، اس رات آپ میرے گھر میں اور مجھ سے قریب ہی آرام فرماتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم عشاء کی نماز پڑھی اور نبی کریم ﷺ اور ہم سب سو گئے۔ طلوع فجر کے

قریب نبی کریم ﷺ نے ہم سب کو جگایا اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نماز پڑھی تو ہم نے بھی حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔

نماز کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''اے ام ہانی (رضی اللہ عنہا)! میں نے تمہارے سامنے وادی میں نمازِ عشاء پڑھی، اس کے بعد میں نے بیت المقدس پہنچ کر وہاں نماز پڑھی اور صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی ہے۔''

﴿ابن اسحاق﴾

حضرت ام ہانی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ واقعہ اسراء کے موقع پر میرے گھر میں آرام فرماتے، پھر میں نے آپ کو موجود نہ پایا، اور میری آنکھوں سے نیند اس خوف کی بنا پر اڑ گئی کہ کہیں آپ کسی قریشی نے ایذا نہ پہنچائی ہو۔ تشریف لانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل ؑ آئے اور مجھے باہر لے گئے۔ وہاں ایک جانور گدھے سے بڑا اور گھوڑے سے کچھ چھوٹا موجود پایا۔ حضرت جبرئیل ؑ نے مجھے اس پر سوار کیا اور میں بیت المقدس پہنچا جہاں میں نے حضرت ابراہیم ؑ کو دیکھا جو میرے ساتھ مشابہت رکھتے تھے اور حضرت موسیٰ ؑ کو دیکھا جو طویل القامت گھنگریالے بال از دشنوہ کے مردوں کے مشابے تھے اور حضرت عیسیٰ ؑ کو دیکھا جو میانہ قامت اور سفید رنگ مائل بہ سرخی تھے، ان کی مشابہت عروہ بن مسعود ثقفی ؓ میں ہے اور میں نے دجال کو دیکھا جو داہنی آنکھ سے کانا تھا اور اس کی مشابہت قطن ابن عبد العزیز میں ہے۔

ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ پھر نبی کریم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ ''اسراء'' کے سارے حالات کا قریش سے ذکر کریں تو میں نے دامن تھام لیا اور کہا: آپ ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہیں جو آپ کو جھٹلاتے اور آپ کی باتوں کا انکار کرتے ہیں۔

وہ فرماتی ہیں: حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دامن میرے ہاتھ سے کھینچ لیا اور تشریف لے گئے۔ وہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے ان سے واقعہ اسراء کا حال بیان کیا، جس کو سن کر مطعم بن عدی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: ''محمد (ﷺ) آپ سفر بیت المقدس کے دوران قریش کے قافلے پر سے گزرے جو فلاں مقام پر ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! میں نے اہل قافلہ کو اس حال میں پایا کہ ان کا اونٹ گم ہو گیا تھا اور وہ اس کی تلاش میں سرگرداں تھے۔'' پھر اس نے کہا: ''کیا آپ ﷺ فلاں قبیلے پر سے گزرے؟'' فرمایا: ''ہاں! میں نے ان کو فلاں مقام پر پایا اور ان کے ایک اونٹ کی ٹانگیں ٹوٹ گئی ہیں۔'' قریشی نے کہا: آپ ﷺ اونٹوں اور ان کے چرواہوں کی تعداد بتائیے۔ میں اس سوال جواب دینے سے قاصر رہا اور لوٹ آیا۔ میں گھر آ کر سو گیا تو بحالت خواب میں نے اس قبیلے کے اونٹوں کو دیکھا اور شمار کر لیا اور ان کے چرواہوں کو بھی، پھر میں بیدار ہو گیا اور قریش کے پاس جا کر دوبارہ جا کر کہا: ''تم نے اس وقت اونٹوں اور چرواہوں کے بارے میں پوچھا تھا، لہٰذا سن لیجئے اتنے اونٹ اور اتنے چرواہے ہیں اور چرواہوں میں ابن ابی قحافہ اور دوسرے فلاں لوگ بھی ہیں، یہ قافلہ کل صبح کو فلاں ٹیلے پر تمہیں ملے گا۔'' دوسرے روز بہت صبح سے لوگ ٹیلے پر جا کر بیٹھ

گئے تا کہ آپ ﷺ کے قول کو جانچیں۔ جب اونٹوں کو آتے دیکھا تو خود آگے بڑھ کر ان سے ملے اور پوچھا کیا تمہارا کوئی اونٹ گم ہو گیا تھا؟ انہوں نے بتایا: ہاں! پھر یہ لوگ دوسرے قبیلے کے مسافروں کے پاس پہنچے اور دریافت کیا: ”کیا تمہارے کسی اونٹ کی ٹانگیں ٹوٹ گئی تھیں۔“ انہوں نے کہا: ہاں۔

﴿طبرانی، ابن مردویہ﴾

یحییٰ بن ابی عمرو شیبانی، ابو صالح رحمہما اللہ سے انہوں نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ علی الصبح اندھیرے میں میرے پاس تشریف لائے اور میں اس وقت تک اپنے بستر پر تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہیں خبر ہے کہ میں آج مسجد حرام میں سویا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے مسجد کے دروازے تک لائے وہاں پر ایک چوپایہ جو گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا تھا اور کان پھڑ پھڑا رہا تھا، مجھ کو اس پر سوار کر کے لے چلے، جب وہ نشیب میں اترتا تو اس کے ہاتھ دراز ہو جاتے اور پیر چھوٹے اور جب وہ چڑھائی پر چڑھتا تو اس کے پاؤں دراز ہو جاتے اور ہاتھ چھوٹے، کسی لمحے حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھ سے جدا نہ ہوئے، حتی کہ ہم بیت المقدس پہنچے تو انہوں نے اس حلقہ سے اسے باندھا جس میں انبیاء کرام علیہم السلام اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے، پھر انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت میرے سامنے آئی، ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے اور میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی اور ان سے باتیں کیں، اس کے بعد سرخ وسفید پیالے میرے سامنے لائے گئے، میں نے سفید کو لے کر پی لیا، یہ دیکھ کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا: ”اے رسول خدا ﷺ! آپ نے دودھ کو نوش کیا اور شراب کو چھوڑا ہے، اگر آپ شراب کو لے لیتے تو آپ ﷺ کی امت راہِ ہدایت سے بھٹک جاتی۔“ پھر مجھے سوار کر کے مسجد حرام لے آئے اور میں نے صلوٰۃِ فجر پڑھی۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ سن کر میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی ردائے مبارک کو پکڑ لیا اور کہا: اے ابن عم! میں آپ کو قسم دیتی ہوں اگر آپ نے اسراء اور انبیاء کی باتیں قریش کو بتائیں تو جو آپ کی تصدیق کرتا ہے وہ بھی آپ کو جھٹلائے گا پھر نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ ردا پر مارا اور چادر کا حصہ میرے گرفت سے نکل گیا، چادر آپ کے شکم مبارک سے اوپر ہو گئی اور میں نے آپ کے شکم مبارک کی شکنوں کو دیکھا، گویا وہ ایک شکن آلود کاغذ کی شکنوں کی طرح تھیں اور اس وقت میں آپ ﷺ کے قلب اطہر کے پاس سے ایسا نور چمکتا ہوا دیکھا جس سے میری آنکھیں خیرہ ہو گئیں، تو میں سجدہ میں گر پڑی جب میں نے سجدے سے سر اٹھایا تو دیکھا کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے گئے اور میں نے لونڈی سے کہا: خدا تیرا بھلا کرے تو حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے جا اور سن کہ حضور نبی کریم ﷺ کیا فرماتے ہیں اور قریش کیا جواب دیتے ہیں؟ جب لونڈی واپس ہوئی تو اس نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ جماعت قریش کے پاس تشریف لے گئے، جن میں مطعم بن عدی، عمرو بن ہشام اور ولید بن مغیرہ بھی تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”آج رات میں نے عشاء کی نماز اس مسجد میں پڑھی اور فجر کی بھی اور ان دونوں نمازوں کے درمیانی وقفہ

میں بیت المقدس ہو کر آیا ہوں۔ انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت مجھے ملی، جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے، میں ان سب کو نماز پڑھائی اور ان سے باتیں کی ہیں۔"

نبی کریم ﷺ نے جب اپنی باتیں ختم کیں تو عمرو بن ہشام نے کہا: "جن انبیاء کے نام آپ نے گنائے ذرا ان کا حلیہ تو بیان کیجئے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو میانہ قد سے متجاوز اور طویل القامت سے کم، فراخ سینہ، سرخی مائل سفید رنگ اور گھنگریالے بالوں کے سرخی مائل شخص تھے، یہ سمجھو کہ ان کے مشابہ عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام قوی الجثہ، گندمی رنگ اور لمبے قدالے تھے، یہ سمجھ کہ وہ ازدشنوہ کے افراد کے مشابہ ہیں، کثیر بالوں والے، آنکھیں بیٹھی ہوئی، دانتوں پر دانت چڑھے ہوئے، لب کسی قدر اٹھے ہوئے اور کسی قدر مسوڑھے ابھرے ہوئے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ سمجھو کہ وہ تو میرے مشابہ ہیں۔"

قریش نے حضور نبی کریم ﷺ کے بیان کو سن کر تمسخر اڑایا، مطعم نے کہا: تمہارا آج کا بیان اور گزشتہ کلام میں بڑا تضاد اور فرق ہے اور میں وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ جھوٹے ہیں۔ ہم تیز رفتار سرخ اونٹوں پر ایک ماہ تک سفر کر کے اس علاقے تک آتے اور جاتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ رات کے ایک تھوڑے حصے میں جا کر واپس بھی آ گئے۔ مطعم کا انکار سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اے ابن عدی! تو نے نبی کریم ﷺ کو محض اپنا بھتیجا یا ایک عام عرب قریشی سمجھ کر جھٹلا دیا ہے خدا تجھ کو طبع سلیم دے، میں پختہ یقین کے ساتھ اعلان کرتا اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد ﷺ سچے اور صادق ہیں۔"

قریش نے پوچھا: "اے محمد (ﷺ)! بیت المقدس کی شناخت اور کچھ مخصوص علامات تو بیان کرو؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: 'میں رات کے کچھ تھوڑے ہی حصے میں گیا اور واپس آیا ہوں۔" معا بہ حکم خداوندی حضرت جبرئیل علیہ السلام بیت المقدس کا نقشہ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے لے آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ اس کو دیکھ کر مشرکین قریش کو بتاتے رہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہر مرتبہ تائید و تصدیق کرتے رہے، پس حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! آج سے اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام "الصدیق" رکھ دیا۔" پھر قریش نے کہا: "محمد (ﷺ) ہمارے قافلوں کے بارے میں بتاؤ۔" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے فلاں قبیلہ کو روحا میں پایا۔ ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا ہے اور وہ اس کی تلاش میں سرگرداں تھے، میں ان کے کجاووں تک گیا، مگر پڑاؤ پر کوئی موجود نہ تھا، میں نے وہاں پر پانی کا پیالہ دیکھا اور اس کا پانی پی لیا۔ اس کے بعد میں فلاں قبیلہ والوں کے قافلہ کے پاس پہنچا اور ان کے اونٹ مجھ سے ڈر کر بھاگے اور ان میں ایک سرخ رنگ کا اونٹ بیٹھ گیا، اس پر سفید دھاریوں کی چادریں تھیں، اب میں نہیں جانتا کہ اس اونٹ کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں، یا نہیں۔ اس کے بعد میں فلاں لوگوں کے قافلہ کے پاس پہنچا، جو تنعیم میں ہے ان کے آگے دھاری دار اونٹ ہیں، یہ لوگ قریب ہی پہنچ گئے ہوں گے اور وہ ثنیہ سے نظر

آئیں گے۔" آپ ﷺ سے ایسی صحیح اطلاعات سن کر ولید بن مغیرہ نے کہا: "یہ ساحر ہے۔"
اس کے بعد کچھ لوگ دیکھے گئے اور انہوں نے بغیر کسی ادنیٰ فرق کے سب کچھ ویسا ہی پایا جیسا آپ ﷺ نے بیان فرمایا تھا، مگر کج فہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے قول کی صداقت کو جادو ہی کا کرشمہ قرار دیا اور اکثر لوگوں نے کہا: "ولید بن مغیرہ نے ٹھیک کہا یہ سب جادو کا معاملہ ہے۔"
اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ بھی یہی ہے کہ:
وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِىٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: "اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو۔"

﴿ابو یعلیٰ، ابن عساکر﴾

بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اس رات کسی کو نظر نہ آئے، تو عبدالمطلب کی اولاد آپ ﷺ کی تلاش میں ادھر ادھر پھیل گئی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کی تلاش میں مقام ذی لوئ تک پہنچے، وہ بلند آواز سے آپ ﷺ کو پکارتے جاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے جواب میں لبیک فرمایا: انہوں نے فرمایا: اے ابن عم! تم کہاں تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں بیت المقدس سے آ رہا ہوں، انہوں نے کہا: "رات ہی رات میں" آپ نے فرمایا: ہاں!
حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی کریم ﷺ کو معراج میرے ہی گھر سے ہوئی ہے۔ اس رات آپ ﷺ ہمارے یہاں عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے اور جب صبح کا ابتدائی وقت ہوا تو نبی کریم ﷺ نے ہمیں نماز صبح کیلئے جگایا، پھر نبی کریم ﷺ نماز کو کھڑے ہوئے جب نماز فجر ہوئی تو فرمایا: اے ام ہانی رضی اللہ عنہا! میں نے عشاء کی نماز تمہارے یہاں پڑھی، پھر بیت المقدس گیا اور وہاں میں نے نماز پڑھی پھر واپس آکر صبح کی نماز تمہارے یہاں پڑھی، اس کے بعد آپ تشریف لے جانے کیلئے کھڑے ہوئے۔ میں نے عرض کیا: اس بات کو آپ ﷺ لوگوں سے بیان نہ کریں، اس لیے کہ وہ یقین کرنے والے نہیں تکذیب کرنے والے ہیں اور اذیت پہنچانے والے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
نہیں، میں ان کو ضرور بتاؤں گا اور آپ ﷺ تشریف لے گئے۔ آپ نے جا کر مشرکین مکہ کو "واقعہ اسراء" کے بارے میں بتایا، جس کو انہوں نے خود ساختہ اور فرضی اور جھوٹی کہانی تصور کیا۔ شب اسریٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا: اے جبرئیل علیہ السلام! معراج کے واقعات سن کر میری قوم کے لوگ تصدیق نہیں کریں گے۔
حضرت جبرئل علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپ کی تصدیق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کریں گے کیونکہ وہ صدیق ہیں اور بہت سے ان لوگوں کی آزمائش ہوگی جو خود کو مسلمان کہتے ہیں۔
نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں حجر اسود کے پاس کھڑا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بیت المقدس کو میرے روبرو کر دیا پس میں اپنے مشاہدے کی مدد سے مشرکین مکہ کو نشانیاں بتلاتا رہا۔"

پھران میں سے کسی نے دریافت کیا: ''مسجد اقصیٰ کے کتنے دروازے ہیں؟'' چونکہ میں نے اس کے دروازوں کو شمار نہیں کیا تھا اس وجہ سے میں نے دروازوں کو گنا اور ان کو تعداد بتائی۔ راہ میں قافلوں کی بابت ان کے سوالات کے واضح جوابات دیئے اورانہوں نے ان کو درست پایا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ''اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو۔''

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ کا دیکھنا دراصل عینی مشاہدہ تھا، جس کو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چشم سر سے دیکھا۔

(اس پوری روایت کو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔)

معراج کے سلسلہ میں مرسل روایات

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش مکہ نے واقعہ اسراء کے بیان کے موقع پر نبی کریم سے ایک سوال یہ بھی کیا کہ ہماری کیا شے گم ہوگئی ہے اور واضح طور پر علامت بھی اس کی بیان کریں؟

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے اہل قافلہ کی خاکی اونٹنی کھوگئی ہے، اس پر تمہارا تجارتی مال واسباب تھا، جب وہ قافلہ اور اس کے ساتھ مذکورہ خاکی اونٹنی مکہ پہنچی اور نبی کریم ﷺ کی بتائی ہوئی جملہ باتوں کی تصدیق ہوگئی تو سرکش مشرکین نے ایک مزید سوال کیا کہ آپ یہ بتائیں کہ اس اونٹنی پر سربستہ سامان میں کیا اور کون سا سامان ہے؟

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اونٹنی کے اوپر جو سامان تھا جو حضور نبی کریم ﷺ کی نگاہ کے سامنے لاکر مشاہدہ میں رکھ دیا اور آپ نے وہ تمام سامان دیکھ کر سامان کی قسم اور اس کی مقدار وغیرہ بتادی مگر سوالات کرنے والے کفار جادوگری کا کرشمہ قرار دے کر رخصت ہوئے۔

﴿ابونعیم﴾

اسباط بن نضر رحمۃ اللہ علیہ، اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن رحمہما اللہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو جس رات معراج ہوئی اور معراج سے واپس تشریف لاکر آپ نے قریش کو قافلوں کے بارے میں اور اہل قافلہ کے بارے میں خبر دی تو وہ کہنے لگے کہ یہ بتلایئے کہ فلاں قافلہ کس روز یہاں پہنچے گا؟

﴿بیہقی﴾

سورج ٹھہر گیا قافلہ مکہ آگیا:

اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب معراج ہوئی اور قافلے کے بارے میں کفار کو آپ نے بتایا۔ اس وقت کفار نے کہا: ''آپ یہ تو بتایئے کہ قافلہ یہاں پر کب پہنچے گا؟''

آپ نے ارشاد فرمایا: ''بدھ کے روز۔''

چنانچہ بدھ کے روز قریش، قافلے کی راہ پہنچے اور آمد کا انتظار کرنے لگے، حتیٰ کہ غروب آفتاب کا وقت قریب ہوگیا اور اس وقت تک قافلہ نہیں پہنچا۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی:

''اے مہربان خالق کائنات! اپنے بندے کی بات کو سچائی اور صداقت عطا فرما اور کینہ خُو اور حیلہ جُو قریش کو موقع نہ دے۔''

پس دعا مستجاب ہوئی اور ایک گھڑی دن بڑھ گیا۔

روایت ہے کہ آفتاب کی گردش کو صرف دو موقعوں پر روکا گیا ہے۔ ایک تو یہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دعا کے بعد اور دوسرے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کیلئے، جب وہ اپنی قوم کے کفار جبارین کے ساتھ مصروفِ جہاد تھے۔

﴿بیہقی﴾

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ شب اسراء میں حضور نبی کریم ﷺ کی سواری کیلئے ایک جانور استعمال ہوا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا اور حدِ نظر اس کے ایک ایک قدم کی وسعت تھی، اس کا نام براق تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ مشرکین کے ایک قافلے پر گزرے تو ان کے اونٹ بدک گئے۔ لوگوں نے کہا: کچھ نظر تو آتا نہیں، بجز ہوا کے کیا ہوسکتا ہے۔

نبی کریم ﷺ بیت المقدس پہنچے اور آپ کے سامنے دو پیالے لائے گئے۔ ایک میں شراب اور دوسرے پیالے میں دودھ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے دودھ کو لے لیا جس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: آپ نے راہِ ہدایت کو اختیار کیا، آپ کی امت ہدایت پر رہے گی۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنت اور دوزخ کو دیکھنے کے خواہشمند تھے اور اس کیلئے اپنے رب سے دعا کی تھی، لہٰذا آپ ہجرت سے اٹھارہ ماہ پہلے سترہ رمضان المبارک ہفتہ کی شب میں اپنے مکان پر محوِخواب تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: آپ ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ سے جس بات کے دیکھنے کی خواہش کی تھی اس کی سیر کیلئے چلئے، پھر یہ دونوں مکرم فرشتے نبی کریم ﷺ کو مقام ابراہیم اور چاہِ زمزم کے درمیان لائے، اس کے بعد سیڑھی لائی گئی اور اس کے ذریعہ آپ ﷺ کو آسمانوں کی طرف لے چلے اور ہر آسمان کی سیر اور دوزخ کا معائنہ کیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو بجز صریر قلم کے کوئی آواز میں نے نہیں سنی، آپ پر اور آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور رسول اللہ ﷺ کو پانچوں نمازیں ان کے مخصوص اوقات میں پڑھائیں۔

(اس کو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔)

﴿ابن سعد﴾

رب سے کلام:

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ''رؤیت'' اور اپنے ''کلام'' کو نبی کریم ﷺ اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے دو مرتبہ اپنے رب تعالیٰ سے کلام کیا۔
﴿حاکم کتاب الرویہ﴾

شب معراج کے سلسلہ میں مزید بحث:

مصنف کتاب، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کثیر علماء کا مذہب یہ ہے کہ معراج دو مرتبہ واقعہ ہوئی ہے۔ اس سلسلہ میں مختلف مروی احادیث کے درمیان تطبیق کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ ہم یہاں بیان کرتے ہیں، جن کا علماء کا یہ مذہب ہے ان میں ابونصر قشیری، ابن عربی اور سہیلی رحمھم اللہ شامل ہیں۔

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ واقعہ اسراء خوب اور بیداری میں ہوا ہے اور مکہ المکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں جگہ ہوا ہے۔ خواب میں اس کے واقع ہونے کا نکتہ دراصل آپ ﷺ کو آمادہ کرنا اور اس سلسلہ میں مشاہدات کرا کے مطمئن کرنا تھا کہ جب بہ حالت بیداری یہ واقع ہو تو آپ ﷺ آسانی محسوس کریں۔ اسی طرح جیسے بعثت سے قبل رؤیائے صادقہ تھے تا کہ آپ پر منصب نبوت آسان ہو جائے۔

ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ معراج مبارک کا واقعہ متعدد مرتبہ ہوا ہے۔ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے استناد لیتے ہیں، جسے بزار رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ متعدد بار معراج کے واقع ہونے میں کوئی استحالہ نہیں ہے کیونکہ اگر خواب میں واقع ہو تو اطمینان و تسلی کیلئے ہے اور اگر بیداری میں ہو تو اس کی موافقت و مطابقت کیلئے ہے، بہر حال یہ کوئی بعید نہیں اور فرمایا: مدینہ طیبہ میں کئی بار اسراء ہوا ہے۔

ابن المنیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نفیس کتاب اسراء کے اسرار میں تالیف ہے، اسراء کی بہت سی حکمتوں کو انہوں نے اس میں بیان کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو پہلے بیت المقدس تک سیر کرائی گئی۔ اس کے بعد آسمانوں کی سیر اور معراج کرائی گئی تا کہ آپ کو دونوں ہجرتوں کا حصول ہو جائے کیونکہ اکثر انبیائے سابقین نے بیت المقدس ہجرت کی ہے۔ لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ کو بھی فی الجملہ یہ سفر حاصل ہو گیا، تا کہ آپ ﷺ میں مختلف و منتشر فضائل جمع ہو جائیں، اور یہ کہ آپ کو اپنے بیان کی صداقت کی طرف راہ مل جائے جو آپ ﷺ نے بیت المقدس کے بارے میں ان علامتوں کو بتایا جو آپ سے منکرین حق نے امتحان اور آزمائش کے طور پر دریافت کی تھیں اور آپ کے مخالفین نے بھی ان کی سچائی کو بادل ناخواستہ تسلیم کیا تھا لہٰذا جب یہ باتیں صحیح اور درست ہیں تو جو اور باتیں آپ نے معراج کے سلسلے میں بتائی ہیں وہ بھی صحیح اور صادق ہیں، ان کی تصدیق بھی اس سے لازم آتی ہے، اس کے برعکس پہلے ہی آپ کو آسمانوں کی طرف لے جایا جاتا تو یہ صورت ظہور میں نہ آتی۔

اس کتاب میں ایک حکمت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا یکبارگی یہ اعزاز و

اکرام بر سبیل مفاجات تھا جبکہ آپ نے "بینا انا" فرما کر اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (مطلب یہ کہ روایت الٰہی اور اس سے بے واسطہ ہم کلامی کا شرف اچانک آپ کو حاصل ہوا، اس کیلئے پہلے سے کوئی وقت مقرر نہیں تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اچانک عالم خواب سے آپ کو بیدار کر کے لے گئے تھے) لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق شرف ہم کلامی ایک معیاد اور استعداد پر موقوف تھا، مگر رسول اللہ ﷺ سے انتظار کی تکلیف اٹھالی گئی تھی۔

اس کتاب میں ایک حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ ابن حبیب نے ذکر کیا ہے کہ آسمان وزمین کے درمیان ایک دریا ہے جس کا نام "مکفوف" ہے۔ زمین دریا کی نسبت اس کے ساتھ ایسی ہے جیسے بحر محیط کے ساتھ ایک قطرہ کی، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اس موقع پر یہ ہوا ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کیلئے اس دریا کو پھاڑ کر راستہ بنایا گیا ہوگا تا کہ آپ پار جاسکیں اور اس دریا کا پھاڑنا حضرت جبرئیل علیہ السلام کیلئے دریا کے پھاڑنے سے زیادہ عظیم ہے۔

اس کتاب میں ایک نکتہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مروی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمانوں کے دروازے بند رہتے ہوں گے، جبھی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دستک دے کر ان کو کھلوایا اور اس کا اہتمام فرمایا گیا کہ آپ کے آنے سے پہلے انہیں نہ کھولا جائے، اگر وہ پہلے سے کھلے ہوتے تو یقیناً یہ گمان ہوتا کہ آسمانوں کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہوں گے۔ اس لیے ان کو بند ہی رکھا گیا تا کہ آپ جان لیں کہ ان کا کھلنا آپ کے اعزاز میں ہے اور آپ ہی کی وجہ سے اور اس لیے کہ اللہ آپ ﷺ کو آگاہ فرماتا ہے کہ آپ کا وجود گرامی آسمان والوں کے نزدیک جانا پہچانا ہے۔ سب ہی آپ ﷺ کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔

اس لیے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے جب آسمان والوں نے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس پر انہوں نے صرف یہ پوچھا: "کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا اور یہ نہیں پوچھا کہ محمد ﷺ کون ہیں؟

نبی کریم ﷺ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرمانا:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو دوبار خواب میں دیکھا۔ ایک مرتبہ مجھے دکھایا گیا کہ تم کو ایک شخص حریر کے کپڑے میں اٹھائے ہوئے ہے اور کہتا ہے یہ آپ کی زوجہ ہیں۔ وہ کپڑے کو ہٹا کر تمہارا بشرہ دکھا رہا تھا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اس کا قول سن کر کہا: "اگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے تو پھر وہ ایسا کرے گا۔"

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو نبی کریم ﷺ اپنی شریک حیات، مشیر کار، دینی کوششوں میں مددگار بیوی سے جدائی ہو جانے پر کافی رنجیدہ تھے۔ اسی زمانے میں نبی کریم ﷺ نے بہ حالت خواب دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ایک گہوارے میں لائے اور کہا:

''یہ زوجہ آپ کے غم کو رفع کریں گی اور ان کے اندر آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خوبیاں اور محاسن پائیں گے، یہ ان کے قائم مقام ہوں گی۔''

﴿واقدی، حاکم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے نکاح نہیں کیا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو خواب میں دکھایا اور حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ میرا نکاح کیا۔ میں اس زمانے میں کم سن ہی تھی اور جب میرا نکاح ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے اندر شرم وحیا کو بڑی عورتوں کی طرح پیدا فرما دیا، باوجود یہ کہ میں صغیر سن تھی۔

﴿ابویعلیٰ، بزار، حاکم﴾

نبی کریم ﷺ کا حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرمانا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا، سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، سکران رضی اللہ عنہ، سہیل بن عمرو کے بھائی تھے۔

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ ''رسول اللہ ﷺ سامنے سے تشریف لا رہے ہیں اور پھر اس قدر قریب ہوئے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی گردن پر قدم مبارک کو رکھا۔''

''حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنا خواب سکران رضی اللہ عنہ اپنے شوہر سے بیان کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر یہ خواب سچا ہے تو میں وفات پاؤں گا اور پھر تمہارا نکاح حضور نبی کریم ﷺ سے ہو گا۔''

اس کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے دوسرے دن خواب دیکھا:

''آسمان سے چاند ٹوٹ کر ان پر گرا ہے اور وہ لیٹی ہوئی ہیں۔'' انہوں نے پھر اپنے شوہر کو بتایا، انہوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ تمہارا خواب سچا ہے اور میں اب جلد وفات پاؤں گا اور میرے بعد تمہارا نکاح حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہو گا۔

پس سکران رضی اللہ عنہ اسی دن بیمار ہو گئے اور تھوڑے ہی دنوں بیمار رہ کر فوت ہو گئے، اس کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور نبی کریم ﷺ سے ہو گیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کا مکہ آنا اور اسلام قبول کرنا:

حضرت رفاعہ بن رافع رزقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے خالہ زاد بھائی معاذ بن عفراء کے ہمراہ ایک سفر پر روانہ ہوئے اور اسی سفر کے سلسلے میں مکہ مکرمہ پہنچے اور کچھ دنوں حرم مکہ میں قیام کیا۔ یہ واقعہ چھ انصار کے آنے سے پہلے کا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو رفاعہ نے دیکھا اور آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت ان کو دی اور فرمایا: ''اے مدنی مہمانو! تمہارے خیال میں آسمانوں، زمین اور ان بلند پہاڑوں کو کس نے پیدا کیا ہے؟''

انہوں نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ نے۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم کو کس نے پیدا کیا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ نے'' آپ نے پھر پوچھا: ''ان بتوں کو، جن کی پوجا عام طور پر کی جا رہی ہے، کس نے تراشا ہے، اور ان کے مجسمے بنائے ہیں؟ ان دونوں مدنی مسافروں نے جواب دیا: ''ہم ہی میں سے کچھ لوگوں نے پتھروں اور معدنی اشیاء سے ان کو بنالیا ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے بعد سوال کیا: ''تو ذرا انصاف کرو اور سوچو کہ خالق پرستش کے لائق ہے یا ادنیٰ، بے حس اور معدنی مخلوق؟ ان سے کہیں زیادہ محترم اور برتر تو خود انسان ہے کہ جس نے ان پر تیشہ چلا کر ان کا یہ پیکر تراشا ہے۔

پس اے بندگانِ خدا! میں تم کو اس اللہ بزرگ و برتر کی بندگی اور فرمانبرداری کی دعوت دیتا ہوں کہ جس کی فرمانبرداری میں ہم دنیا کی ہر چیز اور ساری کائنات لگی ہوئی ہے۔ ہوائیں، بادل، چاند اور سورج وغیرہ سب اس کے ہی تابع فرمان ہیں۔ اس کی ذات و صفات میں کوئی شریک ہے، نہ اس کے حقوق اور اختیارات میں، میں اسی خالق، مالک اور اصل حاکم و بادشاہ کا رسول ہوں، میں صلہ رحمی کرنے اور موروثی عداوتوں کو ترک کر دینے کی تلقین کرتا ہوں۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پر اثر باتیں سن کر چلا آیا اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے بعد سات تیر نکالے اور ان میں سے ایک تیر کو حضور نبی کریم ﷺ کے نام کا ٹھہرایا اور خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے فال لینے کا ارادہ کیا اور دعا کی: اے اللہ! جس دین کی طرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ دعوت دیتے ہیں اگر وہ حق ہے تو اس تیر کو سات مرتبہ نکال دے۔ اس کے بعد میں نے تیروں کو چھوڑا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام کا تیر ساتوں مرتبہ نکالا، پس مجھے اطمینان ہو گیا اور میں نے پورے اخلاص اور سچی عقیدت سے پڑھا:

''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مَحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ''

﴿حاکم﴾

حج کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی تبلیغ اور اس کے نتائج:

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال حج کے موقع پر قبائل عرب کے پاس بہ نفس نفیس تشریف لے جاتے یا جہاں پر لوگوں کا جمگھٹا دیکھتے وہاں جا کر نہایت پر اثر طریق پر دعوتِ اسلام دیتے اور لوگوں کو فرداً فرداً بھی حکیمانہ انداز پر تبلیغ فرماتے۔

ایک مرتبہ حسب دستور حج کے موقع پر قبائل ثقیف کو دعوت اسلام پیش فرمائی مگر ان کو توفیق قبولیت نہ ہوئی، آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے اور ایک احاطہ کے سائے میں غمگین حالت میں کھڑے ہو گئے۔ وہ احاطہ عتبہ اور شیبہ برادران کا تھا جو ربیعہ کے بیٹے اور قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ جب انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو کھڑا دیکھا تو اپنے غلام کو آپ کے بلانے کیلئے بھیجا، اس کا نام عداس تھا اور نصرانیت سے تعلق رکھتا تھا۔

جب وہ آیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ''تم کس علاقے کے رہنے والے ہو؟'' عداس نے جواب دیا: ''میں نینوا کا باشندہ ہوں۔'' آپ نے فرمایا: ''تم اس مردِ صالح حضرت یونس بن متی علیہ السلام کے شہر سے تعلق رکھتے ہو؟'' عداس نے پوچھا: ''کیا آپ یونس بن متی علیہ السلام سے واقف ہیں؟'' آپ نے ارشاد فرمایا: ''میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان سے واقف کرایا ہے۔''

یہ جواب سن کر عداس نے حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں کو پکڑا اور پیشانی کو بوسے دینے لگا، جب عتبہ اور شیبہ نے اپنے غلام کو ایسا کرتے دیکھا تو وہ سکتہ میں رہ گئے، پھر جب وہ واپس ہوا تو ان دونوں نے کہا: تجھے کیا ہوا ہے کہ تو ان کے پیروں کو چھو رہا تھا؟ عداس نے جواب دیا: بلاشبہ وہ مرد خاص اور ہادیِ دین ہے۔ انہوں نے مجھے ایسے شے کی خبر دی ہے جسے پورے طور پر صرف رسول ہی سمجھتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے وطن میں ہماری قوم کے اندر مبعوث فرمایا تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کا نبی، حضرت یونس بن متی علیہ السلام تھا اس کی باتیں سن کر برادرانِ عتبہ وشیبہ ہنسے اور کہنے لگے یہ قریشی کاہن تجھ کو تیرے دین نصرانیت سے پھیر دے گا۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

﴿بیہقی﴾

طائف کا سخت ترین دن:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ''آپ ﷺ پر اُحد کے دن سے زیادہ شدید اور ناگوار دن کوئی اور بھی آیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: تمہاری قوم کی جانب سے سب سے زیادہ طائف میں ''یوم العقبہ'' مجھ پر گزرا ہے جبکہ میں ثقیف کے سردار عبد یالیل کے پاس بہ نفس نفیس خود پہنچا اور اس نے میری طرف سے دعوت اسلام کو سن کر منہ بگاڑا اور بیزاری اور تردید کے طور پر رخ موڑ لیا، سرکشی اور جہالت سے اعتراض کیے، لہٰذا میں واپس لوٹا۔ میرے چہرے سے انتہائی غم اور حزن وملال ظاہر تھا جو دور نہ ہوا، یہاں تک کہ میں چل کر ''قرن الثعالب'' آ گیا، افراطِ غم سے میرا سر برابر جھکا رہا، یہاں آ کر میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ اَبر مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے جب میں نے غور سے دیکھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سایہ فگن تھے۔

پھر انہوں نے کہا: ''اللہ تعالیٰ ہر بات پر نظر رکھتا ہے وہ سردارانِ ثقیف کے کفر اور اس رویہ سے آگاہ اور واقف ہے، جو انہوں نے آپ کے ساتھ برتا اور آپ ﷺ کو رنج اور تکلیف پہنچائی، پس اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس پہاڑوں پر مامور فرشتہ کو بھیجا تاکہ وہ آپ کے منشاء کی تعمیل کرے۔'' پھر فرشتہ جبال نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور کہا اگر آپ ﷺ فرمائیں تو اخشبین پہاڑوں کو ملا دوں تاکہ بنوثقیف کچلے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں ہرگز ایسا نہیں چاہتا بلکہ میری تمنا تو صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اصلاب سے ایسی اولاد پیدا کرے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

قبائل عرب کو تبلیغ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ نے براہِ راست قبائل عرب کو خطاب کرنے اور دعوت اسلام دینے کا آغاز فرمایا۔ اور تحریک اسلامی عوامی مرحلے میں داخل ہوئی تو ایک روز میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ عربوں کی ایک مجلس میں پہنچے وہاں پر مغروق بن عمرو اور ہانی بن قبیصہ بھی تھا۔ مغروق نے سوال کیا کہ "آپ کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں تم کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں اور میں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم میرے وفادار رہو، محبت کرو اور اخلاصِ عمل کے ساتھ کاموں میں میری مدد کرو کیونکہ اہل قریش حکم الٰہی پر غالب آنے اور اس کے اجراء کو روکنے کی اجتماعی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں حق، سچائی اور خیر کو پھیلنے، عام ہونے اور غالب آنے کو یکسر روک کر اس کی جگہ، شر، فساد اور باطل کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا، ابھارنا اور پروان چڑھانا چاہتے ہیں۔" یہ سن کر مغروق نے کہا:

"واللہ! میں نے اس سے زیادہ اچھی بات کبھی نہیں سنی۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے تلاوت کی:

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ

﴿سورۃ الانعام﴾

ترجمہ: "آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا۔"

جس کو سن کر مغروق نے کہا: اللہ کی قسم! یہ اہل زمین کا کلام نہیں ہے، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ

﴿سورۃ النحل﴾

ترجمہ: "بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی کا۔"

"میں اس کچھ شبہ محسوس نہیں کرتا کہ آپ نے مکارمِ اخلاق اور محاسن اعمال کی نہایت ہی اعلیٰ تعلیم دی ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم جلد ہی دیکھ لو گے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کسریٰ کی سرزمین ان کے حسین شہروں اور محفوظ قلعوں کا وارث بنا دے گا۔ ان کی بیگمات تمہارے تصرف میں ہوں گی اور تم اللہ تعالیٰ کے احسانات کے اعتراف میں اس کی حمد و ثناء اور تسبیح و تقدیس کرتے ہو گے۔

﴿بیہقی﴾

بکر بن وائل کی نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے فتح:

روایت ہے کہ بکر بن وائل کے لوگ حج کرنے آئے، جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ

ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تشریف لے گئے اور ان کو قبول اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا: ہمارے سردار حارثہ کو آنے دیجئے، حارثہ نے آنے کے بعد جواب دیا، ہم ان دنوں اہل فارس سے مصروف پیکار ہیں، جب اس سے فارغ ہو جائیں گے تو جو کچھ آپ کہتے ہیں، اس پر غور کر سکیں گے۔

جب وہ مقام ذی قار میں فارس کی مسلح اور تربیت یافتہ افواج کے بالمقابل صف آراء ہوئے تو ان کو اپنی تعداد کی کمی سامان کی قلت اور جدید اصولِ جنگ سے ناواقفیت کا احساس تھا۔ کچھ دیر غور کرنے کے بعد بنی بکر کے سردار نے سر اٹھایا اور اپنے جنگجو جوانوں سے وہ اس طرح سوال کرنے لگا:

''اس شریف صورت، اثر انداز شخصیت اور خوش کلام خطیب کا کیا نام تھا جس نے حرم مکہ میں ہم کو دعوتِ اسلام دی تھی؟''

جوانوں نے کہا: ''محمد (ﷺ)'' سردارِ لشکر نے کہا کہ اسی دم تمام فوج میں منادی کرا دو کہ ہمارے لشکر کا نشان محمد ﷺ اور ہمارا نعرہ ''یا محمد ﷺ'' ہے پس جنگ کے نتائج بنی بکر کے حق میں رہے اور فارسی لشکر ہزیمت کھا گیا، جب حضور نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسی بنا پر ان کو غلبہ دیا اور فتح مند کیا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ آمدی کی شرح دیوان اعشٰی میں اس سلسلے میں ایسی ہی تصریح کی گئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ذی قار کی جنگ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد واقع ہوئی تھی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس جنگ کو حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے کر کے دکھایا، اس وقت بنی بکر اہل فارس پر حملہ کر رہے تھے۔ اس وقت حضور نبی ﷺ نے دعا کی:

اَللّٰهُمَّ انْصُرْ بَكْرَ بْنَ وَائِلٍ (''الٰہی بکر بن وائل کی نصرت فرما'')

حضور نبی کریم ﷺ نے یہ دعائیہ کلمات دو مرتبہ ادا کیے۔ آپ تیسری مرتبہ کہنے کا ارادہ فرما ہی رہے تھے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ مستجیب الدعوات ہیں، جب آپ ﷺ ان کیلئے یہ دعا فرمائیں گے کہ ''ان کیلئے ہمیشہ نصرت رہے۔'' تو یہ دعا ہمیشہ کیلئے ان کے ساتھ قائم رہے گی اور پھر کوئی ان پر غالب نہ آسکے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ابتداء میں جو دو بار دعا فرمائی تھی اسی دم فارسیوں کو ہزیمت ہوگئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسرور ہو کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ پہلا دن ہے کہ عرب نے عجم سے بدلہ لے لیا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

نقیبوں کا انتخاب:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ میں جب رسول اللہ ﷺ نے نقیبوں کو منتخب فرمایا تو اس موقع پر لوگوں کو احساس کمتری سے بچانے کیلئے کہا:

''تم میں سے کوئی شخص اپنے دل میں وسوسہ پیدا نہ کرے کیونکہ میں اس شخص کو منتخب کرتا ہوں جس کی جانب حضرت جبرئیل علیہ السلام اشارہ فرما دیتے ہیں۔''

﴿ابونعیم﴾

ہجرت کے موقعہ پر معجزات کا ظہور

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی کہ ان تین شہروں میں سے جس شہر میں آپ قیام کریں گے، وہی آپ کا دار ہجرت ہوگا، مدینہ، بحرین یا قنسرین۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا: مجھ کو تمہارا مقام ہجرت دکھایا گیا ہے، میں نے اس کو ایک سنگلاخ اور نخلستانی علاقہ پایا اور لابتین کے درمیان ہے، جب رسول اللہ ﷺ سے مسلمانوں نے یہ خبر سنی تو مدینہ کو ہجرت شروع کردی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تیاری کرنے لگے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم ابھی انتظار کرو، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ہجرت کا حکم دیدے گا۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے سراقہ بن حشم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکان سے باہر تشریف لائے اور مشت خاک ان کے سروں پر ڈال کر سورۂ یٰسین کی آیتیں تلاوت فرماتے ہوئے گزر گئے۔ اس وقت کسی شخص نے کہا کہ تم کس کے انتظار میں بیٹھے ہو، محمد (ﷺ) تو تمہارے سے گزر بھی گئے۔

کافروں نے کہا: خدا کی قسم! ہم نے تو ان کو نہیں دیکھا، اور وہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑ کر کھڑے ہوگئے، ادھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار ثور کی طرف تشریف لے گئے جب یہ دونوں حضرات غار میں داخل ہوگئے تو مکڑی نے بحکم الٰہی غار کے دہانے پر جالا بن دیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش دار الندوہ میں جمع ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر اس کی اطلاع حضور نبی کریم ﷺ کو دی اور خدا کا حکم پہنچایا کہ آپ ﷺ اس جگہ شب باشی نہ کریں جہاں روزانہ شب باشی فرماتے ہیں اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنے کی اجازت بھی عطا ہوئی۔

﴿بیہقی﴾

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہجرت کے وقت قریش دروازے پر تھے، آپ ﷺ بلا تامل گھر سے باہر جانے کیلئے اٹھے، ہاتھ میں مٹی لے کر ان کفار کے چہروں کی طرف پھینکی اور آپ ﷺ نے "یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ" تک آیتیں "فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ" کی آیتیں تلاوت فرمائیں۔ ترجمہ: "اور نہیں اوپر سے ڈھانک دیا کہ انہیں کچھ نہیں سوجتا۔"

﴿بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب ہم غارِ ثور میں تھے تو مشرکین دہانے پر پہنچ گئے، تب میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: ''اگر یہ لوگ پاؤں کی طرف دیکھ لیں تو ہم پر نظر پڑ جائے۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا ظَنُّکَ بِاثْنَیْنِ اللہُ ثَالِثُھُمَا

ترجمہ: ''تم کیا گمان کرتے ہو، دو کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔''

تمہیں ان دونوں سے بے خوف رہنا چاہیے، جن دو کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین نے ہمیں بہت تلاش کیا مگر کوئی ہم کو نہ پا سکا بجز سراقہ بن مالک کے جو گھوڑے پر سوار تھا، اس پر میری نگاہ پڑی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس تلاش کرنے والے نے ہمیں پالیا ہے۔ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ''اندیشہ نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

جب ہمارے اور سراقہ کے درمیان صرف چند تیروں کا فاصلہ باقی رہ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعا کی: ''اے اللہ! تو جس طرح مناسب سمجھے، ہمیں اس سے بچا۔'' تو گھوڑے کے پیر اس کے پیٹ تک زمین کے اندر دھنس گئے۔

سراقہ نے کہا: ''اے محمد (ﷺ)! میں نے جان لیا ہے کہ یہ بھی آپ (ﷺ) کا معجزہ ہے، میں جانتا ہوں کہ درگزر اور رواداری آپ کی فطرت ہے، پس مہربانی کیجئے اور خدا سے دعا کیجئے کہ میں جان کے ضرر اور اس عذاب سے چھوٹوں، میرا وعدہ ہے کہ میں آپ دونوں حضرات کی خبر اور اس مقام کی اطلاع ہرگز کسی کو نہ دوں گا۔'' رحمت عالم ﷺ نے دعا کی تو اس کا گھوڑا نکل آیا اور وہ اپنی جان کی خیر مناتا ہوا واپس چلا گیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مشرکین مکہ سے بچ کر ہجرت کے سفر پر روانہ ہوئے، گھوڑے کی ٹاپوں جیسی آواز سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مڑ کر دیکھا تو ایک سوار ان کے نزدیک ہی پہنچ چکا تھا، آپ نے کسی قدر پریشان ہوکر کہا:

''اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ گھڑسوار ہمارے قریب آ گیا ہے۔'' پس حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! اس کو روک دے، اس کے بعد دیکھا تو وہ گھوڑے سے گر رہا تھا اور کہہ رہا تھا: اے اللہ کے سچے رسول ﷺ! میں اب آپ کا فرمانبردار ہوں اور اطاعت کیلئے حکم کا منتظر۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو اپنی جگہ ٹھہر اور کسی کو بھی ہماری طرف آنے نہ دے، یہ سوار سراقہ بن مالک تھا اور اس بارے میں حسب ذیل اشعار اس نے ابوجہل کو مخاطب کر کے کہے:

ابا حکم واللہ لوکنت شاھدا لامر جوادی اذ تسیخ قوائمه

علمت ولم تشکک بان محمدا رسول ببرھان فمن ذایقاومه

ترجمہ: ”اے ابوالحکم! خدا کی قسم! اگر تو اس وقت موجود ہوتا جب ان کے حکم سے میرے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس رہے تھے۔ اس وقت تو جان لیتا اور شک نہ کرتا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ برہان کے ساتھ رسول ہیں تو پھر ان کے مقابلے میں کون ٹھہر سکتا ہے۔“

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

غارِ ثور میں جنت کی نہر جاری:

(بسند ضعیف) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غارِ ثور میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے تو انہیں پیاس لگی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غار کے دھانے پر چلے جاؤ، وہاں جاکر پانی پی لو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہاں جاکر پانی پیا، وہ پانی شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا، پھر واپس آگئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی نہروں کی حفاظت جس فرشتے کے سپرد کی گئی اسے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تمہاری خاطر وہ جنت الفردوس کی نہر کا پانی غار کے دھانے تک لے آئے۔

﴿ابن عساکر﴾

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے ابومحمد کوفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے۔ انہوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ نے عزم مہاجرت فرمایا تو لوگوں نے مکہ میں ایک آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا کہ

ان يسلم السعد ان يصبح محمد

من الامن يخشى خلاف المخالف

ترجمہ: ”اگر وہ نیک بخت مسلمان ہوجائیں تو محمد (ﷺ) امن و آرام کے ساتھ رہیں اور انہیں کسی مخالف کی مخالفت کا اندیشہ نہ رہے۔“

قریش نے کہا: اگر ہم ان دو نیک بختوں کو جانتے ہوتے جن کے بارے میں ہم نے سنا تو ایسا ویسا اور یہ اور وہ کرتے، پھر دوسری رات کہتے سنا گیا:

فیا سعد سعد الاوس ان کنت ما نعا ویا سعد سعد الخزر جین الغطارف

اجیبا الی داعی الھدی و تمنیا علی اللہ فی الفردوس زلفة عارف

ترجمہ: ”تو اے گوش و ہوش والو! سن لو، ایک نیک بخت تو قبیلہ اوس کا سعد ہے، اگر تم اس کو روک سکو اور دوسرا نیک بخت قبیلہ خزرج کا سعد ہے جو ایک شریف سردار ہے۔ اے سعدین! تم ہدایت کے داعی کی طرف سے جواب دو اور اللہ تعالیٰ سے فرجنت دوس میں مرتبہ عارفاں یا درجہ معرفت کی تمنا کرو۔“

ام معبد کی بکریاں دودھ سے لبریز:

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا سے یہ بات معلوم ہوئی، انہوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو ہم تین دن اور تین رات ٹھہرے رہے، ہمیں معلوم نہ تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کس طرف تشریف لے گئے ہیں، چنانچہ ایک جن مکہ کے زیریں علاقے سے آیا اور اس نے کچھ اشعار گنگنائے اور لوگ اس کے تعاقب میں چلے، وہ اس کی آواز تو سنتے تھے مگر نظر نہ آتا تھا، حتی کہ مکہ کے بالائی مقام تک پہنچ گئے، وہ کہہ رہا تھا:

جزى الله رب الناس خير جزائه
رفيقين قالا خيمتى ام معبد

ترجمہ: ''اللہ جو لوگوں کا رب ہے، جزا دے اپنی بہترین جزا ان دونوں رفقاء کو، ان دونوں نے کہا: ام معبد کے دو خیمے ہیں۔''

بہت سے علماء نے جن میں بغوی، ابن مندہ اور طبرانی رحمھم اللہ وغیرہ نے ابوخالد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے ہجرت فرمائی تو حضور نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ مدینہ کی سمت روانہ ہوئے۔ ان حضراتِ مکرم ومحترم کے راہبر عبداللہ بن اریقط تھے۔ خیر البشر دونوں ساتھیوں کے ساتھ ام معبد خزاعیہ کے دونوں خیموں کے پاس پہنچے تو وہ عمر رسیدہ ونیکوکار خاتون اپنے خیمہ سے باہر چادر میں لپٹی بیٹھیں تھیں۔ انہوں نے اس مختصر اور برگزیدہ تر قافلے کی کھانے پانی سے تواضع کی۔

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے گوشت اور کھجوروں کے بارے میں دریافت کیا تا کہ ان سے کچھ خرید لیں، مگر بے چاری کے پاس موجود نہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: اے خاتون! یہ بکری کیسی ہے؟ انہوں نے کہا: بیمار ہے اسی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ نہیں گئی ہے اور دودھ بھی خشک ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر اجازت دو تو اس میں سے دودھ لوں؟

انہوں نے جواب دیا: ''اگر آپ ایسی بکری سے دودھ کیلئے پرامید ہیں تو میرا کیا ہرج ہے میری طرف سے اجازت ہے۔'' تو اس بکری کو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور ''بسم اللہ'' پڑھی اور ام معبد کی بکریوں کے حق میں دعا کی۔ بیمار بکری کے تھنوں میں دودھ اتر آیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ایک بڑے برتن میں ددھ دوہا۔ یہاں تک کہ وہ بھر گیا اور جھاگ کناروں سے اوپر آ گئے۔ آپ ﷺ نے ام معبد کو خوب سیر ہو کر دودھ پلایا، پھر ابوبکر اور عامر رضی اللہ عنہما کے بعد میں خود پیا اور ان سب افراد نے اس وقت تک شیر نوشی جاری رکھی جب تک برتن میں دودھ باقی رہا، جب ختم ہو گیا تو آپ ﷺ نے دوبارہ اس بکری سے دودھ نکالا اور وہ برتن بھی لبریز ہو گیا، جو ام معبد کے حوالے کر دیا گیا۔ اس کے بعد ام معبد سے بیعت لے کر آپ ﷺ آگے جانے کیلئے سفر پر روانہ

ہو گئے۔ام معبد کا شوہر چراگاہ سے گھر لوٹا تو کھانے میں اس کو دودھ بھی دیا گیا۔اس نے پوچھا: بیوی یہ کہاں سے آیا ہے؟ ام معبد نے بیتے حالات بیان کیے۔ابو معبد نے کہا: اے اچھی بیوی! اس اچھے اور عجیب مہمان کی کچھ علامتیں اور شناخت مجھ سے بیان کرو۔

اس کے جواب میں ام معبد نے کہنا شروع کیا: بہ حیثیت مجموعی وہ شخص نورانی صورت اور دل پذیر تھا۔ چہرہ وجیہہ، اخلاق پاکیزہ، جسم تنومند، آنکھیں روشن، قد سڈول، پلکیں دراز، آواز لطیف، ریش گنجان، ابرو باریک و باہمی پیوستہ، اگر خاموشی کی حالت میں دیکھو تو پُر تمکین و پُر وقار نظر آئیں، اگر گفتگو فرمائیں تو رخ انور اور ہاتھ بلند فرمائیں، لوگوں میں بیٹھیں تو سب سے خوبصورت دور سے نظر ڈالیں تو بارعب نظر آئیں، کلام شیریں، جملے جامع اور مختصر، باتوں میں بلا کا اثر، قد ناک میں عجیب تعدیل نہ کوتاہ نہ طویل، ان کے ساتھی احکام کی توجہ سے سماعت کرتے اور تعمیل کرتے ہیں۔مزاج میں اعتدال، تندی اور نہ سختی، ان کے مختصراً یہ اوصاف ہیں۔ابو معبد نے کہا: ''ہوں نہ ہوں وہ تو قریشی بزرگ ہین، جن کے بارے میں مکہ کے لوگوں نے ہمیں بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام دینے والے ہیں۔''

﴿ابونعیم﴾

بغوی نے بیان کیا ہے کہ ام معبد بیان کرتی تھیں کہ وہ بکری جس کا دودھ حضور نبی کریم ﷺ نے نکالا تھا، عہد فاروقی تک ان کے پاس رہی اور وہ ہر حالت میں ہمیشہ صبح و شام کثیر تعداد میں دودھ دیتی رہی۔

﴿ابونعیم﴾

مدینہ آمد پر مسلمانوں میں خوشی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر ہجرت کے موقع پر قبا سے چل کر مدینہ طیبہ پہنچے تو تمام مسلمانانِ مدینہ میں سے ہر ایک کی آواز تھی کہ آپ ﷺ اس کے مہمان رہیں وہ آگے بڑھتے اور ناقہ کی مہار پکڑ لیتے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اونٹنی کو چھوڑ دو، یہ اونٹنی مامور من اللہ ہے۔ یہ جہاں بیٹھے گی اسی جگہ ہمارا قیام ہوگا۔اس وقت بنی نجار کی لڑکیاں مسرت و شادمانی کے گیت خوش الحانی اور ترنم کے ساتھ گاتی اور ہاتھوں سے دَف بجاتی ہوئی نکل آئی تھیں۔

نحن جوار منْ بنی النجار
یا حبذا محمد من جار

ترجمہ: ''ہم نسل نجار سے شریف لڑکیاں ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کس قدر اچھے نگہبان پڑوسی ہیں۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب حضور نبی کریم ﷺ مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو یک زاویہ پر لڑکیوں اور لڑکوں نے مل کر گایا:

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
و جب الشکر علینا مادعا للہ داع
ایھا المبعوث فینا بالامر المطاع

ترجمہ: ''چودھویں رات کا چاند ثنیات اورالوداع سے ہم پر تو افگن ہوا ہے، پس ہم پر شکر خداوندی لازم ہے جب تک دعا گو خدا سے طلب دعا کریں، اے ہمارے لیے انتخاب شدہ اور تشریف فرما، آپ قابل عمل (اور باعث فلاح) امور (کا تحفہ) لے کر تشریف فرما ہوئے ہیں۔''

﴿بیہقی﴾

اے صہیب بیع کے تین نفعے ہیں: (فرمان رسول اللہ ﷺ)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہاری (یعنی مسلمانانِ مکہ کی) ہجرت کا مقام دکھایا گیا جو سنگلاخ اور شور زار علاقے کے درمیان ہے۔ میرے خیال میں وہ مقامِ ہجر ہوسکتا ہے یا مقام مدینہ۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے مکہ سے نکلنے کا ارادہ کیا مگر غیر مسلم قریشیوں نے مجھ نہیں جانے دیا، میں نے خواہش ہجرت کے اضطراب میں اس روز پوری رات ٹہلتے گزاری، یہ دیکھ کر قریش نے کہا: شاید تم پیٹ کے شدید درد میں مبتلا ہو گئے ہو، پھر وہ شب کی نیند سو گئے۔

اس کے بعد میں پھر ایک دفعہ ہجرت کے ارادے سے نکل پڑا، اب کی مرتبہ بھی ان لوگوں نے مجھے دیکھ لیا اور پکڑ کر واپس لے جانا چاہتے تھے۔ میں نے ان سے کہا: ''اگر میں چند اوقیہ سونا تم کو دے دوں تو کیا پھر تم میرا راستہ چھوڑ دو گے؟'' وہ اس پیشکش پر راضی ہو گئے۔ پس میں انہیں لے کر پھر مکہ آیا اور ان سے کہا: اس دروازے کی چوکھٹ کے نیچے کھود کر نکال لو، پھر میں سفر پر روانہ ہو گیا اور قبا پہنچ کر رسول اللہ ﷺ سے جا کر مل گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی نظر مجھ پر پڑی تو ارشاد فرمایا:

اے ابو یحییٰ رضی اللہ عنہ بیع کے تین نفعے ہیں۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے پاس مجھ سے پہلے کوئی نہیں آیا جس نے آپ ﷺ کو اس کی خبر دی ہو، سوائے اس کے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر آپ کو مطلع فرمایا ہے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کی مدینہ طیبہ میں جلوہ گری

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو اکثر لوگ پہلی فرصت میں آپ کے پاس حاضر ہو رہے تھے، میں بھی گیا۔ جب میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو یقین ہو گیا کہ ایسا چہرہ کسی جھوٹے مدعی کا نہیں ہو سکتا۔ آپ اس وقت کہہ رہے تھے:

"یا ایها الناس اطعموا الطعام وافشوا السلام و صلوا الارحام و صلوا باللیل وللناس نیام تدخلوا الجنة بسلام."

ترجمہ: "اے لوگو! کھانا کھلاؤ، کھل کر سلام کرو، صلہ رحمی کرو، راتوں کو نماز پڑھو، جبکہ لوگ سو رہے ہوں تاکہ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو۔"

﴿ابن سعد، ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی﴾

صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو دوسرے دن صبح کو میرے باپ اور چچا ابویاسر بن اخطب حضور نبی کریم ﷺ کے پاس گئے جب وہ دونوں آئے تو میں نے اپنے چچا کو کہتے سنا وہ میرے باپ سے کہہ رہے تھے: "کیا وہ نبی یہی ہیں؟" انہوں نے کہا: "ہاں۔" خدا گواہ ہے۔ انہوں نے پھر پوچھا: "کیا تم ان کی شناخت کے بارے میں کچھ علامات جانتے ہو؟" انہوں نے جواب دیا: "ہاں! یقین کے ساتھ۔" پھر انہوں نے پوچھا: "تمہارے دل میں ان کی عداوت ہے یا محبت؟" تو انہوں نے جواب دیا: "عداوت اور مرتے دم تک عداوت رہے گی۔"

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ یہود کے ایک معبد میں تشریف لے گئے، میں آپ کے ساتھ تھا، وہاں معبد کے آبادکار یہودی موجود تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: مجھے ایسے بارہ آدمی دکھاؤ جو گواہی دیں کہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ" تاکہ اللہ تعالیٰ ہر اس یہودی سے جو آسمان کے نیچے زمین پر موجود ہے اور غضب الٰہی سے لاحق ہے، اللہ تعالیٰ اس سے اپنے غضب کو دور فرمادے۔

حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمام یہودی خاموش رہے، اور ان میں سے کسی ایک نے بھی کوئی جواب نہ دیا، پھر آپ نے دوبارہ فرمایا اور کوئی جواب نہ ملا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم انکار کرتے ہو، سمجھ لو کہ میں حاشر ہوں، عاقب ہوں، نبی مصطفیٰ (ﷺ) ہوں۔ اس سچائی پر تم ایمان لاؤ یا جھٹلاؤ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پھر آپ ﷺ لوٹ چلے، ہم معبد سے باہر آنے والے تھے کہ ایک شخص کو پیچھے سے کہتے ہوا سنا:

"اے محمد (ﷺ)! ٹھہر جائیے، حضور ٹھہر جائیے کے کلمات سن کر حضور نبی کریم ﷺ آواز کی جانب متوجہ ہوئے، ایک شخص نظر آیا، پھر اس نے معبد کے یہود کو مخاطب کر کے کہا: "اے گروہ یہود! حق گوئی اور راست بازی کو اپناؤ اور بتاؤ کہ میرے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟"

یہود نے جواب دیا: "انصاف کی بات تو یہ ہے کہ ہم کسی ایک شخص سے بھی واقف نہیں ہیں جو علم کتاب اور اس کے ذریعہ مسائل کا استنباط کرنے میں تم سے اور تمہارے آباؤ اجداد سے زیادہ مہارت اور صلاحیت رکھتا ہو اور حق پسندی اور ایمان داری کے بارے میں تمہارے لیے ہمارا ایسا ہی خیال ہے۔"

اس کے بعد اس شخص نے کہا: میں محمد ﷺ کے بارے میں ان تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر،

جن کے بارے میں آپ لوگوں نے ابھی اعتراف کیا ہے، شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے وہی نبی ہیں جن کی بشارت تم توریت میں پاتے ہو اور جن کے بارے میں تم کو یہ انتظار تھا کہ وہ مبعوث ہوں اور ہم کو محکومیت کی ذلت سے نجات دلائیں۔ یہ شہادتیں سن کر یہود نے جواب دیا:

''تو جھوٹا ہے اور شاید دین سے برگشتہ ہو چکا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹ نہ بولو اور متضاد باتیں کرنے سے حجاب کرو، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے وحی کی:

قُلْ اَرَءَ یْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ كَفَرْتُمْ بِهٖ

﴿سورۃ الاحقاف﴾

ترجمہ: ''تم فرماؤ بھلا دیکھو اگر وہ قرآن اللہ کے پاس سے ہو اور تم نے اس کا انکار کیا۔''

﴿ابن اسحاق، بیہقی، ابونعیم﴾

یہود کے سوالات اور نبی کریم ﷺ کے جوابات:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہودیوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی، انہوں نے کہا: ہم آپ سے چند باتیں پوچھتے ہیں: کیونکہ ان کے بارے میں غیر نبی کچھ نہیں جانتا۔

(۱) بتائیے وہ کون سا کھانا ہے، جس کو بنی اسرائیل نے خود اپنے اوپر حرام کر لیا تھا؟

(۲) بتائیے کہ نسل انسانی میں لڑکے اور لڑکی کی تخلیق میں یہ فرق کس وجہ سے ہوتا ہے؟

(۳) بتائیے کہ عام افراد سے نبی میں امتیازی فرق کیا ہوتا ہے؟

ان کے سوالات کو سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم لوگوں کے اندر کچھ بھی صداقت پسندی کی رمق باقی ہے تو تم سمجھ لو کہ بنی اسرائیل جب بیماریوں میں مبتلا ہوئے اور ان کے مرض نے شدت اور طوالت اختیار کی تو انہوں نے نذر مانی کہ اللہ ہم کو اس موذی مرض سے شفایاب فرما دے تو ہم رضا کارانہ طور پر اپنے اوپر ہر وہ کھانا حرام کر لیں گے جو ہمیں ہر کھانے سے زیادہ مرغوب ہے اور اس طرح انہوں نے از خود ''اونٹ کا گوشت اور اونٹنی کا دودھ اپنے اوپر حرام کر لیا۔'' اس پہلے سوال کا جواب پا کر یہود کے معبدی پجاریوں نے کہا: ''یہ حقیقت ہے، آپ نے ٹھیک فرمایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ مرد کا مادہ غلیظ اور سفید اور عورت کا رقیق اور زرد ہے، ان میں سے جو مادہ دوسرے پر غالب آ جائے گا تو سنت اللہ کے مطابق عمل تخلیق سے گزرنے والا بچہ، غالب مادہ والے کی جنس اختیار کرے گا۔ معبد کے پادریوں نے برملا کہا: ''آپ نے صحیح فرمایا۔''

بعد ازاں تیسرے اور آخری سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا: ''تمام انسانوں پر اور کل اعضاء و جوارح پر نیند کا اثر اور غفلت طاری ہو جاتی ہے، سوائے انبیائے کرام علیہم السلام کے کہ ان کی صرف آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے۔ یہود نے جواب کی صحت کی تصدیق کی۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ طیبہ کے ایک باغ میں گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد چند یہودی ہمارے پاس سے گزرے اور ایک نے دوسرے سے کہا:

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے روح کے بارے میں پوچھو۔'' دوسرے نے جواب دیا: ''مت پوچھو'' ہوسکتا ہے کہ وہ کوئی ایسی بات فرمادیں جو تمہیں ناگوار ہو۔''

ایک ادنیٰ توقف کے بعد انہوں نے پوچھ ہی لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کچھ دیر سکوت اختیار فرمایا، جس کے بعد اندازِ خاموشی سے ہم نے سمجھ لیا کہ وحی کا نزول ہو رہا ہے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ختم ہوا تو فرمایا:

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صوریا سے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے توریت میں شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کا حکم دیا ہے؟ ابن صوریا نے جواب دیا: ہاں! خدا گواہ ہے یہی حکم ہے پھر کہا: اے ابوالقاسم! یہود خوب جانتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں مگر وہ قومی عصبیت کی بنا پر آپ سے حسد کرتے ہیں۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے دوسرے سے کہا: آؤ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس چلیں اور ان سے آیہ کریمہ

''وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ''

(سورۂ اسرائیل)

ترجمہ: بے شک ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو روشن نشانیاں دیں۔''

کے بارے میں پوچھیں، پس وہ دونوں آئے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان نو نشانیوں کے بارے میں سوال کیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، سرقہ نہ کرو، زنا نہ کرو، غیر واجب قتل نہ کرو، جادو وغیرہ نہ کرو، سود نہ لو، کسی بے گناہ کو قتل نہ کرو، نہ سزا دو، عفت مآب عورتوں پر تہمت نہ دو اور ہفتہ کے روز خاص طور پر ظلم و طغیان سے اور ہر ممنوعہ کام سے پرہیز کرو۔

ان جوابات کو سن کر ان دونوں یہودیوں نے آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور کہا: ہم دونوں گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہیں میری رسالت پر یقین ہے تو مجھ پر ایمان لا کر اسلام قبول کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ ہمیشہ ان کی اولاد میں نبوت رہے گی، یہود کا اس روایت پر پختہ

یقین ہے، اس لیے ہمیں خوف ہے کہ یہود ہم کو قتل کر دیں گے۔

﴿ترمذی، نسائی، ابن ماجہ﴾

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی عالم آیا اور اس نے پوچھا: جس روز اس زمین کو ایک دوسری زمین سے بدل دیا جائے گا، اس وقت بنی آدم کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پل کے قریب ظلمت میں۔''

اس نے پوچھا: سب سے پہلے جو پل پر سے گزریں گے، وہ کون لوگ ہوں گے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فقراء ومہاجرین۔'' اس نے پوچھا: جنت میں داخلہ کے بعد، ان کیلئے سب سے پہلا تحفہ کیا ہوگا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''زیادہ تر مچھلی کا جگر ہوگا۔'' اس نے پوچھا: جنتیوں کا صبح کا کھانا کیا ہوگا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ان کیلئے جنت کا وہ بیل ذبح کیا جائے گا جو جنت کے چراگاہوں میں آزادانہ چرتا پھرتا ہے۔'' اس نے پوچھا: اس کے ناشتہ کے بعد وہ کیا شئے نوش کریں گے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''مِنْ عَيْنًا فِيهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيلًا.''

یہ جوابات پا کر یہودی عالم نے کہا: آپ ﷺ نے تمام جوابات درست فرمائے۔ اس کے بعد اس نے لڑکے اور لڑکی کے اسباب پیدائش کے بارے میں بھی سوال کیا اور آپ نے جواب برحق عطا فرمایا۔

﴿مسلم﴾

حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرنے والے ستاروں کا نام:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی آیا اور اسنے کہا:

''اے محمد (ﷺ)! ان ستاروں کے بارے میں بتائیے جن کو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آگے سجدہ کرتے دیکھا؟ نیز ان ستاروں کے نام بھی بتائیے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا جواب نہ دیا اور وہ یہودی چلا گیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ ﷺ کو یہودی کے سوال کے بارے میں تعلیم کیا، پس آپ نے یہودی کو بلایا، جب وہ حاضر ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا: ''اگر میں تیرے سوال کا جواب درست طور پر دے دوں تو کیا تو دعوت اسلام کو قبول کرلے گا؟'' اس نے اقرار کیا، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے ان ستاروں کے نام بتائیے۔ ''حرثان، طارق، ذیال، کتفان، دالفرع، وثاب، عمودان، قابس، ضروح، مصبح، نیلق، ضیاء اور لور۔'' حضرت یوسف علیہ السلام نے آسمان کے افق پر ان ستاروں کو اپنے آگے سجدہ کرتے دیکھا۔ یہودی ماہر دینیات نے کہا: بے شک ان ستاروں کے یہی نام ہیں۔

﴿سعید بن منصور، ابن جریر، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز یہودی عالم بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا،

اس وقت آپ ﷺ سورۂ یوسف کی تلاوت کر رہے تھے۔ جب آپ پڑھ چکے تو اس نے کہا: قصہ یوسف علیہ السلام آپ کو کس نے بتایا؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ اس کے بعد اس نے بنی اسرائیل میں جا کر کہا: محمد (ﷺ) قرآن کو توریت کے مطابق ہی پڑھتے ہیں۔ اس اطلاع پر یہودیوں کو حیرت ہوئی اور وہ اپنے اس عالم کے ساتھ بڑے اشتیاق کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہودیوں نے آپ کے چہرے بشرے سے پہچان لیا، وہ چادر کے ڈھلک جانے سے مہر نبوت کو دیکھ سکے۔ حضور نبی کریم ﷺ سورۂ یوسف کا بقیہ ختم کر رہے تھے، وہ سلیم الطبع لوگ تھے، بڑے متاثر ہوئے اور اسلام قبول کر کے امت مسلمہ میں شامل ہو گئے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے کچھ یہودیوں سے فرمایا: اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے اور مخلص ہو تو پھر جنت میں تمہاری آباد کاری ضروری ہے، تو تم کہو: "اے ہمارے پروردگار! ہمیں ابھی موت دیدے۔" مگر میں کہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا کہنے کیلئے آمادہ نہ ہوگا اور اگر کوئی یہ دعا کرے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ اس کا لعاب گلے میں حائل ہو جائے گا، نفس کی آمد و شد رک جائے گی، اس موقع پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی: "وَلَنْ یَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا" (سورۂ البقرہ) تم اگر سچے ہو تو موت کی آرزو تو کرو، لیکن ان اعمال کی وجہ سے جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں۔ یہ کبھی اس کی آرزو نہیں کریں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جرمقانی حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب کے پاس آیا اور پوچھا: تمہارے سردار کہاں ہیں جو دعویٰ نبوت کرتے ہیں؟ میں ان سے ملوں گا اور گفتگو کے بعد سمجھ سکوں گا کہ وہ اپنے دعوے میں صادق ہیں، یا کاذب۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو وہ آپ ﷺ کے قریب بیٹھا اور کہا: اپنی منزلہ کتاب الہامی سے کچھ مجھے سنائیے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے چند آیات تلاوت کیں۔ وہ سن کر کہنے لگا: واللہ! حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سماوی تورات اور آپ کا الہامی قرآن ایک ہی آفتاب کا نور ہیں۔ آپ ﷺ کا دعویٰ صادق اور اس کو نہ ماننے والے کاذب ہیں۔

﴿عبداللہ بن احمد، زوائد المسند﴾

نبی کریم ﷺ کی دعا سے مدینہ وباؤں سے محفوظ ہو گیا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہ سرزمین، سب زمینوں سے زیادہ وباء رسیدہ اور امراض آلود تھی، تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کیلئے دعا کی:

> "اے اللہ! مدینہ کو ہمارے لیے ایسا ہی محبوب بنا دے جیسا کہ مکہ ہے بلکہ اے اللہ! اس سے بھی کچھ زیادہ۔ ہمارے صاع اور مد میں برکت دیدے اور اس کی سرزمین کو ہمارے لیے صحت افزا بنا دے اور یہاں کی وباؤں کو جحفہ منتقل کر دے۔"

﴿بخاری، مسلم﴾

ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں مدینہ کے وبا مشہور تھی۔ ہجرت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جحفہ کی طرف منتقل کرنے کی دعا کی پھر جحفہ کی حالت یہ ہوگئی کہ بچہ پیدا ہوتا اس کو صحت مند حالت میں جوان ہونا شاذونادر ہوگیا، اس کو وبائی بخار آتے اور پچھاڑتے رہتے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ایک سیاہ فام، بدشکل اور پریشان بالوں والی عورت کو مدینہ سے نکلتے دیکھا۔ یہاں تک کہ وہ کوچ کرکے مہیعہ پہنچ گئی اور اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اب مدینہ کی وباء مہیعہ جو کہ مقام جحفہ کے مضافات میں ہے، پہنچ گئی ہے۔

﴿صحیح، بخاری﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ طیبہ کے دہانوں پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے مامور ہیں، اس شہر میں طاعون داخل ہوگا نہ دجال۔

﴿بخاری، مسلم﴾

روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو اکثر مکی باشندے جو ہجرت کرکے آچکے تھے، بے چارے مدینہ کے بخار میں مبتلا ہوگئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کیلئے دست مبارک اٹھائے اور التجا کی: ''الہ العالمین! ہم سے وبا کو منتقل فرمادے۔'' ان دعایہ کلمات کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا۔ دوسرے دن صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات بہ حالت خواب بخار کی وبا کو مجھے دکھایا گیا، وہ کالی، بکھرے بال والی بڑھیا تھی جس کے گلے میں کپڑا بندھا ہوا تھا اور مجھے بتایا گیا کہ یہ بخار ہے، پھر دکھانے والے نے مجھ سے پوچھا کہ اس کا کیا کیا جائے تو میں نے کہا کہ اس کو خم میں بند کردیا جائے۔

﴿زبیر بن بکار، اخبار مدینہ﴾

ابوہشام عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز صبح کو مدینہ کے مضافات سے کوئی شخص حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا: ''راہ میں کسی سے تمہاری ملاقات ہوئی؟'' اس نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے تو کوئی ملا نہیں، البتہ سیاہ چہرے، برہنہ تن ایک عورت ملی تھی، جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔

آپ نے فرمایا: مدینہ کا بخار تھا۔ آج کے دن کے بعد اب وہ کبھی اس شہر میں نہ آئے۔

مدینہ کیلئے برکت کی دعا:

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے جد سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا اور میں نے مدینہ طیبہ کو نیز میں مدینہ کے مد اور صاع میں برکت کیلئے دعا کرتا ہوں، جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ مکرمہ کیلئے دعائے برکت کرچکے ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عبداللہ بن الفضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے رب کائنات! میں تجھ سے مدینہ والوں کیلئے مکہ والوں کی طرح دعا کرتا ہوں۔''

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم مطمئن ہوگئے کہ مدینہ کی زندگی اور اس کے کاروبار میں بھی مکہ کی طرح برکت ہمارے شامل حال رہے گی۔

﴿تاریخ بخاری﴾

مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت معجزات کا ظہور:

ابن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنی اس مسجد کا قبلہ اس وقت رکھا جب میرے سامنے خانہ کعبہ کو رکھا گیا۔

﴿زبیر بن بکار، اخبار مدینہ﴾

حضرت داؤد بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی کی بنیاد اس وقت رکھی جب حضرت جبرئیل علیہ السلام کعبہ کی سمت دیکھ رہے تھے اور اس مسجد و کعبہ کے درمیان تمام حجابات کو اٹھا دیا گیا تھا۔

﴿زبیر بن بکار، اخبار مدینہ﴾

خلیل بن عبداللہ ازدی رضی اللہ عنہ نے ایک انصاری صحابی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو مسجد کے گوشوں پر کھڑا کیا تاکہ آپ ان لوگوں سے کام لے کر سمت قبلہ کو درست فرمالیں، اسی دوران حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لے آئے تاکہ آپ کو تائید خداوندی مل سکے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: آپ سمت کعبہ رخ کر لیجئے، آپ نے اسی طرح کیا، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اشارہ کر کے حضور نبی کریم ﷺ اور بیت اللہ کے درمیان پہاڑ یا اور جو کچھ حائل تھا، اس کو رفع کر دیا، آپ ﷺ کی نگاہ کعبہ شریف پر جمی تھی۔

﴿زبیر بن بکار، اخبار مدینہ﴾

شموس بنت نعمان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کے موقع پر تشریف لائے تو میں پذیرائی کے لئے حاضر ہوا تھا اور میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا۔ آپ نے قبا میں مسجد کی بنیاد رکھی، وہاں اقامت ہوئی اور آپ نے نماز پڑھائی۔ تعمیر مسجد کے موقع پر میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو پتھر اٹھاتے بھی دیکھا، وہ پتھر آپ کا اپنے وزن سے جھکا دیتے تھے۔

﴿طبرانی لکبیر﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ مسجد صنعاء میں قائم کی جاتی تو وہ میری ہی مسجد ہوتی۔

﴿زبیر بن بکار، اخبار مدینہ﴾

تحویل قبلہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی تو ۱۶ سال بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی، مگر حضور نبی کریم ﷺ کی خواہش یہ رہی کہ قبلہ نماز کعبۃ اللہ کو کر دیا جائے، چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے جبرئیل علیہ السلام! میں چاہتا ہوں کہ اللہ

تعالیٰ میرے رخ کو یہود کے قبلے سے پھیر دے۔''

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: میں تو بہر حال بندہ ہوں، آپ اپنے رب سے درخواست کیجئے۔ بہر حال نماز کیلئے جب آپ ﷺ بیت المقدس کی طرف رخ کرتے تو اپنا سر مبارک آسمان کی جانب اٹھاتے، یعنی عرض مدعا کے طور پر اس پر ارشاد خداوندی ہوا:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔''

﴿ابن سعد﴾

فائدہ:

یہ ہے وہ اصل حکم جو تحویل قبلہ کے بارے میں دیا گیا تھا، یہ حکم رجب یا شعبان ۲ ہجری میں نازل ہوا۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بشر بن براء معزور رضی اللہ عنہ کے ہاں دعوت پر گئے ہوئے تھے۔ ظہر کا وقت ہو گیا اور آپ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھانے کھڑے ہوئے۔ دو رکعتیں پڑھا چکے تھے کہ تیسری رکعت میں یکا یک بذریعہ وحی مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی، پس اسی وقت آپ ﷺ اور آپ کی اقتداء میں جماعت کے تمام لوگ بیت المقدس سے کعبے کے رخ پھر گئے۔ اس کے بعد مدینہ طیبہ اور اطراف مدینہ میں اس کیلئے عام منادی کی گئی۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ایک مقام پر منادی کی آواز اس حالت میں پہنچی کہ ایک جماعت رکوع میں تھی حکم سنتے ہی سب کے سب اسی وقت اور اسی حالت میں کعبے کی سمت پر مڑ گئے۔ (از مترجم)

نماز کیلئے اذان کا طریقہ:

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا ارادہ ہوا کہ اوقات نماز پر گھروں سے لوگوں کو بلانے کیلئے کچھ افراد کو مقرر کر دوں اور ایک طریقہ یہ بھی خیال میں آیا کہ کچھ لوگوں کو اس کام پہ مقرر کر دوں کہ وہ چھتوں پر چڑھ کر مسلمانوں کو نماز کیلئے آوازیں دیں، پھر اصحابِ انصار میں سے ایک شخص آیا اور اس نے کہا:

میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک سبز پوش شخص مسجد کے دروازے پر کھڑا تھا، پھر اس نے اذان دی پھر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر کھڑا ہوا اور اذان کے کلمات کو دہرایا مگر اس مرتبہ نے اس ''قد قامت الصلوۃ'' کا اضافہ کر دیا اور اس مشاہدہ کے وقت میری حالت یہ تھی کہ اگر مجھے لوگوں کا ڈر نہ ہوتا تو بتا دیتا کہ دیکھنا بہ حالت خواب نہ تھا، بیداری میں تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے، اللہ تعالیٰ نے تم کو خیر کو دکھا دیا لہٰذا اب تم بلال سے کہہ دو کہ وہ اذان دیں۔

اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: ”جو کچھ میرے اس انصاری بھائی نے دیکھا اور بیان کیا ہے وہی میں بھی دیکھ چکا ہوں، مگر چونکہ یہ اس کے اظہار و بیان میں پہل کر چکے تھے، اس لیے مجھے حیا آئی کہ میں بھی فوراً بیان کرنے لگوں۔

﴿ابوداؤد، بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغرض اعلان صلوٰہ بوق اور قرنا کے استعمال کا ارادہ فرمایا۔ میں نے اس موقع پر ایک سبز پوش شخص کو خواب میں دیکھا جس کے پاس ناقوس تھا، میں نے اس سے کہا: اے بندۂ خدا! کیا ناقوس کو بیچے گا؟ اس نے پوچھا: ”تم اس کا کیا کرو گے؟“ میں نے جواب دیا: ”اس سے اقامت صلوٰۃ کیلئے اعلان کروں گا۔“ اس نے کہا: کیا میں تم کو اس سے بہتر بات نہ بتاؤں، اور وہ یہ کہ تم آوازوں سے کہو:

اللہ اکبر، اللہ اکبر اور پوری اذان کہی۔ پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی، اتنے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا: خدا کی قسم! میں نے بھی وہی دیکھا ہے جو انہوں نے دیکھا ہے۔

﴿ابن ماجہ﴾

مختلف غزوات میں نصرت الٰہی اور معجزات کا ظہور:

غزوۂ بدر میں معجزات کا ظہور:

- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ

﴿سورۂ آل عمران﴾

ترجمہ: ”اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی۔“

- اور فرمایا:

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ

﴿سورۂ الانفال﴾

ترجمہ: ”جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے۔“

- ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے:

اِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِىْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا

﴿سورۂ الانفال﴾

ترجمہ: ”جب لڑتے وقت تمہیں کافر تھوڑے کر کے دکھائے۔“

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ کرنے لگے تو وہ

امیہ بن خلف بن صفوان کے پاس ٹھہرے، کیونکہ سفرِ شام کے سلسلہ میں جب وہ مدینہ سے گزرتا تو وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہرا کرتا تھا۔

ایک روز امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: "آپ تھوڑی دیر توقف فرمائیں، تاکہ دوپہر ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں، اس موقع پر جا کر آپ طواف کر لینا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ دوپہر میں مصروف طواف تھے کہ اتفاقاً ابوجہل پہنچ گیا اور اس نے کہا نہ معلوم کون شخص طواف کر رہا ہے؟ اس کا یہ قول حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے سن لیا اور فرمایا: میں سعد بن معاذ ہوں۔ ابوجہل نے کہا: "کس قدر بے خوفی کے ساتھ تم طواف کر رہے ہو؟ باوجود یہ کہ تم نے محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو اپنے شہر میں ٹھہرایا اور منظم کرنے کا موقع دیا ہے۔" اس کے بعد دونوں میں نہایت برہمی کے ساتھ تیز کلامی ہوئی۔ یہ صورت حال دیکھ کر اُمیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا:

"اے سعد! اس قدر جذباتی نہ بنو اور ابوالحکم کے مقابلے میں اپنی آواز کو بلند نہ کرو، کیونکہ یہ اس وادی کا سردار ہے۔"

اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اگر تم لوگ مجھ کو طواف کرنے سے روکتے ہو، تو میں بھی تمہارے لیے ملک شام کی گزرگاہ کو بند کر دوں گا۔" اُمیہ (میزبان حضرت سعد رضی اللہ عنہ) برابر توجہ دلاتا رہا اور آواز کو بلند نہ کرنے اور خاموش ہو جانے کی تلقین کرتا رہا۔ اس کے اس طرزِ عمل پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور آپ نے امیہ سے فرمایا: تو ان باتوں سے باز رہ اور خبردار ہو جا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ نے بتا دیا ہے کہ یہ ابوالحکم تیرا قاتل ہے۔

امیہ نے کہا: "کیا یہ مجھے قتل کرے گا؟" حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہاں! یقیناً۔"

اُمیہ کے ذہن کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اطلاع نے خاصا متاثر کر دیا کیونکہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے اقوال کے بارے میں زندگی بھر کا تجربہ رکھتا تھا۔

وہ مکان پر اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے کہا: تمہارے مدنی ابن معاذ (رضی اللہ عنہ) نے ایک خاص خبر مجھے سنائی ہے۔ اس نے پوچھا: کیا بتایا ہے؟ امیہ نے کہا: محمد (ﷺ) کے بارے میں بتاتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہے: "امیہ کا قاتل ابوالحکم ہے۔" بیوی نے جواب دیا: محمد (ﷺ) کی کوئی بات غلط نہیں ہوتی۔

چنانچہ مشرکین مکہ نے جب مدینہ پر حملہ کرنے کیلئے تیاریاں شروع کیں اور لوگ امیہ کے پاس آئے تو اس کی بیوی نے کہا: تمہیں وہ بات یاد نہیں جو تم سے مدنی بھائی نے کہی تھی؟ امیہ نے جواب دیا: یاد ہے اب نہ جاؤں گا۔ امیہ کے انکار کرنے پر ابوجہل نے کہا: تم قریش کے سرداروں میں ہو، تمہارے نہ چلنے سے عوام بددل اور بے حوصلہ ہو جائیں گے، خواہ چند روز میں لوٹ آنا مگر ساتھ میں میں چلنا ضروری ہے، لہٰذا وہ لشکر کفار کے ساتھ آ گیا اور بدر میں مارا گیا۔

﴿بخاری، بیہقی﴾

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش جب بدر کی طرف مجتمع ہو کر آئے اور رات میں جحفہ میں قیام کیا تو ان میں بنی عبدالمطلب بن عبد مناف کا ایک شخص تھا، جس کا نام جہیم بن الصلت تھا۔ جہیم نے اپنے سر کو ٹیک دیا اور وہ سو گیا۔ پھر وہ چونک پڑا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا: کیا تم نے اس سوار کو دیکھا ہے جو ابھی میرے پاس سے کھڑا تھا۔

لوگوں نے کہا: نہیں! کیا پاگل پن کی باتیں کر رہے ہو، اس نے کہا: میرے پاس ابھی ابھی ایک سوار کھڑا تھا، اس نے کہا: ابوجہل، عتبہ، شیبہ، زمعہ ابوالبختری، امیہ بن خلف اور مشرکین مکہ کے بہت سے سردار قتل ہوں گے، اس کے ساتھیوں نے کہا: شیطان نے تیرے ساتھ کھیل کیا ہے اور یہ بات ابوجہل سے بیان کی۔ اس نے کہا: بنی مطلب کے جھوٹے کے ساتھ بنی ہاشم کے جھوٹ کو تم نے ملا دیا ہے۔ کل تم دیکھ لو گے کہ کون قتل ہوتا ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ اہل بدر کے مسلمانوں کی تعداد تین سو تھی۔ اتنی ہی تعداد جتنی کہ اصحاب طالوت کی تعداد تھی، جنہوں نے طالوت کے ساتھ نہر کو عبور کیا تھا۔

﴿بخاری﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا: بدر کے دن ہمارے ساتھ صرف دو ہی گھوڑے تھے، ایک گھوڑا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا اور دوسرا حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے بدر کے موقع پر دو کافروں کو پکڑا جن میں سے ایک تو بھاگ گیا، ہم نے گرفتار کردہ مشرک سے پوچھا: تمہاری کل تعداد کتنی ہے؟ اس نے کہا: قریش کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ جنگجو اور بہادر ہیں۔ ہم نے اسے زدوکوب بھی کیا مگر وہ برداشت کر گیا۔ اس کے بعد ہم اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے، مگر اس نے اپنے لشکر کی تعداد بتانے سے صاف انکار کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم لوگ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہو؟'' اس نے جواب دیا: ''روزانہ دس اونٹ ذبح کرتے ہیں۔'' اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ لوگ ایک ہزار ہیں، اس لیے کہ ایک اونٹ سو افراد کو کافی ہوتا ہے۔''

﴿بیہقی﴾

حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدی سے دریافت کیا، کتنے اونٹ ذبح کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا: ایک دن نو اور ایک دن دس۔ آپ نے فرمایا: یہ لوگ نو سو اور ہزار کے درمیان ہیں۔

﴿ابن اسحاق﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے روز مشرکین مکہ کی تعداد ہمیں بہت کم نظر

آرہی تھی حتی کہ میں نے اپنے برابر والے مسلمان سے پوچھا تمہیں کافروں کی تعداد کس قدر معلوم ہوتی ہے؟ اس نے کہا: سو سے زیادہ نہیں، جب ہم نے ان کے ایک شخص کو قید کیا تو اس کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ وہ تو ایک ہزار ہیں۔

﴿بیہقی، ابن سعد، راہویہ، ابن منیع﴾

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر کے دن لیٹ گئے اور ارشاد فرمایا: ''جنگ شروع نہ کرنا، جب تک میں اجازت نہ دوں۔'' پھر آپ ﷺ گہری نیند سو گئے، اور پھر بیدار ہوئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو خواب میں ان کی تعداد بہت کم دکھائی اور مشرکین کی آنکھوں میں مسلمان بہت کم نظر آئے، یہاں تک کہ ایک دوسرے پر لڑنے میں حریص ہوا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر جب ہم صف بندی کر رہے تھے، تو رسول اللہ ﷺ کی نظر مشرکین میں اس شخص پر پڑی جو سرخ اونٹ پر اپنے لشکر میں ادھر سے ادھر پھر رہا تھا، چونکہ وہ زیادہ قریب نہ تھا، اس لیے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ وہ کون ہے؟ تھوڑی دیر بعد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور بتایا کہ وہ شتر سوار عتبہ ہے، لوگوں کو جنگ سے باز رہنے کی تلقین کر رہا ہے، اور واپس ہونے کا مشورہ دے رہا ہے۔

وہ کہہ رہا ہے: ''اے قریشی سردارو! تم آج کے دن میرے سر پر پٹی باندھ دو اور کہہ دو عتبہ بن ربیعہ بزدل ہو گیا ہے۔'' مگر ابوجہل اسکے مشورہ کو قبول کرنے کیلئے راضی نہیں ہے۔

✿ (بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں اس قدر زیادہ ہے کہ وہ لوگ اگر اپنے بوڑھے کا کہا مان لیں گے تو بچ سکیں گے۔)

﴿بیہقی﴾

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب بدر کی طرف روانہ ہونے کیلئے سرفروشانِ اسلام کو حکم دیا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قدم بڑھاؤ، میں مشرک مقتولین میں سے ہر ایک کے گرنے اور مرنے کی جگہ دیکھ چکا ہوں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے موقع پر مشرکین پر نظر کی اور پھر ارشاد فرمایا: ''اے دشمنانِ دین حق! تم نے راہِ نجات اختیار نہ کی اور ایسے لوگوں کو مارنے اور مٹانے آگئے جو ہر انسان کی بھلائی کیلئے حریص ہیں، خیر! اب تم اس سرخ پہاڑ کے پہلو میں مارے جاؤ گے۔''

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی دعا گو کو حق تعالیٰ سے اتنا پرزور الفاظ میں دعا کرتے نہ دیکھا جیسا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو بدر کے معرکہ کے وقت دیکھا۔

﴿بیہقی﴾

غزوہ بدر میں فرشتوں کا نزول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا، جب بدر کا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے مشرکوں کے لشکر کی طرف دیکھا، ان کی تعداد ایک ہزار تین سو سترہ تھی۔ پھر آپ ﷺ نے رو بہ قبلہ ہو کر دعا کیلئے دست سوال دراز کیے، اس قدر دراز کہ ردائے مبارک شانوں سے نیچے ڈھلک گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور چادر کو درست کیا اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور اس غیر معمولی حالت میں نہایت ادب و احترام اور عزم و یقین کے جذبات کے ساتھ عرض کیا: ”اے رحمت عالم ﷺ! اظہار مدعا میں آپ نے رب سے بہت اصرار کر لیا، یقیناً اللہ تعالیٰ نصرت فرمائے گا۔“ اس موقع خاص پر اللہ تعالیٰ نے جو نصرت فرمائی اس کا ذکر مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: ”جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو میں نے تمہاری سن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں، ہزاروں فرشتوں کی قطار سے۔“

﴿مسلم، بیہقی﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے میدان بدر میں حضور نبی کریم ﷺ کے داہنے اور آگے پیچھے چار اشخاص کو دیکھا اور یہ سب جارحانہ شان سے کفار پر حملے کر رہے تھے۔

﴿واقدی، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی غفار کے ایک شخص نے بتایا کہ میں اور میرا چچا معرکہ بدر کے موقعہ پر موجود تھے، ہم نے اس وقت تک اسلام کو سمجھا تھا نہ قبول کیا تھا۔ ہم دونوں پہاڑ پر چڑھے انتظار کر رہے تھے کہ دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک ہزیمت کھا کر بھاگے اور ہم جا کر چابک دستی سے مال کو لوٹیں۔ اسی دوران فضا میں ایک طرف سے ابر بلند ہوا جب وہ آگے تک پہنچ کر پہاڑ کے نزدیک ہوا تو ہم نے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں سنیں۔ پھر کسی کی آواز سنی ”اقدم حیزوم“ یعنی حیزوم آگے بڑھ۔

﴿ابن اسحاق، ابن جریر، بیہقی﴾

ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں بدر کے دن مقابلے سے ایک مفرور مشرک کا تعاقب کر رہا تھا، حتی کہ وہ میری زد پر آیا اور میں اس پر وار کر ہی رہا تھا کہ کسی نادیدہ طاقت نے اسے قتل کر دیا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے دن جس طرح مشرکین کی گردن زدنی ہوئی۔ میں حیران تھا کہ کون اس طرح ان کو قتل کر دیتا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دراصل فرشتے لوگوں کی جانی پہچانی صورت انسانی میں، مجاہدین اسلام کو ثابت قدم رکھنے اور ہمتیں بندھانے آئے تھے۔ وہ کسی جانے پہچانے شخص کی صورت اختیار کر کے آتے اور بتاتے کہ کافر مرعوب ہیں ان میں جرات جنگ اور تاب مقابلہ نہیں ہے یا ان کے رہنماؤں اور سرداروں میں اتحاد اور متحد الخیالی نہیں ہے۔ اس بارے میں ارشاد خداوندی بھی ہے:

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَةِ اَنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: ''جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو۔''

﴿واقدی، بیہقی﴾

سائب بن ابوجیش سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ مجھے کسی انسان نے قید نہیں کیا۔ لوگ پوچھتے کہ پھر کس نے قید کیا؟ تو وہ بتاتے، جب قریش نے ہزیمت اٹھائی وہ قتل ہوئے اور بھاگے تو میں بھی بھاگ کھڑا ہوا دفعتہً ایک گورے رنگ، دراز قامت شخص سفید گھوڑے پر سوار میرے سامنے آیا اور باندھ کر ڈال دیا۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مجھے بندھا پا کر اسلامی لشکر میں اعلان کیا کہ اس کو کس نے باندھا ہے مگر سب نے لاعلمی کا اظہار کیا پھر وہ مجھے اسی حالت میں اٹھا کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ آپ نے پوچھا تم کو کس نے باندھا؟ میں نے جواب دیا کہ میں اس کو نہیں جانتا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو کسی فرشتے نے قید کیا ہے۔

﴿واقدی، بیہقی﴾

حضرت حکیم بن خرام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے بدر کے دن دیکھا ہے کہ آسمان سے وادی خلیص میں ایک چادر گری ہے۔ جس نے سارے افق کو گھیر لیا ہے اور میں نے دیکھا کہ وادی میں ہر طرف چونٹیاں ہی چونٹیاں ہیں۔ فوراً میرے دل میں یہ خیال آیا ضرور آسمان سے حضرت محمد ﷺ کی تائید میں کوئی چیز آئی ہے۔ پھر سوائے ہزیمت کے کچھ نہ تھا۔ وہ چار فرشتے تھے، جو مدد کے لیے آئے تھے۔

﴿واقدی، حاکم، بیہقی﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک پستہ قد انصاری، بنی ہاشم کے طویل قد شخص کو پکڑ کر لائے۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایت میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس قیدی کا نام بھی بتایا ہے۔ اس ہاشمی قیدی نے کہا مجھے اس لے کر آنے والے شخص نے گرفتار نہیں کیا بلکہ ایک ایسے شخص نے گرفتار کیا تھا۔ جس کے سر پر بال نہ تھے اور وہ ایک خوبصورت اور وجیہہ آدمی تھا اور ابلق گھوڑے پر سوار تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ ملک کریم تھے۔

(ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرنے والے ابوالیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ ایک ٹھوس اور گٹھے ہوئے جسم کے آدمی تھے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا

کہ ایک اجنبی نے اس کام میں میری مدد کی ہے۔)

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ بدر میں جب گھمسان کا رن پڑا تو ہم میں سے اکثر جی دار اور شجاع لوگ جن میں میں خود بھی شامل ہوں، صرف مدافعانہ لڑائی لڑ رہے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ سارے اسلامی لشکر میں سب سے زیادہ قوت اور شجاعت سے مشرکوں کو پیچھے دھکیلتے ہوئے برابر آگے بڑھ رہے تھے۔

﴿احمد، طبرانی اوسط﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میدان بدر میں صفوں کی ترتیب اور درستی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کو لے لشکر مشرکین کے چہروں کی طرف پھینکا جس سے ان کی بصارت اور مدافعت کی قوتیں زائل ہو گئیں۔ اسی بات کو قرآن حکیم نے "وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی" (سورۃ الانفال) ترجمہ: "اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔" کے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یوم بدر میں ابوجہل نے جہالت سے مملو دعا کی، اس نے کہا:

"اے اللہ! محمد (ﷺ) نے ہماری قرابت کو توڑ دیا، قبیلوں میں تفرقہ ڈالوا دیا، اور ہمارے سامنے اس دین کو لائے جس سے سب ہی ناواقف ہیں، پس سچائی ہمارے ساتھ ہے اور ہمیں ہی غالب آنا ہے۔" پس وہ کچھ ہی دیر بعد مارا گیا اور اس کے بارے میں کلامِ الٰہی بتا رہا ہے کہ "اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَ کُمُ الْفَتْحُ" (سورۃ الانعال)

ترجمہ: "اے کافرو! اگر تم فیصلہ مانگتے ہو تو وہ فیصلہ تم پر آچکا۔"

﴿ابن اسحاق، حاکم، بیہقی﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے ان کنکریوں کی آوازیں سنی تھیں، جو بدر کے دن آسمان سے ماری گئی تھیں، گویا کہ وہ طشت میں گر رہی ہیں، پھر جب لوگوں نے صفیں درست کیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کنکریوں کو لے کر مشرکوں کے چہرے پر پھینکا اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے۔

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی"

ترجمہ: "اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی وہ تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔"

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش کا قافلہ حسب معمول تجارت کیلئے ملک شام گیا ہوا تھا۔ امیر قافلہ ابوسفیان تھے اور تیس اور چالیس افرادان کے ساتھ تھے، تجارتی کاروبار سے فارغ ہو کر جب اپنے وطن مکہ کو لوٹ رہے تھے تو مدینہ منورہ کے قریب ان کے مقرر کردہ جاسوسوں نے خبردار کیا

کہ محمد (ﷺ) مع اپنے اصحاب کے تمہارے قافلے پر حملہ کرنے آرہے ہیں۔ اس خبر کے ملتے ہی ابوسفیان نے فوراً ایک تیز رفتار سوار کو روانہ کیا کہ مکہ پہنچ کر پوری صورتحال قریش کے سامنے رکھے اور کہے کہ وہ جلد از جلد پوری تیاری کے ساتھ مدد کو پہنچیں، ورنہ نقصان مال کے ساتھ ہی جانوروں کا بھی خطرہ ہے۔

یہ اطلاع پا کر قریش مکہ نہایت جوش وخروش کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ ادھر ابوسفیان ساحل کے بچے سے اپنے قافلے کو احتیاط اور تیزی سے نکال کر لے گئے اور قریش کو اپنی خیریت کے ساتھ یہ بھی کہلا بھیجا کہ "ظاہر ہے کہ خطرہ ٹل گیا" اب تم لوگ واپس ہو جاؤ، مگر ابوجہل نے از راہِ نخوت (تکبر) انکار کیا اور کہا کہ "میدان بدر میں جہاں عرب کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے جا کر ٹھہریں گے، تین روز تک پرتکلف کھانے اور پکوان پکائیں گے اور جشن منائیں گے یہ اس لیے کہ ان غریب الدیار اور لاچار مسلمانوں کے دل دہل جائیں اور آئندہ ان کو قافلے لوٹنے کا خیال تک نہ آئے۔ ثانیاً تمام قبائل عرب میں ہمارے آنے کی شہرت اور ہماری طاقت کا چرچا ہو جائے۔"

نبی کریم ﷺ نو رمضان المبارک دو ہجری مطابق پانچ مارچ ۶۲۴ء کو صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ "وادی زفران" میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ قافلہ تو نکل گیا مگر اہل مکہ کا عظیم الشان لشکر بدر کی طرف بڑھ رہا ہے۔ آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ چونکہ جنگ کے ارادے سے نہ نکلے تھے اس وجہ سے بعض لوگوں نے اس بے سروسامانی کے ساتھ قریش کے مقابلے میں جانا پسند نہ کیا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ دونوں گروہوں میں سے ایک پر فتح ضرور دے گا۔ چونکہ قافلہ تو نکل گیا اس لیے لشکر قریش پر ہماری کامیابی یقینی ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے جواب میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم کو جو حکم ہو تعمیل کیلئے حاضر ہیں، لیکن حضور نبی کریم ﷺ کا روئے سخن دراصل انصار کی طرف تھا کیونکہ ان ہی کی طاقت اور تعداد زیادہ تھی اور ان سے سابق میں جس معاہدہ پر بیعت لی گئی تھی۔ وہ یہ تھی "اگر کوئی دشمن اسلام مدینہ پر چڑھائی کرے گا تو وہ اپنی پوری قوت کے ساتھ حملہ آور سے جنگ کریں گے۔" یہ بات نہیں کہی گئی تھی کہ باہر دوسرے مقامات پر جا کر دشمنوں پر حملہ آور ہوں گے۔

✿ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ رئیس انصار سمجھ گئے اور فوراً عرض کیا:

> "اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! شاید آپ کا خطاب ہماری طرف ہے، اللہ جانتا ہے اگر آپ حکم دیں تو ہم بلا تامل اور بلاخوف سمندر میں کود پڑیں۔"

ان کا یہ بہترین جواب سن کر حضور نبی کریم ﷺ کو خوشی ہوئی، حاضرین نے دیکھا کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چمک اٹھا اور سب نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

اکثر علماء حدیث نے حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ معرکہ بدر کے موقع پر چونکہ کامیابی کا یقین تھا۔ اس وجہ سے اسی مختصر جماعت اصحاب کے ساتھ بدر کی جانب روانہ ہو گئے

اور مدینہ سے لوگوں کو مزید بلانے کی ضرورت نہ سمجھی۔ بدر کے مقام پر پہنچ کر پہلے چشمہ آب پر حضور نبی کریم ﷺ نے اترنے کا حکم فرمایا: حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: ”یہاں پر اترنے کا حکم الہامی ہے کہ جس میں اظہار رائے، مشورے اور چون وچرا کی گنجائش نہیں۔ یا حضور نبی کریم ﷺ نے خود اپنی رائے سے جنگی تدبیر کا لحاظ اور ضرورت کا تقاضا سمجھ کر اختیار فرمایا ہے؟“

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”یہ خود میری رائے ہے۔“ حضرت حباب رضی اللہ عنہ نے کہا: ”میرے خیال میں یہ مقام موزوں نہیں بلکہ مناسب تو یہ تھا کہ اور آگے بڑھ کر ہم قریش کی فرودگاہ کے قریب ترین چشمہ پر قبضہ کر لیں اور اپنے لیے حوض بھر کر اردگرد کے کنوؤں اور چشموں کو پاٹ دیں تا کہ اسلام اور اس کے خادموں کے دشمن جو کہ اپنی ساری قوت اور شوکت کو سمیٹ کر اور پھر اس کو اپنے سروں پر رکھے ہوئے نمائش کر رہے ہیں، ایک قطرۂ آب نہ پا سکیں۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی تجویز کو سراہا اور اسی کے مطابق عمل کیا۔ میدان کے اس حصہ میں جس میں نسل انسانی کا سب سے محترم اور باعظمت قافلہ فروکش ہوا، اسی میں ایک جانب صاحب خلق عظیم کیلئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے مشورے سے ایک سائبان بنایا گیا تا کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے جانثاروں کے درمیان اس میں استراحت فرمائیں۔

غزوہ بدر میں باران رحمت کا نزول:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس دن تمام مسلمان اونگھ سے رہے تھے اور میدان بدر کے ریگ زار میں اترے ہوئے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے بارش کر دی تو وہ ریگ زار ایک ہموار سطح اور منجمد میدان بن گیا۔ ہم محفوظ ہو کر بہت مزے سے اس پر چلنے لگے اور قریش کے پڑاؤ اور اس کے قریب کا حصہ زمین جو انہوں نے ریت سے محفوظ رہنے کیلئے پختہ پیلی مٹی کا اپنے لیے منتخب کر لیا تھا۔ بارش سے لیس دار دلدل بن گیا، وہ چلتے ہوئے اس پر ضرور پھسلتے اور بغیر گرے نہ بچتے، معرکہ بدر میں ان کی یکسر تباہی اور بربادی کی یہ بھی ایک بڑی وجہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں مسلمانوں پر اپنے اس انعام کا تذکرہ فرمایا ہے:

اذ یغشیکم النعاس امنة منه و ینزل علیکم من السمآء مآء لیطھر کم به و یذھب عنکم رجز الشیطن و لیربط علی قلوبکم و یثبت به الاقدام.

﴾سورۃ الانفال﴿

ترجمہ: ”جب اس نے تمہیں اونگھ سے گھیر دیا تو اس کی طرف سے چین (تسکین) تھی اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے ستھرا کر دے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرما دے اور تمہارے دلوں کو ڈھارس بندھائے اور اس سے تمہارے قدم جما دے۔“

﴾ابن سعد﴿

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی نکلی آنکھ درست:

حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ غزوۂ بدر میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ کو

ایسا صدمہ پہنچا کہ آنکھ کا پورا ڈھیلا نکل کر رخسار پر آ پڑا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس کو آنکھ کے حلقے میں رکھ دیا اور ان کی آنکھ بالکل درست ہوگئی۔

﴿ابن سعد﴾

مقتول مشرکین سے رسول اللہ ﷺ کا خطاب:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مشرکین مکہ کے اس گڑھے پر کھڑے ہوئے جن میں ان کے مقتول بھر دیئے گئے تھے اور کہا: ''اے فلاں بن فلاں جو وعدہ ہمارے رب نے ہم سے فرمایا تھا، وہ تو ہم پا چکے اور جو وعید تم کو ملی تھی ضرور اس سے تمہارا سابقہ ہوگا۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ تو ایسے اجسام سے خطاب فرما رہے ہیں کہ جن میں روح اور زندگی نہیں ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: ''میرے قول کو جتنا وہ سن رہے ہیں، تم اس سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔'' حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی سرزنش کو سنا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے روز دعا مانگی: خدایا! مجھے نوفل بن خویلد سے محفوظ رکھ، اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی کو نوفل کی خبر ہے؟ یہ سن کر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، اور اسی کیلئے حمد ہے جس نے میری دعا کو قبول فرمایا۔''

وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَ اهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًاO وَ ذَرْنِیْ وَالْمُكَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَةِ وَ مَهِّلْهُمْ قَلِیْلًاO

﴿سورۂ مزمل﴾

ترجمہ: ''اور کافروں کی باتوں پر صبر فرماؤ اور انہیں اچھی طرح چھوڑ دو اور مجھ پر چھوڑ دو، ان جھٹلانے والے مالداروں کو اور انہیں تھوڑی مہلت دو۔''

﴿واقدی، بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ سورۂ نازل ہونے کے بعد زیادہ وقت گزرنے نہ پایا تھا کہ مشرکین مکہ اور ان کے سارے سردار میدانِ بدر میں جمع کر دیئے گئے اور پھر سہ شنبہ کو ذرا سی دیر میں ان کی پوری قوت کو جس پر وہ مسلمانوں کے مقابلے میں فخر کرتے تھے، ہمیشہ کیلئے توڑ دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، قریش کی ایک جماعت آپ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھ رہی تھی، ان بدقماشوں کو شرارت سوجھی، کہنے لگے:

ہم میں سے کوئی ایک شخص جائے اور فلاں مقام پر جو اوجھڑی پڑی ہے اسے لا کر محمد ﷺ کے شانوں پر رکھ دے۔ پھر ان میں سے ایک بدبخت اٹھا اور اس کو لا کر بحالت سجدہ حضور نبی کریم ﷺ کے شانوں پر رکھ دیا۔ جس کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ سجدے سے نہ اٹھے اور کافر قلب وذہن اور مسخ فطرت لوگوں کو اپنے عمل اور حرکت کے بعد اس قدر مزہ آیا، اس قدر ہنسے کہ کثرت ہنسی سے بے قابو ہو کر ایک دوسرے پر گر پڑتے تھے۔ کسی بندہ خدا نے جا کر حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو بتایا وہ لڑکی ہی تھیں، آئیں اور بڑی مشقت کے بعد آپ نے اسے علیحدہ کیا اور مشرکین کی اس قدر نازیبا حرکت پر ملامت کرنے لگیں۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی نماز پوری کر لی تو اپنے رب سے کہا: ''اے میرے اللہ! قریش کو اپنی گرفت میں لے لے'' تین مرتبہ اس کلمہ کو عرض کیا اور اس کے بعد نام بنام بددعا کی:

''اے اللہ! عمرو بن ہشام (ابوجہل)، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عقبہ بن معیط اور عمار بن ولید کو اپنی گرفت میں لے لے۔''

﴿بخاری، مسلم﴾

ابوجہل عذاب میں گرفتار:

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: کہ میں میدان بدر سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص زمین سے نکلتا ہے اور اسے ایک شخص اپنے ہتھوڑے سے مارتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین میں غائب ہو جاتا ہے، اس کے بعد وہ پھر نکلتا ہے اور اس کے ساتھ وہی عمل کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے ابوجہل کو دیکھا ہے اس پر قیامت تک یونہی عذاب ہوتا رہے گا۔

﴿ابن ابی الدنیا، بیہقی﴾

یوم فرقان:

موسیٰ بن عقبہ، اور ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فتح بدر کے سبب مشرکوں اور منافقوں کی گردنوں کو پست وخوار کر دیا۔ اس کے بعد مدینہ طیبہ میں کوئی یہودی اور منافق ایسا نہ رہا جس کی گردن بدر کی شکست کی بنا پر نہ جھک گئی ہو، گویا یہ دن ''یوم فرقان'' تھا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے کفر و ایمان کے درمیان فرق وامتیاز پیدا کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

لکڑی تلوار بن گئی:

حضرت عمر بن عثمان جحبی رضی اللہ عنہ نے والد سے اور انہوں نے اپنی پھوپھی سے حدیث بیان کی کہ عکاشہ بن محض رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بدر کی جنگ میں جب میری تلوار ٹوٹ گئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک لکڑی عطا فرمائی، میں نے دیکھا تو وہ چمکدار تلوار تھی۔ میں اس تلوار سے لڑتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دی اور وہ تلوار ان کے انتقال تک ان کے پاس رہی۔

(اسے بیہقی اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔)

﴿واقدی﴾

اسامہ بن زید نے داؤد بن حفص سے انہوں نے عبدالاشہل کے بہت سے لوگوں سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش رضی اللہ عنہ کی تلوار بدر کے دن ٹوٹ گئی اور وہ بغیر ہتھیار کے رہ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے وہ شاخ انہیں عطا فرمادی جو اس وقت آپ کے دست مبارک میں تھی وہ کھجور کی ٹہنی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس سے لڑو تو لڑتے وقت وہ تلوار بن گئی، وہ تلوار بدستور ان کے پاس رہی حتی کہ وہ شہید ہو گئے۔

﴿واقدی﴾

حضرت عطیہ عوفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے "الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ" (سورۃ الروم) "رومی مغلوب ہوئے۔" کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے کہا: اول فارسیوں نے رومیوں پر غلبہ پالیا تھا پھر اس کے چند سال بعد رومی فارسیوں پر غالب آگئے۔ کچھ عرصہ کے بعد مسلمان بدر میں مشرکوں کے ساتھ اور پھر ایمان کے مجوسیوں اور روم کے نصاریٰ سے بھی ہمیں لڑنا پڑ گیا، تو اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی، چونکہ مسلمانوں کے مشرکوں کے غلبے پر اور اہل کتاب کے مجوسیوں کے غلبے پر ہم کو خوشی ہوئی۔ اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰہِ"

﴿سورۃ الروم﴾

ترجمہ: "اس دن ایمان والے خوش ہوں گے اللہ کی مدد سے۔"

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بدر میں اپنے قبے کے اندر تشریف فرما تھے۔ اس وقت آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس جنت کی طرف چلو جس کا عرض زمین و آسمان کے برابر ہے اور جو متقیوں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ یہ سن کر حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا: "واہ! واہ" حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تم نے یہ اظہارِ مسرت کس وجہ سے کیا ہے؟ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "اس آرزو میں کاش میں اہل جنت میں شامل ہو جاؤں اور پھر وہاں کی وسعتوں میں گھوموں اور پھروں۔" حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انشاء اللہ تم وہیں پر بسو گے، پھر آپ نے تھیلے سے کچھ کھجوریں نکالیں اور حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے ان کو منہ میں رکھتے ہوئے کہا:

خدا کی قسم! اگر زندہ رہا تو ان کو کھاتا رہوں گا۔ ورنہ جنت کی حیات تو دائمی ہے، پھر کچھ خیال آیا اور ہاتھ کی کھجوروں کو پھینک دیا۔ سینہ تان کر جھومتے غرور و تمکنت کی چال چلتے رن کی طرف بڑھے، بائیں ہاتھ کی ڈھال کو زمین پر چھوڑ دیا اور دشمنانِ اسلام پر آفت ناگہاں بن کر ٹوٹ پڑے اور پھر حیات عارضی سے ابدی زندگی کی طرف منتقل ہو گئے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔''

﴿ابن سعد﴾

گستاخ عقبہ بن ابی معیط واصل جہنم:

بہ سندِ صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عقبہ ابن ابی معیط نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے یہاں کھانے پر بلایا۔ آپ ﷺ تشریف لے گئے اور فرمایا: اے عقبہ! میں تو کھانا نہ کھاؤں گا جب تک تو اللہ تعالیٰ کی توحید اور میری رسالت کی گواہی نہ دے گا۔ عقبہ نے گواہی دی اور آپ ﷺ نے کھانا تناول فرمالیا۔ کچھ دن بعد عقبہ کا ایک دوست آیا اور اس کو قبول اسلام پر ملامت کی اور کہا جو کچھ وہ کہہ سکا۔ عقبہ کی عصبیت بیدار ہوگئی، اپنے دوست سے کہنے لگا:

''مجھ کو شرمندہ کرنے والے میرے دوست اب یہ بتاؤ کہ میں کیا کروں کہ اس عمل کی وجہ سے قریش کے دلوں میں میری طرف سے جو کدورت پیدا ہوگئی ہے۔ وہ صاف ہو جائے اور میری گئی ہوئی عزت لوٹ آئے؟''

اس نے بتایا: ''اس صورت یہ ہے کہ تو محمد (ﷺ) کی مجلس میں جا اور ان کے چہرے پر تھوک دے۔'' عقبہ بدنصیب نے ایسا ہی کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چہرۂ مبارک کو صاف کرلیا اور فرمایا اگر میں تجھے مکہ کے پہاڑوں کے باہر پاؤں گا تو تیری گردن صبر کے ہتھیار سے اڑادوں گا، تو جب بدر کا دن آیا اور اس کے ساتھی نکلے مگر عقبہ نے انکار کیا اور لوگوں کو وجہ انکار بتاتے ہوئے کہا: مجھ سے محمد (رسول اللہ ﷺ) نے کہا کہ اگر مکہ کے پہاڑوں کے پرے وہ مجھے پائیں گے تو صبر کے ہتھیار سے میری گردن اڑادیں گے۔

لوگوں کے اس کے اطمینان کیلئے کہا: ''ہم تمہاری سواری میں سرخ ناقہ دیتے ہیں۔ پھر وہ کس طرح پا سکیں گے؟'' پس وہ ان کے اصرار اور انتظام کی وجہ سے ساتھ ہوگیا اور جب اس کے ساتھیوں کو ہزیمت ہوئی اور وہ اپنی مخصوص ناقہ پر راہ فرار اختیار کرنے لگا تو اسی اونٹنی نے اس کو ایک چٹیل زمین پر لاکر ڈال دیا اور وہ گرفتار کرلیا گیا اور مسلمانوں نے اس کی گردن اڑادی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: صبر نے اس کی گردن ماردی۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا:

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب بدر کے قیدیوں سے فدیہ لیا جانے لگا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بے سرمایہ اور تہی دست ہوں، فدیہ کہاں سے دوں؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مال کہاں ہے جسے تم نے اور ام الفضل رضی اللہ عنہا نے دفن کیا ہے اور تم نے ام الفضل رضی اللہ عنہا کے بارے میں وصیت کی ہے اور اگر مارا جاؤں تو یہ مال میرے تینوں بچوں فضل، عبداللہ اور قثم کا ہے۔''

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں یقین کے ساتھ سمجھ چکا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ ہیں اور مال دفن کرنے والی بات میرے اور میری بیوی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

ابولہب کے عذاب میں تخفیف:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ابولہب نے ثوبیہ کو آزاد کیا تھا اور ثوبیہ نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا تھا جب ابولہب مر گیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی نے اسے بہ حالت خواب بری حالت میں دیکھا تو ابولہب سے پوچھا کس حال میں ہو؟ جواب دیا کہ تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد کوئی راحت بھی نہ پائی، بجز اس کے کہ ثوبیہ کو آزاد کرنے کے سبب میں نے اتنا پانی پیا ہے یہ کہہ کر اس نے اپنے ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ اور انگلیوں کے درمیان کڑھے کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی صرف چند قطرے پانی مل سکا ہے۔

(ثوبیہ ابولہب کی لونڈی تھی جسکو اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔)

﴿بخاری، مسلم﴾

قباث بن اشیم لیثی کا ایمان لانا:

حضرت ابان بن سلمان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سلمان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ قباث بن اشیم لیثی کے قبول اسلام کا واقعہ یہ ہے کہ عرب کے کچھ لوگ اس کے پاس گئے اور اظہار واقعہ کے طور پر بیان کیا کہ مکہ میں محمد (ﷺ) نے دعویٰ نبوت کیا ہے اور وہ ایک نئے دین کی دعوت دیتے ہیں۔ قباث یہ باتیں سن کر کھڑا ہو گیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے اس سے فرمایا: ”قباث بیٹھو! تو وہ غم زدہ اور خاموش بیٹھ گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تم یہی سمجھتے ہو نا کہ اگر خواتین قریش ہی اپنی پردہ پوش چادروں میں لپٹ کر نکل آتیں تو وہ بھی محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کو میدان سے بھگا دیتیں۔“ حضور نبی کریم ﷺ کی بات سن کر قباث نے عرض کیا: اس ذات جل وعلیٰ کی قسم! گزارش کرتا ہوں کہ جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ ہماری ہدایت کیلئے بھیجا کہ ان باتوں کیلئے میری زبان نے حرکت کی نہ لب ملے، میری آواز نکلی نہ کسی نے اسے سنا۔

اے واقف اسرار! یہ تو ایک وجدانی تاثر، ضمیر کی کیفیت اور دل کے زانو میں بند شدہ بات کا آپ ﷺ ذکر فرما رہے ہیں۔ بے شک وشبہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ **اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ**

﴿بیہقی﴾

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کا دشمنی کے ارادہ سے مدینہ آنا اور اسلام قبول کرنا:

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، دونوں بزرگوں نے

بیان کیا کہ جب مشرکین کا سفیر مکہ واپس پہنچا تو اطلاع پا کر عمیر بن وہب جمحی آیا اور امیہ مقتول کے بیٹے صفوان کے قریب حجر اسود کے نزدیک بیٹھ گیا۔ صفوان نے کہا: "بدر میں مرنے والوں کی وجہ سے زندگی بدمزہ اور بے کیف ہے۔" عمیر نے اس کی بات سن کر آہِ سرد بھری اور بولا:

"سچ کہتے ہو، زندگی میں کوئی لطف باقی نہیں رہا، ہر شئے اجنبی اور منظر سنسان اور زمین و آسمان اداس معلوم ہوتے ہیں۔"

تھوڑی دیر توقف کے بعد عمیر نے پھر سکوت اور خاموشی کو توڑتے ہوئے کہنا شروع کیا: "اے اخی صفوان! اگر میری گردن پر بارِ قرض نہ ہوتا اور اہل وعیال کی کفالت اور ضروریات کیلئے اندوختا ہوتا، تو پھر میں یقیناً مدینہ پہنچتا اور محمد (مصطفیٰ ﷺ) کو موت کے گھاٹ اتارتا (نعوذ باللہ) اور اگر نامعلوم وجہ کوئی مانع آجاتی تو ایسی صورت میں میرے خیال میں ایک بات ہے، میں اس کا سہارا لے کر حیلہ سازی کر لیتا۔ وہ بات یہ ہے کہ ان سے میں کہہ دیتا کہ اپنے قیدی بیٹے سے ملنے آیا ہوں۔"

عمیر کی یہ سنجیدہ باتیں سن کر صفوان خوش ہو گیا اور کہنے لگا:

"اے شریک رنج اور رازدار عمیر! تیرا کل قرض میرے ذمہ اور تیرے اہل وعیال کا نفقہ وہی ہوگا جو میرے اہل وعیال کا ہے اور اس کے علاوہ جس قدر گنجائش میں ہرگز اس سے دریغ نہ کروں گا۔"

اس کے بعد صفوان نے عمیر کیلئے ایک گھوڑے کا انتظام کیا، رخت سفر دیا اور ایک عمدہ تلوار صیقل کرنے اور دھار بنانے کیلئے آہنگر کے حوالے کی۔ عمیر نے صفوان سے کہا: "اس منصوبے کو میرے لوٹ آنے تک راز رکھنا اور ہرگز کسی کو کوئی بات نہ بتا دینا۔" اس کے بعد عمیر روانہ ہوا، یہاں تک کہ مدینہ منورہ پہنچ گیا اور مسجد نبوی کے دروازے پر اتر کر اپنی سواری کو باندھا اور تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچنے کا ارادہ کیا۔ اتفاقاً اسی وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آگئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور وہ دونوں ایک ساتھ داخل ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آؤ عمر بیٹھو، پھر عمیر سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا: عمیر تمہارا آنا کیونکر ہوا؟ عمیر نے جواب دیا: "اپنے قیدی سے ملنے جو آپ کے پاس قید ہے۔" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جھوٹ بولنا بری بات ہے اور عمیر مردانگی کے خلاف۔" عمیر نے پھر کہا: "میرا مقصد اپنے قیدی بیٹے کو دیکھنے کے سوا کچھ نہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم نے صفوان بن امیہ سے حجر اسود کے پاس کچھ قول وقرار کیا ہے؟" عمیر نے حیرانی اور سرگردانی کے عالم میں کہا: "کیا کہہ رہے ہیں، آپ؟ میں نے تو اس سے کچھ بھی طے نہیں کیا۔" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں صفوان نے ایک خاص مقصد کیلئے اس شرط یا قیمت پر آمادہ نہیں کیا ہے کہ وہ تمہارے اہل وعیال کا کفیل اور تمہارے اوپر جو قرض ہے اس کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے؟

عمیر نے حیرت زدہ ہو کر عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ میں تو رام ہو گیا اور شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ صفوان اور میرے مابین یہ قرارداد رازدارانہ معاملہ کی ایک اعلیٰ ترین مثال

ہے، میرے اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس درجہ پر سربستہ راز سے آپ ﷺ کو مطلع فرمادیا۔ پس میں اللہ تعالیٰ پر اور آپ کی نبوت و رسالت پر سچے دل سے ایمان لاتا ہوں۔'' اس کے بعد حضرت عمیر رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ واپس ہوگئے اور جاکر دعوت دین میں مصروف ہوگئے جس کے نتیجے میں جن کو توفیق الٰہی ہوئی مسلمان ہوگئے۔

﴿بیہقی، ابونعیم، طبرانی﴾

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مطعم زندہ ہوتے اور وہ مجھ سے گرفتارانِ بدر کے بارے میں کہتے تو میں قیدیوں کو رہا کر دیتا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بدر کے قیدیوں کے بارے میں گفتگو کرنے آیا، آپ ﷺ اس وقت صحابہ کرام کو نماز پڑھا رہے تھے۔ میں نے جب آپ ﷺ کی زبان سے سنا: اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ o مَّالَہٗ مِنْ دَافِعٍ o (سورۃ الطور) ترجمہ: ''بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونے والا ہے، اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔''

﴿ابونعیم﴾

غزوہ غطفان کے موقع پر معجزات کا ظہور

محمد بن زیاد، ضحاک بن عثمان اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رحمہم اللہ وغیرہ بہت سے راویوں نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر دی گئی کہ غطفان کے لوگ ذی امر میں جمع ہوئے ہیں اور ان کا ارادہ ہے کہ مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر لیں اور یہ اجتماع دعثور بن حارث کی قیادت میں ہوا ہے۔

رسول اللہ ﷺ چار سو پچاس صحابہ کے ساتھ روانہ ہوئے تو وہ بدوی لوگ پہاڑیوں میں روپوش ہوگئے اور آپ اپنے اصحاب کے ساتھ ذی امر میں ٹھہر گئے۔ اس موقع پر کثرت سے بارش ہوئی اور رسول اللہ ﷺ رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور بارش کا پانی آپ ﷺ کے کپڑوں سے ٹپکنے لگا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے وادی کے ایک درخت کے پاس جاکر کپڑے اتارے اور نچوڑ کر خشک ہونے کیلئے پھیلا دیئے اور خود زیر درخت لیٹ گئے، بدوی پہاڑ کی چٹانوں میں سے دیکھ رہے تھے، انہوں نے اپنے قائدین ابن حارث سے کہا:

''اے دعثور! تو ہمارا سردار اور ایک قوی و بہادر شخص ہے، اس وقت تو محمد (ﷺ) پر قابو پاسکتا ہے کیونکہ وہ اپنے ہمراہیوں سے دور ہیں۔''

دعثور نے اپنی تلوار لی اور اپنی سرداری کا بھرم رکھنے کیلئے چلا آیا، یہاں تک کہ تلوار کھینچ کر حضور نبی کریم ﷺ کے روبرو آیا اور کہا: اے محمد (ﷺ) تم کو اس وقت مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے بڑے پروقار لہجے میں فرمایا: ''اللہ''

اسکے اعصاب میں لرزش ہوئی اور دل میں دہشت، ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر گر پڑی، آپ ﷺ نے تلوار اٹھالی اور اس کے سر کو زد میں لے کر فرمایا: "تجھے بھی ہے کوئی بچانے والا؟" دعثور نے عاجزانہ نیازمندی کے لہجے میں جواب دیا: اے اعلیٰ ترین انسان کوئی بھی نہیں۔" پھر اس نے توحید اور رسالت کا اقرار واعتراف کیا اور کلمہ شہادت "اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد عبده و رسوله" صدق دل سے پڑھا حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی تلوار کو واپس کر دیا اور وہ بھی اجازت لے کر اپنے ساتھیوں کی طرف چل دیا۔

خانہ بدوش بدوؤں نے کہا: "افسوس ہے کہ تو جا کر کھڑا ہوا، کچھ باتیں بنائی ہوں گی اور پھر لوٹ آیا، حالانکہ تو مسلح تھا اور وہ بحالت آرام بے خبر تھے۔ دعثور نے کہا: "اے ملامت کرنے والو! مجھے جو کچھ میں نے دیکھا اور جس حالت سے مجھ کو سابقہ پڑا، کاش تم لوگ اس کا کچھ اندازہ کر سکتے۔" لوگوں نے پوچھا: "ہمیں بتاؤ" دعثور نے بتایا: "جب میں تلوار کھینچے محمد (ﷺ) کے قریب پہنچا تو دفعتہً ایک گورے رنگ کا لمبے قد والا شخص جس کا چہرہ بھی پر جلال تھا نمودار ہوا اور اس نے میرے سینے پر مکا مارا اور میں نیچے گر پڑا۔

✧ بھائیو! خدائے واحد نے ان کو بچایا ہے بے شبہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْهَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ

﴿سورۃ المائدہ﴾

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر دست درازی کریں تو اس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیئے۔"

﴿واقدی﴾

یہود کی عہد شکنی اور جلاوطنی:

یعقوب بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے تین واسطوں سے ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث بیان کی کہ غزوۂ بدر کے چھ ماہ بعد رسول اللہ ﷺ نے یہود کا محاصرہ کیا۔ حتی کہ وہ جلاوطنی پر راضی ہو گئے، انہیں اجازت دیدی کہ منقولہ جائیداد میں سے اونٹوں پر جتنا اور جس قدر لے جاسکو لے جاؤ، البتہ اسلحہ کے لے جانے کی ممانعت کر دی تھی، پھر وہ شام چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان یہود کے اس غلط پندار کے بارے میں کہ ہم عالم اور کتاب آسمانی یعنی توریت موسوی کے وارث ہیں اور اس وجہ سے ہم مسلمانوں سے افضل ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دلیل کا جواب قرآن کریم میں عنایت فرمایا ہے:

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰتَهَ، اِلٰى قَوْلِهٖ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ٥

﴿سورۃ الجمعۃ﴾

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی نضیر کے اموال "فی" کی قبیل سے تھے اور اموال فی خاص رسول اللہ ﷺ کے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنے اہل وعیال کا سالانہ خرچ اس سے

چلاتے اور جو کچھ بچتا اس کو فی سبیل اللہ استعمال فرماتے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

موسیٰ بن عقبہ زہری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کلابیوں کی دیت میں ان سے مدد حاصل کرنے کیلئے بنونضیر کی طرف گئے، بنونضیر کے یہودیوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہا:

''ابوالقاسم ﷺ! آپ تشریف رکھیں، ہمارے ساتھ کھانا کھائیں اور ہماری جانب سے امداد و تعاون کی رقم لے کر تشریف لے جائیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ کچھ دیر کیلئے ٹھہر گئے اور اپنے اصحاب کے ساتھ ایک عمارت کے سائے میں بیٹھ گئے ادھر بنونضیر نے موقع کو غنیمت سمجھ کر مشورہ کر کے طے کیا کہ فلاں یہودی عمارت کی چھت پر چڑھ کر حضور نبی کریم ﷺ کے سر پر پتھر گرادے، اس طرح آپ ہلاک ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بذریعہ وحی ان کے منصوبے سے آگاہ کر دیا اور آپ اٹھ کر چلے آئے۔ بعد ازاں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ

﴿سورۃ المائدہ﴾

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو، جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر دست درازی کریں تو اس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیئے۔''

ان کی بار بار کی اور مسلسل ریشہ دوانیوں سے تنگ آ کر حضور نبی کریم ﷺ نے یہود کو مدینہ سے نکلنے کا حکم دیا۔ منافقین مدینہ نے یہود کو اپنے تعاون و امداد کی پیشکش کی اور کہا جنگ و صلح میں ہم ایک ہیں اور متحد ہیں، یہود نے اس امداد کو خوش آمدید کہا اور حضور نبی کریم ﷺ سے کہہ دیا کہ ہم اپنے وطن اور دیار کو گھر بار کو نہیں چھوڑ سکتے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے محاصرہ کر لیا، مکانات گرادیئے اور باغات کو کاٹ کر آگ لگادی۔ منافقین نے یہود کے ساتھ بھی نفاق کا رویہ اختیار کیا اور کوئی امداد نہیں کی چنانچہ یہود نے اب خود مدینہ چھوڑ دینے کی درخواست کی اور حضور نبی کریم ﷺ نے علاوہ ہتھیاروں کے قابل منتقلی سامان کو اونٹوں پر ہمراہ لے جانے کی اجازت دیدی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ منورہ سے اٹھ کر بنونضیر کی طرف گیا تھا کہ اسی موقع پر عمرو بن سعدی آیا اور کھنڈرات دیکھ کر بنی قریظہ کی طرف گیا اور کہا: میں عبرت کے مناظر دیکھ کر آ رہا ہوں۔ میں نے بزرگی اور شرافت، علم و عزت اور برتری و عظمت کے بعد اپنے بھائیوں کے محلات کی جگہ کو ویران، سنسان اور وحشت ناک صورت میں دیکھا، وہ اپنے اموال و جائیداد کو چھوڑ کر ذلت و خواری کے ساتھ نکل گئے اور اللہ تعالیٰ کسی قوم پر یہ ذلت و خواری بغیر کسی وجہ کے مسلط نہیں کرتا۔ میرا مشورہ مانو تو چلو ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعوتِ اسلام قبول کر لیں، خدا کی قسم! تم خوب جانتے ہو کہ وہ نبی برحق ہیں۔

﴿واقدی﴾

ابن الھیبان ابوعمرو اور ابن جواس دونوں نے جو کہ یہود کے بہت بڑے عالم تھے۔ ان کی نبوت اور آنے کی بشارت دی اور یہ دونوں یہودی بزرگ اپنے وطن بیت المقدس کو چھوڑ کر اس بے آب وگیاہ علاقہ میں آ گئے تھے اور ان ہی نبی مبشر کے انتظار میں یہ سب کچھ وہ کر رہے تھے، ان دونوں بزرگوں کا سلام ان نبی کو پہنچائیں، پھر وہ دونوں فوت ہو گئے، اور ہم نے ان کے جسموں کو اسی سنگلاخ زمین میں دفن کر دیا۔ عمرو کی یہ ترغیب سن کر زبیر بن باطا نے کہا: میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے اوصاف باطا کی، اس کتاب توریت میں پڑھے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور ان نسخوں میں موجود نہیں ہے، جو ہمارے پاس اب ہیں اور ہم جنہیں پڑھتے ہیں۔ یہ سن کر اس سے کعب بن اسد نے کہا: ''پھر کون سے اسباب اور وجوہ ہیں جو تم کو ان نبی کی اطاعت سے روکے ہوئے ہیں؟'' اس نے کہا: ''بس تم مانع ہو!''

کعب نے پرزور لہجے میں کہا: ''یہ تم کس طرح کہتے ہو، میں تو تمہارے اور ان کے درمیان کبھی حائل نہیں ہوا۔'' زبیر نے کہا: ''تم ہی ہمارے پیش رو ہو، اگر تم ان کی پیروی کر لو تو پھر ہمارے لیے آسان ہو جائے اور کوئی رکاوٹ نہ رہے۔'' اس کے بعد عمر بن سعدی کعب کے روبرو کھڑا ہوا، اور اس سلسلے میں دونوں کے درمیان سخت کلامی ہونے لگی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنونضیر کے محاصرہ کے زمانہ میں جبکہ وہ طویل ہو گیا تھا، ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے، حضور نبی کریم ﷺ اس وقت سر دھو رہے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ''عَفَا اللّٰہُ عَنکَ'' اے اللہ کے نبی! مسلمان اتنی جلدی ملول ہو گئے اور ہم نے تو اب تک اپنے جسموں سے ہتھیار نہیں اتارے ہیں، جب سے آپ نے ان کا محاصرہ کیا ہے۔ اٹھئے اور اپنے ہتھیاروں کو لگائیے، خدا کی قسم! میں ان کو کچل دوں گا جیسا صاف پتھر پر انڈا کچلا جاتا ہے، تو ہم نے ان پر چڑھائی کی اور فتح عطا ہوئی۔

﴿ابونعیم﴾

کعب بن اشرف کی اسلام دشمنی اور اسلام کی ہجو کرنا بالآخر واصل جہنم ہونا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان صحابہ کرام کے ساتھ ''بقیع الغرقد'' تک تشریف لے گئے، جن کو کعب بن اشرف کو قتل کرنے کیلئے روانہ فرمایا تھا، اور حضور نبی کریم ﷺ نے وصیت فرمائی: بسم اللہ کہہ کر جاؤ اور رسول اللہ ﷺ نے ان کیلئے دعا فرمائی کہ اے خدا ان کی مدد فرما۔

﴿ابن اسحاق، ابن راہویہ، احمد، بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن معقب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حارث بن ارس رضی اللہ عنہ کو کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے سلسلے میں ایک زخم آ گیا، جب وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں واپس آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا، اس کے بعد زخم میں تکلیف نہ رہی، (اس حدیث کو واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

﴿بیہقی﴾

غزوۂ احد میں معجزات کا ظہور

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا میں نے مکہ سرزمین نخلستان کی طرف ہجرت کی ہے، تو میں نے خیال کیا کہ شاید یمامہ یا ہجر کی طرف ہجرت ہوگی، مگر وہ سرزمین نخلستان، مدینہ کی سرزمین تھی۔ اس کے بعد میں نے ایک خواب دیکھا: ''میں نے تلوار کو گھمایا تو وہ درمیان سے ٹوٹ گئی۔'' اس کی تعبیر یوم احد کی مصیبت ہے، اسی سلسلہ میں خواب میں پھر ''میں نے اسی شکستہ تلوار کو گھمایا تو وہ تلوار بہت اچھی درست حالت میں ہوگئی۔'' تو یہ بات وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آخر میں ہم کو فتح یاب فرمایا اور مسلمان پھر مجتمع ہوگئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں نے اس خواب میں ایک گائے بھی دیکھی اور دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے خیر بھیجی ہے، گائے سے مراد تو وہ عجلت ہے جو یوم احد مسلمانوں میں پیدا ہوگئی تھی اور وہ خیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی، اس سے مراد وہ حقیقی خیر و ثواب ہے جو اللہ تعالیٰ نے یوم احد کے بعد ہمیں مرحمت فرمائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے موقع پر جب مشرکوں کے آنے کی اطلاع ملی تو رسول اللہ ﷺ کا خیال تھا کہ مدینہ ہی میں رہا جائے اور یہیں مشرکین سے جنگ کی جائے، مگر جو لوگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے وہ چاہتے تھے کہ مدینہ سے باہر آگے جا کر دشمنوں کو روکا جائے، اور وہیں جنگ کی جائے اور وہ لوگ برابر اپنی بات پر اصرار کرتے رہے، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے جسم پر ہتھیار لگائے اور لشکر اسلام کو کوچ کا حکم دینے لگے تو پھر وہ لوگ شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے:

''اے اللہ کے برگزیدہ رسول ﷺ! آپ کا خیال درست اور آپ کی رائے وقیع ہے،
آپ مدینہ سے باہر نہ جائیے اور یہیں جنگ کیجئے۔''

فرمایا: ''مسلمانو! کسی نبی کیلئے سزاوار نہیں کہ اپنے جسم پر ہتھیار لگانے کے بعد اس سے پہلے ہی اتار دے کہ ابھی جنگ اور اس کا انجام سامنے نہ آیا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اس دن جسم اقدس ہتھیار باندھنے سے پہلے گفتگو کے دوران فرمایا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک محفوظ قلعہ میں ہوں تو اس کی تعبیر مجھے یہی ملی ہے کہ وہ محفوظ قلعہ مدینہ منورہ ہے اور میں نے خواب میں یہ بھی دیکھا کہ میں ایک دنبہ کا تعاقب کر رہا ہوں تو میں نے دنبہ (کبش) سے مراد سردار لشکر لی ہے اور میں نے دیکھا کہ میری تلوار ذوالفقار میں رخنہ آگیا ہے تو میں نے اس سے مراد یہ لی کہ تم میں رخنہ پڑ گیا ہے اور میں نے دیکھا کہ میں ایک گائے ذبح کر رہا ہوں تو گائے خدا کی قسم خیر ہے۔

﴿احمد، بزار، طبرانی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں

ایک کیش کے پیچھے ہوں اور میری تلوار کا کنارہ ٹوٹ گیا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ میں قوم کے کیش (سردار) کو قتل کروں گا اور اپنی تلوار کے کنارے ٹوٹ جانے کی یہ تعبیر لی کہ میری عترت میں سے کوئی شہید ہوگا، چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے طلحہ مجمی کو قتل کیا کہ وہ لشکر کفار کا علم بردار تھا۔

﴿احمد، بیہقی، بزاز، حاکمی﴾

موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ اکثر علمائے حدیث کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی تلوار کے سلسلے میں جو بات خواب میں مشاہدہ فرمائی تھی وہ، وہ صدمہ تھا جو جنگ احد میں آپ کے چہرۂ انور کو پہنچا۔

﴿بیہقی﴾

گستاخ ابی بن خلف واصل جہنم:

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابی ابن خلف نے جب اپنا فدیہ ادا کیا تو اس نے کہا: میں اپنے گھوڑے کو سولہ رطل دانہ کھلاؤں گا اور (نعوذ باللہ) رسول اللہ ﷺ کے قتل کے موقع پر اس کو استعمال کروں گا، آپ کے سامنے جب اس کا ذکر ہوا تو فرمایا: انشاء اللہ میں اسے قتل کروں گا۔

پھر احد کے موقع پر ابی بن خلف زرہ اور خود اور دوسرے اسلحہ وسامان حفاظت سے لدا ہوا گھوڑے پر سوار ہوا اور کہنے لگا کہ "محمد (ﷺ) اگلی مرتبہ تو بچ گئے مگر اب کو ہرگز نہ چھوڑوں گا۔"

احد کا میدانِ کارزار گرم تھا کہ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی جانب گھوڑا دوڑایا، اس کے تیور دیکھ کر جان نثاران رسول اللہ ﷺ نے اس کو ذائقہ موت چکھانا چاہا مگر آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا راستہ چھوڑ دو اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے جسم پر خود اور زرہ کے درمیان ترقوہ پر نیزے کی اَنی کا چرکا لگایا، ابی زخمی ہوکر گھوڑے سے نیچے گرا اور مکہ مکرمہ تک زندہ نہ پہنچ سکا۔ راستے میں ہی دم توڑ دیا۔ ابی بن خلف جب زخمی ہوکر گرا تو اس کے کچھ ساتھی اسے پوچھنے آئے مگر وہ بیل کی طرح ڈکرا رہا تھا، انہوں نے کہا کہ کیوں اتنا شور مچا رہا ہے، تجھے تو ایک معمولی سی خراش آئی ہے، تو اس نے ان سے رسول خدا ﷺ کے اس ارشاد کا ذکر کیا کہ "میں ابی کو قتل کروں گا۔" اس کے بعد اس نے کہا: قسم اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو تکلیف مجھ پر گزر رہی ہے اگر وہ اہل ذی الحجاز پر ہوتی تو وہ سب کے سب مرجاتے اور اسی طرح مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے ہی راستہ میں مرگیا۔

۞ (بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اسی روایت کو عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بروایت ابی شہاب رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ماتحت تیر اندازوں نے دیکھا کہ تمام مشرکین میدان چھوڑ گئے تو انہوں نے کہا: غنیمت اے لوگو غنیمت! مسلمان بھائی غالب آگئے، تم کس انتظار میں کھڑے ہو؟ بس اب چلو غنیمت لوٹیں۔" حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تم رسول اللہ ﷺ کی تاکید کو بھول گئے

کہ آئندہ حکم ملنے تک اپنی جگہ کو نہ چھوڑنا۔

انہوں نے کہا: ”جنگ ختم ہو چکی ہے اب ضرورت نہیں ہے، ہم کو مال غنیمت ضرور لوٹنا چاہیے۔“ جب وہ وہاں سے ہٹے تو مشرکوں کے منہ پھر گئے اور وہ بھاگنے والے مقابلے پر آ گئے اور پھر صورتحال بدل گئی، یہی وہ صورتحال ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْٓ اُخْرٰکُمْ

﴿سورۂ آل عمران﴾

یہ رسول تم کو آخرت کی طرف بلاتے ہیں، اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس بارہ افراد کے سوا کوئی اور نہیں تھا اور ہم میں سے ستر افراد شہید ہو گئے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام نے بدر کے دن ایک سو چالیس مشرکوں کو مبتلا کیا تھا اور ستر مشرکین قید ہوئے اور ستر مشرکین مارے گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی نصرت جیسی جنگ احد میں ہوئی تھی ایسی کسی جگہ نہیں ہوئی۔ لوگوں نے اس کا انکار کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کا انکار کرنے والوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب موجود ہے۔

✿ اللہ تعالیٰ یوم احد کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ صَدَقَکُمُ اللّٰہُ وَعْدَہٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَھُمْ بِاِذْنِہٖ

ترجمہ: ”اور بے شک اللہ نے تمہیں سچ کر دکھایا اپنا وعدہ جبکہ تم اس کے حکم سے کافروں کو قتل کرتے تھے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: جس کا مطلب قتل ہے۔ حَتّٰٓی اِذَا فَشِلْتُمْ (سورۂ آل عمران) ”کہ جب تم نے بزدلی کی۔“ (اس سے مراد وہی تیرانداز ہیں۔)

اس کا واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تیراندازوں کو ایک جگہ قائم کر کے فرمایا: ”تم ہماری پشت کی حفاظت کرنا اگر تم یہ بھی دیکھو کہ ہم قتل ہو رہے ہیں تو ہماری مدد کو نہ آنا اور اگر تم دیکھو کہ ہم غنیمت جمع کر رہے ہیں، تب بھی تم ہمارے شریک آ کر نہ بننا، جب رسول اللہ ﷺ غانم ہوئے اور مشرکوں کے لشکر کو تہہ و بالا کر دیا تو تمام تیرانداز لشکر میں آ کر مال غنیمت حاصل کرنے لگے اور وہ تیرانداز رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی صفوں میں شامل ہو کر ان سے گھل مل گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر بتایا اور ایک دوسرے میں مدغم ہو گئے۔ جب تیراندازوں نے اس جگہ کو خالی کر دیا، جہاں ان کو متعین کر دیا گیا تھا، تو اس جگہ یعنی نبی کریم ﷺ کے اصحاب کی پشت سے مشرکوں کے تھوڑے سے سوار داخل ہو گئے، ایسی حالت میں بعض نے بعض کو قتل کیا اور مسلمانوں میں سے بہت سے لوگ شہید ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کیلئے ان کا ابتدائی پہر (کامیابی کا پہر) تھا، یہاں تک کہ مشرکوں کے ساتھ یا نو علمبردار مارے گئے، اس وقت شیطان نے آواز لگائی: ”قُتِلَ مُحَمَّدٌ“ (نعوذ باللہ) اس آواز کے صحیح ہونے میں کسی نے شبہ نہیں کیا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ، سعدین کے درمیان

ظاہر ہوئے اور ہم نے آپ کے جھک کر چلنے کے سبب سے پہچانا، اس وقت ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ اب تک جو مصیبت ہمیں پہنچی تھی گویا ایسا معلوم ہوا کہ کوئی مصیبت ہی نہیں پہنچی۔ حضور نبی کریم ﷺ ہماری طرف بلندی پر صعود فرما رہے تھے اور فرماتے تھے کہ اس قوم پر اللہ تعالیٰ کا غضب شدید ہو گیا ہے۔ جس قوم نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے روئے تاباں کو لہولہان کیا ہے اور دوسری مرتبہ آپ نے فرمایا: "اَللّٰھُمَّ لَیْسَ لَھُمْ ان یَّعْلُوْنَا" ترجمہ: "الٰہی ان کیلئے سزاوار نہیں کہ یہ ہم پر غلبہ پائیں۔"

﴿احمد، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ جبرئیل ومکائیل علیہم السلام کی محافظت میں:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یوم اُحد میں میں نے رسول اللہ ﷺ کی داہنی اور بائیں جانب سفید لباس میں دو شخصوں کو دیکھا کہ وہ آپ ﷺ کی طرف سے شدید لڑائی لڑ رہے تھے، میں نے ان دونوں شخصوں کو نہ اس سے پہلے دیکھا، نہ اس کے بعد دیکھا، یعنی یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے اس حدیث کو اس طرح بیان کیا ہے کہ بدر کے سوار فرشتوں نے کسی اور جگہ (جنگ میں) قتال نہیں کیا اور کہا کہ ان کی مراد یہ ہے کہ فرشتوں نے یوم اُحد مسلمانوں کی طرف سے قتل نہیں کیا، جبکہ مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر قائم نہ رہے، اور واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشائخ سے آیت کریمہ: "بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا" (سورۂ آل عمران) ترجمہ: "ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر وتقویٰ کرو۔" کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ انہوں نے صبر نہیں کیا اور پھیل گئے تو ان کی مدد نہیں کی گئی۔ (اسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔)

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے صبر وتقویٰ پر مسلمانوں سے پانچ ہزار نشان فرشتوں کے ذریعہ ان کی مدد کا وعدہ فرمایا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا بھی! مگر جب مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی اور اپنی صفوں کی جگہ کو چھوڑ دیا اور دنیا کا ارادہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرشتوں کی مدد کو اٹھا لیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشائخ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب مشرکین میں بھگدڑ مچ گئی اور تیر اندازوں نے جگہ چھوڑ کر مال غنیمت کو جمع کرنا شروع کر دیا تو مشرکین پلٹ پڑے اور ان کو شہید کرنا شروع کر دیا، مسلمانوں کی صفیں درہم برہم ہو گئیں اور ان کی چکی چلنے لگی۔ ہوا حائل ہو گئی اور وہ پلٹ کر چلنے لگی حالانکہ اس سے قبل صبا چل رہی تھی۔ ابلیس نے منادی کر دی کہ (معاذ اللہ) محمد (ﷺ) قتل کر دیئے گئے اور اس طرح مسلمان آپس میں مل گئے اور غیر شعوری طور پر اپنوں ہی کو قتل کرنے لگے۔

جلدی اور دہشت میں بغیر امتیاز کے ایک دوسرے کو مارنے لگے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو لشکر اسلام کے علمبردار تھے اس گیرودار میں شہید ہو گئے تو ایک فرشتے نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی صورت میں علم کو پکڑ لیا، اس دن فرشتے تو موجود تھے مگر انہوں نے قتال نہیں کیا۔

﴿ابن سعد﴾

فرشتوں کا مدد کرنا:

محمود لبید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت فرمایا اس وقت حضور ﷺ ایک گھاٹی میں تشریف فرما تھے، میں نے عرض کیا: "میں نے ان کو پہاڑ کے پہلو میں دیکھا ہے۔" یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان کے ساتھ فرشتے کافروں سے قتال کر رہے ہیں۔

حضرت حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ سن کر میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو میں نے ان کے پاس (مشرکوں) سات لاشوں کو پڑا پایا۔ میں نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ کو فتح مندی عطا کرے گا۔ ان سب کو تم نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس کو اور اس کو تو میں نے قتل کیا ہے۔ (لاشوں کی طرف اشارہ کر کے کہا) اور بقایا کو اس نے قتل کیا ہے۔ جس کو میں نے نہیں دیکھا! یہ سن کر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا۔

﴿طبرانی، ابن سعد، ابن عساکر﴾

محمد بن شرجیل بمندری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یوم احد میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ علم کو اٹھائے ہوئے تھے۔ ان کا داہنا ہاتھ قطع ہو گیا تو بائیں ہاتھ میں علم لے لیا۔ اس وقت "**وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل**" ان کی زبان پر تھا، ان کا بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا۔ لیکن انہوں نے علم کو گرنے نہیں دیا اور اپنے دونوں بازوؤں سے جن سے خون کے سوتے جاری تھے، پرچم اسلام کو سینہ سے لگا لیا۔ اس کے بعد وہ شہید ہو گئے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ جب کٹ کر گرا تو اس وقت شدت تکلیف سے کلمہ "آہ" ان کی زبان سے نکلا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے طلحہ! اگر تم اللہ تعالیٰ کا نام لیتے تو تم کو فرشتے اٹھا لیتے اور لوگ اس منظر کو دیکھتے ہوتے اور تم فضائے آسمانی میں گم ہو جاتے۔

﴿نسائی، طبرانی بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن عون رضی اللہ عنہ حضرت عمیر بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ہٹ کر لوگ پھیل گئے اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے آگے کھڑے ہوئے تیر اندازی کرتے رہے تھے اور ایک جوان ان کو تیر دے رہا تھا، جب کوئی تیر ان کی

طرف آتا تو وہ اس تیر کو پکڑ کر انہیں دے دیتا اور کہتا اے ابو اسحاق تیر پھینکو! جب جنگ سے فراغت ہوئی تو لوگوں نے اس جوان کو تلاش کیا مگر وہ کسی کو نہیں ملا اور کوئی اس کے بارے میں نہ جان سکا۔

﴿ابن سمان، بیہقی، ابن عساکر﴾

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ زہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ قریش ایک اونچی پہاڑی پر چڑھ گئے یہ دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا خدایا! انہیں سزاوار نہیں کہ یہ ہم سے اونچے ہوں، اس کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور مہاجرین کی ایک جماعت نے ان کے ساتھ مقاتلہ کیا اور یہاں تک کہ ان کو پہاڑی سے اتار دیا اور مسلمانوں میں جو انتشار اور پراگندگی پیدا ہوگئی تھی وہ دور ہوگئی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اوس اور خزرج ایک دوسرے پر اظہار فخر کر رہے تھے۔ خزرجیوں نے کہا:

"ہم میں چار افراد ایسے ہیں، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جمع قرآن کا کام انجام دیا۔ یعنی حضرت معاذ، زید، ابی اور ابوزید (رضی اللہ عنہم)۔"

☆ اوس کے لوگوں نے مقابلے میں کہا:

"ہم میں ایک شخص ایسا ہے جس کے لیے عرش جنبش میں آگیا اور وہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک شخص وہ ہے کہ جس کی شہادت کو دو شہادتوں کے برابر قرار دیا اور وہ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں اور ہم میں ایک صاحب ایسے ہیں جو غسیل الملائک ہیں اور وہ حضرت حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ ہیں۔

﴿ابو یعلیٰ، بزار، حاکم، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ بہ حالت جب احد میں شہید ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کو فرشتوں نے غسل دیا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن جب میرے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان کی بہن یعنی میری پھوپھی رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے لیے نہ روؤ، یا پھر فرمایا ان کے لیے کیوں روتی ہو، فرشتے ان کو اپنے بازوؤں میں چھپائے رہے، جب تک تم نے ان کو نہ اٹھایا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

عاصم بن عمر بن قتادہ، محمود بن لبید رحمہما اللہ سے انہوں نے قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی کہ ان کی آنکھ کو یوم احد صدمہ پہنچا اور وہ نکل کر رخساروں پر آگئی تو نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس کو اپنی جگہ پر رکھ دیا تو وہ دوسری آنکھ سے زیادہ صحیح (روشن) ہوگئی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا یوم احد رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور کی حفاظت کرتے ہوئے میرے چہرے پر تیر لگا اور یہ آخری تیر تھا جو حضور نبی کریم ﷺ کی طرف پھینکا گیا، جسے میں نے ہاتھ پر لے لیا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے آنکھ کو میرے ہاتھ پر دیکھا تو چشمان اقدس نم

ہو گئیں اور فرمایا الٰہی! قتادہ کو محفوظ رکھ جس طرح کہ اس نے اپنے چہرے سے تیرے نبی کے چہرے کو بچایا ہے اور اس کی آنکھ کو دوسری آنکھ سے زیادہ حسین اور تیز نظر بنا دے۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن مجھے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی تلاش میں بھیجا اور ہدایت فرمائی اگر وہ مل جائیں تو ان کو میرا اسلام کہنا اور پوچھنا کہ تم نے معاملات خداوندی کو کیسا پایا۔ میں ان کو شہدائے احد میں تلاش کرتا ہوا، ایسے عالم میں پہنچا کہ ان کی جان لبوں پر تھی، ان کے جسم پر تیر، تلوار اور نیزوں کے ستر زخم تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بے انتہا کرب اور تشنگی کی حالت میں کہا تم حضور رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں عرض کرنا۔

"اے اللہ کے رسول ﷺ؟ میں اس حال میں ہوں کہ جنت کی ہوائیں میرے لیے آ رہی ہیں۔" اور میرے مدنی انصاری بھائیوں سے کہنا کہ "اگر حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر جان فدا کرنے میں سستی بھی ہوگئی، تو اس کے لیے بارگاہ الٰہی میں کوئی عذر نہ چلے گا۔" یہ پیغامات دینے کے بعد ان کے مجروح جسم سے روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خثیمہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں بیان کیا کہ انہوں نے احد کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: افسوس کہ میں بدر کے موقع پر پیچھے رہ گیا تھا، باوجود کہ میں شرکت بدر کے لیے بہت حریص تھا۔ آپ نے میرے لڑکے کی بدر میں شرکت کے لیے قرعہ اندازی فرمائی، اس کا نام نکل آیا، وہ شریک ہوا اور مرتبہ شہادت پایا۔ آج رات میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ

> "وہ نہایت اچھی صورت میں ہے اور انہار جنت اور سبزہ زار جنت میں مصروف گل گشت ہے، اس نے مجھے دیکھ کر کہا: والد محترم! میرے پاس آ جائیے! ہم دونوں ان آرائش گاہوں میں رہیں گے۔ میں نے ان سب وعدوں کو پا لیا جن کی خبر مجھ کو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے ذریعہ ملی تھی۔"

تو اے رحمت عالم ﷺ! میں خواب کے بعد سے اپنے بیٹے کی رفاقت کا امیدوار ہوں۔ براہ کرم آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے میری شہادت کے لیے دعا فرما دیجئے اور جنت میں اس کی رفاقت کی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اور وہ احد کے روز شہید ہوئے۔

﴿بیہقی﴾

شوق شہادت

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی کو حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے احد سے ایک روز پہلے یہ دعا مانگتے سنا:

''اے اللہ تعالیٰ! کل وادی احد میں جب معرکہ کارزار گرم ہو تو ایک بہت صاحب قوت کافر سے مجھے لڑوا دینا وہ سینے پر چڑھ کر مجھے قتل کرے، پیٹ چاک کر دے، میرے ناک کان کاٹ لے۔ پھر اے میرے پروردگار! میں تیرے حضور اس حالت میں پہنچوں تو پھر تو مجھ سے پوچھے کہ یہ کس وجہ سے ہوا ہے؟ تو میں عرض کروں کہ یہ تیری راہ میں ہوا ہے۔ دوسرے دن جب جہاد کیا گیا تو دشمنوں نے ان کے ساتھ ان کی دعا کے مطابق عمل کیا اور ان کے اعضاء کا مثلہ کیا گیا۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد کی شہادت:

حضرت عمرو بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن جب رسول اللہ ﷺ زخمی ہوئے تو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے زخموں کو چاٹ کر صاف کیا اور جب ان سے کہا گیا خون کو تھوک دو، تو انہوں نے کہا: میں حضور نبی کریم ﷺ کے خون کو کبھی نہ تھوکوں گا، اس کے بعد وہ لڑنے میں مصروف ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی جنتی شخص کو دیکھنا چاہے تو وہ مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔ پھر وہ شہید ہو گئے۔

﴿بیہقی﴾

عہد شکنی کی سزا:

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے قیدیوں میں جن لوگوں کو بغیر فدیہ کے چھوڑا گیا، ان میں سے ایک ابوعزہ جمحی تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کو اس کے بیٹے کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا اور اس سے عہد لیا گیا تھا کہ آئندہ کبھی جنگ میں شریک نہ ہوگا۔ مگر اس نے عہد شکنی کی اور لشکر کفار کے ساتھ احد میں آیا۔ رسول اللہ ﷺ کی خواہش تھی کہ قتل اور واپسی کے بجائے اس کی حراست عمل میں آئے۔ چنانچہ احد میں صرف ایک قیدی بنایا گیا اور وہ ابوعزہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو قتل کرا دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے احد کے دن ارشاد فرمایا کہ ''آج کے بعد مشرکین اس طرح کی گزند نہ پہنچا سکیں گے۔''

﴿بیہقی﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشائخ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس دن یعنی یوم اُحد کے بعد مشرکین ہم سے بازی یعنی غلبہ نہ لے سکیں گے، یہاں تک کہ ہم رکن کو بوسہ دیں گے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معرکہ احد میں جب سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا انہیں ڈھونڈنے نکلیں، ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان کے ساتھ کیا

معاملہ ہوا ہے۔ تلاش کے دوران حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ملے، ان حضرات سے دریافت کیا: ”حمزہ کہاں ہیں؟“ ان دونوں حضرات نے ایسا جواب دیا کہ جیسے وہ خود بے خبر ہیں، پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ تھا کہ میری پھوپھی جب اپنے بھائی کو اس حالت دیکھیں گی تو بے تاب اور بے قابو ہو جائیں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان کے سینے پر رکھا اور دعا کی تو انہوں نے ”اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ“ پڑھا اور بغیر آواز نکالے رونے لگیں۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت عوف بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ احد میں یہ نذر مان کر آئی تھی کہ اگر میں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر قابو پایا تو ان کے جگر کو نکال کر چباؤں گی، تو اس نے سید الشہداء اشجع دوراں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جگر کا پارچہ لے کر چبایا اور حلق سے اتارنا چاہا مگر نہ اتار سکی، تو اس نے اُگل دیا، جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آتش دوزخ پر حرام کر دیا ہے کہ وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم کے کسی حصے کو بھی جلائے۔

﴿حاکم، ابن سعد، بیہقی﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشائخ سے روایت کی ہے کہ قبل اسلام سوید بن صامت نے زیاد ابو مجذر کو ایک جنگ میں جبکہ وہ دونوں مقابلے پر آئے قتل کر دیا تھا، کچھ دنوں کے بعد مجذر نے اپنے باپ کے انتقام میں سوید کو قتل کر دیا۔ قتل اول سے دوم تک، یہ واقعات اسلام سے پہلے کے ہیں، پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو حارث بن سوید اور مجذر بن زیاد رضی اللہ عنہ دونوں اسلام لے آئے اور دونوں بدر میں شریک ہوئے تو حارث اپنے باپ سوید کے انتقال کیلئے مجذر کی گھات میں رہا مگر حارث، مجذر پر قابو نہ پا سکا۔ ایک سال بعد احد کا معرکہ آیا اور حارث اور مجذر مسلمانوں کے لشکر میں صف آراء ہوئے اور گھمسان کے رن کے موقع پر حارث مجذر کے پیچھے آیا اور اس کی گردن اڑا دی، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمراء الاسد سے واپس تشریف لائے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر خبر دی کہ حارث بن سوید نے مجذر بن زیاد کو دھوکے سے قتل کر دیا ہے اور حکم پہنچایا کہ حارث کو قتل کر دیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت سخت گرمی میں دوپہر کے وقت مدینہ منورہ کے مضافاتی علاقے قبا تشریف لے گئے، مسجد قبا میں جا کر نماز پڑھی۔ باشندگانِ قبا نے جب یہ سنا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں تو وہ سلام و نیاز کیلئے حاضر ہونے لگے۔ حارث بن سوید درس سے رنگی ہوئی چادر اوڑھے آیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے دیکھا تو عدیم بن ساعدہ کو بلا کر کہا کہ حارث بن سوید کو مسجد کے دروازے پر لے جا کر مجذر بن زیادؓ کے قصاص میں گردن مار دو، کیونکہ مجذر کو اس نے دھوکے سے قتل کیا ہے۔

حارث نے عرض کیا: مجھے اقرار ہے کہ میں نے مجذر کو قتل کیا ہے اور میرا یہ فعل ہرگز اسلام سے انحراف کی بناء پر نہ تھا اور نہ ہی اسلام کے حق ہونے میں مجھے کوئی شک وشبہ تھا، لیکن یہ قتل شیطان کے فریب اور نفس کی ادعاء کی بناء پر ہوا ہے اور میں اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس معصیت کے ارتکاب کی بنا پر استغفار کرتا

اور دیت ادا کرتا ہوں، یا پے در پے دو مہینے کے روزے رکھتا ہوں اور ایک غلام آزاد کرتا ہوں، جب اس نے اپنی پوری بات کر لی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے عدیم! اسے لے جاؤ، اور گردن اڑا دو۔'' تو وہ لے گئے اور اس کی گردن مار دی، اس بارے میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے:

یا حارب فی سنة من نوم اولکم ام کنت و یحک مغترا بجبریل

ام کیف بابن زیاد حین تقتله تغرة فی فضاء الارض مجهول

ترجمہ: ''اے حارث! تم زمانہ جاہلیت کی نیند میں غرق رہے اور اپنی عداوت میں تم نے ابن زیاد کو قتل کر دیا، تم پر افسوس ہے، تم حضرت جبرئیل علیہ السلام کی وحی سے دھوکے میں رہے، اس وقت تمہاری کیا حالت تھی جب تم نے ابن زیاد کو دھوکے سے ایسی زمین میں قتل کیا جس میں کوئی مفر کی راہ نہ تھی۔''

﴿ابن سعد﴾

شہداء اُحد کے جسم چالیس سال بعد صحیح سلامت:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بتایا: میرے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بہ زمانہ حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ ان کی قبر سے نکالا گیا تو ان کو اسی حالت میں پایا جس حالت میں انہیں دفن کیا گیا تھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے شہداء پر ایک مرتبہ اور نالہ وشیون کی آوازیں بلند ہوئیں، جس زمانے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہر کھدائی تو بہت سے لوگ قبر کھودنے پر مامور ہوئے اور انہوں نے بعض شہیدوں کو ان کی قبروں سے نکالا تو چالیس برس کے بعد بھی ان کی وہی حالت تھی، جیسی کہ احد کے روز دفن کے وقت تھی، نرمی سے ان کے جوڑ ذی روح اجسام کی طرح مڑ رہے تھے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم پر کھدائی کے دوران کدال پڑ گیا تو اس سے خون جاری ہو گیا۔ اسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور اسی میں بہ طریق واقدی رحمۃ اللہ علیہ ان کے مشائخ سے مروی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس حال میں پایا کہ ان کا ہاتھ زخم پر تھا، ہاتھ ہٹایا گیا تو زخم سے خون بہنے لگا، ہاتھ کو پھر وہیں رکھ دیا گیا تو خون رک گیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کو ان کی قبر میں اس طرح دیکھا کہ گویا وہ خواب استراحت میں ہیں اور وہ یمنی چادر جس میں انہیں کفن دیا گیا تھا، اس کا ایک تار یا ایک ڈورہ تک نہ بدلا تھا اور جو چیز ان کے پاؤں پر ڈالی گئی تھی، اسی حالت اور صورت میں تھی۔ یہ پانی کی نکاسی کی غرض سے کھدائی ۴۰ ہجری میں ہوئی تھی۔

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے شہدائے احد کی قبور کی کھدائی کے بارے میں فرمایا کہ جب زیارت

شہداء کا عام مشاہدہ ہو چکا ہے تو ان کے "احیاء" کے بارے میں اب کسی منکر کو مجال انکار نہیں ہو سکتی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب قبروں کو کھودا گیا تو مٹی سے ایک لطیف خوشبو مثل مشک ہر طرف پھیل گئی۔

شہداء احد کے مزارات سے سلام کا جواب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کے بارے میں فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سب بارگاہ الٰہی میں ہیں، تو تم جاؤ اور ان کی زیارت کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، قیامت تک جو بھی ان پر سلام بھیجے گا، وہ ان کو سلام کا جواب دیں گے۔

﴿بیہقی﴾

✿ ابی فروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن قبورِ شہداء کی زیارت کی اور فرمایا:

اللهم ان عبدک و نبیک یشهد ان هولآء شهداء و انه من زارهم اوسلم علیهم الی یوم القیمة ردوا علیه

﴿حاکم، بیہقی﴾

عطاف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھ سے میری خالہ نے بیان کیا کہ انہوں نے شہدائے احد کے مقابر کی زیارت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے ہمراہ صرف دو غلام تھے جو سواری کی حفاظت کر رہے تھے۔ میں نے صاحبان قبورِ شہداء کو سلام کیا۔ میں نے اپنے سلام کا جواب سنا اور پھر آواز آئی: ہم تم کو اسی طرح پہچانتے ہیں، جس طرح ہم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔

وہ بیان کرتی ہیں اس کے بعد میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں لوٹ آئی۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ فاطمہ خزاعیہ رحمۃ اللہ علیہا نے بیان کیا کہ میں نے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کی اور کہا: "**السلام علیک یا عم رسول اللہ**" (اے اللہ کے رسول کے عم محترم! آپ پر سلام ہو۔) تو میں نے اس کے جواب میں سنا: "**وعلیکم السلام و رحمة اللہ و برکاته**"

﴿بیہقی﴾

قبر سے تلاوت قرآن کی آواز:

ابن مندہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے اس مال کے پاس پہنچنے کا ارادہ کیا جو بن میں تھا تو مجھے رات نے آلیا اور میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو ابن حزام رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس پناہ لے لی اور میں نے قبر سے قرأت کی آواز سنی۔ پھر جب میں لوٹا تو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کو بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرأت کرنے والے عبد اللہ رضی اللہ عنہ تھے۔ شاید تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی روحوں کو قبض کر کے زبرجد و یاقوت کی قندیلوں میں رکھتا ہے، پھر ان کو جنت کے وسط میں لٹکا دیتا ہے، رات بھر کیلئے روحیں اپنے جسموں کے پاس آتی ہیں اور فجر تک رہتی ہیں، پھر اپنے مقامات پر واپس ہو جاتی ہیں۔

حَمْرَاءُ الْاَسَد کا معجزہ:

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ ابوسفیان نے عبدالقیس کے ان سواروں سے جو مدینہ جارہا تھا کہا کہ محمد (ﷺ) کو بتا دینا کہ ہم ان پر پلٹ آنے والے ہیں تاکہ ہم ان کا قلع قمع کر دیں، جب وہ سوار رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ابوسفیان کا پیغام دیا تو آپ ﷺ نے اور اصحاب کرام نے کہا: "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا تو انہوں نے کہا تھا: "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ" اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے بھی انہی کلمات کو پڑھا۔

فائدہ:

غزوہ احد سے فارغ ہو کر جب مشرکین کئی منزل دور چلے گئے تو انہوں نے سوچا اور آپس میں تبادلہ خیال کرنے لگے کہ "ہم نے حقیقتاً ناقابل تلافی حماقت کی ہے اور وہ یہ کہ محمد (ﷺ) کی طاقت کو توڑ دینے کا جو ہمیں سنہری موقع تھا اس سے فائدہ اٹھائے بغیر چلے آئے اور وادی احد میں شکست جب دے چکے تھے تو اس کے فوراً بعد بڑھ کر مدینہ کے گھروں اور عورتوں اور رہے سہے مسلمانوں کو ختم کر دینا چاہیے تھا۔ کچھ کافروں نے کہا: اب لوٹ کر مدینہ پر حملہ کیے دیتے ہیں مگر ہمت نہ ہوئی۔ راستہ میں قریش مکہ کو عبدالقیس کا قافلہ ملا جو مدینہ کی طرف آ رہا تھا اس کے ذریعہ یہ ہوائی پیغام دینے پر اکتفا کیا جس کا ذکر اوپر متن میں ہے۔

ادھر حضور نبی کریم ﷺ کو بھی اندیشہ تھا کہ یہ دشمن اسلام کہیں مدینہ پر نہ ٹوٹ پڑیں، اس لیے ابھی تھکے ماندے مسلمانوں نے ہتھیار بھی نہ کھولے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قریش کے تعاقب میں چلو پس وہ اطاعت کیلئے کمربستہ ہو گئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ حمراء الاسد تک گئے جو مدینہ سے آٹھ میل پر ہے۔ قرآن پاک میں اجمالاً اس طرح فرمایا گیا:

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ط لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَ اتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۝ وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝

﴿سورۂ آل عمران﴾

ترجمہ: "وہ جو اللہ و رسول کے بلانے پر حاضر ہوئے بعد اس کے انہیں زخم پہنچ چکا تھا ان کے نیکوکاروں اور پرہیزگاروں کیلئے بڑا ثواب ہے، وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لیے جتھا جوڑا تو ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زائد ہوا اور بولے اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز۔" ﴿از مترجم﴾

مسلمانوں کی ایک جماعت پر بنی ہذیل کا حملہ اور معجزات کا ظہور:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹی سی جماعت کو دیکھ بھال کیلئے بھیجا اور اس جماعت پر حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ یہ جماعت مفوضہ خدمت انجام دینے کے سلسلہ میں عسفان اور مکہ کے درمیان تھی اور بنی ہذیل کو معلوم ہوا اور ایک سو سے زیادہ افراد مسلح ہو کر مسلمانوں کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور نشاناتِ قدم پر چلتے رہے حتی کہ انہوں نے جماعت مسلمین کو پالیا اور محاصرہ میں لے کر کہا:

''ہم وعدہ کرتے ہیں اگر تم خود کو ہمارے حوالے کردو گے تو پھر ہم تم سے نہ کسی کو قتل کریں گے نہ کوئی ایذا دیں گے''۔

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہم کافروں کے عہد اور ضمان میں آنا گوارا نہیں کر سکتے۔'' پھر دعا کی: ''اے ہمارے پروردگار! اس صورتحال کی خبر اپنے نبی ﷺ کو دیدے۔''

اسکے بعد کافروں نے تیراندازی شروع کر دی۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ لڑتے رہے، بالآخر سب شہید ہو گئے اور تین مسلمان جن میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ اور ایک اور صحابی باقی رہ گئے۔ ان حضرات کرام سے کافروں نے قول وقرار کے بعد لڑائی بند کر دی۔ جب کافروں نے ان پر قابو پالیا تو کمانوں سے چلوں کو اتار کر باندھ دیا۔ ان مسلمانوں میں سے ایک نے کہا: یہ ان کافروں کی پہلی خلاف ورزی اور دھوکہ ہے انہوں نے چند مسلمانوں کو قتل کر دیا اور حضرت خبیب وزید رضی اللہ عنہما کو مکہ میں لے جا کر فروخت کر دیا۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹوں نے خرید لیا چونکہ بدر میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث کو قتل کیا تھا، چند روز ابن حارث کی قید میں گزرے تھے، ایک روز گھر کے کسی فرد سے، حضرت خبیب رضی اللہ عنہ ایک استرہ کو دیکھ رہے تھے کہ اتفاقاً ایک چھوٹی بچی ان کے پاس چلی گئی، حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے ازراہِ شفقت بچی کو ران پر بٹھا لیا۔ بچی کی ماں نے دیکھا تو وہ لرز گئی۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اس عورت کے اضطراب کو سمجھ گئے اور انہوں نے کہا: اے خاتون! تم کو اندیشہ ہے اور خوف ہے کہ میرے پاس استرہ ہے اور بچی اتفاقاً میرے پاس پہنچ گئی ہے اب میں اس بچی کو قتل کر دوں گا، یہی بات ہے نا؟

بچی کی ماں کچھ نہ بولی، البتہ اس کی نگاہیں رحم طلب اور لطف کی ملتجی تھیں، چنانچہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے یہ تاثر لینے کے بعد فرمایا: ''اے اس معصوم کی ماں! تو اطمینان رکھ، میں انشاء اللہ ہرگز ایسا نہیں کروں گا، مسلمان ایسا نہیں کرتے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بچی بھی تمام عرب اور قبائل عرب کی طرح آئندہ چند برسوں میں مسلمان ہو گئی تھی اور کہا کرتی تھی: ''میں نے ایسا عجیب اور اچھا قیدی کبھی نہ دیکھا اور میں نے ایسے زمانے میں کہ مکہ میں کسی کا بھی کوئی پھل نہ تھا اور ہمارا قیدی آہنی زنجیروں سے بندھا ہوا،

مگر بایں ہمہ ان کے پاس تازہ ترین انگوروں کے خوشے ہوتے، وہ انہیں کھاتے اور کبھی میں سامنے آجاتی تو کچھ مجھے بھی دے دیتے۔''

راوی حدیث نے فرمایا: وہ جنت کے انگور تھے جو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کی بھوک اور پیاس کو رفع کرنے کیلئے عطا فرماتا تھا۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو جب ابن حارث اور اس کے اہل خاندان حرم سے لے کر چلے تو انہوں نے فرمایا: مجھے اتنا موقع دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں اور پھر انہوں نے نماز پڑھ کر اپنے رب سے دعا کی: ''اے اللہ! ان نافرمانوں، حد سے متجاوز ہونے والوں اور اسلام کے دشمن ظالموں کو گھیر لے اور پھر انہیں جدا جدا کر کے قتل کر دے اور اس درجہ سنگدل خاندان میں سے کسی ایک کو باقی نہ رکھ۔''

اسی روایت میں بیان ہو چکا ہے کہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے قبل دعا کی تھی کہ اپنے پروردگار صورتحال کی خبر اپنے نبی کریم ﷺ کو دیدے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور اس واقعہ کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچا دی۔

بنی ہذیل کے کچھ لوگ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی نعش کو شناخت کرنے کیلئے ان کے قریب آنا چاہتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ بدر کے دن آپ ﷺ نے بہت سے سردارانِ قریش کو قتل کیا تھا، اور ہذیل والے اس کارنامہ سے قریش کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں سے مدافعت فرمائی اور وہ شناخت کیلئے آپ کی نعش کے نزدیک نہ پہنچ سکے۔

﴿بخاری، بیہقی﴾

شہد کی مکھیوں کا لاش کی حفاظت کرنا:

حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہذیل کے لوگوں نے جب حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو ان کا ارادہ ہوا کہ آپ کا سر کاٹ کر سلافہ بنت سعد قرشی مکی کے ہاتھ فروخت کر دیں، کیونکہ سلافہ نے نذر مانی تھی کہ اگر میں نے عاصم پر قابو پا کر اس کو قتل کر دیا تو میں اس کے کاسۂ سر میں شراب نوش کروں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مقتول فی سبیل اللہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی نعش کی حفاظت کیلئے شہد کی مکھیوں کو بھیج دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت بریدہ بن سفیان اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو جب خاندان حارث کے لوگ قتل کرنے کیلئے جا رہے تھے، تو انہوں نے اپنے خدا سے عرض کیا:

''اے رب کائنات! میں نہیں سمجھتا کہ کسے قاصد بناؤں اور وہ میرا آخری سلام تیرے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جائے۔''

''پس اے واحد و بے ہمتا، الرحم الراحمین معبود! تو ہی اس کام کو کر دے۔'' خدا کی پیام رسانی دیکھئے، سرکار دو عالم ﷺ صحابہ کرام کے جھرمٹ میں تھے کہ معاً فرماتے ہیں: وعلیکم السلام

صحابہ کرام نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! کس کے سلام کا جواب عطا فرمار ہے ہیں؟'' صحابہ کرام کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:

''تمہارے بھائی حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو کافر قتل کرنے کیلئے لے جار ہے ہیں اور وہ ایک آخری سلام خلوص ومحبت سے مجھے کرر ہے ہیں۔''

پھر وہ دار کے تختے پر دعا کیلئے قبلہ رو ہوئے، ایک شاہد نے بعد میں بیان کیا کہ جب میں نے ان کوطلب کرتے دیکھا تو میں زمین پر لیٹ گیا، اس واقعہ کوایک سال نہیں گزرا تھا کہ بجز ان لوگوں کے جو زمین پر لیٹ گئے تھے، وہ سب مشرکین ہلاک ہوگئے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بے موسم انگور:

ماویہ باندی سے روایت ہے کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ مکہ میں میرے گھر میں قید کیے گئے۔ میں ایک روز ان کے پاس گئی تو میں نے ان کو ایک بڑے تروتازہ اور عمدہ انگوروں کے خوشے کو کھاتے دیکھا حالانکہ اس زمانے میں انگور کا موسم تھا نہ بازار میں اس کا کوئی دانہ۔

﴿ابن اسحاق﴾

میرے رب نے مجھے آگاہ کیا ہے:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد راویوں سے جن میں جعفر ابوابراہیم اور عبدالواحد بن ابی عون رحمہما اللہ وغیرہ شامل ہیں سے روایت ہے کہ ایک روز ابوسفیان بن حرب نے مکہ میں قریش کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''اے قریشیو! ایک عجیب مشکل مجھے درپیش ہے کہ جس کا کوئی حل میرے خیال میں نہیں آتا اور وہ مشکل یہ ہے کہ میں پوری قوم میں کسی ایک شخص کو بھی نہیں پاتا جو مدینہ منورہ پہنچ کر محمد (ﷺ) کو قتل کردے اور بدر کے بعد میرے اندر اور میرے اندر کیا بلکہ پوری قوم کے اندر جو جذبہ انتقام جوجزن ہے وہ اس کارروائی کے بعد کچھ سرد پڑ جائے، حالانکہ وہ بغیر کسی اندیشہ اور خوف کے تنہائیوں میں اور بازاروں میں پھرتے ہیں۔''

اس کی یہ جذبات انگیز تقریر سن کر ایک اجڈ دیہاتی سفیان کے پاس آیا اور اس کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے بعد اس نے کہا:

''اے سردار! یہ کیا بڑی بات ہے، اگر تم تعاون کرو تو مدینہ پہنچتا ہوں اور محمد (ﷺ) کے قتل کرنے کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ میں تمہارے بھرپور اطمینان اور اطلاع کے طور پر یہ بتا دینا بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ میں اس نوعیت کے کاموں کی انجام دہی کیلئے تمام گھاتوں اور پینتروں سے بالکل واقف ہوں اور میرے پاس ایک کرگس کے خافیہ کے انداز کا ایک مہلک خنجر بھی ہے۔''

ابوسفیان گفتگو کے دوران اس کے چہرے اور لہجے کا بہ غور جائزہ لیتا رہا تھا۔ اس نے جواب دیا:

''تو میرا دوست ہے، نہیں پوری قوم کا دردمند ہے لو۔'' پھر اس کو ایک تیز رفتار اونٹ اور سفر خرچ دیا اور مدبرانہ انداز میں نصیحت کے طور پر کہا: ''تو اپنے ارادہ کو بہر صورت پوشیدہ رکھنا، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی مطلع ہو جائے اور محمد ﷺ کو جا کر بتا دے۔'' بدو نے اخفا اور رازداری کے خیال سے رات کو سفر کا آغاز کیا اور پانچ راتیں سفر کر کے چھٹے دن صبح کو ظہر الحرۃ میں آیا اور پھر وہاں سے مدینہ پہنچ گیا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو بتایا یہ شخص نیت بد کے تحت یہاں آیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے ارادہ کے درمیان حائل ہے۔

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا:

اے شخص! کیا تو صحیح صحیح نہ بتائے گا کہ تو کون ہے اور کس ارادہ سے آیا ہے اگر تو نے صداقت بیانی اور راست گوئی سے کام لیا تو سچائی تجھے نفع دے گی اور اگر تو نے جھوٹ بولا تو تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ میرے رب نے مجھے اس بات سے آگاہ کر دیا ہے جس کا تو نے ارادہ کیا ہے۔

بدو نے کہا: ''اے نادر انسان! مجھے موقع دیجئے اور میرے قول کو نادرست نہ سمجھئے۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے سب کچھ بتا دیا گیا ہے اگر اس کیخلاف کہے گا، نادرست ہوگا۔ پس ہماری طرف سے اطمینان رکھ اور صحیح صحیح صورتحال بیان کر دے۔''

بدو نے پوری صورتحال بلاکم وکاست بیان کر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تجھے امان دے چکا ہوں تو جا سکتا ہے مگر اس سے زیادہ بہتر تیرے لیے ایک شئے اور ہے؟ اس نے دریافت کیا وہ کیا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ یہ کہ تو دل سے یقین اور زبان سے اقرار کر لے کہ ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں اللہ کا رسول ہوں۔''

تو اس نے ایسا ہی کیا اور مسلمانوں کے زمرے میں شامل ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے کہا: ''میں لوگوں سے نہیں ڈرتا، میرا دل ہمیشہ قوی اور ارادہ مضبوط ہے، مگر یہاں آ کر جب آپ ﷺ پر نظر پڑی تو میرا فہم فاتر اور رہنمائی سے عاجز ہو گیا اور اپنے قلب میں مجھ کو ضعف معلوم ہونے لگا۔ حیرت ہے آپ ﷺ میرے ارادہ سے باخبر ہو گئے، حالانکہ میں تیز رفتار سانڈنی پر ہر ساربان کو پیچھے چھوڑتا ہوا آیا ہوں، اور میرے ارادے سے نہ کوئی باخبر ہے نہ میرا کوئی رازدار۔

ظاہر ہے کہ اس پر اسرار نوعیت کے معاملہ سے آپ ﷺ کا واقف ہونا اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوا ہے، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کا نگراں اور رکھوالا ہے اور یہی ایک بات اتنی بڑی بات ہے جو آپ ﷺ کی سچائی اور نبی برحق ہونے کی بین دلیل ہے۔''

ستر (۷۰) قراء کی شہادت کا واقعہ:

ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بتایا میرے والد بیان کرتے تھے کہ جب مسلمان بیرمعونہ میں شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ عنہ گرفتار ہو گئے، تو ان سے عامر بن

طفیل نے پوچھا یہ کون ہے اور اس نے ایک شہید مقتول کی طرف اشارہ کیا ہے۔ عمرو بن امیہ نے جواب دیا۔ یہ عامر بن فہیرہ ہیں۔ ان کا جواب سن کر عامر بن طفیل نے کہا: ان کو شہید ہونے کے بعد میں نے آسمان کی طرف لے جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں ان کے اور زمین کے درمیان آسمان تک دیکھتا رہا، اس کے بعد ان کو روک دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کو جب ان شہداء کی خبر پہنچی تو آپ نے صحابہ کرام کو ان کی شہادت کی اطلاع دی اور یہ بھی بتایا کہ انہوں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی:

''اے ہمارے مہربان آقا! ہمارے بھائی کو ہماری شہادت کی اور نیز اس بات کی کہ ہم تجھ سے اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے، خبر پہنچا دے'' اور میں ان کی دعا کی مقبولیت کے سلسلے میں تم کو اطلاع دے رہا ہوں۔

﴿بخاری﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا: کچھ لوگوں کو ہمارے یہاں بھیجیں تا کہ وہ ہمیں قرآن سکھائیں۔ تو آپ ﷺ نے ان کے قبیلے کو تعلیم دینے کیلئے ستر انصاری قراء کو روانہ فرمایا، مگر ان لوگوں نے راستے ہی میں گھیر کر ان سب کو شہید کر دیا، ان قراء نے بہ وقت شہادت دعا کی:

''اے پروردگار! رسول اللہ ﷺ کو ہماری حالت کی خبر کر دیجئے۔'' عین اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''اے مسلمانو! تمہارے بھائیوں کو شہید کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ان دستوں نے یہ دعا مانگی ہے:

"اللھم بلغ عنا نبینا ان قد لقیناک فرضینا عنک و رضیت عنا"

﴿مسلم، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا سا لشکر روانہ فرمایا۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: ''اے لوگو! تمہارے بھائیوں پر مشرکین حملہ آور ہو گئے ہیں اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا ہے۔ ان کی دعا تھی:

اے رب! ہمارے حالات کی اطلاع ہمارے مسلمان بھائیوں کو کر دے اور بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے سایہ عاطفت میں ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے تو میں تمہارے ان بھائیوں کی طرف رسول ہوں اور تمہیں خبر پہنچاتا ہوں کہ وہ خدا سے راضی ہو گئے اور خدا ان سے راضی ہو گیا۔

﴿بیہقی﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھ سے مصعب بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بروایت ابوالاسواد رضی اللہ عنہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ حضرت منذر بن عمر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور مذکورہ بالا قصہ بیان کیا اور کہا کہ عامر بن طفیل نے حضرت عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم اپنے ساتھیوں کو پہچانتے ہو؟

انہوں نے کہا: ہاں! تو اس نے انہیں ہمراہ لے کر شہیدوں میں چکر لگایا اور ان سے ہر ایک کے بارے میں معلومات لیتا رہا،

آخر میں دریافت کیا، کیا تم ان شہداء میں کسی کو غیر موجود پاتے ہو؟ جواب دیا کہ ہاں! میں ایک صاحب کو جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں، ان میں نہیں پاتا اور ان کا نام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہے۔

اس نے پوچھا: وہ تم لوگوں میں کیسے تھے؟ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: وہ ہم میں سب سے زیادہ صاحب فضیلت تھے۔ عامر نے کہا: کیا میں تمہیں ان کا حال بتاؤں؟ انہیں بھالا مارا گیا، پھر اسے نکال لیا تو ایک شخص ان کو اٹھا کر آسمان میں لے گیا اور وہ پھر مجھے نظر نہ آئے اور جبار بن سلمیٰ کلابی نے ان کو بھالا مارا تھا۔

وہ بیان کرتا ہے کہ جب نیزے کی انی ان کے جسم کو توڑ کر اندر داخل ہوئی تو انہوں نے نعرہ مارا: ''فزت واللہ''، یعنی قسم خدا کی! میں کامیاب ہو گیا۔

اس شخص نے کہا: اس کے بعد میں حضرت ضحاک بن سفیان کلابی کے پاس آیا اور انسے سارا واقعہ بیان کیا۔ مجھے اس مشاہدہ نے دعوت اسلام دی اور مجھ پر اسلام اور مسلمانوں کی صداقت اور ثبات و پامردی کا بہت گہرا اثر ہوا اور یہ ایک فطری اور قدرتی تاثر تھا، لہٰذا میں پورے اذعان و یقین کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔

اس کو نقل کرنے کے بعد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ممکن ہے کہ انہیں اٹھالیا گیا ہو اور پھر رکھ دیا گیا ہو، اس کے بعد وہ مفقود ہو گئے ہوں اور اگر اس طرح روایت کو مان لیا جائے تو بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت عروہ رضی اللہ عنہ والی روایت سے تطبیق ہو جائے گی۔

ہم نے موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مغازی'' میں اس روایت کے ضمن میں دیکھا ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کا جسم نہ پایا گیا اور لوگ گمان کرتے ہیں کہ فرشتوں نے ان کو دفن کر دیا ہے۔

ایک اور روایت بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بہ سند حضرت عروہ رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متصلاً ان لفظوں میں روایت کی کہ میں نے قتل کے بعد دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور میں نے ان کو آسمان و زمین کے درمیان دیکھا۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ پھر انہیں رکھ دیا اور متعدد سندیں تو یہی بتاتی ہیں کہ آسمان پر لے جا کر ان کو پوشیدہ کر دیا گیا۔

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھ سے محمد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بروایت حضرت عروہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور کسی نے ان کے جسد کو نہیں پایا۔ فرشتوں نے ان کو روپوش کیا۔

غزوۂ ذات الرقاع کے موقع پر معجزات کا ظہور

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی جانب ایک غزوہ میں گئے۔ واپسی کے دوران عضاۃ کے کثیر درختوں کی وادی کے درمیان حضور نبی کریم ﷺ کے قیلولہ کا وقت ہو گیا اور آپ سمرہ کے سایہ دار درخت کے سایے میں لیٹ گئے اور تلوار درخت میں لٹکا دی اور دوسرے لوگ جتھوں کی شکل میں اپنی اپنی پسند کے مطابق مختلف درختوں کے نیچے دراز ہو گئے اور ہم میں سے اکثر سو گئے کہ اچانک حضور نبی کریم ﷺ نے ہم کو بلایا، جب پہنچے تو آپ ﷺ کے پاس ایک صحرائی اجڈ (بدو) بیٹھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس شخص نے میری تلوار اٹھائی اور پھر مجھے بیدار کر کے برہنہ تلوار دکھا کر کہنے لگا: اب کوئی ہے جو تم کو مجھ سے بچا سکتا ہے؟ میں نے کہا: "ہاں! اللہ تعالیٰ، تو اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی، اس نے اپنی تلوار نیام میں کر لی اور وہیں بیٹھ گیا، اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اس کو کچھ سرزنش نہیں فرمائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نخفہ کے نخلستان میں غزوہ کیا۔ ایک وقت مسلمانوں کو غافل دیکھ کر اس جنگل کا ایک شخص جس کا نام غورث بن حارث تھا آیا اور تلوار سونت کر حضور نبی کریم ﷺ سے کہنے لگا: "بولئے اب مجھ سے آپ کو کون بچائے گا؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ پھر اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس تلوار کو ہاتھ میں لے لیا اور فرمایا: "اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟" اس نے کہا: آپ تلوار کا صحیح استعمال کرنے والے اور اس کے اہل ہیں۔

مطلب اس کا یہ تھا کہ مجھ کو کوئی بھی نہیں بچا سکتا۔ آپ ﷺ کے قابو میں ہوں مگر امید ہے کہ آپ ﷺ عفو و کرم سے کام لیں گے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ دیہاتی اپنے گاؤں میں چلا گیا اور جا کر لوگوں سے کہا: میں تمہارے پاس خیر الناس (بہت شفیق) کے پاس سے ہو کر آیا ہوں، اس کے بعد راوی نے نماز خوف کا ذکر کیا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ ماہِ صفر میں تشریف لے گئے اور ایک درخت کے نیچے قیلولہ فرمایا اور اپنی تلوار کو آپ ﷺ نے درخت سے لٹکا دیا۔ ایک بدوی آیا اور تلوار تان کر سرہانے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا:

"اے محمد (ﷺ)! آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ" یہ سن کر وہ کانپنے لگا اور تلوار رکھ کر چلا گیا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کے ساتھ نخلستان میں ظہر کی نماز پڑھی تو مشرکوں نے نماز کے دوران حملہ کا ارادہ کیا پھر ان میں سے کسی نے کہا کہ ابھی ٹھہر جاؤ، اس نماز کے بعد مسلمانوں کی ایک نماز اور ہے اور جوان کو اپنی اولاد سے زیادہ محبوب ہے (نماز عصر) اس وقت ہم ان پر بھرپور حملہ کر دیں گے۔

اسی وقت حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور خبر دی تو پھر آپ ﷺ نے نمازِ خوف پڑھائی۔

﴿بیہقی﴾

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ان لفظوں سے روایت کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہینہ کے لوگوں پر غزوہ کر رہے تھے اور انہوں نے بہت بہادری سے ہمارا مقابلہ کیا۔ ظہر کا وقت ہو گیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی۔ مشرک کہنے لگے اگر ہم ان پر بہ حالت نماز دفعتہً ٹوٹ پڑیں، تو ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں اور پھر وہ کچھ سوچ کر کہنے لگے کہ ان کی اگلی نماز ایسی آ رہی ہے، جو ان کو اپنی اولادوں سے زیادہ محبوب ہے، پس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر رسول اللہ ﷺ کو مطلع کیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے ہم کو بتا کر نمازِ خوف پڑھائی۔

ابو عیاش زرقی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عسفان کے علاقے میں تھے اور مشرکوں پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ امیر تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے نماز ظہر ادا کی۔ اس کے بعد مشرکین نے کہا: مسلمان ایسی حالت میں تھے کہ اگر ہم ارادہ کرتے تو اچانک نماز کی حالت میں ان پر حملہ کر دیتے، چنانچہ آیت خوف ظہر اور عصر کے درمیان نازل ہوئی۔

﴿احمد، بیہقی﴾

انگلیوں سے پانی کے فوارے پھوٹ پڑے:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ان کے قبول اسلام کے واقعہ میں بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کیلئے تشریف لے گئے تو میں مشرکین کے رسالہ سواروں میں تھا اور رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب میں مقام اصفان میں تشریف فرما تھے تو میں حملہ کیلئے مسلمان لشکر کے سامنے آیا، مگر حضور نبی کریم ﷺ نے ہمارے مقابلے کیلئے نہ کوئی کارروائی کی نہ اندیشہ اور خوف بلکہ آپ نے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کر دی، ہم تمام مسلمانوں کو نماز میں مصروف پا کر حملہ کا ارادہ کرنے لگے تھے مگر پھر کچھ سوچ کر ہم ایسا کرنے سے باز رہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے اس ارادے سے حضور نبی کریم ﷺ کو مطلع کر دیا اور اس کے بعد عصر کی نماز آپ ﷺ نے "صلوٰۃِ خوف" کے طریق پر پڑھائی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع میں گئے اور ایک وسیع میدان میں ٹھہرے۔ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے اور میں پانی کا آفتابہ لے کر آپ کے پیچھے روانہ ہوا۔ ہم نے ہر طرف نگاہ دوڑائی کہ کوئی آڑ کی پوشیدہ جگہ مل

جائے تو ہمیں وادی کے کنارے دو درخت نظر آئے اور رسول اللہ ﷺ ان میں سے ایک درخت کے قریب تشریف لے گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی ایک ٹہنی پکڑ کر فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے حکم سے میرا حکم مان۔'' تو وہ درخت نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل دیا، جس طرح کوئی اونٹ کو نکیل پکڑ کر لے جاتا ہے۔ پھر آپ ﷺ اسی طرح ایک دوسرے درخت کے پاس آئے اور اس کی ٹہنیوں کو پکڑ کر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے حکم سے میری فرمانبرداری کر۔'' تو وہ دونوں درخت مل گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بیٹھ گیا اور اپنے دل سے باتیں کرنے لگا۔ اچانک میری نظر اٹھی تو درخت جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ کھڑے ہیں اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جگہ توقف فرمایا اور اپنے سر مبارک سے داہنے اور بائیں اشارہ فرمایا، پھر روانہ ہوئے اور میرے پاس آئے اور فرمایا: اے جابر! کیا تم نے میرے کھڑے ہونے کی جگہ کو دیکھا ہے؟

میں نے عرض کیا: ''جی ہاں! یا رسول اللہ ﷺ'' پھر آپ نے فرمایا: ''تم ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور دونوں میں سے ایک ایک ٹہنی کاٹ لو اور ان دونوں ٹہنیوں کو جہاں میں کھڑا ہوا تھا ایک داہنی جانب اور دوسری بائیں جانب نصب کر دو۔''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ سن کر میں اٹھا اور ایک پتھر کو لے کر توڑا اور اس کی دھار بنائی اور دونوں رختوں سے ایک ایک ٹہنی کاٹی اور گھسیٹتا ہوا لایا اور حضور نبی کریم ﷺ کے کھڑے ہونے کے مقام پر ایک ٹہنی داہنی جانب دوسری بائیں جانب گاڑ دی۔ میں نے واپس آکر حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے حسب ارشاد ٹہنیاں گاڑ دیں، مگر اے ہادی عالم ﷺ! کیا مجھ سے فرمائیں گے کہ اس عمل سے کیا ہوگا؟

چنانچہ میرے سوال پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

> ''اے جابر رضی اللہ عنہ میں آ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ ان دونوں قبروں کے مردوں کو عذاب دیا جا رہا ہے، تو میں نے یہ پسند کیا کہ میری شفاعت سے ان عذاب قبر اس وقت تک دور رہے، جب تک یہ ٹہنیاں تر ہیں۔''

پھر ہم لشکر میں آگئے، مجھ سے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جابر (رضی اللہ عنہ) اعلان کر دو کہ لوگ وضو کریں، پس میں نے منادی دی: ''اے بھائیو! وضو کرو، مسلمانو! وضو کر لو۔'' میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! لشکر میں تو پانی نہیں ہے۔'' (حضور نبی کریم ﷺ کے واسطے ایک مدنی صحابی کچھ پانی لگا رکھتے تھے تاکہ ٹھنڈا بھی رہے اور اگر کسی وقت پانی موجود نہ ہو تو فوراً بلاتاخیر مہیا کر دیا جائے۔)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جابر! فلاں انصاری کی قیام گاہ پر جاؤ وہ ہمارے لیے پانی کی ضرورت کا خیال رکھتے ہیں، ان سے دریافت کرو مشکیزہ میں کچھ پانی ہے؟'' میں گیا اور دریافت کیا دیکھنے پر معلوم ہوا کہ اتفاقاً اس میں بھی پانی ختم ہو گیا ہے اور اس کے دہانے پر چند قطرۂ آب اس کی سلوٹ میں ٹھہرے ہوئے ہیں کہ اگر مشکیزہ کے دہانے کو سیدھا کیا جائے تو وہ اس کے جوف میں ڈھلکتے ہوئے جذب

ہو جائیں، پھر میں لوٹ کر آیا اور صورتحال حضور نبی کریم ﷺ کو بتائی۔

میری باتیں سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور اس مشکیزہ کو لے آؤ، میں گیا اور لے آیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے ہاتھ میں لے کر کچھ پڑھا اور دبایا پھر میرے حوالے کر دیا اور فرمایا: لگن لانے کا اعلان کر دو، لوگ فوراً لگن لے آئے، جس کو آپ ﷺ کے آگے رکھ دیا گیا۔ آپ ﷺ نے دست مبارک کو اس کے اندر مستقیم شکل میں اس کے پیندے تک اس طرح پہنچا دیا کہ انگلیوں کے سرے اس سے جا ملے۔ پھر فرمایا: ''اب بسم اللہ پڑھو کر پانی ڈالو۔'' میں نے تعمیل کی، پس آپ کے انگلیوں کے پوروں سے پانی کے سوتے جاری ہو گئے اور تھوڑی دیر میں لگن لباب بھر گیا، اب حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا: ''اے جابر رضی اللہ عنہ! اعلان کر دو، جن لوگوں کو ضرورت ہو وہ آئیں اور اپنی پانی کی تمام ضروریات پوری کر لیں۔''

لوگ آگے پیچھے آتے رہے، پینے اور وضو کرنے کی ضرورتوں میں استعمال کرتے رہے، مگر لگن جوں کا توں بھرا ہوا تھا۔ پھر کچھ لوگ آئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے گرسنگی کی شکایت کی، جواب دیا گیا: بہت جلد اللہ تعالیٰ کھانے کا انتظام فرما دے گا۔ ہم میں سے کچھ لوگ جنگل میں نکل گئے اور تھوڑا ہی چلے ہوں گے کہ ایک بڑا جانور ہم کو مل گیا، جس کو گھیر کر مارا اور ذبح کر کے پکا لیا اور سب نے شکم سیر ہو کر کھایا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم فلاں فلاں پانچ آدمی اس کی آنکھ کے حدقہ میں داخل ہوئے تو ہم پانچویں میں سے کوئی کسی کو نظر نہیں آیا، ہم پھر باہر نکل آئے اور ہم نے اس کی ایک پسلی نکالی اور اس کی کمان کی مانند کھڑا کیا، ہم نے لشکر کے سب سے بلند قامت شخص کو بلایا اور سب سے اونچے اونٹ پر بٹھا کر اس کے نیچے سے گزرا تو سوار کو اپنا سر جھکانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

﴿مسلم، بیہقی﴾

کمزور اونٹ کی تیز رفتاری:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں گیا تو میرا اونٹ سست رفتار ہو گیا اور اس نے مجھے تھکا دیا تو رسول اللہ ﷺ میرے قریب سے گزرے اور پوچھا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا: اونٹ نہیں چلتا، اس نے مجھے تھکا دیا اور میں پیچھے رہ گیا ہوں، میری شکایت سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے چھڑی سے اونٹ کو کچوکا دیا اور مجھ سے فرمایا: اب چلو تو پھر میں نے راہِ سفر اختیار کی اور وہ اونٹ اس قدر سبک رفتار ہو گیا کہ پورے لشکر سے آگے جا رہا تھا اور میں اس کو احتراماً حضور نبی کریم ﷺ کی سواری سے پیچھے رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک تاریک رات میں میرا اونٹ کھو گیا، میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: ''جابر! کہو کیسا حال ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! میرا اونٹ کھو گیا ہے۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہے تمہارا

اونٹ جا کر اسے پکڑ لو۔“

وہ کہتے ہیں کہ میں اس طرف گیا جس طرف آپ نے ارشاد فرمایا تھا: مگر میرا اونٹ مجھے نہ ملا، میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پھر یہی فرمایا: میں گیا وہ نہ ملا، پھر حضور نبی کریم ﷺ میرے ساتھ آئے اور ہم اونٹ کے پاس پہنچ گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اونٹ کو پکڑ کر مجھے دے دیا۔

ہم اسی سفر میں تھے، میرا اونٹ چھوٹے چھوٹے قدم رکھ رہا تھا، میں نے کہا: ”لَھفَ اِمھَالُ“۔ ”افسوس ہے اس کے آہستہ چلنے پر“ قدم نہیں بڑھتا۔ حضور نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا تم نے کیا کہا: میں نے اپنے اونٹ کی سست رفتاری کی شکایت کی۔ آپ نے اونٹ پر چھڑی سے کچوکا دیا اور وہ اتنا تیز رفتار ہو گیا کہ وہ اس سے پہلے کبھی ایسا تیز رفتار نہ تھا اور وہ مجھ سے اپنی مہار کھینچے لیے جاتا تھا۔

﴿احمد﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب غزوۂ ذات الرقاع کا ارادہ فرمایا تو حضرت علبہ بن زید حارثی رضی اللہ عنہ شتر مرغ کے تین انڈے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے اور کہا: میں نے یہ انڈے اس کے آشیانے سے لیے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جابر ان انڈوں کو پکا لو، پھر میں انہیں پکا کر ایک کاسہ میں رکھ کر لایا۔ میں نے روٹی بھی تلاش کی مگر نہ ملی، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے ان انڈوں کو بغیر روٹی کے خوب سیر ہو کر کھایا اور کاسہ میں بریاں انڈے اسی مقدار میں موجود تھے۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ بنی انمار میں گیا، ایک موقع پر آپ ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا: اسے کیا ہوا ہے، اس کی گردن کٹے۔ یہ بات متعلقہ شخص نے سن لی اور کہا: یارسول اللہ ﷺ! میری گردن راہِ خدا میں کٹے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! راہِ خدا میں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ شخص جنگ یمامہ میں شہید ہوا۔

﴿بیہقی﴾

(غزوہ بنی انمار اور غزوہ ذات الرقاع ایک ہی جنگ ہے۔)

غزوہ خندق میں معجزات کا ظہور

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یومِ احزاب میں فرمایا: اس جارحیت کے بعد قریش کبھی منظم اور بھرپور جنگ اور جارحانہ کارروائی نہ کر سکیں گے، چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بشارت درست ثابت ہوئی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم الاحزاب کے موقع پر فرمایا کہ قریش نے جب اپنے حلیف قبائل کو ناخوش کر دیا تو وہ انشاء اللہ اب ہم سے جنگ نہ کریں گے۔
(ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی مضمون کی روایت بیان کی۔)

﴿بخاری﴾

کھانے میں برکت:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم غزوۂ خندق کے موقع پر گڑھے کھود رہے تھے کہ ایک چٹان اس میں آ گئی۔ تو لوگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ابھی چلتا ہوں، آپ کے شکم اقدس پر پتھر بندھا ہوا تھا اور تین وقت سے کھانا نہیں کھایا تھا، پس سردارِ کونین ﷺ کدال لے کر تشریف لائے، چنانچہ چٹان پر ضرب لگائی اور وہ شکستہ ہوگئی، پھر مزید چوٹیں ماریں حتی کہ وہ پاش پاش ہوگئی۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں ایک ضرورت سے گھر جانا چاہتا ہوں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اجازت عطا فرمادیں۔ فرمایا: جاؤ! میں گھر آیا اور بیوی سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اتنے دنوں سے کچھ نہ کھانے کا ذکر کیا۔ انہوں نے جواب دیا: کچھ جَو ہیں اور ایک بکری کا بچہ ہے۔ میں نے بچہ کو ذبح کیا اور جَو کا آٹا پسوایا، گوشت پکنے کو رکھ دیا، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ اہلیہ نے کچھ کھانا تیار کیا ہے، براہِ کرم آپ ﷺ ایک یا دو اشخاص کے ہمراہ گھر پر چلنے کی زحمت فرمائیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: "جابر رضی اللہ عنہ! کھانا کتنا ہے؟" میں نے مقدار بتا دی، آپ نے ارشاد فرمایا: بہت خوب! جب تیار ہو جائے تو میری قیام گاہ پر لے آنا، میں لے آیا، آپ نے اس پر چادر ڈال دی اور اعلان کرا دیا کہ تمام مجاہدین اسلام باری باری آ کر حضور نبی کریم ﷺ سے کھانا حاصل کریں۔

حضور نبی کریم ﷺ چادر کے نیچے ہاتھ ڈالتے اور روٹیاں اور بوریاں گوشت تقسیم فرماتے رہے۔ حتی کہ سارا لشکر بہرہ یاب ہو گیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ کو دے کر خود بعد میں لیا اور پھر فرمایا: باقی ماندہ گھر پر لے جاؤ اور آس پاس کی عورتوں میں ہدیہ کے طور پر تقسیم کر دو کیونکہ سب لوگ بھوکے ہیں۔

﴿بخاری﴾

عبیداللہ بن علی، حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک روز غزوہ خندق کے زمانے میں ایک طباق کے اندر بکری کا بریاں گوشت لایا گیا، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابورافع! مجھے بازو دے دو۔

میں نے دے دیا، اس کے بعد پھر فرمایا: بازو دے دو اور میں نے دے دیا۔ تیسری بار پھر فرمایا: بکری کا بازو دے دو، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! بکری کے بازو دو ہی ہوتے ہیں۔ آپ نے

فرمایا اگر یہ بات نہ کہتے تو جتنی بار میں طلب کرتا، تم برابر دیتے رہتے۔

﴿ابو یعلیٰ، ابن عساکر﴾

نمودار پتھر پر تین ضربیں اور تین بشارتیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ احزاب کے موقع پر خندق کی کھدائی کیلئے تشریف لے گئے، کدال سے ضرب ماری اور فرمایا ہے یہ ضرب وہ ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ روم کے خزانوں کو مسلمانوں کیلئے مفتوح کرے گا۔ اس کے بعد دوسری ضرب ماری اور فرمایا: یہ ضرب وہ ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ فارس کے خزانوں کو اپنے مسلمان بندوں کیلئے مفتوح کرائے گا، پھر تیسری ضرب ماری اور فرمایا: یہ ضرب وہ ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ اہل یمن کو معین و مددگار بنائے گا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عوف مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ غزوۂ احزاب میں خندق کی کھدائی کے وقت ایک بڑا سفید پتھر نکل آیا، اس نے ہمارے لوہے کے آلات اور کدال توڑ ڈالے اور اس کا توڑنا ہم پر دشوار ہو گیا، تو ہم نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کدال لے کر اس پر ضرب لگائی اور وہ یکایک پاش پاش ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تکبیر بلند کی اور دوسری ضرب لگائی اور پھر اسی طرح تیسری ضرب لگائی، اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! پہلی ضرب کے بعد میں نے حیرہ اور مدائن کے محلات دیکھے جو چمک رہے تھے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا: آپ کی امت ان کو فتح کرے گی اور دوسری مرتبہ میں نے روم کے محلات دیکھے اور مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ان کو بھی مسلمان فتح کریں گے اور میں نے تیسری مرتبہ کی ضرب میں صنعاء کے محلات دیکھے اور پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ آپ ﷺ کے اتباع کرنے والے ان کو بھی فتح کرلیں گے۔

تو اے پرستارانِ حق! تم کو نصرتِ خداوندی اور تائید ایزادی کی یہ بشارت ہے۔ منافقین نے کہا: مسلمانوں کو محمد ﷺ خوشخبری دیتے ہیں کہ وہ مدینہ سے حیرہ اور مدائن کسریٰ کے محلات دیکھ رہے ہیں اور یہ کہ تم ان کو فتح کرو گے، حالانکہ تم لوگ خندقیں کھود رہے ہو، اور اتنی قوت بھی تمہارے اندر موجود نہیں کہ میدان میں نکل کر مقابلہ کرسکو تو اس موقع پر آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَ اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَ عَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا○

ترجمہ: "اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا، ہمیں اللہ و رسول نے وعدہ نہ دیا تھا مگر فریب کا۔"

﴿ابن جریر، ابن سعد، ابن ابی حاتم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ احزاب میں خندق کھودی گئی تو ایک پتھر نکلا اسے

دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا۔ کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! تبسم کی وجہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: مجھے ان لوگوں پر ہنسی آئی جن کو مشرق سے قید کر کے جنت کی راہ پر لے جائیں گے، مگر وہ اس کو برا سمجھیں گے۔

﴿ابونعیم﴾

یہ خبیث ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آلِ مغیرہ کے ایک شخص نے کہا: میں محمد ﷺ کو ضرور قتل کروں گا اور پھر اس نے اپنے گھوڑے کو خندق پار کرانے کیلئے ایڑ لگائی، وہ اتنی جست نہ لگا سکا اور خندق میں گر پڑا۔ لوگوں نے کہا: اس کو ہمیں ہی دے دیجئے ہم اس کی دیت ادا کیے دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اس کو چھوڑ دو، یہ خبیث ہے اور اس کی دیت بھی مکروہ ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا یَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ۝

اور جب مسلمانوں نے احزاب کو یعنی قبائل اور جماعتوں کو بڑی تعداد میں اپنے خلاف امڈتے دیکھا اور ہر طرف سے زحمت کے سائے ان کی جانب بڑھنے لگے تو انہوں نے اس آیت کو پڑھ کر کہا کہ یہ ہے وہ وعدہ اور اس کا سامان اور یہ ہے وہ ''زلزلوں'' کی کیفیت جس سے ہم دوچار ہیں اور ''نصر اللہ'' کے ہم منتظر ہیں۔

﴿بیہقی﴾

ہوا سے مدد کی گئی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فر''صبا'' سے میری مدد فرمائی گئی اور قوم عاد کو ''دَبُوْر'' سے ہلاک کیا گیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا: جس وقت ''احزاب'' کی رات ہوئی تو شمالی ہوا نے کہا جنوب کی طرف جا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے ماننے والوں کی مدد کر تو جنوبی ہوا نے کہا: رات کو گرم ہوا نہیں چلتی ہے تو کافروں پر صبا کو بھیجا گیا اور اس نے ان کی آگ بجھا دی۔

﴿ابونعیم، ابن ابی حاتم﴾

بیہقی نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ''فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا'' (سورۂ حم السجدہ) ''تو ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی۔'' کی تفسیر میں روایت کی کہ اس ریح یعنی ہوا کی نوعیت ''صبا'' تھی، جو غزوۂ خندق کے موقع پر مختلف احزاب کفر پر بھیجی گئی۔ ان کے سالن کے دیگ چولہوں پر سے اڑ گئے۔ خیموں کی رسیاں ٹوٹ

گئیں، اور وہ پتنگوں کی طرح ہوا میں لہرانے لگے۔ "وَجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا" کے بارے میں فرمایا وہ نظر نہ آنے والا لشکر فرشتوں کا تھا اور فرشتوں کا قتال کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی۔

مشرکین کی جاسوسی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ احزاب کی آخری شب بہت زیادہ سرد تھی اور طوفانی ہوا چل رہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کون ہے جو ابھی جائے اور مشرکین احزاب کے ارادوں اور حالات کی خبریں لا کر ہمیں دے اور قیامت کے روز وہ میری معیت قبول کرے۔"

اس بات کا ہم میں سے کسی نے جواب نہ دیا: حضور نبی کریم ﷺ نے دوسری مرتبہ پھر وہی بات ارشاد فرمائی اور پھر تیسری بار بھی اس کے بعد فرمایا:

"اے حذیفہ (رضی اللہ عنہ)! تم اٹھو اور یہ کام انجام دو۔"

میں جب لشکر کفار میں پہنچا تو یوں محسوس ہوا جیسے میں حمام میں پہنچ گیا ہوں اور جب واپس آیا تو ایسا تھا جیسے نخلستان طائف میں شب ماہ کا موسم۔

﴿بیہقی﴾

حضرت حذیفہؓ کی حفاظت کیلئے رسول اللہ ﷺ کی دعا:

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسری سند کے ساتھ جو روایت کی ہے اس میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے "احزاب الکفر میں اضطراب پیدا ہوا ہے، تم پہنچو اور خبریں لا کر دو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں لوگوں میں کم ہمت بھی تھا اور میرے اعصاب میں سردی وغیرہ کا احساس بھی زیادہ تھا، میں اطاعت وتعمیل کے جذبہ سے روانہ ہوا اور رحمت عالم ﷺ نے پروردگار عالم سے دعا کیلئے لبوں کو جنبش دی کہ "اے رب العالمین! حذیفہ (رضی اللہ عنہ) کو اس کے آگے، اس کے پیچھے، اس کے داہنے، اس کے بائیں، اس کے اوپر اس کے نیچے سے محفوظ رکھ۔"

انہوں نے بیان کیا: اس روز میں "مخبر" خبر دینے والا جاسوس، خون کے پیاسے دشمنوں کی مسلح عسکری تنظیم کے خفیہ اجلاس میں گھس کر ان کے اسرار و موز کا پتہ لگانے کیلئے جانے والا تھا۔ بایں ہمہ میرے اندر قطعی ہراس پیدا نہ ہوا بلکہ میرے اندر کچھ اس نوع کی طمانیت تھی جیسے مجرمین کے جرائمی منصوبے کا سراغ لگانے کیلئے ایک خبری جاسوس روانہ ہو رہا ہو، سردی کا تو ذکر ہی کیا۔

میں کفار کے لشکر میں پہنچا اور میں نے سنا لوگ کہہ رہے تھے: "کوچ کرو، کوچ کرو۔" کوئی کہہ رہا تھا: "ہم یہاں کیسے ٹھہر سکتے ہیں اور وہاں ہواؤں کا شدید ترین طوفان لشکر اور اس کے متعلقات کو زیروزبر اور تلپٹ کر چکا تھا۔ یہ سب کچھ سننے اور دیکھنے کے بعد واپس ہو رہا تھا کہ مجھے کچھ سوار ملے، ان کے سروں پر عمامے تھے اور جن کی تعداد شاید بیس ہوگی، مجھے دیکھ کر رک گئے اور کہنے لگے:

"اپنے امام اور سردار سے کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ نے اشرار کے شر سے آپ کو محفوظ رکھا۔" اس کے بعد مجاہدین اسلام کے پرسکون ماحول سے گزر کر رسالت مآب ﷺ کے مستقر پر آیا اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُو اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَ تْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحاً وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا

﴿سورۃ احزاب﴾

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات غزوۂ احزاب کے موقع پر ارشاد فرمایا: "کون ہے جو میرے پاس مشرکوں کی خبریں لائے اور اللہ تعالیٰ اسے جنت میں میرا رفیق بنائے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی، مگر کسی نے کوئی جواب نہ دیا چنانچہ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے حذیفہ رضی اللہ عنہ!"

"لبیک یا رسول اللہ ﷺ!" حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا۔

"کیا تم نے میری بات سنی ہے؟" حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"جی ہاں! یا رسول اللہ ﷺ! حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

"پھر کیا تمہیں اس کی تعمیل میں ہچکچاہٹ ہے؟' حضور نبی کریم ﷺ نے سوال کیا۔

"نہیں تو! صرف سردی بہت محسوس کر رہا تھا۔" حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں عرض کیا۔

"تمہیں سردی محسوس نہ ہوگی، انشاء اللہ۔" حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور خبریں لے کر لوٹے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے مجھ کو بالکل سردی محسوس نہیں ہوئی، مگر واپسی کے بعد پھر میں ٹھنڈ محسوس کرنے لگا۔

﴿ابونعیم﴾

غزوہ احزاب میں رسول اللہ ﷺ کی دعا اور مشرکین کو عبرتناک شکست:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احزاب کیلئے بددعا کی کہ: "اَللّٰهُمَّ مُنَزِّلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اَهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اَهْزِ مْهُمْ وَ زَلْزِلْهُمْ"

"اے اللہ! کتاب کو نازل کرنے والے اور حساب میں تعجیل فرمانے والے! تو احزاب کو ہزیمت دے، ان کے منصوبے کو خاک میں ملا دے اور ان کو ہلا مار۔"

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے رایت ہے، خندق کی محصوری ہی سخت طوفانی ہوائیں دیکھ کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اَبْشِرُوْا الْمُؤْمِنِيْنَ" مسلمانوں خوش ہو جاؤ۔ تین بار فرمایا۔

پھر ہواؤں نے ان کے خیموں اور ڈیروں کو اکھاڑ پھینکا، دیگوں کو الٹ دیا، طنابوں کو توڑ دیا، ان

کے خوابوں کو پریشان اور ان کے حوصلوں کو خاک میں ملا دیا۔ وہ وادی کے پڑاؤ سے اس طرح سدھارے کہ ایک نے دوسرے کو پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں غزوۂ احزاب کے موقع پر پیر، منگل اور بدھ کے روز دعائیں کیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تیسرے روز ظہر اور عصر کے درمیان قبول فرمائی گئی اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر چمک اور مسرت کے آثار دیکھ کر پہچان لیا۔

﴿ابن سعد﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشائخ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن عبدود نے خندق کے زمانے میں ایک روز گھوڑے کو مہمیز لگا کر پار کر لیا اور کہا: ”کوئی تم میں کوئی مرنے کا خواہش مند ہو تو وہ میرے سامنے آجائے، بے شک اس کو ایسا قاتل کہیں نہ ملے گا۔“

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت کے ساتھ اپنی تلوار اور عمامہ مرحمت فرمایا اور دعا کی: اے اللہ! اس مغرور پر علی رضی اللہ عنہ کی مدد فرما۔“

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تیزی اور بے تابی کے ساتھ اس کی طرف بڑھتے گئے، حتیٰ کہ وہ بالکل قریب ہوئے، حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ایسی پرزور آواز سے تکبیر کہی کہ راوی کا خیال ہے عمرو کا دل کانپ گیا ہوگا۔ وہ کچھ پیچھے ہوا اور پھر دونوں کا غبار پھیلا اور عمرو دو پارہ ہو کر اس طرح گرا کہ اس کا سر گھوڑے کے ایک طرف اچھل رہا تھا اور دھڑ دوسری طرف تڑپ رہا تھا۔

﴿ابن سعد﴾

غزوۂ بنی قریظہ کے موقع پر معجزات کا ظہور

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ خندق سے واپس ہوئے اور ہتھیار اتار کر غسل فرمایا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہتھیار اتار دیئے اور ہم یعنی فرشتوں نے ابھی ہتھیار نہیں اتارے ہیں، لہٰذا آپ تشریف لے چلئے، آپ نے پوچھا: کس طرف؟ کہا: وہاں اور بنی قریظہ کی سمت اشارہ کیا اور آپ پھر اسی طرف روانہ ہو گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے کہ ایک شخص نے باہر ہی سے سلام کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی دروازے تک گئی، میں نے دیکھا تو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ وقفہ کے بعد اندر آگئے اور فرمایا: اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تھے اور ہمیں بنی قریظہ کی طرف پہنچنے کا حکم دے گئے ہیں۔ میں نے کہا: آپ نے تو ہتھیار اتار دیئے، مگر ہم نے اتارے اور مشرکوں کا تعاقب کیا حتیٰ کہ ان کو حمراء الاسد پہنچا دیا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

فرشتوں کی مدد:

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب تک چاہا بنی قریظہ اور بنی نضیر کا محاصرہ ہم سے کرایا اور بغیر فتح ہم لوٹ کر آتے رہے۔ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور سر دھویا۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہا: آپ نے ہتھیار رکھ دیئے، فرشتوں نے ہتھیار نہیں رکھے ہیں۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نے سر مبارک کو دھوئے بغیر ایک کپڑا طلب فرما کر سر سے لپیٹ لیا، ہم کو طلب فرمایا اور جب لوگ آ گئے تو بنو قریظہ اور بنو نضیر کے قلعوں اور آبادیوں کی طرف کوچ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے ہماری مدد فرمائی اور بہت آسانی کے ساتھ مسلمانوں کو فتح یاب کیا اور ہم بار تعالیٰ کے فضل کے ساتھ واپس آئے۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن خرم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کی عورتوں میں سے اپنے لیے ریحانہ بنت عمرو کو منتخب فرمایا، مگر اس خاتون نے مسلمان ہونے سے صاف انکار کر دیا، اس لیے آپ ﷺ نے اس سے علیحدگی اختیار فرمالی، اس وجہ سے آپ ﷺ کی طبیعت پر کچھ اثر بھی ہوا۔ اسی عرصہ میں ایک روز آپ ﷺ مجلس صحابہ میں رونق افروز تھے۔ آپ ﷺ نے پیچھے سے کسی کے آنے کی آواز سنی فرمایا: آواز کسی نیک بخت کے فرزند کی ہے جو مجھے ریحانہ کے اسلام کی بشارت دے گا۔

﴿بیہقی﴾

بنی قریظہ کے ایک شیخ سے روایت ہے۔ اس نے ہمارے پاس ملک شام سے ایک یہودی آیا۔ اس کا نام ابن الھیبان تھا اور ہم نے اپنی زندگی میں اس سے بہتر شخص نہ دیکھا، وہ بزرگ ہمارے یہاں آ کر ٹھہرا۔

جب بارش نہ ہوئی تو ہم اس سے کہتے کہ دعا کرو اور وہ ہمیشہ یہ کہتا کہ دعا کیلئے نکلنے سے پہلے صدقہ دیدو اور ہم ایسا ہی کرتے، پھر وہ ہمیں لے کر حرہ کے مقام پر آتا اور واللہ ہم مجلس دعا سے اٹھتے بھی نہ تھے کہ بارش ہونے لگتی اور ہماری گھاٹیاں اور نالے پانی سے بھر جاتے اور یہ بات کوئی ایک دو مرتبہ نہیں کئی بار ہوئی۔ اس نے مرنے سے کچھ پہلے کہا:

> ''اے بنی اسرائیل! تم خیال کرتے ہو گے میں شام کی خوش منظر اور شاداب زمین اور وادیوں کو چھوڑ کر اس خشک، بے آب و گیاہ، بنجر اور بھوک و افلاس کے علاقہ میں کس وجہ سے آ گیا۔''

ہم نے جواب دیا کہ اس بات کو آپ ہی بہتر طور پر سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے کہا: ''سنو! اے صاحبو! یہ سب ترک وطن وغیرہ اس امید پر میں نے کیا کہ نبی آخر ظہور فرمانے والے ہیں اور یہ مقام اور علاقہ ان کی ہجرت کر کے آنے کا مقام ہے۔ میرا خیال تھا کہ شاید میری زندگی میں ایسا ہو کہ انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں اور بشارتوں کے مطابق وہ آنے والے نبی مبعوث ہو جائیں۔

اس نبی کے متبعین کا خون بہایا جائے گا ان کی عورتوں کی بیوہ اور بچوں کو یتیم کیا جائے گا۔ ان کو ہر طرح سے خوف زدہ کیا جائے گا۔ ان کے باغ اور پھل رہ جائیں گے اور ان پر خدا پھرے ہوئے لوگ

متصرف ہو جائیں گے۔ اب یہودانِ قریظہ! میں تو محروم رہا، البتہ تم کو مشورہ دیتا ہوں کہ اگر تم کو وہ عہد سعادت ملے تو تم اس سے استفارہ کرنا، اس کے بعد وہ فوت ہو گیا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

یزید بن رومان اور عاصم بن عمر رحمہما اللہ وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت کعب بن اسد رضی اللہ عنہ نے بنی قریظہ سے کہا کہ اے گروہِ یہود! محمد (ﷺ) کا اتباع اور دعوت قبول کر لو، یہ نبی ہیں اور وہی نبی جن کا ذکر تم کتب آسمانی میں پڑھتے رہے ہو اور جن کے بارے میں ابن مریم علیہ السلام نے بشارت دی۔ یہودی نے اپنے پیشوا کعب سے کہا: آپ نے ساری باتیں درست فرمائیں اور وہ دوسری علامات بھی جو آپ ﷺ کی ذات سے متعلق ہیں، ہم نے ان کے مطابق آپ (محمد ﷺ) کو پایا ہے مگر اتباع وتقلید اور ان کی دعوت اسلام کی قبولیت پر ہمارے دل مطمئن نہیں ہیں۔

یہودی پیشوا کی یہی باتیں سعید کے دونوں بیٹوں ثعلبہ و اسید اور اسد بن عبید رضی اللہ عنہم کے اسلام لانے کا سبب بنیں، جس رات قریظہ پر فتح پائی گئی اسی رات ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس روایات کے ماخذ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے بروایت واقدی رحمۃ اللہ علیہ ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ داؤد بن حصین از ابوسفیان مدنی بن ابی احمد رحمہم اللہ روایت کی ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ثعلبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعید کے دونوں بیٹے ثعلبہ و اسید اور ان کے علاوہ اسد بن عبید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے بنی قریظہ کے لوگو! خدا کی قسم! تم خوب جانتے ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں اور ان کے اوصاف ہمارے علماء اور بنی نضیر کے علماء نے بیان کیے ہیں اور یہ حیی بن اخطب ان کا اول درجہ کا پیشوا ہے اور ابن الہیبان دونوں عالم ہمارے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ سچے ہیں۔ ابن الہیبان نے تو اپنی موت کے وقت ان (رسول کی) یہی صفت ہم سے بیان کی ہے۔

یہودیوں نے کہا: ہم توریت کو نہیں چھوڑ سکتے، جب ان لوگوں کو انہوں نے انکار کرتے دیکھا تو وہ اسی رات اتر کے آ گئے، جس کی صبح بنو قریظہ باہر اتر کے آئے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سعد بن معاذ کی شہادت کی دعا قبول:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ خندق کی جنگ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو تیر لگا جسے حبان بن عرقہ نے ان کی اکحل میں مارا تھا تو نبی کریم ﷺ نے مسجد خندق میں ہی ان کا خیمہ نصب کرا دیا تھا تاکہ مزاج پرسی قریب سے ہوتی رہے، پھر جب رسول اللہ ﷺ خندق سے واپس آئے اور ہتھیار جسم اقدس سے الگ کر کے غسل فرمایا تو اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے، اس وقت آپ سر اقدس غبار سے پاک وصاف فرما رہے تھے، انہوں نے عرض کیا: "آپ ﷺ نے تو ہتھیار اتار دیئے حالانکہ خدا کی قسم! ہم نے ابھی نہیں اتارے ہیں، ان کی طرف

چلئے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کدھر!

حضرت جبرئیل ؑ نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور یہود آپ کے حکم پر اتر کے آئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے حکم کو حضرت سعد بن معاذ ؓ کی طرف پھیر دیا۔

حضرت سعد ؓ نے فرمایا: میں حکم دیتا ہوں کہ ان کے جنگجو لوگوں کو قتل کیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کی اموال تقسیم کر دی جائیں، یہ حکم دے کر حضرت سعد ؓ نے دعا مانگی: الہ العالمین! تو خوب واقف ہے کہ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب چیز کوئی نہیں کہ میں اس قوم سے جہاد کروں جس نے تیرے رسول اللہ ﷺ کو جھٹلایا اور وطن سے نکالا۔

اے اللہ! میں یقین سے کہتا ہوں کہ تو نے ان کے اور ہمارے درمیان جنگ جاری کر دی ہے اور اے میرے اللہ! اگر قریش سے یا کچھ دوسرے مخالفین اسلام سے سلسلہ جنگ اگر جاری ہے تو مجھ کو اس میں حصہ لینے کیلئے زندہ رہنے دے اور اگر عرب اور قبائل کو تو نے اسلام کیلئے مغلوب کر دیا ہے تو پھر میرے اکحل سے خون کو رواں رکھ، تا کہ وہ سارا خون تیرے دین کی جدوجہد میں بہہ جانے والا ہو جائے۔“

حضرت سعد بن معاذ ؓ کی رگ اکحل سے خون اسی طرح بہتا رہا یہاں تک کہ تمام خون بہہ گیا اور وہ قول خداوندی کے مطابق ”زندۂ جاوداں“ ہو گئے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○

﴿سورۂ البقرہ﴾

ترجمہ: ”اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔“

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ خندق کے دن حضرت سعد بن معاذ ؓ کے تیر لگا اور ان کی رگِ اکحل کٹ گئی اور خون جاری ہو گیا تو اس وقت انہوں نے دعا کی:

”اے میرے پروردگار! میری روح کو قبض نہ کر جب تک میری آنکھیں بنو قریظہ سے ٹھنڈی نہ ہو جائیں۔“

اس دعا کے بعد رگ کا خون بند ہو گیا، حتی کہ حضرت سعد ؓ ان کے معاملہ میں ”حَکَم“ ہوئے، ان کے فیصلہ پر عملدر آمد ہوا، پھر اس کے بعد رگِ اکحل سے دوبارہ خون جاری ہو گیا اور ان کی شہادت واقع ہو گئی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سعد ؓ کیلئے آسمان کے دروازے کھل گئے:

حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد ؓ کے بارے میں فرمایا کہ ان کی وفات پر عرش الٰہی کو جنبش ہوئی اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازے کے ساتھ گئے اور حضرت

جابر ﷺ سے روایت کی کہ جبرئیل علیہ السلام بارگاہ نبوت میں آئے اور عرض کیا:

وہ کون بندۂ صالح ہے جس نے وفات پائی ہے کہ اس کے لیے آسمان کہ دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور عرش الٰہی جنبش میں ہے؟ تھوڑی ہی دیر میں معلوم ہوا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سعد ﷺ کے جنازہ میں فرشتوں کی شرکت:

حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس حال میں داخل ہوئے کہ گھر میں سوائے حضرت سعد ﷺ کے کوئی نہ تھا اور وہ چادر اوڑھ کر لیٹے تھے۔ میں دیکھ رہا تھا کہ حضور ﷺ نے قدم مبارک بڑھا کر دیکھا اور مجھ سے اشارہ فرمایا کہ ٹھہر جاؤ، تو میں ٹھہر گیا اور کچھ پیچھے بھی ہٹ گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کچھ دیر ٹھہرے اس کے بعد باہر تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! میں نے تو حضرت سعد ﷺ کے گھر میں کسی کو موجود نہ پایا، مگر میں نے آپ ﷺ کو بڑی احتیاط سے قدم بڑھاتے دیکھا۔ یا رسول اللہ ﷺ! اس کی کیا وجہ ہے؟'' ارشاد فرمایا: میرے لیے بیٹھنے کی جگہ نہ تھی، تمام جگہ فرشتوں سے پر تھی۔ یہاں تک کہ ایک فرشتے نے اپنے بازوؤں کو سمیٹ کر میرے لیے جگہ نکالی۔

﴿ابن سعد﴾

محمود بن لبید ﷺ سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے کسی کی میت کو حضرت سعد ﷺ کی میت سے زیادہ ہلکا کبھی نہ اٹھایا۔ ارشاد فرمایا کہ حضرت سعد ﷺ کے ہلکے اور سبک ہونے میں کون سی چیز مانع ہوتی۔ ان کے جنازے میں تو اس قدر فرشتے اترے کہ اس سے پہلے کبھی نہ آئے، وہ میت کو تمہارے ساتھ اٹھائے ہوئے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حسن ﷺ سے روایت ہے کہ حضرت سعد ﷺ جب فوت ہوئے تو وہ ایک تنومند، قوی جثہ اور جسیم شخص تھے۔ منافقین کہنے لگے ہم نے اس سے زیادہ ہلکی میت کسی کی نہ دیکھی۔ مسلمانوں نے کہا تم کو ہلکے ہونے کی وجہ معلوم؟

اس کی وجہ غالباً ان کا وہ فیصلہ ہے جو بنو قریظہ کے بارے میں انہوں نے دیا۔

ان باتوں کا ذکر کسی نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ملائکہ ان کے جنازے کو اٹھائے ہوئے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت محمد بن شرجیل ﷺ سے روایت ہے کہ حضرت سعد ﷺ کی قبر سے کسی نے ایک مٹھی خاک اٹھالی اور اپنے ساتھ لے گیا پھر جب کسی دوسرے وقت اس نے دیکھا تو مثل مشک کے تھی۔ اس واقعہ کو سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **سبحان اللہ، سبحان اللہ** اور مسرت وانبساط کی کیفیت کو آپ

ﷺ کے چہرہ پر دیکھا گیا اور فرمایا:

الحمد للہ، اگر کوئی قبر کے ضغطہ سے نجات پانے والا ہوتا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ ضرور اس سے نجات پاتے۔ قبر نے ان کو ضم کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے کشادہ فرما دیا۔

﴿ابن سعد، ابو نعیم﴾

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بتایا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر کھودنے والوں میں ایک میں بھی تھا اور ہم کھدائی کے دوران مٹی سے خوشبو پاتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

ابو رافع یہودی کے قتل پر معجزے کا ظہور:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ جب ابو رافع یہودی کو قتل کر کے نیچے اترے تو اس کے گھر کی سیڑھی سے گر کر زمین پر آ رہے اور پنڈلی ٹوٹ گئی تو انہوں نے کہا۔

جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ! تو میں نے پھیلا دیا۔ آپ ﷺ نے اس پر دست مبارک پھیرا تو میری پنڈلی ایسی ہوگئی، جیسے اس پر کوئی ضرب ہی نہ لگی ہو۔

﴿بخاری﴾

سفیان بن نبیح ہذلی کے قتل کے سلسلہ میں معجزے کا ظہور:

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو بلا کر فرمایا۔ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ ابن نبیح ہذلی مجھ سے جنگ کرنے کے لیے لوگوں کو جمع کر رہا ہے۔ وہ نخلہ یا عرنہ میں ہے تو تم جا کر اسے قتل کر دو۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اس کی پہچان بتا دیجئے تاکہ شناخت کر سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی شناخت یہ ہے کہ جب وہ تم کو دیکھے گا تو لرزنے اور کانپنے لگے گا۔ میں روانہ ہو کر اس کے پاس پہنچ گیا اور جب میں نے اسے اور اس نے مجھے دیکھا تو وہ کانپنے لگا۔ پھر میں کچھ دور اس کے ساتھ چلا اور جب میں نے اندازہ کر لیا کہ میں پر قابو پا سکتا ہوں، تو میں نے تلوار کا وار کر کے اُسے قتل کر دیا۔ جب میں اپنے کام سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ خدا تمہیں سرخرو کرے۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اسے قتل کر دیا۔ فرمایا تم نے ٹھیک کیا اور مجھے ایک عصا دیا اور ہدایت فرمائی کہ اسے پاس رکھو۔

میں نے کہا بہت اچھا۔ مگر یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا کوئی خاص کاموں میں مدد دے گا؟ فرمایا یہ قیامت کے روز میرے اور تمہارے درمیان نشانی ہوگی تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ ملا کر رکھا اور جب انتقال ہوا تو وصیت کی کہ عصا کو کفن میں رکھ دیا جائے۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

غزوہ بنی مصطلق میں معجزات کا ظہور

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھ سے حضرت سعید بن عبداللہ بن ابی الابیض رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے انہوں نے ان کی دادی سے جو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں یہ حدیث بیان کی کہ میں نے جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اپنے قبیلے میں تھے۔ اس موقع پر میں نے اپنے باپ کو جو قبیلہ کے ہر دل عزیز سردار اور بڑے شجاع تھے یہ کہتے سنا "ہمارے مقابلہ میں وہ لوگ آئے ہیں، جن سے نمٹنے کی ہم میں تو طاقت نہیں۔"

باوجود یہ کہ اہل قبیلہ بڑے جیالے اور حوصلے والے تھے۔ میں نے اسی وجہ سے مخالفین پر پوری توجہ سے نظر ڈالی اور بہ غور جائزہ لیا تو میری نگاہیں خیرہ ہو گئیں وہ تو بہت ہی زیادہ تھے پھر جب میرے باپ کو شکست ہو گئی اور میں اسلام قبول کر کے رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئی اور مسلمانوں کا لشکر واپس ہوا تو میں نے لشکر کا پھر جائزہ لیا تو وہ زیادہ نہ تھا۔ میں چونکہ مسلمانوں میں ان، کی ہر ادا میں، ان کی طرز معاشرت میں بڑی خوبیاں مشاہدہ کر رہی تھی جو اسلام کی عظمت میرے دل میں پیدا کر رہی تھیں۔ لہٰذا مسلمانوں کی تعداد کم و بیش نظر آنے کے بارے میں مجھے یہ خیال ہوا کہ ضرور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا رعب اور خوف پیدا کرنے کے لیے ایسا کیا ہے۔

مدینہ کا چاند میری گود میں آ گیا:

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے تشریف لانے سے تین دن پہلے خواب دیکھا کہ ایک چاند مدینہ منورہ سے روانہ ہوا ہے اور میری گود میں آ کر ٹھہر گیا ہے۔ میں نے اس خواب کو بہتر نہ سمجھا کہ لوگوں کو بتاؤں۔ تیسرے روز مسلمانوں کی آمد، جنگ، خواتین قبیلہ کی گرفتاری اور میرا حضور نبی کریم ﷺ سے نکاح ہونا یہ تمام واقعات رونما ہوئے اور اس طرح مجھے خواب کی تعبیر مل گئی۔

﴿بیہقی، ابونعیم، واقدی﴾

منافقین کی موت پر تیز ہوا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ سفر سے تشریف لا رہے تھے جب مدینہ کے قریب پہنچے تو ہوا ایسی تیز ہوئی کہ احتمال تھا کہ سواروں کو گرد و غبار ڈھانپ لے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ آندھی کسی منافق کی موت کی علامت ہے پھر جب ہم مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا منافقین کا پیشوا فوت ہو گیا ہے۔

﴿مسلم﴾

منافقوں کی غیبت پر فرمایا وہاں اونٹ ہے لے آؤ:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ بنی مصطلق سے واپسی میں جو آندھی چلی تھی کہ وہ بعد

میں دن کے آخری حصے پر سکون ہوگئی۔ لوگوں نے اپنی اپنی سواریوں کی خیر خبر لی جس کے بعد معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی سواری کا اونٹ غائب ہے پھر اس کی تلاش میں لوگ ہر طرف نکل گئے۔ ایک منافق چند انصاری صحابہ کے ساتھ مصروف کلام تھا۔ جب اونٹ کی تلاش کے بارے میں اسے معلوم ہوا تو کہنے لگا:

''اے مدینے والو! کیا اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کو یہ نہ بتلائے گا کہ تمہارا اونٹ کہاں ہے؟ حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ کی تو عادت ہے کہ وہ بہت بڑی بڑی باتوں کو بتا دیا کرتے ہیں۔'' یہ کہہ کر وہ وہاں سے اٹھا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس باتیں سننے کیلئے آ گیا۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس کے اقوال بے ہودہ سے آگاہ فرما دیا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک جھوٹے مسلمان نے اس طرح بدگوئی کی ہے'' اور اس کا قول انہیں الفاظ میں لوگوں کو بتا کر فرمایا: ''سن لو اور تم میں اگر وہ بھی پہنچ گیا ہے تو وہ بھی سن لے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے جہاں وہ اونٹ ہے، اے لوگو! جاؤ اور جا کر دیکھو۔'' وہ سامنے کی گھاٹی میں ہے، اس کی نکیل ایک جھاڑی میں الجھ گئی ہے۔

لوگ گئے اور اونٹ کو لے آئے، منافق اس ''دید و شنید'' کے بعد بہت زیادہ اور امکانی تیزی کے ساتھ ان لوگوں کے پاس گیا جہاں بیٹھ کر اس نے حضور نبی کریم ﷺ پر طنز کیا تھا۔ ان انصاری لوگوں کو اس نے وہیں پر موجود پایا، منافق نے سوال کیا: ''میں تم کو قسم دیتا ہوں۔'' کیا آپ حضرات میں سے کوئی رسول اللہ ﷺ کے پاس اٹھ کر گیا تھا اور میں نے جو کچھ کہا تھا وہ حضور نبی کریم ﷺ کو جا کر بتایا ہے؟'' لوگوں نے کہا: بھئی! ہم تو جب سے اسی طرح اور اسی جگہ بیٹھے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ کی بعض اوقات میں بتائی ہوئی در پردہ غیبی نوعیت کی باتوں پر شبہ تھا، بحمد اللہ وہ رفع ہو گیا اور میرا یقین آپ کی نبوت و رسالت پر راسخ ہو گیا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو نہایت تیز اور بدبودار ہوا چلی نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کچھ منافق لوگوں نے مسلمانوں کی غیبت کی ہے، اس وجہ سے یہ بدبودار ہوا چلی ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عبداللہ بن زیاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ بنی مصطلق میں ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کو قیدی عورتوں میں ملیں۔ ان کا باپ فدیہ لے کر آ رہا تھا جب وہ وادی مصطلق میں پہنچا تو اس نے فدیہ کے اونٹوں پر نظر ڈالی، ان میں دو اونٹ اچھے لگے جو ہر لحاظ سب سے عمدہ تھے۔ پھر اس نے ان دونوں اونٹوں کو وادی عقیق میں کسی طرف باندھ دیا اور باقی اونٹوں کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا:

''میری بیٹی کو میرے حوالے کر دیجئے اور اس کے فدیہ میں یہ اونٹ حاضر ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''وہ اونٹ کب لاؤ گے جو تم کو زیادہ پسند تھے اور تم

انہیں وادی عقیق میں باندھ آئے ہو؟''

حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں اور یہ راز میرے سوا کوئی نہ جانتا تھا۔ وہ بہت اچھے مخلص اور باصلاحیت مسلمانوں میں سے ایک تھے۔

﴿ابن عساکر﴾

حدیث اِفک

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے جس زوجہ کا نام ان میں سے نکل آتا آپ ﷺ اس کو سفر میں ساتھ لے جاتے۔ ایک مرتبہ آپ نے جہاد کیلئے غزوہ کا ارادہ فرما کر ہم سب ازواج کے درمیان قرعہ ڈالا اور اس میں میرا نام نکل آیا۔ اس سے پہلے آیت حجاب نازل ہو چکی تھی۔ پس میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ گئی۔ میری سواری کا بندوبست ہودج میں ایک اونٹ پر تھا اور مجھے بہ حالت پردہ ہودج میں بٹھا کر اس کو رسیوں سے باندھ دیا جاتا اور پڑاؤ یا منزل پر رسیاں کھول کر مجھ کو ہودج میں بیٹھے ہوئے نیچے اتار لیا جاتا۔

حضور نبی کریم ﷺ غزوہ سے فارغ ہونے کے بعد واپسی کیلئے روانہ ہو گئے اور مدینہ پہنچنے سے پہلے پڑاؤ فرمایا۔ پھر شب میں لشکر کو روانگی کا حکم فرما دیا، میں اٹھی اور قضائے حاجت کیلئے ذرا فاصلے پر لشکریوں کے پڑاؤ اور ٹھہراؤ سے باہر چلی گئی اور فراغت پا کر اپنی قیام گاہ پر لوٹ آئی، اتفاق سے میرا ہاتھ سینے پر گیا تو مجھے پتہ چل گیا کہ میرا ہار گلے میں نہیں ہے جو جزع غفار کا بنا تھا۔ تو میں اسی راستہ میں اسی جگہ پر پہنچ کر ہار کو تلاش کرنے لگی جس میں دیر لگی، ادھر وہ لوگ آئے جو ہودج کو اونٹ پر رکھتے اور باندھتے تھے۔ میں ایک ہلکی اور سبک جسم کی عورت تھی وہ سمجھے کہ میں ہودج میں بیٹھ چکی ہوں۔ پس انہوں نے محمل کو باندھ دیا اور لشکر روانہ ہو گیا۔ میں ہار تلاش کر کے اقامت گاہ لوٹی تو وہاں کوئی پکارنے والا تھا نہ جواب دینے والا۔ میں اپنی قیام گاہ پر یعنی جہاں میرا ڈیرہ تھا بیٹھ گئی۔ میرا خیال تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ جب مجھ کو نہ پائیں گے تو کسی کو بھیج کر مجھے بلوا لیں گے، بیٹھے ہوئے آنکھیں بوجھل ہوئیں، نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے معقب کارواں پر مامور تھے۔ صبح کے وقت اس مقام پر پہنچے اور مجھ کو سوتا پایا۔ چونکہ احکامات حجاب سے قبل جب عورتوں کے شرعی پردے نہ تھے انہوں نے مجھ کو دیکھا تھا، اس لیے انہوں نے مجھ کو پہچان لیا۔ اس کے استرجاع (یعنی انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا) سے میں بیدار ہوئی اور چہرے اور جسم میں نے چادر میں اور زیادہ چھپا لیا۔ استرجاع کے علاوہ انہوں نے کچھ کہا نہ میں نے سنا۔ وہ اونٹنی سے اترے، اس کو بٹھایا اور میں جا کر سوار ہو گئی اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ اونٹنی کو کھینچ کر چل دیئے، ہم نے چل کر لشکر کو سخت گرمی اور دھوپ کے وقت ٹھہراؤ میں پایا، پھر ہلاک ہوا جس کو میرے معاملے میں ہلاک ہونا تھا اور جس شخص نے سب سے بڑھ کر اس کی

تشہیر اور اتہام طرازی کی وہ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق تھا۔

ہم مدینہ منورہ آگئے اور میں بہ مشیت ایزدی ان ہی دنوں میں بیمار ہوگئی اور علالت کا سلسلہ ڈیڑھ ماہ سے کچھ کم چلتا رہا۔ مجھے فتنہ پردازوں کے الزام کا کچھ پتہ نہ تھا البتہ حضور نبی کریم ﷺ کا میں وہ التفات نہیں پاتی تھی جو ہمیشہ میرے لیے مخصوص تھا اور یہ بات مجھے کسی وقت زیادہ محسوس ہوئی اور میں غیر ارادی طور پر رنجیدہ سی بھی ہو جاتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ رویہ بس اس حد تک تھا کہ آپ ﷺ تشریف لاتے اور اسلام علیکم فرما کر دریافت فرماتے: ”تمہارے بیمار کا کیا حال ہے؟ اور پھر واپس تشریف لے جاتے۔“

بہ فضل خداوندی بیماری ختم ہوئی اور ضعف و نقاہت باقی تھی کہ میں مسطح کی بوڑھی ماں کے ساتھ قضائے حاجت کیلئے اسی جگہ گئی، جو اس ضرورت کیلئے خواتین مدینہ کیلئے مخصوص تھی اور ہم عورتیں عموماً رات ہی کو اس ضرورت کیلئے نکلا کرتی تھیں۔

اتفاقاً ام مسطح رضی اللہ عنہا اپنے چادر کے پلو سے الجھ کر گئیں، اور ان کے منہ سے نکلا ”مسطح ہلاک ہو“ یہ سن کر میں نے کہا: تم نے ایک بہت بڑی بات کہہ دی، کیا تم ایسے شخص کو برا کہتے ہو کہ جو بدر میں شریک ہو چکا ہے؟ ام مسطح رضی اللہ عنہا نے کہا: ”حیرت ہے تم ایسا کہتی ہو؟ کیا تم نے وہ باتیں نہیں سنیں جو مسطح بناتا ہے؟“ میں نے ام مسطح سے پوچھا: ”مجھے یہ بتاؤ وہ کیسی باتیں بناتا ہے۔“ پھر انہوں نے الزام تراشیوں اور اتہام سازیوں کے بارے میں ساری باتیں مجھ سے بیان کیں جنہیں سن کر میں پہلے سے زیادہ بیمار ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ ایک روز تشریف لائے اور حسب سابق میرے پاس تشریف لائے اور اسلام علیکم کر کے فرمایا: ”تم کیسی ہو؟“ اس وقت میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: ”اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے والدین کے گھر چلی جاؤں؟“ میرا ارادہ تھا کہ میں اپنے والدین سے ان بے ہودہ خبروں کے بارے میں دریافت کروں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اجازت دیدی اور پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر چلی گئی۔

میں نے واپنی والدہ سے دریافت کیا: ”اے اماں! لوگ کیسی باتیں بنا رہے ہیں؟“ انہوں نے جواب دیا: ”اے بیٹی! تم خود پر نرمی کرو، بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شوہر اپنی ایک خوبصورت بیوی سے محبت کرتا ہو اور اس کے بارے میں باتیں نہ بنائی گئی ہوں۔“

میں نے کہا: سوکنوں نے تو باتیں نہیں بنائیں، مجھے تو مسطح وغیرہ کے بارے میں دریافت ہوا ہے۔ میں تمام رات روتی رہی اور صبح ہو جانے پر میرے آنسو تھمتے ہی نہ تھے، تمام شب جاگتی رہی پلک تک نہ جھپکا سکی۔

رسول اللہ ﷺ کو وحی کا انتظار تھا اور جب اس کے آنے میں تاخیر ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مشورہ کرنے کیلئے حضرت علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نیک

گمان اور اچھی رائے کا اظہار کیا اور اشارۃً بتایا کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اپنی اس رائے کی وجہ سے افواہوں کو ہرگز باور نہیں کرتا۔ الفاظ یہ تھے:

''یارسول اللہ ﷺ آپ کے اہل میں، ہم تو بجز خیر وخوبی کے اور کچھ نہیں جانتے۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں فرمائی ہے۔ ان کے سوا اور عورتیں بہت ہیں اور آپ لونڈی سے پوچھئے وہ صحیح باتیں آپ کو بتا دے گی۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ارشاد فرمایا:

''اے بریرہ! تم نے کبھی کوئی ایسی بات دیکھی ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کے کردار کو شبہ میں ڈالتی ہو؟'' بریرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''میں سچ کہتی ہوں، کوئی بات میں نے دیکھی ہے نہ ان میں ہے کہ جس کی وجہ سے میری آنکھیں بند ہوں، بجز اس کے کہ وہ کم سن بچی ہیں، نیند زیادہ آتی ہے، آٹا گوندکر رکھ دیتی ہیں اور اس سے غافل ہو کر سو جاتی ہیں، بکری آتی ہے اور آٹا کھا جاتی ہے۔''

اس مشورے اور تحقیق کے بعد رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ابی کے پاس پوچھ گچھ کیلئے تشریف لے گئے اور میں دن بھر مسلسل روتی رہی، میرے آنسو تھمتے نہ تھے اور نیند نام کو نہ تھی، مجھ کو خیال ہوا کہ شدت گریہ سے شاید میرا جگر پھٹ جائے گا۔

یہی حال تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ آپ نے جب سے یہ افواہیں سنی تھیں، میرے پاس نہ بیٹھے تھے۔ ایک مہینہ گزر چکا تھا اور آپ ﷺ کو وحی کا انتظار تھا۔ بہرحال آپ ﷺ بیٹھ گئے۔ کلمہ توحید ورسالت پڑھا اور بعد فرمایا:

''اے عائشہ! تمہارے بارے میں مجھے یہ اور یہ باتیں بتائی گئی ہیں، اب اگر تم پاک اور بری ہو تو انشاء اللہ بہت جلد تمہاری برأت ہو جائے گی اور اگر تم کسی گناہ سے آلودہ ہو گئی ہو تو پھر تم کو چاہیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، توبہ کرو کیونکہ جب بندہ اعتراف معصیت کر کے نادم اور شرمسار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ رحمت سے متوجہ ہوتا ہے۔''

جب حضور نبی کریم ﷺ نے گفتگو ختم فرمائی تو میرے آنسو بھی ختم ہو گئے، اب میری آنکھوں میں ایک قطرہ بھی آنسو کا نہ تھا، میں نے اپنے والد سے کہا: ''میری طرف سے آپ وکالت کریں اور رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں۔'' انہوں نے کچھ تامل اور تھوڑے سے سکوت کے بعد فرمایا: ''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا عرض کروں؟'' پھر میں نے اپنی والدہ سے درخواست کی، آپ یہ جواب دیجئے۔ تو انہوں نے بھی یہی کہا: ''سمجھ قاصر ہے اس لیے میں نہیں جانتی کہ رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں۔''

بلا آخر مجھے کہنا پڑا میں اٹھی، باوجود کہ میں کم سن لڑکی تھی اور میں نے زیادہ قرآن بھی نہ پڑھا تھا، میں نے کہا: ''میں جان گئی ہوں کہ جن افواہوں کو آپ نے سنا ہے وہ دل میں جگہ کر گئی ہیں اور ان کو سچ سمجھ لیا ہے۔ اب اگر میں یہ کہوں بھی کہ میں بری ہوں، تو آپ ﷺ باور نہ فرمائیں گے اور اگر میں ان باتوں کا اعتراف کرلوں اگرچہ اللہ تعالیٰ واقف اسرار وحالات ہے اور وہ جانتا ہے کہ میں ان اتہامات

سے بری ہوں، تو آپ تائید وتصدیق فرمائیں گے۔ میں اپنے اور آپ کے درمیان کوئی مثال موجود نہیں پاتی بجز اس کے کہ جس طرح والد حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تھا: "فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ط وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَاتَصِفُونَ o (سورۂ یوسف) ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ ہی سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو تم بتا رہے ہو۔" اس کے بعد میں نے اپنا رخ اور پہلو بدلا اور بستر پر دراز ہوگئی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں امید رکھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میری برأت فرمادے گا لیکن مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے اس معاملہ میں نزول وحی فرمادے گا کیونکہ میں اپنے آپ کو اپنے معاملے کو اس قابل نہیں سمجھتی تھی، البتہ مجھ کو صرف اس بات کی توقع تھی کہ رسول اللہ ﷺ شاید خواب دیکھیں گے اور اس ذریعہ سے مجھ بے چاری کی غفلت وعصمت پر گواہی مل جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کا کرم دیکھئے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے ہنوز اٹھے بھی نہ تھے اور افرادِ خانہ سے نہ کوئی باہر نکلنے پایا تھا کہ آپ ﷺ پر نزول وحی ہونے لگا اور جو شدت ایسے موقعہ پر ہوئی تھی وہ شروع ہوتی، حتیٰ کہ پیشانی مبارک پر موتیوں کی مانند پسینہ چمکنے لگا۔ آپ ﷺ پر موسم سرما میں بھی شدت وحی سے پسینہ وغیرہ کی یہ کیفیت طاری ہو جاتی تھی، آپ نے نزول وحی سے فارغ ہو کر تبسم فرمایا،

اور پھر کلام کی ابتدا ان الفاظ سے کی:

يَا عَائِشَةُ اَمَّا اللهُ فَقَدْ بَرَأَكِ

ترجمہ: "اے عائشہ! سنو اللہ تعالیٰ نے تم کو بری فرمادیا۔"

اب میری ماں نے مجھ سے کہا: "عائشہ! اٹھو، حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جاؤ۔" میں نے ماں کو جواب دیا: "اے میری ماں! اللہ کی قسم! میں تو اٹھ کر ان کے پاس نہ جاؤں گی اور میں اپنے اللہ کے سوا کسی کی ثناء نہ کروں گی۔" حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس موقع پر "اِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُ وَا بِالْاِفْكِ" سے دس آیتوں تک وحی ہوئی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ افک کے سلسلہ میں قرآن کریم کا انداز بیان بڑا جامع اور پرزور ہے اس میں اعجاز وایجاز اور احکامات وتنبیہات اس اسلوب سے بیان کی گئی ہیں کہ معصیت کے کسی دوسرے وقوع اور موقع پر اس انداز سے بیان نہیں کی گئیں۔

تہمت طرازی اور سخن سازی کو منافقین کی طرف سے جو مظاہرہ ہوا، جس سے اہل بیت رسول اللہ ﷺ اور خود رسالت مآب ﷺ کو جو انتہائی صدمہ اور دکھ پہنچ تھا، اس کی وجہ سے اندازِ بیان میں شدت ہوئی ہے۔ ان کا یعنی زمخشری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی ہے کہ بت پرستی اور شرک کے بارے میں جو تنبیہات ہیں وہ بھی مقابلۃً اس سے کچھ کم ہی ہیں کیونکہ یہ ایک پاک باز زوجہ رسول ﷺ کی طہارت وبرأت کی حامل ہیں۔

قاضی ابوبکر باقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر فرمایا کہ جس کو مشرکین حق تعالیٰ کی جانب منسوب کرتے ہیں، اس کے بعد اپنی پاکی خود بیان فرمائی جیسے:

وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ

﴿سورۃ الانبیاء﴾

ترجمہ: ''وہ بولے رحمٰن نے بیٹا اختیار کیا پاک ہے وہ۔''

اس کے علاوہ بہ کثرت آیات تحمید وتذکیر میں وارد ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جب اس کا ذکر فرمایا کہ منافقین جس بات کو پاک عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کرتے تھے تو کہا: ''سُبْحَانَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ'' (سورۃ النور) ترجمہ: ''الٰہی پاک ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے۔'' تا کہ عصمت مآب خاتون نفس کی شہادت ہوجائے۔ سبحان اللہ و بحمدہٖ

محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مابین اتفاق سے اظہار تفاخر پر باتیں ہونے لگیں، حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں وہ ہوں کہ میرے عقد کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا۔ اس کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اور میں وہ ہوں کہ میرے عذر کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مذکور فرمایا جبکہ حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ نے مجھے سواری پر سوار کیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ان سے پوچھا: ''اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! یہ تو بتاؤ جب تم حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کے اونٹ پر سوار ہورہی تھیں تو کیا تم نے کچھ پڑھ لیا تھا؟''

انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ''حَسْبِیَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ'' پڑھا تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا: تم نے بڑے اعتماد کا کلمہ پڑھا۔

﴿ابن جریر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ

﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: ''بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں انجان پارسا ایمان والیوں کو۔''

کے بارے میں نازل فرمایا گیا۔

﴿ابن ابی حاتم﴾

سعید بن منصور اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ایک دوسری روایت کے ذریعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انہوں نے اس آیت ''اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ'' (سورۃ النور) کو پڑھ کر کہا کہ یہ آیت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دوسری ازواج مطہرات کے بارے میں ہے اور جن لوگوں نے افک میں حصہ لیا ان کی توبہ قبول نہیں ہوئی۔ انہوں نے اپنے قول کی دلیل میں آیت مندرجہ ذیل تلاوت کی:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ

جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ o

﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: ''اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو اور وہی فاسق ہے۔''

اس کے بعد انہوں نے اس کے آگے کی آیت تلاوت کی:

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ o

﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: ''مگر جو اس کے بعد توبہ کریں اور سنور جائیں تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے۔''

اس کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ ان لوگوں کی توبہ کے بارے میں ہے جنہوں نے کسی اور عام عورت پر قذف (''قذف'' تہمت لگانا، گالی دینا) کیا ہے اور وہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ کی طرف قذف کو منسوب کیا ہو، کیونکہ حقیقت حال کے ظاہر اور عام ہونے سے پہلے جس کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی ظاہر اور عام کیا، ان لوگوں نے نہ توبہ کی اور نہ قذف کے ثبوت میں شہادتیں مہیا کیں۔

خصیف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''زنا'' اور ''قذف'' میں کون سا عمل زیادہ سخت اور کبیرہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ان دونوں میں بدترین فعل زنا ہے۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ

﴿سورۃ النور﴾

انہوں نے جواب دیا کہ یہ آیت کریمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں خاص ہے۔
﴿طبرانی﴾

ضحاک بن مزاحم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: یہ آیت خاص سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوئی۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کسی نبی کی زوجہ مطہرہ نے کبھی بدکاری نہیں کی۔

﴿طبرانی﴾

قبائل عرنیہ اور عسکل کا اسلام قبول کرنا اور مردود ہونا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبائل عسکل عرنیہ کے کچھ افراد مدینہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کلمہ اسلام پڑھا اور کہنے لگے کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اونٹ، بکریوں والے چرواہے ہیں اور کھیتی باڑھی کرنے والے کسان نہیں ہیں، یہ لوگ مدینے میں رہ گئے لیکن مدینہ کی آب و ہوا ان کو راس نہ آئی اور بیمار ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کو مدینہ کے باہر بھیج دیا، وہاں مسلمانوں کے جانوروں کو ایک چراگاہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے چرواہے چراتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو نو مسلموں سے فرمایا کہ تم لوگ بھی دیکھ بھال کرو اور اونٹوں کا دودھ وغیرہ پیتے رہے۔ وہ لوگ چلے گئے اور مقامِ حرہ پہنچ کر اسلام سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے اور مسلمان چرواہے کو قتل کر کے اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کچھ مسلمانوں کو ان کے تعاقب میں بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ ان کی آنکھیں نکال کر ہاتھ پاؤں کاٹ کر حرہ کے گوشہ میں چھوڑ دینا یہ سب لوگ اسی امر میں مر گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

سریہ دومۃ الجندل کیلئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو سردار بنایا:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا سا لشکر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں بنو کلب کی طرف، دومۃ الجندل روانہ فرمایا اور ہدایت کی کہ اگر وہ دعوتِ اسلام قبول کر لیں، تو تم ان کے سردار کی بیٹی سے نکاح کر لینا۔ وہ روانہ ہو گئے، تین روز قیام کیا اور ان کو دعوتِ اسلام دی، جس کے نتیجے میں ان کا سردار اصبغ بن عمرو کلبی نے جو نصرانی تھا، اسلام قبول کر لیا اور اس کے ساتھ ہی بنو کلب کے بہت سے لوگ بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ کچھ لوگوں نے اسلام قبول کرنے کے بجائے جزیہ ادا کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا، چنانچہ ان پر جزیہ قائم کر دیا گیا اور جزیہ کی وصولی کا بھی انتظام کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے تماضر بنت اصبغ سے نکاح کر کے اپنے ہمراہ مدینہ لے آئے۔

﴿ابن سعد﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے مطابق ایک اور حدیث بیان کی ہے جس کے آخر میں اتنا اور مزید ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اور تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنا، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر اس کو فتح کرا دے، اگر تمہارے ہاتھ پر فتح ہو جائے تو ان کے سردار کی بیٹی سے نکاح کر لینا۔“

﴿ابن عساکر﴾

واقعہ حدیبیہ میں معجزات کا ظہور

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور مروان بن الحکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان دونوں حضرات نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے موقع پر ایک ہزار سے کچھ اوپر صحابہ کرام کے ساتھ روانہ ہوئے، جب آپ ﷺ ذوالحلیفہ پہنچے تو ہدی کے جانوروں کے گلوں میں قلاوے ڈالے اور ان کا اشعار کر کے عمرہ کا احرام باندھا اور دیدبانی کیلئے خزاعہ کے ایک شخص کو روانہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ چاہِ اشطاط پر پہنچے تھے تو وہ خزاعی دیدبان حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں واپس پہنچا اور بتایا:

”قریش نے آپ کے اور مسلمانوں کے مقابلے کیلئے بہت بڑی جمعیت کو فراہم کر لیا

ہے اور آس پاس کے مختلف قبائل کے لوگ بھی ان کے حلیف اور شریک بن گئے ہیں وہ لوگ آپ سے جنگ کریں گے، راستہ روکیں گے اور مزاحمت کریں گے۔''

یہ اطلاع پا کر آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمانو! مجھے رائے دو کہ میں ان لوگوں کے اہل و عیال اور ان کے بچوں کی طرف متوجہ ہوں، جو ہمیں بیت اللہ سے روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا ہم بیت اللہ کا ہی قصد کریں اور جو ہمیں اس سے روکے اس کا مقابلہ کریں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! ہم زیارت بیت اللہ کا ارادہ کر کے نکلے ہیں، جنگ و قتال کے ارادہ سے نہیں آئے ہیں، تو آپ بیت اللہ ہی تشریف لے چلیں، ہم کو اگر کوئی زیارت سے روکے گا تو ہم اس کی رکاوٹ کو سیل ارم بن کر راہ سے ہٹا دیں گے، اگر کوئی مقابل آئے گا تو ہم اس سے جنگ کریں گے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بسم اللہ پڑھ کر چل دو۔''

اثنائے راہ میں حضور نبی کریم ﷺ نے مطلع کیا کہ ''حضرت خالد بن ولید قریش کے رسالہ کا قائد اس وقت طلیعہ پر ہے، اس لیے داہنی جانب کا راستہ اختیار کر لو۔''

پس خالد کو پتہ نہ چلا کہ مسلمانوں کی جمعیت دفعتہً کافر سواروں کے سر پر پہنچ گئی، جب رسالہ نے گرد و غبار دیکھا تو قریش کو ہوشیار اور خبردار کرنے کیلئے الٹے قدم مکہ کی طرف بھاگا۔ رسول اللہ ﷺ مسلسل مکہ کی جانب بڑھتے رہے اور پھر ایک سطح مرتفع پر حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی، لوگوں نے اٹھایا، چلانے کیلئے تکتکایا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی، کچھ لوگ کہنے لگے: قصویٰ سرکشی کر رہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قصویٰ نے سرکشی نہیں کی ہے، وہ طبعاً ایسی نہیں ہے، بلکہ اس کو اسی قوت نے روکا ہے، جس نے ہاتھی کو روکا تھا، پھر فرمایا: ''قسم ہے اس ذات اعلیٰ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، قریش مجھ سے ایسی بات کو نہیں منوا سکتے جس میں اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کی جاتی ہے، اس کے سوا وہ جس بات کو کہیں گے، میں ان کی بات مان لوں گا۔''

اس کے بعد آپ نے اپنی اونٹنی کو تنبیہ فرمائی اور وہ کچھ اچھلی اور سیدھی ہوگئی۔ آپ سوار ہو کر حدیبیہ میں اس مقام پر آئے جہاں ایک گڑھے میں تھوڑا سا پانی تھا، لوگوں نے کفایت کے ساتھ پانی لے کر استعمال کیا اور تھوڑی دیر بعد وہ پانی استعمال کر لیا گیا اور گڑھے میں پانی نہ رہا، اصحاب نے پانی کی صورتحال سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آگاہ فرمایا۔

پس آپ نے ترکش سے ایک تیر نکال کر دیا اور فرمایا: ''اس تیز کو اس گڑھے میں گاڑھ دو جس کا پانی ختم ہو چکا ہے چنانچہ تعمیل ارشاد کی گئی، اس کے بعد خدا کی قسم! اس میں اتنا پانی جوش مارتا رہا کہ تمام مسلمان اس پانی سے سیراب ہوتے رہے، گویا گڑھے میں پانی کے سوتے پھوٹ گئے تھے۔'' قریش کی جانب سے بدیل بن ورقاء خزاعی جو بنوخزاعہ کا سردار تھا چند افراد کے ہمراہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا:

''میں نے بنی کعب اور عامر بن لوی کو حدیبیہ کے چشموں پر پڑاؤ ڈالے دیکھا ہے، ان کے ساتھ دودھ دینے والی اونٹنیاں ہیں، وہ تم کو بیت اللہ سے روکنے اور باز رکھنے کیلئے وہاں موجود ہیں اگر تم ضد اور اصرار کرو گے تو وہ جنگ کریں گے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب میں فرمایا: ''ہم لڑنا چاہتے ہیں نہ لڑنے کے ارادے سے آئے ہیں، ہمارا مقصد زیارتِ کعبہ اور طوافِ عمرہ ہے۔ باوجود یہ کہ کفار قریش بار بار کی لڑائیوں، ہزیمتوں اور مسلسل جارحانہ فوجی کارروائیوں سے کشتہ اور مضروب ہو چکے ہیں، پھر بھی وہ ایسے لوگوں سے جو امن وسلامتی کے پیغامی ہیں، بلاوجہ لڑنا اور جنگ کی دھمکیاں دینا پسند کرتے ہیں۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اے نمائندہ قریش! بدیل! اگر وہ لوگ یعنی قریش پسند کریں تو میں ایک مدت مقرر کر دوں اور اس مدت میں وہ ہمارے کاموں اور سرگرمیوں میں مزاحم نہ ہوں، اگر اس مدت میں ہم کامیاب اور غالب ہو جائیں، تو وہ اگر پسند کریں، ہمارے اندر نیک نیتی سے مدغم ہو جائیں یعنی ملت اسلامیہ میں شامل ہو جائیں، ورنہ وہ جنگ کی صعوبتوں سے تو بہرحال محفوظ رہیں گے اور اگر قریش نے میری اس پیشکش سے فائدہ نہیں اٹھایا اور ہم پر جنگ مسلط ہی کر دی تو قسم ہے اس ذات اعلیٰ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کہ میں دین حق کی خاطر اس وقت تک جنگ جاری رکھوں گا جب تک میں زندہ ہوں اور دین خداوندی غالب ہو جائے اور امورِ الٰہی نافذ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے پرستاروں کیلئے موانعات باقی نہ رہیں۔

بدیل نے واپس جا کر قریش سے کہا: میں نے محمد (ﷺ) سے یہ اور یہ کہا مگر وہ کچھ بھی مرعوب اور متاثر نہ ہوئے البتہ انہوں نے ایک اور تجویز تمہارے سامنے رکھی ہے۔ بدیل کا قطع کلام کرتے ہوئے بعض جذباتی اور پست ذہنیت لوگ بول اٹھے: ''ہمیں ضرورت نہیں ہے۔'' کچھ سنجیدہ، معتدل مزاج اور اہل الرائے اصحاب نے پوچھا وہ کون سی تجویز ہے، بتاؤ تو سہی؟ بدیل نے آپ ﷺ کی ساری گفتگو اور مدت معین کرنے کی تجویز کو ان سے بیان کیا۔

عروہ بن مسعود نے ساری باتوں کو بہ غور سنا اور پھر مجمع کو خطاب کرنے کیلئے کھڑا ہوا، اس کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ: ''اے لائق احترام قریشیو! کیا آپ میرے بڑے اور بزرگ نہیں؟'' جواب آیا: بے شک! کیوں نہیں پھر عروہ نے پوچھا: ''اور کیا میں سن طفولیت کی ابتداء ہی سے آپ کے اندر نہیں رہا۔'' (یعنی بچپن سے میرا پورا ماضی اور زندگی کے سارے مراحل تمہاری نظروں کے سامنے سے نہیں گزرتے رہے ہیں؟'')

جواب ملا: بے شک ہم تمہاری پوری زندگی سے باخبر ہیں، اس کے بعد عروہ نے سوال کیا: ''کیا میں نے کبھی اور کسی وجہ سے کوئی ایسا کام کر لیا ہے کہ آپ بزرگوں اور بھائیوں کے نزدیک میں ساقط الاعتبار ہو گیا ہوں؟'' لوگوں نے کہا: نہیں! تم نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جو اعتماد کو مجروح کرنے کا سبب بنتا، یہ سن کر عروہ بن مسعود نے ان کو اپنا ایک واقعہ ہمدردی کو یاد دلاتے ہوئے کہا:

''کیا آپ حضرات کو یاد ہے کہ میں نے آپ کی مدد کیلئے عکاظ والوں کو آواز دی اور

جب وہ میرے بلانے سے نہیں آئے تو پھر میں اپنی بیوی اور بچوں کو اور ان لوگوں کو بھی جنہوں نے میری بات مانی، آپ کے سامنے لے آیا تھا۔''

لوگوں نے مانا اور اعتراف کیا۔ اتنے سوالات کر کے جب عروہ بن مسعود نے قریش کی رائے کو اپنے حق میں موافق اور ہموار کر لیا تو وہ مقصد اصلی کی طرف آیا اور کہا:

''اے میری قوم کے بزرگو اور دانشورو! میرے خیال میں محمد (ﷺ) نے جو تجویز ہمارے سامنے رکھی ہے وہ ہرگز نامناسب اور نادرست نہیں ہے۔ اس وجہ سے اسے مان لو اور مجھے اجازت دو کہ میں اس بارے میں مزید دریافت طلب امور پر گفتگو کروں۔''

عروہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور باتیں کیں، آپ نے ان سے وہیں باتیں فرمادیں جو اس سے پہلے خزاعہ کے سردار بدیل سے کہی تھیں۔ عروہ نے کہا: ''محمد (ﷺ)! کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ آپ کی قوم آپس ہی میں لڑ کر اپنا انفرادی وجود کھو بیٹھے اور فنا ہو جائے، کیا اس سے پہلے عرب کی قومی تاریخ میں کبھی اس نوع کا المیہ ملتا ہے، یا جزیرہ نمائے عرب کے خاکدان سے کوئی ایسی شخصیت ابھری ہو جس نے اس طرح کی خانہ جنگی کو ہوا یا تحریک دی ہو۔ اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے انہوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر قریش مکہ زور آزمائی میں غالب آجائیں تو میں آپ کے حلقہ اور جماعت میں ایسے چہروں کو دیکھ رہا ہوں جو یقیناً بھاگ جائیں گے اور آپ کو کسمپرسی کے عالم میں بے یار و مددگار چھوڑ دیں گے۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ وہ اپنی فطری رواداری، تحمل اور غیر معمولی قوتِ برداشت کے باوجود بپھر گئے، غصہ سے بے تاب ہو گئے، مداخلت کرتے ہوئے عروہ کو مخاطب کیا اور نہایت ہی تحقیر آمیز لہجے میں فرمایا:

امصص بظر الات اور کہنے والے! تو اپنے بت لات کی شرمگاہ کو چاٹ۔

کیا اول فول بکنے آگیا ہے؟ واقعی کیا تو عقل سے اس درجہ عاری ہے کہ یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ ہم بھاگ جانے والے اور حضور نبی کریم ﷺ کو چھوڑ جانے والے ہیں۔

عروہ ہکا بکا رہ گیا، دریافت کیا: ''یہ کون صاحب ہیں؟'' بتایا گیا کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رفیق سفر ہجرت ہیں۔ عروہ نے حضرت ابوبکر صدیق کو جواب دیا: ''اے عبدالکعبہ! واللہ! اگر آپ کا وہ احسان مجھ پر نہ ہوتا اور جس کے جواب میں ہنوز کوئی احسان میں آپ کے ساتھ نہیں کر سکا ہوں، اگر یہ معاملہ نہ ہوتا تو شاید آپ کی بات کا جواب اس سے زیادہ سخت ہوتا۔''

راوی کا بیان ہے۔ عروہ گفتگو کے دوران اپنا ہاتھ حضور نبی کریم ﷺ کی ریش مبارک سے چھو دیتا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نزدیک ہی کھڑے تھے، ان کے ہاتھ میں تلوار اور سر پر خود تھا، جب بھی عروہ اپنے ہاتھ کو حضور نبی کریم ﷺ کی ریش مبارک کی طرف بڑھاتا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو اس کی یہ طرزِ ادا نہایت ناگوار گزرتی تھی، لہٰذا وہ عروہ کے ہاتھ پر تلوار کا دستہ مارتے ہوئے کہتے: ''اپنے ہاتھ کو سرکار کی ریش مبارک سے علیحدہ رکھو۔''

عروہ نے نظر اٹھائی، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور حاضرین میں سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ بتایا گیا یہ حضرت مغیر بن شعبہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ عروہ نے کہا: ''اے احسان فراموش مغیرہ! کیا تیری بے وفائی اور ظلم رسانی کے سلسلے میں، میں نے بھاگ دوڑ نہیں کی تھی؟''

عروہ اپنی کنکھیوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور رفقاء کے انداز واطوار دیکھتے جاتے تھے، ان کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھنکارتے تو لعاب دہن پاک زمین پر نہیں گرتا تھا بلکہ وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں پہنچ جاتا تھا اور وہ جس کے ہاتھ میں پہنچتا تو وہ اس کو اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا تھا جب آپ کسی کو حکم فرماتے تو وہ اس کی تعمیل میں عجلت وسبقت دکھاتا اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو باتیں کرتے تو اپنی آوازوں کو بہت ہی پست کر لیتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کے باعث کوئی نظر بھر کر آپ کو نہیں دیکھتا، ان کے لہجوں میں عجز اور الفاظ میں نرمی ہوتی تھی، یہ تمام انداز واطوار دیکھ کر عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گئے اور ان سے کہا: لوگو!

خدا کی قسم! میں قیصر وکسریٰ کے درباروں میں جو دنیا کے عظیم الشان افراد ہیں، روم اور ایران بھی گیا ہوں اور اس کے علاوہ بارگاہوں میں بھی، انہوں نے اپنے خادموں کو آدابِ خدمت سکھائے ہیں، انہوں نے اپنے دانشوروں سے منصوبے تیار کرا کر خاص قسم کے لوگوں کو آداب سکھائے ہیں مگر وہاں یہ بات کہاں؟ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب تو پروانہ ہیں وہ ہمہ وقت اطاعت وحکم کی بجا آوری میں لذت محسوس کرتے ہیں۔

اللہ کی قسم! میں نے نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کی تعظیم اس کے اصحاب ایسی بجالاتے ہوں جیسی اصحاب محمد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بجالاتے ہیں۔

اسکے بعد اصل موضوع گفتگو اور سفارتی امور کے بارے میں اس نے بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی تجویز پر قائم ہیں اور میرا مشورہ ہے کہ آپ لوگ اسے بلا تامل قبول کر لیں کیونکہ اس میں امن وسکون کی ضمانت ہے۔

بنی کنانہ کا ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اگر آپ لوگ پسند کریں تو میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جانا چاہتا ہوں، قریش نے اجازت دی تو وہ مسلمانوں کے پڑاؤ پر آیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اس پر پڑی تو فرمایا: یہ فلاں شخص اس قبیلہ کا ہے، یہ لوگ قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتے ہیں، اس کے سامنے سے قربانی کے جانوروں کو گزارو اور لبیک پڑھتے ہوئے گزرو، جب اس نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا: ان حضرات کو زیارت بیت اللہ سے روکنا ہرگز مناسب نہیں، واپس چلا گیا اور جا کر بتایا میں نے ان جانوروں کو دیکھا جو مسلمان قربانی کیلئے لائے ہیں، تمام جانور قلاوے ڈالے اور اشعار کیے ہوئے تھے میں تو خیال کرتا ہوں انہیں زیارت بیت اللہ سے نہ روکا جائے۔ یہ باتیں سن کر ایک شخص جس کا نام مکرز بن حفص تھا، اس نے آنے کیلئے اجازت طلب کی جب وہ آیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ایک برا شخص ہے اور اس کا نام مکرز ہے۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کر رہا تھا کہ سہیل بن عمرو آ گیا اسے دیکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب تو تمہارا معاملہ آسان ہو گیا۔

﴿بخاری﴾

معمر راوی نے بیان کیا کہ زہری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث کو نقل کیا کہ سہیل بن عمرو آیا اور اس نے کہا: ہمارے ور تمہارے درمیان صلح نامہ تحریری ہونا چاہیے تو رسول اللہ ﷺ نے کاتب کو بلوایا اور کہا لکھو:

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ"

سہیل نے کہا: "میں رحمٰن کو نہیں جانتا کہ وہ کون ہے؟ لہٰذا آپ "بِاسْمِکَ اَللّٰھُمَّ" لکھئے، جیسا کہ پہلے لکھا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے کہا: ہم تو تسمیہ ہی لکھیں گے، مگر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بِاسْمِکَ اَللّٰھُمَّ" ہی لکھ دو۔

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو املاء کیلئے بتایا:

"هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

اس پر بھی سہیل کو اعتراض ہوا اور اس نے کہا: "اگر آپ کو اللہ کا رسول مانتے تو پھر جھگڑا ہی کیا تھا۔ آپ کو محمد بن عبداللہ لکھوانا چاہیے۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں بلاشبہ اللہ کا رسول ہوں، مگر تم تسلیم نہیں کرتے۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کے بعد آپ ﷺ نے "محمد بن عبداللہ" لکھوا دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اس تحریر کی پہلی شرط یہ ہے کہ ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان قریش مکہ حائل نہ ہوں گے اور ہمیں بیت اللہ کا طواف اور زیارت کرنے سے نہ روکیں گے۔"

سہیل نے کہا: "ہم یہ ننگ گوارا کرنے کیلئے تیار نہیں کہ سارے عرب میں چرچا ہو کہ ہمارے دشمن زبردستی مکہ آکر عمرہ کر گئے۔ اگر آپ ﷺ اور دوسرے مسلمان آئندہ سال آکر طواف وزیارت کرنا چاہیں تو قریش مزاحمت یا ممانعت نہیں کریں گے۔" اس پر اتفاق کر لیا گیا اور پہلی شرط قرار دے کر صلح نامہ تحریر کر دی گئی۔ اس کے بعد سہیل نے کہا: "دوسری شرط یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص آپ ﷺ کے پاس نہ جائے گا اگر چہ وہ آپ کا دین قبول کر چکا ہو، اگر کوئی شخص آجائے گا تو اسے ہمارے پاس واپس کرنا ہوگا۔" صحابہ نے کہا: "واہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو شخص اسلام قبول کر کے ہمارے پاس آجائے، ہم اس کو امن تعاون اور سہارا دینے کے بجائے مشرکوں میں دھکیل دیں۔"

ابھی اس دوسری شق پر بحث و گفتگو جاری تھی کہ اچانک سہیل بن عمرو نمائندہ قریش کے فرزند ابوجندل رضی اللہ عنہ بیڑیوں سے پاؤں فطار گرتے پڑتے یہاں آپہنچے، یہ اسفل مکہ سے قید سے فرار ہو کر آئے تھے۔ مسلمانوں کے درمیان پہنچ کر وہ ناتوانی سے گر پڑے، سہیل نے اپنے بیٹے کو دیکھ کر کہا: اے محمد (ﷺ)! یہ پہلا شخص ہے جس پر میں آپ سے اس شق کے تحت فیصلہ طلب کرتا ہوں، اب اس کو میری طرف پھیر دیجئے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابھی تو صلح نامہ کی تحریر مکمل نہیں ہوئی ہے اور نہ اس کا نفاذ کیا گیا ہے۔ سہیل نے کہا: اللہ کی قسم! اب میں آپ سے کبھی کسی چیز پر صلح نہیں کروں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سہیل اس کو اجازت دے دو، سہیل نے کہا کہ میں اس کو مسلمانوں میں رہنے کی اجازت نہیں دوں گا، بالآخر ابوجندل رضی اللہ عنہ کو ان کے نالہ وشیون داد طلبی اور انصاف خواہی کے

باوجود ان کے باپ سہیل بن عمرو کے حوالہ کر دیا۔

ابوجندل رضی اللہ عنہ نے کہا: مسلمانو! کیا تم مشرکوں کے حوالے مجھے کرتے ہو حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں، تم نہیں دیکھ رہے کہ مجھ پر کیا کچھ گزری ہے اور کیسا شدید عذاب میں اللہ کی راہ میں اٹھا رہا ہوں۔ مسلمان یہ منظر دیکھ کر تڑپ اٹھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تو تابِ ضبط نہ رہی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نبی برحق نہیں ہیں؟'' آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''بے شک میں نبی برحق ہوں۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟'' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ''بے شک تم مسلمان ہو۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''کیا وہ لوگ مشرک اور دشمن دین حق نہیں ہیں؟'' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ وہ شرک کرنے والے اور دین الٰہی کے دشمن اور کفر و سرتابی کی روش پر قائم ہیں۔''

ان سوالات کا جواب پانے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ادب و تعظیم کے لہجے میں گزارش کیا: ''اے اللہ کے سچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! براہِ کرم مجھے بتائیے کہ جب حقیقت یہ ہے تو پھر ہم دین کے معاملے میں یہ ذلت کیوں گوارا کریں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عمر! میں اللہ کا رسول ہوں، اس کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتا، وہ انشاء اللہ مجھے ہرگز خوار نہیں کرے گا۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے کہ میں اس بے تابانہ جوش کے فرد ہونے پر اپنی جرأت پر بہت پشیمان ہوا، اور مجھے ہمیشہ افسوس رہے گا، آپ اس کے کفارے کیلئے توبہ و استغفار کے علاوہ صدقات و خیرات اور بردے آزاد کرتے رہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرنے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور وہی سوالات ان سے بھی کیے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو جوابات دینے کے بعد فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ! سنو......

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور ان کا مددگار ہے لہٰذا تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب کو مضبوطی سے پکڑے رہو، اللہ کی قسم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حق پر ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے، انہوں نے کہا: یقیناً فرمایا تھا لیکن کیا یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم اسی سال جائیں گے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تو نہیں فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو تم ضرور جاؤ گے لیکن اس وقت نہیں آئندہ سال۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہدنامے کی کتابت سے فارغ ہوئے تو مسلمانوں سے فرمایا: اب قربانی کے جانوروں کو ذبح کر کے حلق کرلو۔

راوی حدیث نے بیان کیا کہ اس حکم کی تعمیل میں ایک مسلمان بھی نہ اٹھا اور پھر اس بات کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار دہرایا۔ جب کوئی نہ اٹھا تو آپ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے

پاس تشریف لے گئے اور مسلمانوں کی حالت جمود وسکتہ کو ان سے بیان فرمایا: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اپنے جانوروں کی قربانی شروع کریں، سر مونڈ نے والے کو بلا کر حلق کرالیں اور اب کسی سے کچھ نہ کہیں۔

رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور کسی سے کچھ نہ کہا: پھر اپنے اونٹ کو ذبح کیا حلق کرایا، جب مسلمانوں نے یہ دیکھا تو وہ بھی اٹھے، سبھوں نے اپنے اپنے جانور ذبح کیے اور باہم ایک دوسرے کا سر منڈنے لگے، ان کاموں میں اب بے حد گہما گہمی اور حرکت پیدا ہوگئی تھی۔ مردوں کے بعد عورتیں آئیں اور اپنی قربانیوں سے فارغ ہوئیں۔

اس مرحلہ پر ان عورتوں کے بارے میں جو ہجرت کر کے مدینہ آئیں اور ان کے دلوں میں ایمان راسخ نہ ہوا ہو تو ان کی آمد اور ان کا وجود مسلمانوں کیلئے مضرت رساں بھی ہوسکتا تھا۔

✿ اس لیے ان کے متعلق ارشاد خداوندی ہوا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ ۖ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ ۖ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ۖ لَا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ○

(سورۃ الممتحنہ)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں کفرستان سے اپنے گھر چھوڑ کر آئیں، تو ان کا امتحان کرو اللہ ان کے ایمان کا حال بہتر جانتا ہے، پھر اگر تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں کافروں کو واپس نہ دو، نہ یہ انہیں حلال نہ وہ انہیں حلال۔“

سورۂ ممتحنہ کے اس حکم کے نزول کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی ان دونوں بیویوں کو طلاق دیدی جو ہنوز مشرکہ تھیں، ان میں سے ایک کے ساتھ معاذ بن ابی سفیان نے اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے شادی کر لی۔

جب حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو ایک دن ابو بصیر رضی اللہ عنہ نامی مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں مسلمانوں کے پاس آگئے، ان کو واپس بلانے کیلئے قریش نے دو افراد کو مدینہ بھیجا چنانچہ معاہدے کے بموجب حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو ان کے حوالے کر دیا گیا، اور وہ دونوں آدمی ان کو اپنے ساتھ لے کر مکہ کے سفر پر روانہ ہوگئے، دورانِ سفر میں ذوالحلیفہ پر رکے اور کھجوریں کھانے لگے۔ ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے ایک ساتھی سے کہا:

”اے فلاں! واللہ! تیری تلوار نہایت عمدہ معلوم ہوتی ہے۔“ یہ سن کر اس کے دوسرے ساتھی نے تلوار کو نیام سے کھینچتے ہوئے کہا: ”واقعی یہ ایک عمدہ تلوار ہے اور مجھے خوشی ہوئی کہ ابو بصیر تمہاری شناخت اچھی ہے اور میں نے تو اس کو بار بار دیکھا اور تجربہ بھی کیا ہے۔“

ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ”ذرا مجھے دینا۔“ اور تلوار لے کر اسے قتل کر دیا اور دوسرا شخص بھاگ کر

مدینہ آیا اور مسجد نبوی میں بے چین اور پریشان ٹہلنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ کی نظر اس پر پڑی تو آپ نے اس کی حالت دیکھ کر کہا: شاید اس نے کوئی دہشت ناک منظر دیکھا ہے، پھر وہ حضور نبی کریم ﷺ کے قریب آیا اور کہنے لگا: "میرا ساتھی قتل کر دیا گیا اور میری جان بھی محفوظ نہیں ہے۔"

اتفاقاً اسی وقت حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ میرے بارے میں ایفائے عہد کر چکے ہیں کیونکہ میں ان کے حوالے کر دیا گیا تھا، اب میرے خدا نے مجھے ان کے پنجے سے نجات دیدی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر) یہ جھگڑالو ہے۔ (پھر فریادی شخص کی طرف دیکھ کر کہا) کاش اس کا کوئی مددگار ہوتا۔

ابوبصیر رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کاروائے سخن کس طرف ہے، انہوں نے سوچا اگر میں تھوڑی دیر ٹھہر گیا تو پھر آپ کوئی بندوبست کر کے مجھے واپس اسی شخص کے ساتھ کر دیں گے، لہٰذا وہ آنکھ بچا کر نکل کھڑے ہوئے اور سمندر کے ساحل پر مقیم ہو گئے۔

کچھ دنوں بعد ابوجندل بن سہیل رضی اللہ عنہ جن کو حدیبیہ سے واپس کر دیا تھا، قریش کے پنجہ سے دوبارہ چھٹکارا پا کر ابوبصیرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل گئے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ جاری ہو گیا اور مکہ کے مسلمانوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ ہمارے بھائی ابوبصیر رضی اللہ عنہ اور ابوجندل رضی اللہ عنہ نے اپنی جرأت اور قوتِ بازو سے اپنی پناہ گاہ بنالی ہے تو مکہ کے ظلم رسیدہ اور ستم کش مسلمان خلاصی پا کر ایک ایک دو دو کی شکل میں ابوبصیر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے ملتے گئے اور جب ان کی کچھ جمعیت ہو گئی تو قریش کے کاروانِ تجارت پر حملے کرنے لگے۔ مجبور ہو کر قریش نے حضور نبی کریم ﷺ کو لکھا کہ ہم معاہدہ کی اس شرط سے باز آئے، اب جو مسلمان مدینہ چلا جائے گا ہم اس کی واپسی کا مطالبہ نہیں کریں گے اور مہربانی فرما کر آپ ابوبصیر رضی اللہ عنہ اور ابوجندل رضی اللہ عنہ کو مدینہ بلالیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان مسلمانوں کو ساحلی مقام سے مدینہ منورہ بلالیا اور خود قریش کی درخواست پر یہ شرط عہد نامہ سے خارج ہو گئی۔

✿ صلح حدیبیہ کے واقعہ کو بہ تغیر الفاظ اس طریق پر بھی بیان کیا گیا ہے:

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس درخت کے سائے میں تھے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ اس درخت کی شاخیں حضور نبی کریم ﷺ پر سایہ کیے ہوئے تھیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت سہیل بن عمرو حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: لکھو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سہیل نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: "ہم رحمٰن کو جانتے ہیں نہ رحیم کو۔ ہمارے قضیہ میں الفاظ لکھو جنہیں ہم جانتے ہیں: "بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ" لکھو۔ پھر انہوں نے وہی لکھ دیا اور لکھا کہ: "ھٰذَا مَا صَالَحَ عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ" تو اس پر بھی نمائندہ قریش سہیل کو اعتراض ہوا اور کہنے لگا: اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر تو ہم نے آپ ﷺ پر ظلم کیا۔

آپ عرب کے عام دستور کے مطابق تحریر لکھیں اور اسی سے ہم واقف ہیں۔ بالآخر آپ نے فرمایا: لکھ دو: "هذا ما صالح عليه محمد بن عبدالله" اسی دوران تیس جوان آئے یہ مسلح تھے، یہ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے آکر شور و غوغا کرنے لگے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کیلئے بددعا کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی سماعت سلب کر لی اور وہ بہرے ہو گئے، پھر ہم نے ان کو پکڑ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: کیا تم لوگ امان یافتہ ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، پھر آپ نے ان کو چھوڑ دیا۔

﴿احمد، نسائی، حاکم﴾

تمام لشکر کی مغفرت:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ کے سال گئے۔ اثنائے راہ میں ہم عقبہ ذات حنظل میں آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج رات اس ٹیلہ سے گزرنا ایسا ہے، جیسا کہ بنی اسرائیل کیلئے اس دروازے سے گزرنا تھا،

✿ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: "اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں تم تمہاری خطائیں بخش دیں گے۔"

تو جو کوئی آج کی رات اس ٹیلے سے گزرے گا بخشا جائے گا، جب ہم اس ٹیلے سے گزرے تو کچھ دیر ٹھہر گئے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! قریش ہماری آگ کی روشنی کو دیکھ لیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوسعید! ہرگز ایسا نہ ہوگا۔

صبح کو حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں نمازِ فجر پڑھائی اور اس کے بعد حمد و ثنا کے بعد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آج کی رات تمام سواروں کو بخش دیا مگر ایک شتر سوار جو سواروں کے ساتھ ہی ٹیلے سے گزرے ہیں وہ نہیں بخشا گیا۔ ہم لوگ یہ ارشاد سن کر اس شتر سوار کی تلاش میں نکلے حتیٰ کہ ہم نے اس کو پایا، وہ ایک بدوی غیر مسلم ساربان تھا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب ایک قوم ایسی آئے گی جن کے اعمال کو دیکھ کر تم اپنے کارناموں کو حقیر سمجھو گے، ہم نے پوچھا: "یا رسول اللہ ﷺ! جس قوم کے بارے میں آپ نے مطلع فرمایا کیا وہ بنو قریش ہوں گے؟"

جواب میں فرمایا: "نہیں! وہ یمنی لوگ ہوں گے، وہ رقیق القلب اور انسان دوست ہوں گے، ایمان میں مخلص اور اعمال میں سرگرم۔"

لوگوں نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا وہ لوگ ہم سے بہتر ہوں گے؟"" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اگر کوئی ایک پہاڑ برابر سونا راہِ خدا میں خرچ کرے تو وہ تم سے ایک مُد یا اس کے نصف

کے برابر حیثیت نہ رکھے گا۔ سن لو! یہی وہ فرق ہے جو تمہارے اور بعد کے مسلمانوں کے درمیان ہے۔
﴿ابونعیم﴾

کنواں پانی سے بھر گیا:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ لوگ فتح مکہ کو عربوں پر فتح تصور کرتے ہیں، اگرچہ یہ غلط نہیں ہے، مگر ہم حدیبیہ کے دن بیعت رضوان کو فتح مکہ قرار دیتے ہیں۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ سو مسلمان تھے۔ حدیبیہ کے مقام پر ایک کنواں تھا، ہم نے اس کا پانی نکال لیا اور ایک قطرہ اس میں نہ رہا۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور کنوئیں کے کنارے پر بیٹھ گئے۔ ایک برتن میں پانی طلب فرمایا، وضو کے دوران اس میں کلی کی اور دعا فرمائی، کچھ دیر توقف کے بعد ہم اپنی اور جانوروں کی تمام ضروریات اس کے پانی سے پوری کرتے رہے مگر اس میں پانی ختم ہونا تو کیا کم بھی نہ ہوا۔

﴿بخاری﴾

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ پر آئے، ہم چودہ سو مسلمان تھے اور ان کے پاس پچاس بکریاں تھیں، جن کو سیراب نہیں کر سکتے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنویں کے منڈیر پر بیٹھے اور دعا فرمائی یا لعاب دہن اقدس اس میں ڈالا، اسی دم کنواں جوش مارنے لگا اور پانی بھر گیا۔ ہم نے اس سے اپنی اور جانوروں کی تمام ضروریات پوری کیں۔

﴿مسلم﴾

واقدی سے روایت ہے کہ حضرت ناجیہ بن اعجم رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیبیہ کے موقع پر جب پانی کے ختم ہو جانے کی شکایت کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور اپنے ترکش سے تیر نکال کر مجھے دیا اور ایک ڈول پانی منگایا اور وضو کر کے ایک کلی کنویں میں ڈال دی۔ اس کے بعد فرمایا: ڈول کے پانی کو ڈال کر تیر سے اسے کھودنا، پانی نکل آئے گا۔

حضرت ناجیہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ایسا ہی کیا اور فوراً بہت تیزی سے پانی ابلنے لگا اور وہ اس طرح جوش مارنے لگا جیسے ہانڈی جوش مارتی ہے حتیٰ کہ پانی کنویں کے کنارے پر آ گیا اور لوگ کناروں سے پانی لے کر پینے لگے اور تمام ضروریات پوری کیں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: حدیبیہ کے روز ان لوگوں کو پیاس لگی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن کے پانی سے وضو فرما رہے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں تشریف لائے اور پوچھا کیا حال ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہمارے پاس پانی نہیں ہے وضو کر سکتے ہیں نہ پی سکتے ہیں۔ صرف یہ ایک پیالے میں پانی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دست اقدس پیالے میں ڈالا تو انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مار کر

نکلنے لگا، جس طرح کہ چشمے سے نکلتا ہے، پھر ہم سب نے پیا اور وضو کیا۔

راوی حدیث سالم بن ابی جعدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تم وہاں کتنے مسلمان تھے؟ انہوں نے جواب دیا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی سب کو کفایت کرتا، ہم صرف پندرہ سو آدمی تھے۔

﴿بخاری﴾

کھانے میں برکت:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ کے لیے روانہ ہوئے۔ گرسنگی نے اس قدر ستایا کہ ہمارا ارادہ ہوا کہ اپنی سواری کے اونٹوں کو ذبح کر دیں۔ عین اسی وقت حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ تمام کھانا ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔ پھر ہم نے دستر خوان بچھایا اور لوگوں نے جو کچھ بھی ان کے پاس تھا لا کر رکھ دیا۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے جھانک کر دیکھا کہ کھانے کی کتنی مقدار ہوگئی ہے تو وہ مجھ کو ایک بکری کے بچے کے برابر اونچا ڈھیر نظر آیا۔ پھر ہم کو کھانے کا حکم دیا گیا اور ہم سب چودہ سو مسلمان تھے۔ ہم سب نے شکم سیر ہو کر کھایا اور پھر باقی ماندہ کھانے کو لوگوں نے توشہ دانوں میں بھر لیا۔ پھر فرمایا کیا ہاتھ دھونے کو پانی ہے؟ تو ایک شخص مشکیزہ لایا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے اسے پیالے میں لوٹا اور ہم سب نے وضو کیا اور چودہ سو افراد نے اس کو باری باری ے مشکیزوں میں بھر لیا۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابو حنیس غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ تہامہ میں گیا۔ جب ہم عسفان پہنچے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے شدت بھوک کی شکایت کی اور عرض کیا کہ ہمیں اجازت دیجئے تا کہ ہم اپنی سواری کے اونٹوں کو ذبح کر دیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر ہم نے سواری کے اونٹوں کو کھا لیا تو پھر سواری کرنے سے مجبور اور پریشان ہو جائیں گے۔ لیکن آپ ان کو حکم دیں کہ وہ اپنے بقیہ توشے ایک کپڑے میں جمع کریں اور آپ ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں چنانچہ آپ نے ان کو حکم دیا۔ انہوں نے اپنے توشے جمع کیے اور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت عطا فرمائی کہ تمام لوگوں نے شکم سیر ہو کر کھایا اور دوسرے اوقات کے لیے توشہ دان بھر لیے۔

﴿بزار، طبرانی، بیہقی﴾

بیعت رضوان:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حدیبیہ میں قیام کے دوران حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو قریش کی طرف بھیجا اور فرمایا: تم انہیں خبر دے دو کہ ہم ارادہ جنگ سے نہیں آئے ہیں، نہ لڑائی مقصود ہے۔ ہم صرف عمرہ کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں اگر دوستانہ ماحول

میں باتیں ہوں تو دعوت اسلام دینا اور جو مسلمان مرد اور عورتیں مکہ میں ہیں انہیں جا کر فتح قریب کی بشارت دینا اور بتا دینا کہ بہت جلد مکہ مسلمانوں کے قبضہ میں آنے والا ہے اور پھر کسی مکی مسلمان کو اپنے اسلام اور عقیدہ کو چھپانے کی ضرورت نہ ہوگی۔

چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ میں قریش کے پاس پہنچے۔ انہیں مسلمانوں کی آمد کا مقصد بتایا اور دعوت اسلام دی۔ مگر قریش نے انکار کیا اور جنگ کی دھمکیاں دیں۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ باتیں سن کر اصحاب کو بیعت کے لیے بلایا۔ منادی کو حکم ہوا کہ وہ ان الفاظ سے اعلان کرے:

"آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے پاس روح القدس نازل ہوئے ہیں اور بیعت کے لیے بلا رہے ہیں۔"

تمام مسلمانوں نے بیعت کی کہ پشت نہ دکھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر رب ڈالا اور انہوں نے جن مسلمانوں کو بالجبر روک رکھا تھا، انہیں چھوڑ دیا اور مصالحت کی باتیں شروع کر دیں۔

ادھر مسلمانوں نے حدیبیہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واپس تشریف لانے سے پہلے کہنا شروع کر دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو طواف کعبہ کریں گے۔ یہ باتیں سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میرا خیال ہے کہ اس صورت میں کہ ہم سب کو تو طواف وزیارت سے روک دیا گیا ہو، وہ بیت اللہ کا طواف نہ کریں گے۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی واپسی کے بعد لوگوں نے ان سے پوچھا: "آپ نے خانہ کعبہ کا طواف کر لیا؟"

✿ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا:

"اے برادران ملت! میرے بارے میں شاید آپ لوگوں نے حسن ظن سے کام نہیں لیا، واللہ اگر میں مکہ میں کسی وجہ سے ایک سال بھی مقیم رہتا تو میں بغیر رسالت مآب ﷺ کے ہرگز طواف نہ کرتا بلاشبہ مجھے قریش نے دعوت طواف دی تھی۔ مگر میں نے اسی وجہ سے انکار کر دیا۔"

اس بارے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان سن کر صحابہ نے کہا آپ ﷺ نے درست فرمایا اور بے شک حضور نبی کریم ﷺ سب کے بارے میں زیادہ بہتر طور پر جانتے ہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن ستر اونٹ ذبح کیے گئے۔ بکریوں کی تعداد اس کے علاوہ تھی۔

﴿امام احمد، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شب ہم حدیبیہ پہنچے اور پھر ہمیں روک دیا گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کون پہرہ دے گا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں دوں گا۔ آپ نے فرمایا: تم سو جاؤ گے اس کے بعد دوبارہ فرمایا: "ہمارا پہرہ کون دے گا؟"

میں نے پھر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں دوں گا۔ ارشاد فرمایا اچھا تم ہی دو۔ پھر میں پہرہ

دینے لگا حتی کہ شب کے اختتام اور طلوع فجر کا وقت ہوا تو حسب ارشاد رسول اللہ ﷺ کہ ''تم تو سو جاؤ گے۔'' نیند نے غلبہ کیا اور میں سو گیا۔ اس وقت بیدار ہوا کہ جب سورج طلوع ہو چکا تھا، جب ہم بیدار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا تو تم ہرگز نہ سوتے۔ اس کے بعد آپ نے نماز پڑھائی اور کہا جو شخص مسلمانوں میں سو جائے اس کے لیے میرا یہی عمل سنت ہے۔

اس کے بعد مسلمان اپنی سواریوں کی تلاش میں نکلے اور ہر ایک اپنی سواری کے جانور کو ہانک لایا مگر حضور نبی کریم ﷺ کی ناقہ نہ ملی۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو مجھ سے فرمایا: وہ فلاں مقام پر ہے اسے ہانک لاؤ۔ پس آپ نے جس طرح فرمایا تھا، میں پہنچا تو دیکھا کہ اونٹنی کی رسی ایک جھاڑی میں الجھ گئی ہے۔ میں نکال کر لے آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اس کی نکیل کو الجھا ہوا پایا اور وہ بغیر چھڑائے نہیں آسکتی تھی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی یعلےٰ رضی اللہ عنہ سے آیۂ کریمہ ''وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا'' (سورۃ الفتح) ترجمہ: ''اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔'' کی تفسیر میں روایت کی کہ اس سے فتح خیبر مراد ہے۔

﴿بیہقی﴾

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے قیام حدیبیہ ہی کے دنوں میں خواب دیکھا کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام مکہ مکرمہ میں سر منڈائے ہوئے امن کے ساتھ داخل ہوئے ہیں تو صحابہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے جس وقت آپ حدیبیہ میں اونٹوں کو ذبح کر رہے تھے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے؟ اس وقت نزول وحی ہوا کہ:

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ

﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: ''بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کو سچا خواب بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گئے اگر اللہ چاہے امن و امان سے اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے بے خوف۔''

جب حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو مسلمانوں نے خیبر کو فتح کیا اور آئندہ سال احرام عمرہ باندھا اور مسجد حرام میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کا خواب پورا ہو گیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کے واقعات کے سلسلے میں بنو مضر کے لیے بد دعا کی کہ اے اللہ! مضر پر ایسا قحط مسلط کر دے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد میں اہل مصر پر مسلط کیا تھا۔ چنانچہ مضر کے لوگ قحط کے شکار ہو گئے اور غذاؤں کی کم یابی اس

حد کو پہنچی کہ انہوں نے علہز یعنی اونٹ کے خون کو اس کے بالوں سمیت پکا کر کھایا اور ابوسفیان حضور نبی کریم ﷺ کے دربار میں بھوک اور فاقوں کی شکایت کرنے پہنچا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا بدر میں جب ابوالعاص مارا گیا تو میں اپنے چچا ابان بن سعید کی کفالت اور تربیت میں تھا۔ ابان بن سعید ایک مرتبہ تجارت کی غرض سے شام گیا اور وہاں اس کو ایک سال لگ گیا، پھر وہ واپس آ گیا، وہ جہالت اور عصبیت کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ اس نے سفر سے واپس آ کر پوچھا "محمد (ﷺ) کا کیا حال ہے؟"

میرے چچا عبداللہ نے جواب دیا: "وہ تو پہلے سے زیادہ معزز، باا‌ثر اور جماعت عظیم کے پیشوا ہیں۔"

ابان نے توجہ سے اس بات کو سنا اور خاموش ہو گیا حضور نبی کریم ﷺ کو برا نہ کہا۔ اس کے بعد اس نے کھانا تیار کرایا اور کھانے پر بنوامیہ کے سرداروں کو بلوایا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہوئے تو ابان نے ان سے خطاب کیا کہ:

"اے سرداران آل امیہ! میں جو کچھ کہوں اسے غور سے سنیے اور صحیح نتائج اخذ کیجئے میں ایک ایسی بستی میں تھا وہاں میں نے بکا راہب کو دیکھا۔ وہ ایک مردِ مرتاض اور بڑا عبادت گزار تھا۔ چالیس برس سے زمین پر نہ اترا تھا۔ ایک روز نیچے آیا تو اس کی زیارت کے لیے لوگ جمع ہو گئے۔ دیکھنے والوں میں، میں بھی تھا۔ میں نے اس سے کہا: "مجھے آپ سے ایک بات دریافت کرنی ہے۔" اس نے میرے لیے تخلیہ کر دیا۔ پھر میں نے اس سے کہا:

اے مردِ بزرگ! میں ایک عربی قریشی ہوں، میری قوم کا ایک شخص "نبی" ہونے کا مدعی ہے۔"

راہب نے پوچھا: "اس کا نام کیا ہے؟" میں نے جواب دیا: "ان کا نام محمد (ﷺ) ہے۔" اس نے پوچھا: "کب سے اس کا ظہور ہوا ہے؟" میں نے جواب دیا: "بیس سال سے؟" اس نے کہا: "میں اس کا حلیہ اور سراپا اگر تم کہو تو بیان کروں؟" میں نے کسی قدر حیرت سے کہا: "ضرور۔"

پھر اس زاہد، واقف حال نے محمد (ﷺ) کا سراپا بیان کر دیا اور تعجب ہے کہ وہ بالکل درست ہے۔ اس کے بعد اس نے مجھ سے کہا یقین کرو یا نہ کرو بہرحال ان کا دعویٰ نبوت صحیح اور درست ہے۔ کسی کا یقین کرنا اور کسی دوسرے کا بے یقینی میں مبتلا ہونا، اس کی ذات اور اس کے مقاصد میں فرق اور حرج پیدا نہیں کرتا۔ دنیا بھر کی مخالفتوں اور مزاحمتوں کے باوجود تم دیکھو گے کہ وہ غالب ہو کر رہیں گے۔

ہماری باتیں ختم ہوئیں، راہب صومعہ کے بالا خانے پر چڑھ گیا۔ پھر اس کا خیال آیا اور اس نے بالائی منزل سے جھانک کر کہا:

"اے تاجر عرب! خدا تم کو راہ راست کی توفیق دے، اگر تمہارا جانا محمد (ﷺ) کے شہر میں ہو، تو مجھ غریب فقیر کا سلام کہنا۔" (یہ واقعہ حدیبیہ کے زمانہ کا ہے۔)

﴿ہیثم بن عدی الاخبار﴾

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے میرے لیے خیر کا ارادہ فرمایا تو اس نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی اور توفیق ہدایت بخشی۔ اللہ تعالیٰ نے صحیح رخ پر سوچنے کا انداز عطا فرمایا تو میرے دل نے کہا:

اے خالد تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف ہر معرکہ میں شریک رہا اور ہر مرتبہ غیر متوقع، نادر، انوکھے اور حیرت فزا ڈھنگ پر ان کو نمایاں کامیابی ہوئی۔ ہر معرکے کے حالات کا تجزیہ کر کے میری فکر نے بتایا۔ ان کی تعداد بہت کم، اسلحہ بہت کم، رسد اور دوسرا ضروری سامان بہت کم، افراد کی تربیت اور ان میں صلاحیت جنگ بہت کم، ان تمام کوتاہیوں اور بہ ظاہر محرومیوں کے باوجود، ہر رزم پر، ہر موقعہ پر، ہر میمنہ پر، ہر میسرہ پر، ہر مبارزت اور ہر حملہ عام پر ان کی خلافت اسباب، خلاف امید اور خلاف حالات، نمایاں اور غیر معمولی کامیابیاں تو خدا کی نصرت و امداد کا یقین دلاتی ہیں۔ ان شعوری اور باطنی افکار کی روشنی میں پھر میں سوچتا رہتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حدیبیہ میں پڑاؤ کیا اور میں مقابلہ و مقاتلہ کے لیے ماتحت سواروں کو لے کر نکلا، پس مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ عسفان میں ملے۔ میں قریب پہنچ گیا اور متصادم ہونے کا راد کر لیا۔

ادھر حالات کی نزاکت اور خطرۂ جنگ ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو ہمارے سامنے نماز دوپہر پڑھائی۔ جنگ میں مفید مطلب حیلوں کا رواج ہے، پس میں نے سوچا اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دوں اور حملہ کروں، مگر شاید خدا ساز بات (یعنی اللہ نے مدد فرمائی یا اللہ نے بات بنا دی) تھی، میں یہ سوچتا ہی رہ گیا اور حملہ کرنے سے باز رہا اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلی ارادے اور ایسے خیال کو کہ جو صرف ذہن میں تھا اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو باخبر کر دیا اور اس کے بعد نماز عصر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف کے طریقہ پر پڑھائی اور نماز خوف کے طریقے کو اختیار کرنے کی وجہ سے پھر ہمارے لیے موقع نہ رہا اور میرے دل نے کہا یہ شخص اور اس کے ہمراہی مصون و مامون ہیں۔

اس کے بعد ہم جدا ہو گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری ناکہ بندی کیے ہوئے راستوں کو چھوڑ کر ایک علیحدہ دوسرا راستہ اختیار فرمالیا اور ذات الیمین کی راہ پر چل پڑے۔ پھر جب قریش سے صلح نامہ ہو گیا اور حالات پر امن و پرسکون ہوئے تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب کون سی شے باقی رہ گئی ہے اور کیا طریقہ ہو سکتا ہے؟ عزت و کامرانی سے میں اور میری قوم بہت دور ہیں۔ حبشہ کے نجاشی نے دین اسلام اختیار کر لیا ہے اور اس کے ملک میں بھی مسلمان موجود ہیں۔ مجھے ہرقل کے پاس روم جانا چاہیے اور اس مشرکانہ دھرم کو چھوڑ کر مجھے نصرانی یا پھر یہودی ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ اب تو اپنی بے بضاعتی بھی مجھ پر واضح ہو گئی ہے لہٰذا ان کمزوریوں کی بناء پر مجھے عجمیوں کا ہی زیر دست اور تابع ہو جانا چاہیے۔

یا پھر جو لوگ باقی رہ گئے ہیں ان کے ساتھ اپنے گھر میں پڑا رہوں۔ بہر صورت میں شش و پنج میں تھا اور اپنی زندگی اور اس کے مقصد کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کر سکا تھا۔ یکبارگی مجھے رسول اللہ ﷺ کے مکہ میں داخل ہو جانے کی اطلاع ملی کہ آپ عمرہ اور طواف کرنے اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ میں اس خبر کو سن کر فوراً روپوش ہو گیا۔ میرا بھائی ولید بن ولید رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ عمرہ کے لیے مکہ آیا اس نے مجھے تلاش کیا کہ میں قریش کے ہمراہ کس طرف نکلا ہوں، مگر وہ کسی سے پتہ نہ چلا سکا۔ پھر بے چارے نے میرے پاس خط روانہ کیا، اس میں لکھا تھا:

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ"

اما بعد!

میں تم سے نہ مل سکا اور اسلام کے بارے میں ہنوز تمہاری بے خبری اور غفلت شعاری پر مجھے حیرت بھی ہے اور افسوس بھی کیونکہ اسلام تو اب عملاً نافذ ہے اور اس کی خیر و برکت اور دوسرے فلاحی نتائج مشاہدہ میں ہیں۔ جن کو دیکھا جا رہا اور محسوس کیا جا رہا ہے۔ تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ انہیں لائے گا۔

اس کے بعد ارشاد ہوا۔ اس مانند ذی فہم اور سلیم الطبع شخص کوئی نہیں جواب تک اسلام سے غافل اور باہر ہو۔ اگر وہ اسلام کی صفوں میں آکر مشرکوں اور سر پھرے لوگوں کی ذلت و خواری کا موجب ہوتا، تو یہ اس کے لائق تھا۔ تو اے بھائی! جو کچھ اس تاخیر سے فوت ہو گیا، اس کی تلافی کرو میرے خط کو بہ غور پڑھ کر تم کو اقدام کرنا چاہیے۔" میں خط کو پڑھ کر متاثر ہوا اور جانے کے لیے تیار ہو گیا۔ اسی دوران میں نے خواب دیکھا کہ قحط زدہ، تنگ شہروں میں سرسبز و شاداب اور بارونق شہروں کی جانب رواں دواں ہوں۔ میں نے سوچا، یہ خواب ایک بشارت ہے۔ مدینہ پہنچ کر اس خواب کو میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: تمہارا نکلنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو توفیق اسلام دی اور قحط زدہ تنگ حالت، کفر کی زندگی تھی۔ بہر حال حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے میں صفوان بن امیہ سے ملا اور اس سے کہا: اے ابو وہب! کیا تو اس حالت کو محسوس کرتا ہے جس میں ہم مبتلا ہیں۔ ہم سب آپس میں دانتوں کی مانند ہیں اور تم دیکھ رہے ہو کر محمد (ﷺ) نے عرب و عجم پر غلبہ پا لیا ہے۔ اگر ہم ان کے پاس جا کر ان کی اطاعت کر لیں تو ان کی عظمت ملے گی۔ صفوان نے منہ بنا لیا اور انکار کر دیا، کہا اگر سارا عرب مسلمان ہو جائے تب بھی میں محمد (ﷺ) کے طریقوں کو اختیار نہ کروں گا۔

میں نے سوچا یہ وہ شخص ہے کہ جس کا باپ اور بھائی بدر میں مارے گئے ہیں۔ اس وجہ سے یہ سوختہ دل ہے۔ اس کے بعد میں عکرمہ بن ابی جہل سے ملا اور اس سے وہی باتیں کہیں جو صفوان بن امیہ سے کہی تھیں اور اس نے بھی وہی کفر و انکار کا رویہ اختیار کیا۔ پھر میں نے عکرمہ سے کہا مہربانی کر کے تم ان باتوں کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔

اس نے اقرار کیا اور کہا میں کسی کو نہ بتاؤں گا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا اب میں گھر آیا اور خادم

سے سواری نکالنے کو کہا اور تاکید کر دی کہ اتنی دیر میں تیار ہو جائے کہ میں عثمان بن طلحہ کے پاس سے آ جاؤں۔ اب کچھ خیالات میرے دماغ میں حرکت کرنے لگے: عثمان میرا گہرا دوست ہے میں اس سے اپنے ارادے کا اظہار کر دوں تو کیا برائی ہے؟

میں یہ سوچ رہا تھا کہ مجھے اس کے باپ طلحہ اور دادا کا مارا جانا یاد آ گیا۔ اس کے بعد میں نے پسند نہ کیا کہ اس سے اپنا ارادہ ظاہر کر کے راز دار بناؤں۔ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ دماغ کے ایک دوسرے زاویے میں ایک دوسرا خیال ابھرا جو یہ تھا کہ جب میں اسی لمحے کوچ کا ارادہ اور تیاری کر چکا ہوں تو پھر ذکر کر دینے سے کیا فرق پڑتا ہے اور اس میں کیا حرج ہے۔ میں نے عثمان کے پاس جا کر اپنا ارادہ بیان کیا نیز وہی باتیں کیں جو اس سے پہلے صفوان اور عکرمہ سے کی تھیں۔ مزید یہ بھی کہا کہ ”ہم اپنی حالت کے اعتبار سے لومڑی کے سوراخ کے مانند ہیں کہ اس میں ڈول پانی ڈالا جائے مگر سارا نکل جائے۔“ میری باتیں توجہ سے سن کر وہ تو بلا تردد میرے خیالات سے پورا اتفاق کرتے ہوئے اسی وقت چلنے پر آمادہ ہو گیا۔ اس نے کہا: ”تم میری اس اونٹنی کو راستہ میں بیٹھا پاؤ گے۔“

خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے ایک دوسرے سے طے کر لیا اور مقام یاجج میں ملنے کا پروگرام بنا لیا۔ ہم علی الصبح روانہ ہو کر مقام ہدہ پہنچ گئے۔ وہاں ہم کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مل گئے۔ انہوں نے ہم کو اور ہم نے ان کو مرحبا کہا۔ اس کے بعد ہم نے آپس میں ارادۂ سفر کے بارے میں سوال و جواب کیے اور دونوں نے دعوت اسلام کو قبول کرنے کا ارادہ اور خود کو اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دینے کا مقصد بیان کیا ہم تینوں کو بڑی خوشی ہوئی اور ساتھ میں سفر کر کے مدینہ میں داخل ہوئے، اپنے اونٹوں کو ظہر حرہ میں باندھا تھا کہ کسی نے ہماری آمد کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کر دی۔ جس کو سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسرت ہوئی۔

دربار سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہونے کے لیے میں نے غسل کر کے عمدہ کپڑے پہنے ہی تھے کہ میرا بھائی ولید ملنے آ گیا۔ مزاج پرسی اور نیک تمناؤں کے اظہار کے بعد انہوں نے کہا۔ آپ کی آمد اطلاع حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو چکی ہے جلدی چلو وہ انتظار فرما رہے ہیں۔ میں تیز قدموں سے روانہ ہوا۔ حتیٰ کہ میں نزدیک ہی پہنچ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور مجھے نظر آنے لگا آپ کی نظریں مجھ پر تھیں اور تبسم فرما رہے تھے۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر سلام عرض کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ روئی اور شگفتہ انداز میں جواب سلام عطا فرمایا:

اس کے بعد میں نے کہا: ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَاکَ“ اس کے بعد ارشاد فرمایا:

خالد (رضی اللہ عنہ)! میں تمہارے اندر جو ہر ذاتی اور دانائی پاتا تھا اور میرا خیال تھا کہ جب کبھی تم نے اپنی ان خداداد صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے دعوت اسلامی پر فکر و تدبر کیا، تم اس کو قبول کر لو گے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جانتے ہیں کہ میں بہت مرتبہ، اسلام کے لیے رکاوٹ بنا ہوں اور دین حق کے علم برداروں اور خادموں کے مقابلے میں آیا ہوں اور گھڑ سواروں کو لایا

ہوں۔ آپ ﷺ میرے اس عمل کی معافی کے لیے اللہ رب العزت سے دعا فرما دیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام ماقبل کے تمام گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

(حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے قبل آٹھ (۸) ہجری کو مشرف بہ اسلام ہوئے۔)

غزوۂ خیبر میں معجزات کا ظہور

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے، ہم رات میں سفر کر رہے تھے۔ ایک شخص نے حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تم ہمیں اپنا نغمہ نہیں سناؤ گے؟ تو وہ اترے اور مسلمانوں کو حدی سنانے لگے۔ انہوں نے کہا:

اللھم لو لا انت ما اھتدینا ولا تصدقنا و لا صلینا
فاغفر فداء لک ما بقینا و ثبت الاقدام ان لاقینا

ترجمہ: ''اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم نہ ہدایت پاتے اور نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے، تو ہمیں بخش دے، ہم تجھ پر قربان ہوں، جب تک ہم زندہ رہیں ہم کو ثابت قدم رکھ اگر ہم دشمنوں سے جنگ کریں۔''

اس نغمہ کو سن کر سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے دریافت فرمایا: حدی گا کر اونٹوں کو کون ہانک رہا ہے؟ لوگوں نے بتایا: عامر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یَرْحَمُہُ اللّٰہُ'' اس شخص نے کہا: رسول اللہ ﷺ آپ نے عامر رضی اللہ عنہ کیلئے شہادت واجب کر دی، کاش ہم اس سے مزید فائدہ اٹھاتے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب مسلمان صف بستہ ہوئے تو حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار لی کہ یہودی پر وار کریں، تو ان کی تلوار کی نوک ان کے پیر کے گھٹنے پر لگ گئی اور وہ شہید ہو گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا: کل اس جھنڈے کو میں ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ دوسرے دن صبح کو آپ ﷺ نے فرمایا: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: وہ آشوبِ چشم میں مبتلا ہیں۔ آپ نے انہیں بلا کر اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور دعا فرمائی، تو ان کا آشوبِ چشم رفع ہو گیا، کوئی تکلیف نہ رہی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آشوبِ چشم کی وجہ سے خیبر کے غزوہ میں لشکر سے ردیف میں رہ گئے اور خیبر میں پہنچ کر مل گئے۔ فتح خیبر کی رات میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کل میں پرچم اسلامی ایسے شخص کے سپرد کروں گا، جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو محبوب

رکھتا ہے۔ صحابہ کرام شب میں باہم یہ تذکرہ کرتے رہے کہ دیکھیں وہ کون خوش نصیب ہے جس کو حضور نبی کریم ﷺ کل صبح پرچم اسلام عطا کرتے ہیں، چونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آشوب چشم میں مبتلا تھے لہٰذا ان کی طرف کسی کا خیال بھی نہیں گیا، جب صبح ہوئی تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور علم ان کے سپرد کر دیا اور پھر اسی روز اللہ تعالیٰ نے خیبر فتح کروا دیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں فرمایا: کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اللہ ﷺ کو محبوب رکھتا ہے اور وہ محصور یہود کے قلعہ کو فتح کرے گا، اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے اور اس اعلان کے بعد لوگوں میں حصول علم کیلئے حسرت و اشتیاق پیدا ہو گیا۔

دوسرے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا، ان کی پر آشوب آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور وہ ٹھیک ہو گئیں، اس کے بعد علم جنگ عطا فرمایا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سے حضور نبی کریم ﷺ نے لعاب دہن لگایا ہے میری آنکھیں ہر بیماری سے محفوظ ہیں۔

﴿احمد، بیہقی، ابویعلیٰ، ابونعیم﴾

خواہش کے مطابق شہادت:

حضرت شداد بن الہاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی شخص ایمان لایا اور ہجرت کی اور جب غزوۂ خیبر واقع ہوا اور غنیمت ملی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے تقسیم فرمایا اور اس مہاجر اعرابی کو حصہ دیا۔ اس نے عرض کیا: میں نے حلقہ اسلام میں شمولیت اس مال کیلئے نہیں کی ہے بلکہ میں نے تو آپ ﷺ کا اتباع اس لیے کیا ہے کہ میرے اس جگہ تیر لگے یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا، پھر سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے اس نے کہا اور پھر اس تیر کے لگنے سے میں مر جاؤں اور جنت میں پہنچایا جاؤں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرتے ہو، تو وہ تمہاری خواہش ضروری پوری کرے گا۔ اس کے بعد لشکر مجاہدین کفار سے لڑنے گیا تو اس اعرابی کے وہیں حلق میں تیر آ کر لگا، جہاں اس نے اشارہ کیا تھا، رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے اللہ تعالیٰ کی تصدیق کی، اللہ تعالیٰ نے اسے سچا کر دیا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ میں سبزی دیکھی تو اس کے بارے میں پوچھا: یہ کیسے ہوا؟ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بتایا میں ابن ابی الحقیق کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی کہ سو گئی، اسی حالت میں، میں نے بحالت نیم بیداری ایک خواب دیکھا۔

.. "چاند میری گود میں آ گیا ہے۔" میں نے یہ واقعہ خواب اسے بتایا، جسے سن کر اس نے میرے منہ پر طمانچہ مارا اور کہا: "تو مدینہ کے بادشاہ کی تمنا رکھتی ہے۔"

﴿بیہقی﴾

حمید بن ہلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حال میں آئی کہ آپ ﷺ مجھ کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسند تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہاری قوم نے ایسا اور ویسا کیا ہے، اس کے بعد میں ابھی اپنی جگہ سے کھڑی بھی نہ ہوئی تھی کہ میرا دفعتہً اندازِ پسند بدل گیا اور آپ ﷺ مجھ کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب معلوم ہونے لگے۔

﴿ابو یعلیٰ﴾

ابوعثمان ہندی یا ابی قلابہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر میں تشریف لائے تو اس زمانے میں کھجوریں تیار نہ تھیں بلکہ کچی اور خام کھجوریں درختوں میں لگی تھیں۔ مسلمانوں نے کچی کھجوروں کو یا نیم پختہ کھجوروں کو کھایا اور انہیں بخار ہو گیا، جب حضور نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے بہ طور طریقہ علاج فرمایا کہ خاصی مقدار میں پانی کو مشکیزوں کے ذریعہ ٹھنڈا کیا جائے اور صبح کی دونوں اذانوں کے درمیان وہ ٹھنڈا کیا ہوا پانی ان پر ڈالا جائے اور اللہ تعالیٰ کا نام لیتے رہیں اور اس کی جانب سے شفاء کی امید رکھیں۔ پس اصحاب نے ایسا ہی کیا چنانچہ وہ سب بیمار حضرات بطفیل رسالت پناہی ﷺ صحت یاب ہو گئے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ خیبر کے سفر میں میرے ساتھ میری زوجہ زمانہ حمل میں تھیں۔ اتفاقاً راہ میں نفاس سے ہو گئیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو آپ نے بتایا: کھجوروں کو پانی میں بھگو دو، پھر وہ پانی پلاؤ تو میں نے اس پر عمل کیا اور میری بیوی کو کوئی ناگوار بات پیش نہ آئی۔

﴿واقدی، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم غزوۂ خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے رفع حاجت کیلئے ارادہ فرمایا اور کہا: اے عبداللہ! دیکھو کوئی پردے کی چیز نظر آتی ہے؟ میں نے دیکھا تو ایک درخت نظر آیا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے جا کر عرض کر دیا، فرمایا اور غور سے دیکھو، میں نے بہ غور دیکھا تو ایک دوسرا درخت نظر آیا جو پہلے درخت سے بہت فاصلہ پر تھا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: آپ نے فرمایا: ان دونوں درختوں سے جا کر کہو کہ اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ حکم دیتا ہے کہ دونوں یکجا ہو جاؤ، میں نے جا کر کہا اور وہ دونوں مل گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان درختوں کے پاس تشریف لائے ان دونوں درختوں نے آپ ﷺ کو پردے میں لے لیا، اس کے بعد جب حضور نبی کریم ﷺ ان سے الگ ہوئے تو پھر دونوں درخت اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔

﴿ابونعیم﴾

چھپے ہوئے ظروف کی نشان دہی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل خیبر جب شکست خوردہ اور مغلوب ہو گئے تو ان کے سامنے یہ شرطیں رکھیں گئیں کہ وہ اپنی جانوں اور اہل وعیال کو لے کر نکل جائیں، ان کے ساتھ سونا جا سکے گا نہ چاندی، پھر کنانہ اور ربیع حاضر ہوئے ان دونوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے وہ ظروف کہاں ہیں جن کو اہل مکہ کو عاریۃً دیا کرتے تھے؟'' ان دونوں نے کہا: ''ہم لوگ اس حال میں بھاگے کہ ایک زمین ہمیں کمزور بناتی اور دوسری زمین ہمیں عزت دیتی تھی، تو ایسی زبوں حالی میں ہم نے ان تمام ظروف کو خرچ کر ڈالا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا:

''اگر تم لوگ مجھ سے ذرہ برابر چھپاؤ گے اور مجھ کو اپنی فریب کاری سے اور چرب زبانی سے دھوکا اور چکمہ دینے کی کوشش کرو گے تو اسکی سزا تم کو ملے گی۔''

دونوں نے یک زبان ہو کر کہا: ''آپ ہمارے بارے میں ایسا خیال نہ فرمائیں جو کچھ ہم نے کہا ہے اگر اس کے خلاف ہو تو سزا کے بارے میں آپ کا فیصلہ ہم کو منظور ہوگا۔

اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری صحابی کو بلایا اور فرمایا: فلاں میدان میں ایک درخت ہے اور اس درخت کی داہنی جانب یا بائیں جانب ایک اور اس سے بلند درخت نظر آئے ا، اس کے نیچے جو کچھ ہے وہ نکال کر لے آؤ تو وہ گئے اور ظروف وغیرہ لے کر آ گئے، پھر ان کو گرفتار کر لیا گیا۔

﴿ابن سعد﴾

حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی کا وبال:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انشاء اللہ ہم آج رات سفر کریں گے، ہمارے ساتھ کوئی ایسا شخص سفر نہ کرے کہ جس کا اونٹ کمزور یا سرکش ہو۔ اس کے باوجود ایک شخص اپنے سرکش اونٹ پر ہی روانہ ہو گیا، چنانچہ اونٹ نے اس کو گرا دیا، ران ٹوٹ گئی، بالآخر وہ مر گیا۔ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اعلان کرا دیا کہ مرنے والے نے حکم عدولی کی، جنت اس کیلئے حلال نہ ہوگی۔

﴿بیہقی﴾

ابوبکر بن محمد بن عمر بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں مجھے لکھا کہ کثیبہ (ایک مقام کا نام ہے جو خیبر کے نواح میں تھا) کے بارے میں تحقیق و تفتیش کر کے مجھے اطلاع دو کہ وہ خیبر کے اموال میں سے رسول اللہ کا خمس تھا، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خاص تھا۔ میں نے اس بارے میں عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابن ابی الحقیق سے صلح فرمائی تو نطاۃ اور شق کے پانچ حصے کیے اور کثیبہ کو اس کا ایک جزو قرار دیا اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ گولیاں بنائیں، ایک گولی پر لفظ ''لِلّٰہ'' یعنی اللہ کیلئے لکھا اور بارگاہِ خداوندی میں دعا اور التجا کی: ''اے اللہ! اپنے حصہ میں کثیبہ کو قبول فرما لے۔ قرعہ اندازی میں سب سے پہلے جو

گولی نکلی، وہ کثیبہ برائے اللہ تھی، اس وجہ سے کثیبہ جناب رسول اللہ ﷺ کا خمس قرار پایا اور دو حصے خالی تھے، جن میں کوئی نشان نہ تھا، اور وہ مسلمانوں میں اٹھارہ مساوی حصوں میں مشترک تھے۔

راوی حدیث حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے نتائج تحقیق سے مطلع کر دیا۔

﴿ابن سعد﴾

وہ دوزخی ہے: (فرمان رسول ﷺ)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غزوہ میں مسلمان اور مشرکین کے درمیان نہایت گھمسان کا رن پڑا، مجاہدین اسلام میں ایک مردِ شجاع ایسا تھا جس نے ہر مقابل کو پچھاڑا اور جس کسی پر حملہ آور ہوا، اس کو زندہ نہ چھوڑا، اگر وہ بھاگا تو اس نے تعاقب کیا اور قتل کیے بغیر نہ لوٹا۔ خاتمہ جنگ کے بعد غازیانِ اسلام کی کارگزاریوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے کہا:

''آج جس قدر ثواب فلاں شخص نے حاصل کیا ہے اتنا تو کسی کو ملنے کی امید نہیں۔'' یہ بات سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص تو دوزخی ہے۔'' مجلس صحابہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے اس انکشاف پر تمام لوگ ششدرہ اور حیران رہ گئے اور اپنی مجاہدانہ سرگرمیوں پر غور کرتے ہوئے ان کی زبان سے نکل گیا، جب وہ شخص دوزخی ہے تو پھر ہم کیسے جنتی ہو سکتے ہیں۔

ایک صحابی نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا: ''میرا تو خیال ہے وہ شخص اس حالت پر ہرگز نہیں مرے گا۔'' حضرت سہل رضی اللہ عنہ راوی حدیث نے بتایا کہ میں اس کے بعد اس شخص کے تجسس حال میں لگ گیا، ایک مرتبہ وہ مجروح ہو گیا اور زخم پھیل کر بڑے شدید اور تکلیف دہ ہو گئے اور درد و کرب کی تاب نہ لا کر اس نے خودکشی کا ارادہ کر لیا۔ اس کے بعد اس نے تلوار کے قبضہ کو زمین پر ٹیک کر کھڑا کر لیا اور نوک کو اپنی چھاتیوں کے مابین رکھ کر زور لگا دیا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر میں تھے تو آپ نے ایک مدعی اسلام کے بارے میں فرمایا: ''یہ ایک دوزخی ہے۔'' جب میدانِ کارزار گرم ہوا تو اس شخص نے بڑی جرأت اور جاں فروشی کا مظاہرہ کیا۔ حتی کہ اس کے جسم پر بہت شدید زخم آ گئے، وہ مضطرب تھا، اس کا جسم جنبش اور حرکت کی برداشت بھی نہ کر سکتا تھا، اور جس کے باعث وہ سخت کرب میں گرفتار تھا۔ اصحاب میں سے کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فلاں شخص کو دیکھا جس کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ وہ اہل نار سے ہے۔ اس نے جان کی پروا کیے بغیر فی سبیل اللہ جہاد کیا اور میدانِ جنگ میں اس کی جرأت مندانہ کوششیں نتیجہ خیز رہیں، بڑی کثرت سے زخم آئے ہیں اور شدید ٹیسیں اور تکلیف ہے۔

فرمایا: سنو! وہ اہل نار سے ہے، پھر اس مجروح نے دو دو زخم کی تاب نہ لا کر خودکشی کر لی، لوگوں

نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کا ارشاد کس قدر سچ ہوتا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے موقع پر ایک صحابی فوت ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ جنازہ نہیں پڑھی اور فرمایا: تم اپنے ساتھی کی نماز پڑھ لو، یہ سن کر لوگوں کے چہروں کے رنگ اتر گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے ساتھی نے اللہ کی راہ میں خیانت کی ہے، تو پھر ہم نے متوفی کے سامان کو دیکھا تو اس میں یہود کے منکوں میں سے ایک منکا موجود پایا، جس کی حیثیت دو درہم بھی نہ ہوگی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر گئے، ہمیں غنیمت میں سونا اور چاندی نہ ملا۔ البتہ کپڑے، سامان اور دیگر اموال ملے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے وادی قریٰ کی جانب متوجہ ہوئے تو آپ ﷺ کی خدمت میں ایک حبشی غلام جس کا نام مدعم تھا بطور پیش کش بھیجا گیا تھا۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کا کام کاج کرتا رہتا۔ ایک موقع پر وہ حضور نبی کریم ﷺ کی سواری کس رہا تھا کہ اچانک اس کے ایک تیر آ لگا اور وہ مر گیا۔ مسلمانوں نے کہا: اسے جنت مبارک ہو، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہیں ایسا نہیں ہے کیونکہ اس نے خیبر کے اموال میں سے قبل تقسیم ایک چادر پوشیدہ کر لی تھی، وہ مدعم پر جہنم کی آگ بھڑکا رہی ہے۔

﴿بیہقی﴾

یہود کا بکری کے گوشت میں زہر ملانا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح خیبر کے بعد ایک زہریلی بکری یہود کی طرف سے ہدیہ میں پیش کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام یہودیوں کو بیک وقت طلب فرمایا: چنانچہ سب یہودی حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا: ''میں تم لوگوں سے کچھ سوالات کروں گا، تم ان کے جوابات نفی یا اثبات (انکار یا اقرار) میں دینا۔''

یہود نے کہا: ''بہت اچھا'' حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: تمہارا باپ کون ہے؟'' یہود نے کہا: ''ہمارا باپ فلاں ہے۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم نے جھوٹ کہا تمہارا باپ وہ نہیں بلکہ فلاں ہے۔'' یہود نے کہا: ''بلاشبہ! آپ نے صحیح فرمایا۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ''تم نے مجھ کو سوغات اور تحفہ میں ایک بکری بھیجی ہے، اس کو تم نے زہر آلود کیا تھا؟'' یہود نے اثبات میں جواب دیا، کہا: ''ہاں! کیا تھا۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے سوال کیا: ''تمہیں اس کام پر ابھارنے کا کیا سبب ہوا؟'' یہود نے کہا: ''ہمیں خیال ہوا کہ اگر آپ (ﷺ) جھوٹے مدعی نبوت ہیں، تو آپ ﷺ کو ہمارے اس زہر ملانے کا علم نہ ہوگا، آپ اس بکری کا دودھ یا گوشت جو کچھ استعمال کریں گے، وہ موت کا سبب بن جائے گا اور ہم آپ ﷺ سے نجات پا لیں گے اور اگر آپ واقعی سچے رسول ہیں، تو بظاہر آپ کو نقصان نہ ہوگا۔

﴿بخاری﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بکری کا سالن لے کر حاضر ہوئی، تو آپ ﷺ نے اس میں سے تھوڑا سا ہی لیا تھا کہ اللہ نے آپ ﷺ کو آگاہ فرما دیا۔ وہ یہودی عورت بلائی گئی اور اس سے پوچھا گیا تو اس نے جو بیان دیا وہ یہ تھا:

"میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ آپ (ﷺ) کو ہلاک کر دوں اور اس ارادے کی تکمیل کیلئے میں نے یہ زہر خورانی کا طریقہ اختیار کیا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیرے غلط ارادے کی زد میں اپنے نبی (ﷺ) کو بچا لیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عمارہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے مقام حرت میں رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا: نماز عشاء کے بعد لوگوں کے پاس نہ جاؤ۔ قبیلہ کا ایک شخص کے باوجود رات کو اپنی بیوی کے پاس گیا مگر اس نے بیوی کو قابل اعتراض اور لائق ملامت میں دیکھا۔ وہ ہٹ گیا اور تعرض کیا نہ مشتعل ہوا، البتہ وہ بے حد دل شکستہ ہوا اور بیوی کی طرف سے مایوس ہو گیا اور اس کو اپنی زوجیت سے نکالنے کے مسئلے پر غور کرتا رہا۔ اس اقدام میں اس کیلئے دو بڑے موانعات اور رکاوٹیں تھیں اول بچوں کی پرورش اور ان سے غیر معمولی محبت دوسرے کچھ عقد نکاح کے شرائط۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اس مصلحت سے رات میں اہل کے پاس جانے کی ممانعت فرما دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو غیب کی تمام باتوں سے آگاہ فرما دیا تھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر سے لوٹتے وقت رات میں سفر کیا اور جب لشکر مجاہدین پر نیند نے غلبہ کیا تو پڑاؤ کیا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو رات کے پہرے پر مقرر فرمایا: سحر کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھیں کثرت بیداری کے اثر سے بوجھل ہو گئیں اور وہ فطری طور پر اپنے کجاوے سے ٹیک لگائے ہوئے سو گئے۔ وہ جاگے نہ کوئی اور صحابی حتیٰ کہ آفتاب طلوع ہو گیا۔

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو آخر تک بیان کیا۔)

﴿مسلم﴾

نبی کریم ﷺ کا یسیر بن رزام یہودی کی طرف عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجنا:

موسیٰ بن عقبہ اور حضرت شہاب رحمہم اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو تیس سواروں پر امیر بنا کر جن مین حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یسیر بن رزام یہودی کی طرف بھیجا۔ یسیر نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ایسا زخم لگایا جس کا اثر دماغ تک پہنچا۔

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ ﷺ نے ان کے اس گہرے اور بڑے زخم پر لعاب دہن لگایا جس سے وہ مندمل ہو گیا۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

عمرۂ قضاء میں معجزات کا ظہور

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرۂ قضاء کے سلسلے میں بطن یاجج تک پہنچے تھے کہ کچھ قریشی آئے اور انہوں نے کہا: محمد (ﷺ) مکہ کا ہر چھوٹا اور بڑا سوچنے کا ایک ہی انداز نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ اسلحہ لگا کر اپنی قوم کی طرف بڑھ رہے ہیں، حالانکہ آپ ﷺ ان سے شرط کر چکے ہیں کہ مسافرت میں عام طور پر جواز اور جس قدر اسلحہ عرب رکھتے ہیں، اتنا ہی آپ اپنے ہمراہ لائیں گے اور تلواریں میانوں میں ہوں گی، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ سب ٹھیک ہے، ہم معاہدہ یا قول و قرار کے خلاف نہیں کرتے، لہٰذا تم لوگ بدگمانی نہ کرو، ہم حرم مکہ میں اسلحہ لگا کر داخل نہ ہوں گے۔

﴿واقدی، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب عمرۂ شریفہ کیلئے جبکہ مکہ میں داخل ہوئے تو مشرکوں نے کہا: چھوڑ کر مدینہ میں آباد ہو جانے والے صابیوں کو مدینہ کی آب و ہوا اور بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاع ہوگئی، چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کریں، یعنی سینہ تان کر دوڑتے ہوئے چلیں تاکہ مشرکین تمہاری توانائی کو دیکھیں۔

﴿احمد﴾

وادی پانی سے بھر گئی:

حضرت جندب بن مکیث جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ کو ایک مجاہدین کی جماعت پر سربراہ بنا کر بنوملوح پر تاخت کیلئے کدیہ بھیجا۔

۞ راوی حدیث حضرت جندب رضی اللہ عنہ کا جماعت مجاہدین میں شمول تھا۔

ہم نے علی الصبح پہنچ کر چھاپہ مارا اور ان کے تمام جانوروں کو ہانک لائے۔ انہوں نے بڑی تیزی سے خطرہ اور نقصان کا ڈھنڈورہ پیٹا اور بہت جلد پورے قبیلے کو تعاقب اور مقابلے کیلئے ہمارے پیچھے لگا دیا۔ ہماری تعداد بہت مختصر اور محدود تھی اور ان سے اس حالت میں ہمارے لیے لڑنے کا کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوتا۔

وہ ہمارا تعاقب کرتے ہوئے نزدیک پہنچ گئے اور صرف ایک چھوٹی وادی ہمارے اور ان کے درمیان حائل رہ گئی۔ ہم سوچ رہے تھے کہ بہرحال اب ہمیں تلواریں سونت لینی چاہیے۔ ہم یہ سوچ ہی رہے تھے اور ہم نے پھر نظر کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وادی بہت تیزی کے ساتھ پانی سے بھر رہی ہے، ہم نے باہم ایک دوسرے کو بتایا اور پھر ہم اس کرشمہ خداوندی کو آیات قدرت الٰہی سے ایک آیت سمجھ کر دیکھتے رہے اور دیکھتے دیکھتے وادی ایک سیل رواں بن گئی۔ آل ملوح کے لوگ ہم سے زیادہ اس کو حیرت و استعجاب سے منہ کھولے دیکھ رہے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

ام قرفہ کا حضور نبی کریم ﷺ کے قتل پر اقدام واہتمام:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بنی فرارہ کی ایک عورت تھی جس کا نام ام قرفہ تھا۔ اس نے اپنے بیٹوں اور پوتوں کا تیس افراد پر مشتمل لشکر تیار کیا، تا کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے قتل پر مامور کرے، آپ ﷺ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے دعا کی: ''اے اللہ! اس کو اس کی اولاد پر رلا دے۔'' پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو چند جانے والے یعنی صحابی کے ساتھ ان سے نمٹنے کیلئے بھیجا۔ پس انہوں نے جا کر ام قرفہ اور اس کے بیٹوں اور پوتوں کو قتل کر دیا۔
﴿ابونعیم﴾

بارہ مجاہدین کی شہادت اور ان کا جنت الفردوس میں داخل ہونا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک عورت آئی اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے خواب دیکھا کہ جنت میں داخل ہوئی ہوں، پھر میں نے وہاں کچھ آوازوں کی جانب دیکھا تو مجھ کو فلاں اور فلاں اشخاص نظر آئے جن کو شاید اسی وقت لایا گیا تھا۔ میں نے شمار کیا وہ بارہ اصحاب تھے۔ چند روز قبل ہی حضور نبی کریم ﷺ نے مجاہدین کی ایک جماعت کو ایک مہم پر روانہ فرمایا تھا، یہ آمد ان ہی شہداء فی سبیل اللہ کی تھی۔ اس عورت نے بیان کیا:

ان کے جسموں پر شکستہ اور بوسیدہ اور پھٹے پرانے کپڑے تھے، جس سے اندازہ کر لیجئے کہ وہ تہی دست اور غریب تھے، ان کے جسم تازہ تھے اور ان سے خون بہہ رہا تھا، پھر حکم ہوا ان فدا کارانِ اسلام کو نہر بیدخ لے جاؤ تو انہیں وہاں لے جا کر غسل دیا گیا، ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند نور افشاں ہو گئے۔ اس کے بعد تخت طلائی پر انہیں بٹھایا گیا، جنت کی طلائی کرسیاں اور طلائی طشتوں میں پھل رکھے گئے میں نے ان کے ساتھ میوے کھائے۔

ان ہی دنوں پیامی آیا اور اس نے بارہ مسلمانوں کی شہادت اور سریہ کی کامیابی اور فتح کی اطلاع دی۔
﴿احمد، بیہقی﴾

سریۂ موتہ کے موقع پر ظاہر ہونے والے معجزات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سریۂ موتہ کیلئے پہلا امیر حضرت زید بن حارثہ (رضی اللہ عنہ) کو بنایا اور فرمایا اگر وہ شہید ہو جائیں تو دوسرے لشکر حضرت جعفر بن ابی طالب ہوں اور وہ بھی شہید ہو جائیں تو تیسرے امیر حضرت ابن رواحہ (رضی اللہ عنہ) ہوں۔

﴿بخاری﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھ سے حضرت ربیعہ بن عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن الحکم رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے حدیث بیان کی کہ نعمان بن رہطی یہودی آیا اور وہ لوگوں کے ساتھ حضور نبی

کریم ﷺ کے پاس کھڑا ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ فرما رہے تھے زید بن حارثہ لشکر کے امیر ہیں، اگر یہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور اگر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر مسلمان جس شخص کو پسند کریں امیر لشکر بنالیں۔

نعمان یہودی نے یہ سن کر کہا: ''اے ابوالقاسم (ﷺ)! اگر واقعی آپ نبی ہیں تو جن جن اشخاص کا نام آپ نے لیا ہے وہ ضرور شہید ہوں گے کیونکہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے جن کو ایسے معرکے پیش آئے اور اس میں انہوں نے یکے بعد دیگرے امیر مقرر کیے تو وہ تقرر شدہ امیر شہید ہو گئے۔''

اس کے بعد وہ یہودی حضرت زید رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوا اور کہا: ''اگر محمد (ﷺ) اپنے دعوٰی نبوت میں سچے ہیں تو تم ہرگز زندہ نہ آسکو گے۔''

حضرت زید نے جواب دیا: کہ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ ہیں۔

(مندرجہ بالا حدیث کو بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے۔)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سریۂ موتہ میں موجود تھا۔ میں نے وہاں مخالفین اسلام کے کیمپ میں وہ ساز و سامان، اسلحہ، گھوڑوں کے حد نگاہ تک طویلے، سونا اور دیباج و حریر کے کپڑے اور لباس کو دیکھا کہ میری آنکھیں خیرہ ہو کر رہ گئیں۔ میری حالت دیکھ کر حضرت ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! تمہیں یہ کیا ہوا کہ مخالفین اسلام کی اس کثرت و شان اور ساز و سامان کو دیکھ کر حیرت زدہ اور مبہوت ہو رہے ہو؟''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''ہاں بھائی ثابت رضی اللہ عنہ واقعہ تو یہی ہے کہ ان کی اس اعلیٰ افراط سامان سے میں کچھ ضرور متاثر ہوا ہوں۔''

حضرت ثابت بن احزم انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تم غزوہ بدر میں موجود نہ تھے اگر موجود ہوتے تو دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے قلت تعداد اور بے سروسامانی کے باوجود کس طرح مدد فرمائی اور اسلامی لشکر کو نصرت عطا فرمائی۔ انشاء اللہ اب بھی نصرت و تائید خداوندی ہمارے شریک حال ہوگی اور ہم کامیاب رہیں گے۔

﴿واقدی، بیہقی﴾

جنگ موتہ کے حالات بتا دیئے:

موسیٰ بن عقبہ، ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے بیان کیا کہ ہم سے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ فرشتوں کی معیت میں، فرشتوں کی مخصوص پرواز کے مطابق اڑتے ہوئے گزرے اور ان کے دو بازو بھی میں نے دیکھے۔

صحابہ نے بیان کیا کہ حضرت یعلیٰ بن منیہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مجاہدین موتہ کی

خبریں لے کر حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم اپنی خدمت یا فرض منصبی کی بجا آوری کے طور پر وہاں کے حالات بتانا چاہو تو بتا سکتے ہو، ورنہ میں باخبر ہوں اور یعلیٰ میں تم کو تمام حالات مفصل طور پر صراحت کے ساتھ بتا سکتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا: پھر تو یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ہی کی زبان مبارک سے سننا پسند کروں گا۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے بیان سے حالات وکوائف کی تصویر سی پیش کر دی۔ حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''اے رسول عربی ﷺ! فداک امی وابی! میدانِ جنگ کے یہ مربوط، مکمل اور تفصیلی حالات جس صحت کے ساتھ آپ نے بیان فرمائے، میں یقین کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ بلقاء کی جنگ کا کوئی مبصر اس طرح نقل واقعات پر قدرت نہ رکھ سکے گا۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے سے زمین کے تمام حجابات اٹھا دیئے تھے اور میں بہ حیثیت مجموعی پورے لشکر مجاہدین کو اور انفرادی طور پر ان میں سے ہر فرد کو دیکھ رہا ہوں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہم کو روانہ فرمایا اور علم حضرت زید رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تو وہ تینوں بزرگ شہید ہو گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی خبریں آنے سے پہلے مسلمانوں کے تمام حالات بیان فرما دیئے۔

چنانچہ معرکہ کارزار میں جس وقت حق و باطل نبرد آزما ہوئے تو سینکڑوں میل دور دراز موتہ کے میدان مقابلہ کا حال بیان کرتے ہوئے، مجلس نبوی میں حاضر صحابہ کرام سے رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا: ''حضرت زید رضی اللہ عنہ علم اسلام لے کر بڑھے اور اب وہ شہید ہوئے۔'' اس کے بعد ارشاد فرمایا: ''حضرت جعفر رضی اللہ عنہ علم لے کر بڑھے اور اب وہ شہید ہو گئے۔'' اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے علم سنبھالا، اب وہ بڑھ رہے ہیں اب وہ بھی شہید ہو گئے۔''

پھر فرمایا: ''اب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بغیر امیر بنائے علم کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔'' اور پھر اللہ تعالیٰ کے آخری رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نگاہِ غیب بین والے نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح دے گا۔''

﴿بخاری﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے موتہ کیلئے سریہ کو روانہ فرماتے وقت سربراہی کا تعین کرتے وقت حکم دیا: اے شرکائے لشکر حق! تم پر زید بن حارثہ امیر ہیں، وہ شہید ہو جائیں، تو جعفر بن ابی طالب امیر ہیں، اگر وہ شہید ہو جائیں تو پھر عبداللہ بن رواحہ امیر ہیں۔

لشکر الٰہی مدینۃ الاسلام سے روانہ ہو گیا اور نوعِ انسانی کے سب سے بڑے محسن اور مصلح اعظم سرورِ کائنات ﷺ نتائج وحالات معلوم کرنے کیلئے منتظر رہے، پھر ایک روز وہ نور مجسم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا:

"اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ" کی آبادی میں گشت لگا کر منادی کردو۔

چنانچہ فی الفور جاں نثار اٹھ کھڑے ہوئے اور شاہِ دو عالم ﷺ کی دعوت پر مسجد نبوی میں دیکھتے ہی دیکھتے اصحاب کا کثیر اجتماع ہو گیا۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد بموجب طریق سنت اما بعد کہا اور پھر ارشاد فرمایا:

"میں تم کو روانہ شدہ لشکر کی خبر دیتا ہوں، دشمن کی ٹڈی دل فوجوں سے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواں مردی سے مقابلہ کیا حتی کہ جان دے دی۔ اس کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور لشکر غنیم پر پے در پے شدید حملے کیے، ہمت واستقلال اور ثبات وعزیمت کی انتہائی حدوں کو چھو لیا اور جان دے دی۔ اس کے بعد ہمارے تیسرے سالار حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسلامی لشکر کا علم بہ طور امانت اپنے مضبوط ارادہ سے، مضبوط ہاتھوں میں، مضبوط گرفت سے پکڑا، چاروں جانب سے زور ڈالنے والوں کا زور، چاروں طرف پر زور حملے کر کے توڑ دیا، غنیم کی سپاہ کو آج پہلی بار معلوم ہوا کہ انسان اس ارادہ، اس دل گردہ اور اس زور کے بھی ہوتے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ لڑتے رہے، لڑاتے رہے، کاٹتے رہے اور بالآخر انہوں نے بھی جان دے دی۔

اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے علم لے لیا اور وہ جوش وعزیمت کے غلبہ کی وجہ سے بلا انتظار از خود امیر ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! خالد تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے تو اس کی مدد کر۔"

یہ ساعت تھی کہ جب سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کا دیا ہوا وصفی نام بہ طور لقب کے ملت اسلامیہ استعمال کرنے لگی اور وہ قیام وبقائے عالم تک "حضرت خالد رضی اللہ عنہ سیف اللہ" ہو گئے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور کہا: حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بچوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں بچوں کو آپ کے پاس لائی۔ آپ نے چہرۂ مبارک کو ان کے جسموں کے قریب کر دیا، جیسے ان کے پاس سے خوشبو لے رہے ہوں، پھر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ پر قربان ہو جاؤں، آپ نصیب دشمناں کس وجہ سے گریہ کناں ہیں؟ کیا آپ کے پاس حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی کوئی خبر آئی ہے؟ ارشاد فرمایا: "میرے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ آج شہید ہو گئے۔"

﴿ابن اسحاق، ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے یاد ہے جب رسول اللہ ﷺ میری والدہ کے پاس تشریف لائے اور میرے والد کی شہادت کی خبر انہیں دی اور فرمایا:

"اے اسماء (رضی اللہ عنہا)! کیا تمہیں خوشخبری سناؤں؟ اللہ تعالیٰ نے جعفر رضی اللہ عنہ کو دو بازو عطا فرما دیئے اور اب وہ جنتوں میں پرواز فرما رہے ہیں۔"

تجارت میں برکت:

حضرت ابن جعفر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ والدہ صاحبہ کے پاس جب تشریف لائے تو میں اپنے بھائی سے بکری خرید رہا تھا، یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے دعا کی: ''اے اللہ! عبداللہ کی تجارت میں برکت عطا فرما۔'' تو میں جو کچھ خریدتا یا بیچتا اللہ تعالیٰ اس میں میرے لیے خزانہ غیب سے برکت عطا فرماتا۔

﴿واقدی، بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب ابن جعفر رضی اللہ عنہ کو سلام کرتے تو کہتے: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ ذِی الْجَنَاحَیْن''

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ جعفر رضی اللہ عنہ جنت میں فرشتوں کو جلو میں لیے اڑ رہے ہیں، اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی دیکھا، وہ جنت الفردوس کے ایک اعلیٰ مقام میں تکیہ لگائے تخت نشین تھے۔

﴿حاکم﴾

فتح مکہ اور معجزات کا ظہور

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ تین واسطوں سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ میں شرط تھی کہ جو کوئی رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ کرنا چاہے تو وہ کر سکتا ہے اور جو کوئی قریش کے عہد و پیمان میں آنا چاہے، تو اس کو بھی اختیار ہے کہ وہ ایسا کر لے۔ چنانچہ بنوخزاعہ رسول اللہ ﷺ کے اور بنوبکر قریش کے حلیف اور معاہد ہو گئے۔ اس معاہدہ کے سولہ یا سترہ ماہ بعد بنوبکر، بنوخزاعہ پر پانی کے قضیہ کی وجہ سے ایک رات حملہ کر بیٹھے۔ قریش نے یہ سوچ کر کہ بنوبکر رات کی تاریکی میں حملہ آور ہوں گے، اس لیے مسلمانوں کو کچھ پتہ ہی نہ چلے گا۔ ان کی ساز و سامان اور اسلحہ سے مدد کر دی نیز کچھ منچلے قریش بنوبکر کے ساتھ مل کر بنوخزاعہ کے خلاف جنگ میں بھی شریک ہو گئے۔

ان دونوں قبیلوں میں جنگ ہو رہی تھی تو عمرو بن سالم تیز رفتار سواری کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کو خبر دینے روانہ ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عمرو تمہاری مدد کی جائے گی، آپ نے لشکر کی تیاری کا حکم دیا اور اس تیاری کی وجوہ اور روانگی کو کہ وہ کس طرف ہو گئی، راز میں رکھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عمرو بن سالم خزاعی کی درخواست پر رسول اللہ ﷺ نے مکہ کی طرف روانگی کیلئے لشکر کی تیاری کا حکم دیا تو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے قریش کو خفیہ طور پر ایک مکتوب لکھا:

"رسول اللہ ﷺ نے تم پر حملہ کرنے کے لیے لشکر اسلامی کو تیاری کرنے کا حکم دے دیا ہے۔"

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے یہ خط لکھ کر مزنیہ کی ایک عورت سے اجرت طے کی اور خط اس کے حوالے کر دیا۔ اس نے سر کے بالوں میں رکھ کر ان کی گرہ جیسے کہ عورتیں بناتی ہیں، بنالی اور روانہ ہوگئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے مطلع فرما دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو اس کے تعاقب میں روانہ فرمایا۔ ان حضرات نے جا کر اسے پکڑا اور اس کے پاس سے وہ خط برآمد ہوا جو اس نے حاطب رضی اللہ عنہ سے لیا تھا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو بلا کر حکم دیا کہ تم تینوں اشخاص نخلستانِ خاخ میں پہنچو گے تو وہاں کجاوے میں اونٹ پر ایک عورت تم کو ملے گی، اس کے پاس ایک خط پوشیدہ ہے، تم اس خط پر قبضہ کر لو، چنانچہ ہم روانہ ہو گئے، اپنے گھوڑوں کو تیز کیا اور خاخ کے شاداب باغ کے قریب اس عورت کو پالیا اور خط طلب کیا۔ مگر اس نے خط کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا: ایک مسافر خاتون کو تنگ نہ کرو، میرے پاس کوئی خط نہیں۔ ہم نے کہا:

"تیرے جسم کو ہاتھ لگانا ہمیں پسند نہیں ہے، تیرے لیے بہتر ہوگا کہ از خود وہ خط تو ہم کو دیدے، ورنہ مجبوراً ہم تیری تلاشی لیں گے، اگر تجھ کو برہنہ کرنے کی ضرورت محسوس کی تو ہم کو اس سے بھی دریغ نہ ہوگا۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بہت رد و کد کے بعد خط کو اس نے اپنے بالوں کے جوڑے سے نکال کر ہمارے حوالے کیا، جس کو ہم لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ خط حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مشرکین قریش کے نام تھا، جس میں انہوں نے قریش کے خلاف رسول اللہ ﷺ کی جنگی تیاریوں کی خبر دی تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: "حاطب! ایسا کیوں کیا؟" انہوں نے جواب میں عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! میرے اس معاملے کے سلسلے میں جلدی فیصلہ نہ فرمائیے۔"

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ ایک مکرم و بزرگ صحابی اور شرکائے "بدر" میں سے تھے، ان کی یہ حرکت یقیناً سب کیلئے باعث حیرت بن گئی۔ بعض کو سخت غصہ بھی آیا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جوش غضب میں آ کر فرمایا:

"یا رسول اللہ ﷺ! اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے عمر رضی اللہ عنہ! اہل بدر کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر چکا ہے، اس نے فرمایا ہے:

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۚ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ

ترجمہ: "تم سے جیسا بھی عمل سرزد ہو جائے، میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔"

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَ كُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَ اِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ط اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِیْ سَبِيْلِیْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِیْ ق تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَ مَآ اَعْلَنْتُمْ ط وَ مَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ o

﴿سورۃ الممتحنہ﴾

ترجمہ: ''اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں جو تمہارے پاس آیا گھر سے جدا کرتے ہیں رسول کو اور تمہیں اس پر کہ تم اپنے رب پر ایمان لائے اگر تم نکلے ہو میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا چاہنے کو تو ان سے دوستی نہ کرو تم انہیں خفیہ پیغام محبت کا بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاؤ اور جو تم ظاہر کرو اور تم میں جو ایسے کرے بے شک وہ سیدھی راہ سے بہکا۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار صحابہ کرام کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے اور ''مرالظہر ان'' میں قیام فرمایا۔ قریش باوجود تجسس کے کوئی ایک خبر بھی نہ پا سکے اور وہ یہ اندازہ بھی نہ کر سکے کہ ہماری جانب سے جو بدعہدی اور ظلم وجور کیا گیا ہے، اس کا ردعمل مسلمانوں کی طرف سے کیا ہوگا؟

﴿ابن اسحاق، ابن راہویہ، حاکم، بیہقی﴾

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت حرم مکہ تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور آپ ﷺ دونوں مکہ کے قریب پہنچ گئے، اس وقت ایک کتیا برآمد ہوئی اور بھونکنے لگی اور جب ہم اس کے قریب پہنچے تو وہ زمین پر دراز ہوگئی، میری نظر اس کے تھنوں پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ ان سے دودھ جاری تھا۔''

میری خواب سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مادۂ سگ سے مراد مشرکین مکہ ہیں، جنہوں نے اول اول ہم پر رعب ڈالنے اور ہمارے کاموں میں مزاحمت کی اور جب ہم بلا کسی تردد اور مرعوبیت کے اپنی منزل کی طرف بڑھتے رہے تو وہ خود ہم سے متاثر ہوگئے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے مخبر صادق کے طور پر فرمایا:

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم ان کے بعض افراد سے ملو گے، پس اگر تمہیں ابوسفیان ملے تو تم اسے قتل نہ کرنا۔'' چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مرالظہر ان میں ابوسفیان اور حکیم دونوں ملے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن بعض انصاری نوجوانوں نے کہا: حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے شہر کی رغبت اور اپنے اہل خاندان کی رافت نے آلیا ہے، اسی وقت آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی، پھر جب آپ ﷺ اخذ وحی سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

اے گروہِ انصار! تم نے کہا ہے کہ مجھے اپنے شہر سے رغبت اور اپنے خاندان کی رافت نے آلیا ہے، اے میرے انصار! جیسا تم خیال کر رہے ہو، ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ اے میرے ہمدرد ساتھیو! میں تو اللہ تعالیٰ کا فرمان پذیر اور اس کا رسول ہوں۔ میرا مرنا اور جینا تمہارے ساتھ ہے۔ میں تم کو کس طرح چھوڑ سکتا ہوں، حضور نبی کریم ﷺ کا یہ خطاب سن کر انصار رو پڑے اور مودبانہ طور پر عرض کیا: ''خدا شاہد ہے ہم سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے جذبہ کے تحت ہماری زبان سے یہ نکل گیا تھا، نہ کہ کسی برے خیال سے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ تمہارے جذبات سے واقف ہیں اور میں تمہارے قول کو باور کرتا ہوں۔

﴿مسلم، طیالسی، بیہقی﴾

ابی اسحاق سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس ذوالجوشن کلابی آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا: کس وجہ سے تو نے اسلام قبول نہیں کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: ''اے محمد (ﷺ)! میں نے تمہاری قوم کا ردعمل دیکھا، اس نے آپ کی تکذیب کی، آپ کو نکل جانے پر مجبور کر دیا اور آپ کے قتل کرنے کے در پے رہی، لہٰذا میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں کمزور، جلاوطن اور مظلوم لوگوں کو کیوں کر قابل توجہ سمجھوں اور ان دوسرے لوگوں کو غالب اور برتر حالت میں دیکھنے کے باوجود غریب اور خارج البلد لوگوں کی جمعیت میں کیسے شامل ہوں؟ میرا یہ ارادہ موجودہ صورتحال کے تقاضہ کے مطابق ہے اور سیاسی فضا اور عینی مشاہدہ کی روشنی میں، میں اس ارادہ پر نظرثانی کرنے کی کوئی حاجت محسوس نہیں کرتا۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: 'اے ذوالجوشن! اگر تو کچھ دن زندہ رہا تو انشاء اللہ تو جلد ہی حق کو باطل پر غلبہ پاتے دیکھ لے گا۔''

ذی الجوشن بیان کرتا ہے کہ میں ضربیہ کے مقام پر تھا کہ میرے سامنے مکہ سے آتا ہوا ایک سوار گزرا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا خبریں ہیں؟ اس نے بتایا کہ محمد (ﷺ) نے اہل مکہ کو مغلوب کر لیا ہے۔

ذی الجوشن کا بیان ہے کہ مجھے اس وقت احساس ہوا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت اسلام کو رد کر کے اپنی جہالت کا ثبوت دیا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

قیس بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز ایک شخص سرکار دو عالم ﷺ سے گفتگو کے دوران ہیبت سے کانپنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے کو قابو میں رکھو، میں اس بیچاری قریشی عورت کا فرزند ہوں، جو قدید (سکھائے ہوئے گوشت کو قدید کہتے ہیں) کھاتی تھی۔

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں، یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ ''میں بادشاہ تو نہیں ہوں۔'')

﴿حاکم، بیہقی﴾

عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے وہاں تین سو ساٹھ بتوں کو موجود پایا۔ ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۝

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ان کو آپ اپنے عصا سے گراتے اور وہ گر پڑتے۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر جبکہ آپ ﷺ مکہ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ فرمایا: قریش میں چار اشخاص ہیں جو شرک سے متنفر ہیں اور اسلام سے رغبت رکھتے ہیں۔ لوگوں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا: وہ عتاب بن اسید، جبیر بن مطعم، حکیم بن حزام اور سہیل بن عمرو (رضی اللہ عنہم) ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو ساتھ میں لیا اور خانہ کعبہ میں تشریف لا کر مجھ سے فرمایا: بیٹھ جاؤ! تو میں ایک طرف کو بیٹھ گیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ میرے شانوں پر چڑھ گئے اور فرمایا: کھڑے ہو جاؤ، تو میں کھڑا ہو گیا، اب حضور نبی کریم ﷺ نے میری کمزوری کو محسوس کر لیا اور فرمایا: بیٹھ جاؤ، تو میں بیٹھ گیا۔ اس کے بعد فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! تم میرے شانوں پر سوار ہو جاؤ، تو میں نے ایسا ہی کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ مجھے لے کر کھڑے ہو گئے۔ مجھے بلندی کا احساس ہوا اور میری ہمت بلند ہو گئی، میں خیال کرنے لگا اگر میں چاہوں تو آسمان کے کناروں کو چھو لوں تو میں خانہ کعبہ کے اوپر چڑھ گیا اور رسول اللہ ﷺ دور ہٹ گئے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: قریش کے اس بڑے بت کو گرا دو، یہ بت تانبے کا اور بڑا جسیم تھا، لوہے کی کیلوں سے جڑا ہوا تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: علی بت شکنی کے دوران پڑھتے رہو: ”جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۝“ ترجمہ: ”حق آیا اور باطل نابود ہو گیا اور بے شک باطل نابود ہونے والا ہے۔“ میں حسب ارشادِ رسول اللہ ﷺ! اس آیت کریمہ کو پڑھتے رہا اور میں نے اس عظیم نصب شدہ بت کو اوندھے منہ گرا دیا۔

﴿حاکم﴾

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز مجھ کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تمہارے دونوں بھتیجے عتبہ اور معتب جو ابولہب کے بیٹے ہیں، تمہیں معلوم ہیں، کہا: کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا: ”مجھے صحیح طور پر تو معلوم نہیں، خیال کرتا ہوں کہ وہ بھی ان ہی اطراف میں چلے گئے ہوں گے جہاں کچھ قریش چلے گئے ہوں۔“ فرمایا: ”اچھا! ان دونوں کو میرے پاس بلا لاؤ۔“ میں سوار ہو کر مقامِ عرنہ میں ان کے پاس پہنچا اور ان دونوں کو حضور نبی کریم ﷺ

کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے دونوں کو اسلام کی دعوت پیش کی جس کو انہوں نے خوشدلی اور بہ رضا قبول کیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

اس کے بعد ان دونوں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے، آپ ﷺ ملتزم تک آئے دونوں کیلئے دعا کی پھر واپس تشریف لے آئے۔ میں نے دیکھا: اس وقت آپ ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے بھی خوشی ہوئی اور میں نے عرض کیا:

''اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میں آپ کو خوش دیکھ رہا ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے ان دونوں چچازادوں کو مانگا تھا، پس پروردگار نے مجھے ان دونوں کو دے دیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ دن ہے جس کا وعدہ میرے رب نے ان الفاظ میں فرمایا:

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ o وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا o فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَاسۡتَغۡفِرۡہُ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا o

﴿سورۃ النصر﴾

ترجمہ: ''جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے ہیں تو اپنے رب کی ثناء کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش طلب کرو، بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔''

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت حارث بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج سے قیامت تک سرزمین مکہ میں جہاد نہ ہوگا۔

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے مراد یہ لی ہے کہ اہل مکہ قیام قیامت تک رَوش کفر و شرک اختیار نہ کریں گے۔)

﴿ابن سعد، ترمذی، حاکم، ابن حبان، دار قطنی، بیہقی﴾

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے فوراً بعد حضرت مجاہد اعظم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو صنم خانہ عزّیٰ کو توڑنے اور ڈھانے کے لیے قبائل بنو ثقیف کے درمیان مقام نخلہ روانہ فرمایا:

حضرت خالد رضی اللہ عنہ پہنچے اور آپ نے عزّیٰ کو تین آہنی میخوں سے جڑا ہوا پایا۔ انہوں نے بت اور عمارت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور آ کر حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ تعمیل کر آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کام مکمل نہیں کیا لہٰذا پھر جاؤ اور کام کو مکمل کر کے واپس آؤ۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ پھر گئے پجاریوں اور پروہتوں نے دیکھا تو پہاڑیوں اور چٹانوں میں جا کر

چھپ گئے اور دعائیں کرنے لگے "اے الوہیت اور عظمت کے حامل عزّیٰ تو اس قریشی صابی کو "فاتر العقل" کر دے، کسی طرح اس کو ناکارہ اور ناکام بنادے ورنہ تیری رسوائی اور ذلت آپہنچی۔"

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ایک برہنہ عورت کو دیکھا جس کے بال پریشان اور سر پر خاک پڑی تھی۔ میں نے جا کر اس کے سر پر تلوار سے وار کیا وہ قتل ہو گئی۔ واپس آ کر حضور نبی کریم ﷺ کو بتایا آپ نے فرمایا: وہی عزّیٰ تھی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت سعد بن زید اشہلی رضی اللہ عنہ کو منات کے بت خانے کی طرف روانہ فرمایا جو مکہ مدینہ کے درمیان قدیر میں سمندر کے ساحل پر واقع تھا۔ بیس سوار ان کے ساتھ کر دیئے اور حکم دیا "بت کو توڑ دو اور عمارت کو منہدم کر دو۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب منات کے قریب پہنچے تو مجاور پروہتوں نے پوچھا: تم لوگوں نے کیسے زحمت کی حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا ہم منات کو توڑنے آئے ہیں۔ پروہتوں نے کہا: "تمہارا تو معاملہ منات سے براہ راست رہے گا۔"

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بت کی طرف چند قدم چلے تھے کہ معاً ایک کریہہ صورت، کالی رنگت، تند خصلت اور برہنہ حالت میں ایک عورت نکلی آہ و بکا اور شور وشیون کرتی ہوتی۔

سب سے بڑے پروہت نے کہا: "اے صاحب اختیار دیوتا منات! تو صاحب قوت اور صاحب شوکت ہے، تو اپنے غیظ وغضب سے اپنے مٹانے والے کو مٹا دے۔

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو تلوار کا ہاتھ مارا، وہ ٹکڑے ہو کر تڑپی پھر جہنم رسید ہوئی بعد ازاں منات کو ضربوں سے چور چور کر دیا گیا اور اس کی عمارت کو منہدم کر دیا گیا۔

﴿ابن سعد﴾

ابو الشریح عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: مکہ اللہ تعالیٰ کا حرم ہے جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھتا ہے یعنی مسلمان ہے، آئندہ کبھی بھی اس کے لیے لائق نہیں ہے کہ حرم کی حدود میں جنگ وقتال کرے خون ریزی کرے حدود حرم کے درخت کاٹے یا جانوروں کا شکار کرے۔ یہ میرے لیے بھی ہے کیونکہ فتح کے دن میرے لیے اجازت بھی دن کی ایک گھڑی میں تھی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اصحاب فیل سے مکہ کی حفاظت کی مگر اپنے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو اہل مکہ پر غالب کر دیا۔ لوگو! آگاہ رہو حرم مکہ میں خون ریزی حرام ہے اور میرے لیے بھی صرف ایک بار، دن کے ایک خاص حصے میں اکی گھڑی کے لیے حلال ہوا تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہجرت مدینہ سے قبل رسول اللہ ﷺ نے مجھے۔

دعوت اسلام دی۔ میں نے کہا حیرت ہے آپ ﷺ مجھ سے امید رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی اتباع کرلوں گا۔ آبائی اور موروثی دین کو چھوڑ کر آپ ﷺ کا نیا دین قبول کرلوں گا۔

زمانہ جاہلیت میں دوشنبہ اور پنج شنبہ کو کعبہ طواف کے لیے کھولا جاتا تھا۔ ان دونوں کے علاوہ ایک روز آپ ﷺ تشریف لائے اور کعبۃ اللہ میں داخل ہونا چاہا۔ مگر میں نے سختی سے روک دیا۔ آپ ﷺ نے تحمل وبرداشت سے کام لیا اور فرمایا: اے عثمان رضی اللہ عنہ یاد رکھو وہ وقت کچھ دور نہیں ہے کہ خانہ کعبہ کی چابی ایک صاحب اختیار کی حیثیت سے میرے پاس ہوگی اور میں جسے چاہوں گا تولیت کے ساتھ چابی عطا کروں گا۔

میں نے کہا تھا کہ اے محمد (ﷺ) اس وقت قریش مر چکے ہوں گے یا پھر وہ ذلت ورسوائی کو برداشت کرلیں گے؟"

آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا تھا "عثمان! ایسا نہیں ہے، اس دن قریش کو عزت اور معافی ملے گی۔ یہ فرما کر آپ ﷺ کعبہ میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد میں آپ ﷺ کو کعبہ کے اندر داخلہ سے نہ روک سکا۔ لیکن آپ ﷺ کی باتیں میرے دل میں گھر کر گئی تھیں۔ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے، وہ ہو کر رہے گا پھر میں نے مسلمان ہو جانے کا ارادہ کیا تو میری قوم نے مجھے جھڑکا اور سختی کے ساتھ خائف کر دیا۔

فتح مکہ کے روز حضور نبی کریم ﷺ نے کعبۃ اللہ کی چابی مجھ سے طلب فرمائی، میں نے چابی دی اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ میں لے کر پھر مجھ ہی کو عطا فرما دی اور کہا یہ چابی ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی۔ تم سے کسی کا چابی لینا دراصل ظلم سے چھین لینے کے مترادف ہوگا۔

میں حضور نبی کریم ﷺ سے جدا ہو کر چند قدم چلا تھا تو مجھے آواز دی، میں پلٹ کر حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے تبسم فرماتے ہوئے پوچھا:

عثمان (رضی اللہ عنہ)! کیا وہ بات پوری نہ ہوئی جو میں نے تم سے کہی۔ فوراً مجھے آپ ﷺ کا وہ فرمان یاد آ گیا جو آپ نے ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں مجھ سے فرمایا تھا، یہ سن کر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے جو فرمایا وہ بالکل صحیح ثابت ہوا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

غزوۂ حنین میں معجزات کا ظہور

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ تم لوگ حنین میں رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں ہم لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تھے مگر سرور کونین ﷺ نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ فرمائی ہوازن بڑی ماہر تیر انداز قوم تھی جب ہمارا ان سے مقابلہ ہوا اور ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور لوگ مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے تو

انہوں نے ہم پر سامنے سے تیراندازی شروع کر دی جس کے بعد مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔ ہم نے اس وقت دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی سواری کی لگام ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ پکڑے ہوئے کھڑے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کی زبان پر تھا:

انا النبی لا کذب

انا ابن عبد المطلب

ترجمہ: ”میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں ہے، میں ابن عبدالمطلب ہوں۔“

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عیاض بن حارث نضری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین میں مٹھی بھر کنکریاں لیں اور مخالف لشکر کی طرف پھینکیں تو پھر وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

﴿تاریخ بخاری، ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

عبدالرحمٰن ام برثن رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ان سے مشرکین حنین میں سے ایک شخص نے کہا: جب ہم مسلمانوں کے مقابل ہوئے اور حملۂ عام کا آغاز ہوا تو مسلمان اتنی دیر بھی میدان میں نہ رکے کہ جتنی دیر میں چرواہا ایک بکری کا دودھ نکالتا ہے، ہم نے ان کے پاؤں اکھیڑ دیئے ہم نے ان کے تعاقب میں آگے بڑھ رہے تھے کہ اسی اثناء میں ہماری نظر ایک سوار پر پڑی جو سفید خچر پر تھا ہم نے بہ غور دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے اور آپ کے چاروں طرف آس پاس سفید و حسین چہروں والے افراد تھے۔ انہوں نے ہم تعاقب کرنے والوں پر ایک خاص انداز سے نگاہ ڈالی اور پھر کہا: ”شَاهَتِ الْوُجُوْهُ اِرْجِعُوْا“ تو ہم بھاگ پڑے اور وہ لوگ ہمیں تو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ہمارے حلقوم کو چھید رہے ہیں اور شانوں پر چڑھے بیٹھے ہیں۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

کدورت محبت میں تبدیل اور صحابہ کی عقیدت:

حضرت ابن المبارک رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر ہذلی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی کہ شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حنین میں جہاد کیا تو مجھ کو اپنے باپ عثمان اور چچا کی یاد آ گئی۔ ان دونوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ میرے اندر بے پناہ جوش انتقام بھڑک اٹھا پس میں نے ارادہ کر لیا کہ محمد ﷺ سے انتقام لوں گا۔

میں حنین سے میدان جنگ میں پہنچا۔ میری نظروں نے حضور نبی کریم ﷺ کو تلاش کر لیا مگر آپ کے قریب داہنی جانب عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے سوچا یہ آپ کے چچا ہیں آپ کی بھرپور مدافعت کریں گے۔ جب میں نے دوبارہ ماحول کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ آپ ﷺ کے بائیں جانب ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں، سوچا یہ چچازاد برادر ہیں، ان کو بھی سچی اور پوری ہمدردی ہوگی۔ پھر میں اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے پیچھے کی طرف اس قدر قریب آ گیا کہ وہاں سے تلوار کا وار باسانی کر سکتا

تھا کہ معاً ایک آگ کا شعلہ بالکل میرے قریب سامنے کی طرف فروزاں ہوا۔ میں پیچھے ہٹ گیا۔ عین اسی وقت حضور نبی کریم ﷺ نے میری طرف توجہ کی اور فرمایا:

شیبہ! قریب آؤ میں آگے بڑھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا جس سے تمام کدورت اور خصومت کا بخار میرے دل سے نکل گیا اور آپ ﷺ کی شخصیت میرے لیے دنیا کی ہر شئے سے زیادہ محبوب ہوگئی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شیبہ! مشرکین سے جہاد کرو۔ اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مہاجرین کو بلاؤ اور انصار کو بھی آواز دو۔ شیبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے اصحاب کے اس جذبہ اخلاص، محبت اور ایثار کو بیان کرنے کے لیے میں کون سا اسلوب بیان اختیار کروں اور کس شئے سے اس کو تشبیہ دوں؟ پھر شیبہ رضی اللہ عنہ نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا: ایک ناقہ کی اپنی اولاد سے محبت ضرب المثل ہے حضور سرور عالم ﷺ کے صحابہ کو اس سے بھی کہیں زیادہ محبت اپنے سردار ﷺ سے تھی۔

میں دیکھ رہا تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بس اعلان ہی کیا تھا اور مہاجرین و انصار اس مرکز برکات، ذات والا صفات کی جانب کھنچے آرہے تھے، گویا مہتاب کی خلاء میں کواکب و کہکشاں کا ایک لڑی میں پرویا ہوا قافلہ۔ ان آنے والوں نے ہر طرف سے آکر ہجوم کر یا پھر آپ ﷺ نے زمین پر سے کنکریاں لیں اور مشرکین بنوثقیف اور ہوازن کی طرف پھینکا اور فرمایا "شَاهَتِ الْوُجُوْهُ اِرْجِعُوْا حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ۔" پس تمام مشرکین ہزیمت کھا کر بھاگ پڑے۔

﴿ابو القاسم بغوی، بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول:

حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عطیہ ان لوگوں میں سے تھا جس نے نبی کریم ﷺ سے ہوازن کے قیدیوں کے بارے میں باتیں کی تھیں اور پھر تمام صحابہ نے اپنے اپنے حصے میں آئے قیدیوں کو واپس کر دیا تھا۔ مگر ایک شخص نے قیدی کو نہیں لوٹایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی کہ اے خدا تو اس کا حصہ ضائع کر دے۔ پس وہ نوعمر دوشیزہ لڑکیوں اور نوجوان مضبوط غلاموں کے پاس سے گزرتا اور ان کو چھوڑتا گیا۔ اس کی نگاہ ایک سن رسیدہ بوڑھی عورت پر پڑی، اس نے کہا یہ عورت مجھے مطلوب ہے اس لیے کہ یہ قبیلہ کی ماں ہے، لوگ آئیں گے اور مناسب فدیہ دے کر لے جائیں گے۔

اس انتخاب پر عطیہ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور کہا عجیب رہا اس کا انتخاب۔ اس نے ایک ایسی ضعیفہ کو پسند کیا ہے جو نہ آنکھوں سے ٹھیک دیکھتی ہے نہ کانوں سے ہر آواز سنتی ہے، اس کے منہ میں نہ دانت ہیں نہ ٹھوس جسم۔ بے چاری کا کوئی ولی وارث بھی نہ تھا۔ معزز گھرانہ بھی نہ تھا کہ قبیلہ کی عزت ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جس شخص کو بد دعا دی تھی مجبوراً چند دن انتظار کے بعد اس بڑھیا کو آزاد کر دیا۔

﴿ابونعیم﴾

غزوۂ تبوک میں معجزات کا ظہور

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو کچھ افراد پیچھے رہ گئے تھے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بھی بعد میں آ کر لشکر میں شامل ہوئے تھے کچھ مسلمانوں نے دیکھ کر عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کوئی شخص راہ میں ہے اور ہماری طرف آ رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوذر (رضی اللہ عنہ) ہوں گے۔ جب وہ مزید آگے بڑھے، کچھ لوگوں نے مزید غور کیا تو وہ پہچان گئے اور کہنے لگے ہاں اے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو ابوذر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اللہ تعالیٰ ابو ذر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے وہ تنہا ہی چلتے ہیں، تنہا ہی مریں گے اور تنہا ہی اٹھائے جائیں گے۔

تو زمانے کے لوگوں کو جو ایذا پہنچی وہ انہیں بھی پہنچ کر رہی۔ وہ ربذہ میں جا کر رہے اور وہیں یکہ و تنہا رہ کر زندگی گزار دی اور وہیں وفات پائی۔ ان کے پاس صرف ان کی زوجہ اور غلام تھا۔ ان کا جنازہ شاہراہ عام پر لا کر رکھ دیا گیا۔ اسی وقت ایک قافلہ وارد ہوا۔ قافلہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے جب انہیں معلوم ہوا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہے تو اشکبار ہوئے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی تنہائی کے بارے میں جو قول اوپر بیان ہوا اس کو بیان کیا اور نماز جنازہ پڑھائی۔

﴿ابن اسحاق، حاکم، بیہقی﴾

چشمہ میں برکت:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم غزوۂ تبوک پر روانہ ہوئے تو ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انشاء اللہ تم کل صبح چشمہ تبوک پر پہنچ جاؤ گے مگر چاشت سے پہلے پہنچنا ہوگا۔ تو جو لوگ یا فرد وہاں پہنچے وہ چشمہ کے پانی کو نہ چھوئے نہ استعمال کرے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چشمہ پر پہنچے وہ تسمہ کی مانند تھا اور کسی قدر اس سے پانی نکل رہا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برتن میں پانی لیا اور اس سے چہرۂ انور اور دست مبارک دھوئے اس کے بعد وہ پانی چشمہ میں ڈال دی تو پھر اس سے بہ کثرت پانی جاری ہو گیا، تمام لوگوں نے اسے استعمال کیا۔ اس کے بعد فرمایا: اے معاذ (رضی اللہ عنہ)! اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ اس چشمہ کے پانی سے باغات بھر جائیں گے۔ چنانچہ چشمہ آج بھی جاری ہے۔

﴿مسلم﴾

کھانے میں بے پناہ برکت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز تبوک کے موقع پر جب لشکر اسلام کو بھوک نے بے تاب کر دیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سواری اور بار برداری کے اونٹوں کو ذبح

کرنے کے لیے اجازت طلب کی گئی۔
یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر ایسا کیا گیا تو سواری کے جانور کم ہو جائیں گے۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ! بچا ہوا سامان خور ونوش اور آذوقہ لوگوں سے جمع کرا کر اس میں ان کے لیے دعائے برکت فرما دیں تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت فرما دے گا۔
حضور نبی کریم ﷺ نے دستر خوان طلب فرما کر پس خوردہ سامان خورد ونوش کو اس پر جمع کرنے کا حکم دیا۔ وہ تھوڑا تھوڑا اور دانہ ہو کر ڈھیر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور لشکر مجاہدین سے فرمایا کہ توشہ دانوں میں اچھی طرح بھر لو! چنانچہ پورے لشکر نے ایسا ہی کیا اور سب کے برتن پر ہو گئے۔ دستر خوان پر پھر بھی باقی رہا۔ اللہ تعالیٰ کی برکت اور قدرت کے اس عام مشاہدہ اور معجزے کے ظہور کے بعد آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمات ادا ہوئے۔ **اشهد ان لا اله الا الله وانی رسول الله.** پھر مطلع فرمایا اس کلمہ کے اقرار وشہادت کے بعد جو بھی اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اسے اس میں شک نہ ہو تو اسے جنت سے روکا نہ جائے گا۔

﴿مسلم﴾

مشکیزہ گھی سے لبریز:

حضرت ابو خالد خزاعی یزید بن یحییٰ، محمد بن حمزہ بن عمرو اسلمی (رحمہم اللہ) سے انہوں نے اپنے والد اور دادا سے روایت کی کہ حضور نبی کریم ﷺ جب تبوک کے غزوہ میں تشریف لے جا رہے تھے تو میں ایک گھی کے مشکیزہ پر مامور تھا۔
ایک روز میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد پر کھانے کی تیاری کا ارادہ کیا دیکھا تو مشکیزہ میں گھی بہت ہی تھوڑا رہ گیا تھا، پس میں نے مشکیزہ کو دھوپ میں رکھ دیا تاکہ ہر طرف سے پگھل کر یکجا ہو جائے۔ میں آرام کیلئے ذرا دراز ہوا اور نیند آ گئی، تھوڑے ہی وقفہ میں آنکھ کھل گئی۔ مشکیزہ اٹھانے پہنچا تو اللہ تعالیٰ کی شان اور حضور نبی کریم ﷺ کے معجزے سے مشکیزہ گھی سے لبریز ہی نہ تھا بلکہ اس کے دہانے سے گھی باہر نکل کر بہہ رہا تھا، میں نے گھبرا کر اس کا دہانہ دبا لیا اور اٹھا لایا۔ سرور کونین ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر عمرو اس کے دہانے کو نہ دباتے تو گھی سے تمام وادی بھر جاتی۔

﴿ابونعیم﴾

کھجوروں میں عظیم برکت:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا بنی سعد کا ایک شخص بیان کرتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تبوک میں حاضر ہوا، آپ ﷺ صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ ساتویں شخص تھے، یعنی کل نفوس سات تھے۔ میں نے اسلام قبول کیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: ہمیں کھانا کھلاؤ، پس انہوں نے دستر خوان بچھایا اور تھیلی سے چند کھجوریں نکالیں جو گھی اور پنیر سے تر تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھاؤ تو ہم سب حاضرین نے کھجوریں کھائیں اور

سب شکم سیر ہوگئے، اس وقت میں نے کہا: اے اللہ کے رسول اللہ علیہ! اگر میں تنہا کھانے والا ہوتا تو یہ ساری کھجوریں کھا جاتا۔ (یعنی قدر قلیل کھجوریں اتنے افراد کو کافی ہوگئیں۔)

دربارِ نبوت علیہ میں دوسرے دن میں پھر حاضر ہوا۔ اس موقع پر دس اشخاص اور بھی موجود تھے۔ حضور نبی کریم علیہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ہم کھانا کھائیں گے۔ وہ تھیلی کے اندر ڈال کر خرمے تلاش کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر فرمایا: اے بلال رضی اللہ عنہ! بہت نکلے گا، تھیلی کو دسترخوان پر الٹ دو، اور ذی العرش (یعنی اللہ تعالیٰ) سے کمی کا اندیشہ نہ کرو۔ انہوں نے تھیلی کا منہ نیچا کر کے جھٹکا دیا، کھجوریں کپڑے پر آگئیں۔ ان کی مقدار میرے اندازے میں دومد ہوگی۔ حضور نبی کریم علیہ نے اپنا دست مبارک کھجوروں پر رکھا اور پھر ہاتھ کو ہٹاتے ہوئے کہا: بسم اللہ کر کے شروع کرو، میں نے اور تمام لوگوں نے جس قدر کھا سکتے تھے کھائیں، پھر بھی دسترخوان پر اتنی ہی کھجوریں باقی رہ گئیں۔ میں تیسرے روز پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس روز چند اشخاص اور زیادہ ہوگئے، میرے خیال میں بارہ یا تیرہ افراد ہوں گے۔ اس روز بھی کھانے کا وقت تھا۔ حضور نبی کریم علیہ نے فرمایا: اے بلال رضی اللہ عنہ! ہم کھانا کھائیں گے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ وہی تھیلی لائے۔ اندر کے خرمے کھانے کے کپڑے پر الٹ دیئے۔ حضور نبی کریم علیہ نے پھر دست مبارک رکھا اور ارشاد فرمایا: بسم اللہ کرو، چنانچہ ہم سب نے سیر ہو کر کھائے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جتنے خرمے نکالے تھے کم سے کم اتنے ہی بچے ہوئے پھر تھیلی کے اندر بھر لیے، اس طرح تین دن مسلسل مجھے یہ معجزہ دیکھنے کا موقع ملا۔ ﴿ابونعیم﴾

انگلیوں سے پانی کے چشمے ابل پڑے:

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلامی لشکر رسول اللہ علیہ کی قیادت میں غزوہ کیلئے رواں دواں تھا۔ اثنائے راہ میں پیاس لگی، پھر وہ اس درجہ شدید ہوگئی کہ پیاس کے غلبہ سے زبانیں تالوؤں پر چمٹ گئیں۔ حضور نبی کریم علیہ نے پیالے میں تھوڑا پانی طلب فرمایا اور قطرے قطرے جگہ جگہ سے لے کر دو تین گھونٹ پانی جمع کر کے پیش خدمت کیا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پیالے کے پانی میں انگلیاں ڈبو دیں، پس آپ علیہ کی انگلیوں سے پانی ابل پڑا جس کو ذخیرہ کر لیا گیا اور تمام لشکر جس میں تیس ہزار مجاہد، بارہ ہزار اونٹ اور بارہ ہزار گھوڑے تھے، سب کے سب خوب سیراب ہوگئے۔ راوی حدیث ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

تبوک میں چار معجزے ظہور میں آئے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب رسول اللہ علیہ واپس آ رہے تھے، سخت گرمی، تپش اور حرارت کی وجہ سے دو مرتبہ کے بعد پھر تیسری بار تشنگی لوگوں پر غالب آ گئی۔ حضور نبی کریم علیہ نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو تلاش آب کیلئے روانہ فرمایا۔ وہ تلاش کرتے ہوئے مقامِ تبوک اور حجر کے درمیان پہنچے تو وہاں انہوں نے ایک عورت کے پاس مشکیزہ میں قلیل سا پانی دیکھا۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے باتیں کیں اور حضور نبی کریم علیہ کے پاس اس عورت کو لے کر آ گئے۔ حضور نبی کریم علیہ نے وہ پانی سامنے رکھا اور دعا فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا: "اے لوگو! پانی پیو، اور

اپنے اپنے برتن بعد کیلئے بھی بھر لو، اور تمام اونٹوں اور گھوڑوں کو بھی سیراب کر دو۔"

﴿واقدی، ابونعیم﴾

باران رحمت کا نزول:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ جیش عسرت کی کیا کیفیت تھی، تو آپ نے فرمایا: ہم سخت گرمی کے موسم میں تبوک کی طرف روانہ ہوئے، ایک منزل پر جب ہم نے قیام کیا تو ہمیں ایسی شدید پیاس نے گھیرا گویا یہ گرمی ہماری جان نکال لے گی۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے، حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کیلئے دست ہائے مبارک بلند فرمائے، ابھی دست مبارک نیچے نہ آنے پائے تھے کہ آسمان پر گڑگڑاہٹ ہوئی، بادل چھا گئے اور خوب بارش ہوئی، اہل لشکر نے اپنے تمام برتن پانی سے بھر لیے۔

﴿ابونعیم﴾

ابی حمید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نصرانیوں کے حملہ کی خبر سن کر تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر وادی قریٰ میں ایک خاتون کے باغ کے پاس سے گزرے۔ سرور کونین ﷺ نے فرمایا: تم اس باغ کی کھجوروں کا تخمینہ لگاؤ۔ ہم نے تخمینہ لگایا، سرور ذیشان ﷺ کا اندازہ دس وسق تھا۔ اس عورت سے کہا: تم اپنی کھجوروں کا ناپ تول کر لینا اور ہم انشاء اللہ تمہارے پاس واپس آئیں گے۔ ہم میدان تبوک میں تھے کہ ایک روز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج رات شدید ہوا اور سخت جھکڑ چلیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ تم میں سے کوئی شخص باہر نکل کر ہوا کے تھپیڑوں میں کھڑا نہ ہو اور جس مجاہد کی تحویل میں کوئی جانور، اونٹ یا گھوڑا ہو اس کو چاہیے کہ وہ اس کے پیروں کو باندھ دے، چنانچہ آندھی آئی، اتفاق کہیے یا لاپرواہی کہ ایک شخص کھڑا تھا، ہوا کے زور اور تھپیڑوں نے اسے لے جا کر جبل طے کے پاس ڈال دیا۔ جب ہم واپسی کے وقت وادی قریٰ سے گزر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے مالکہ باغ سے دریافت کیا تمہاری کھجوریں کتنی ہوئیں؟ اس نے بتا دیا: دس وسق۔

﴿مسلم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تبوک سے واپسی کے وقت رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو چار سو بیس سواروں کے ساتھ اکیدر کی طرف دومۃ الجندل بھیجا اور فرمایا اکیدر تم کو جنگل میں شکار کرتا ملے گا تم اس کو گرفتار کر لو گے اور دومہ فتح ہو جائے گا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ جب پہنچے، اکیدر شکار کرنے کیلئے گائے کا تعاقب کر رہا تھا، پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر اس کو اپنی مضبوط گرفت میں لے لیا اور اس طرح غزوہ میں یہ چار اہم معجزات ظہور میں آئے۔

﴿بیہقی﴾

☆☆☆☆☆☆

حصہ اول ختم شد

محمد عبدالاحد قادری

گوگڑاں، تحصیل و ضلع لودھراں